کتاب مستطاب

الشافی

ترجمہ

فروعِ کافی

جلد دوئم

مفسرِ قرآن عالی جناب ادیب اعظم مولانا السید ظفر حسن صاحب قبلہ مدظلہ العالی نقوی الامروہوی

ظفر شمیم پبلیکیشنز ٹرسٹ رجسٹرڈ
ناظم آباد، کراچی

[illegible]
[illegible] آباد لطیف آباد، یونٹ نمبر ۸-C1

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب مستطاب

الشّافی

کتاب الصّلوٰۃ

ترجمہ

فروع کافی

جلد دوم

حضرت ثقۃ الاسلام علاّمہ فہامہ مولانا الشیخ **محمّد یعقوب کلینی** علیہ الرّحمتہ

مُترجمہ

مفسرِ قرآن عالیجناب ادیبِ اعظم مولانا السیّد **ظفر حسن** صاحب قبلہ مدظلہٗ العالی

مُصنّف دو صد کتب

ناشر: **ظفر شمیم پبلیکیشنز ٹرسٹ** (رجسٹرڈ)
ناظم آباد ۲ کراچی

مکتبہ [illegible]
مرکز تبرکات و تحائف
H-37 امام بارگاہ رضویہ سوسائٹی
[illegible]

مُصنِّفہ

سَیِّدُ المُفسِّرین

ادیبِ اعظم الحاج مولانا سیّد ظفر حسن صاحب قبلہ امروہوی

بانی جامعہ امامیہ وصدر جامعہ امامیہ کمیٹی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب مستطاب

الشافی

کتاب الصلوٰۃ

ترجمہ

فروع کافی

جلد دوم

حضرت ثقۃ الاسلام علامہ فہامہ مولانا الشیخ محمد بن یعقوب کلینی علیہ الرحمتہ

مترجمہ

مفسر قرآن عالیجناب ادیب اعظم مولانا السید ظفر حسن صاحب قبلہ مدظلہ العالی

مصنف دو صد کتب

ناشر: ظفر شمیم پبلیکیشنز ٹرسٹ (رجسٹرڈ)
ناظم آباد ۴ ۲ کراچی

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

ناشر ———— ظفر شمیم پبلیکیشنز ٹرسٹ (رجسٹرڈ)
بلاک ۲ سب بلاک اے روڈ ۵
مکان ۱۳ ناظم آباد کراچی

مطبع ———— قریشی آرٹ پریس
ناظم آباد۔ کراچی

کتابت ———— سید محمد رضا زیدی

ھدیہ ———— ۱۶۰ روپے

سال اشاعت ———— ستمبر ۲۰۰۴ء

فہرست مضامین

کتاب الصلوٰۃ

باب نمبر	مضامین	عربی متن	صفحہ اردو ترجمہ
۱	فضیلت نماز	۱	۳
۲	نماز کی حفاظت کرنے والا اور ضائع کرنے والا	۵	۸
۳	فرض الصلوٰۃ	۱۲	۱۴
۴	اوقات نماز کا اوّل و وسط و آخر	۱۵	۱۷
۴(الف)	وقت ظہر وعصر	۱۸	۲۰
۵	وقت مغرب وعشاء	۲۱	۲۴
۶	وقت نماز فجر	۲۶	۲۷
۷	علم وقت نماز بادل اور آندھی کے دن اور استقبال قبلہ	۲۸	۳۰
۸	دو نمازیں ایک ساتھ پڑھنا	۳۱	۳۲
۹	جو نمازیں ہر وقت پڑھی جاسکتی ہیں	۳۳	۳۳
۱۰	طلوع اور ساعات جن میں نماز نہیں پڑھتے۔	۳۴	۳۶
۱۱	اگر کوئی سو جائے یا نماز پڑھنی بھول جائے۔	۳۷	۴۰
۱۲	بنائے مسجد نبوی	۴۳	۴۴
۱۳	مصلی وقت نماز اپنے آگے کیا رکھے	۴۴	۴۵
۱۴	مرد وعورت کا قریب قریب نماز پڑھنا	۴۶	۴۷
۱۵	نماز میں خشوع وکراہت فعل عبث۔	۴۸	۵۰
۱۶	نماز میں دعا وبکا	۵۱	۵۲
۱۷	اذان واقامت وثواب	۵۲	۵۸
۱۸	مسجد میں داخل یا خارج ہوتے وقت کیا کیا جائے۔	۶۱	۶۱
۱۹	افتتاح نماز	۶۲	۶۴
۲۰	قرآت قرآن	۶۶	۷۰
۲۱	عزائم السجود	۷۲	۷۳
۲۲	آخری دو رکعتوں میں قرآت و تسبیح	۷۴	۷۵
۲۳	رکوع وسر اٹھانے کے بعد کیا کیا جائے	۷۵	۷۷
۲۴	سجدہ، تسبیح اور دعا، فرائض و نوافل نمازیں	۷۸	۸۴
۲۵	ذکر رکوع وسجود	۹۰	۹۱
۲۶	کس چیز پر سجدہ نہ کرے اور کیا مکروہ ہے	۹۲	۹۴
۲۷	پیشانی زمین پر رکھنا	۹۵	۹۶
۲۸	قیام وقعود	۹۷	۹۹
۲۹	تشہد وسلام	۱۰۱	۱۰۲
۳۰	قنوت	۱۰۳	۱۰۵

باب نمبر	مضامین	عربی متن	صفحہ اُردو ترجمہ
۳۱	تعقیبات	۱۰۶	۱۱۱
۳۲	نماز میں صدور حدث	۱۱۴	۱۱۴
۳۳	شروع نماز میں سہو	۱۱۵	۱۱۶
۳۴	قرأت میں سہو	۱۱۶	۱۱۷
۳۵	رکوع میں سہو	۱۱۷	۱۱۸
۳۶	سجدہ میں سہو	۱۱۸	۱۱۹
۳۷	پہلی دو رکعتوں میں سہو	۱۱۹	۱۲۰
۳۸	نماز فجر و مغرب و جمعہ میں شک	۱۲۱	۱۲۱
۳۹	تیسری و چوتھی میں شک	۱۲۲	۱۲۴
۴۰	چوتھی اور پانچویں میں شک	۱۲۵	۱۲۶
۴۱	نماز میں کلام کرنا	۱۲۷	۱۲۹
۴۲	ہر نماز میں سہو، کثیر السہو، نافلہ میں سہو، امام و ماموم کا سہو	۱۳۱	۱۳۶
۴۳	سہو کرنے والے کی نماز	۱۳۵	۱۴۰
۴۴	کیا نماز قطع ہو جاتی ہے ضحک حدث اشارہ و نسیان سے۔	۱۴۱	۱۴۳
۴۵	نمازی کا جواب سلام دینا اور نماز میں چھینکنا	۱۴۴	۱۴۵
۴۶	نمازی موذی جانور کو نماز میں مار ڈال سکتا ہے۔	۱۴۵	۱۴۶
۴۷	بنائے مساجد اور کیا وہاں سے لیا جائے اور میں حدث اور نوم	۱۴۷	۱۴۹
۴۸	فضیلت نماز با جماعت	۱۵۱	۱۵۳
۴۹	اس کے پیچھے نماز پڑھنا جس کی اقتدا نہ ہو	۱۵۴	۱۵۵

باب نمبر	مضامین	عربی متن	صفحہ اُردو ترجمہ
۵۰	کس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے کیا غلام پیش نماز ہو سکتا ہے حقدار کون ہے۔	۱۵۷	۱۵۸
۵۱	مرد عورتوں کی امامت کر سکتا ہے عورت عورتوں کی۔	۱۵۹	۱۵۹
۵۲	احکام جماعت	۱۵۹	۱۶۰
۵۳	پیش نماز کا ظاہر یا رو بہ قبلہ نہ ہونا	۱۶۱	۱۶۲
۵۴	ایک شخص تنہا نماز پڑھتا ہے پھر شریک جماعت ہوتا ہے۔	۱۶۲	۱۶۴
۵۵	جو شخص امام کے ساتھ نماز کا کچھ حصہ پالے۔	۱۶۵	۱۶۸
۵۶	کسی کا صفوف جماعت کی طرف چلنا	۱۷۰	۱۷۲
۵۷	نماز کعبہ میں اس کی چھت پر اور یہود و نصاریٰ کے معبدوں میں اور ان مقامات پر جہاں نماز مکروہ ہے۔	۱۷۳	۱۷۸
۵۸	لباس مصلّی	۱۸۰	۱۸۳
۵۹	کس لباس میں نماز مکروہ ہے	۱۸۵	۱۹۰
۶۰	ناپاک لباس میں نماز	۱۹۴	۱۹۷
۶۱	متلثم اور مختضب مصلّی کے متعلق	۱۹۹	۲۰۰
۶۲	بچوں کی نماز اور ان سے مواخذہ کا وقت۔	۲۰۰	۲۰۱
۶۳	نماز مرد پیر و مریض	۲۰۲	۲۰۴
۶۴	بیہوش اور اس مریض کی نماز جس کی تقضا ہو جائے۔	۲۰۵	۲۰۶

باب نمبر	مضامین	عربی متن	صفحہ اردو ترجمہ	باب نمبر	مضامین	عربی متن	صفحہ اردو ترجمہ
۶۵	فضیلت روز جمعہ اور شب جمعہ	۲۰۶	۲۰۹	۸۳	نماز نوافل	۲۴۷	۲۵۳
۶۶	روز جمعہ زینت کرنا	۲۱۱	۲۱۳	۸۴	تقدیم و تاخیر نوافل و قضائے نوافل		
۶۷	وجوب نماز جمعہ اور کس پر واجب ہے	۲۱۴	۲۱۵		اور نماز چاشت۔	۲۵۷	۲۶۱
۶۸	وقت نماز جمعہ و وقت عصر روز جمعہ	۲۱۵	۶۱۶	۸۵	نماز خوف	۲۶۳	۲۶۵
۶۹	نماز جمعہ کے لئے امام کا تہیہ کرنا			۸۶	گھسان کی جنگ میں نماز	۲۶۶	۲۶۷
	اور خطبہ پڑھنا۔	۲۱۷	۲۲۰	۸۷	نماز عیدین و خطبے	۲۶۸	۲۷۰
۷۰	نماز جمعہ میں سورتوں کا تعین	۲۲۳	۲۲۴	۸۸	نماز استسقاء	۲۷۲	۲۷۳
۷۱	نماز جمعہ میں قنوت	۲۲۵	۲۲۶	۸۹	نماز کسوف	۲۷۴	۲۷۵
۷۲	جو نماز جمعہ میں شریک نہ ہو۔	۲۲۶	۲۲۷	۹۰	نماز تسبیح	۲۷۷	۲۷۹
۷۳	روز جمعہ کے نوافل	۲۲۷	۲۲۸	۹۱	نماز فاطمہ زہرا وغیرہ	۲۸۰	۲۸۲
۷۴	نوادر جمعہ	۲۲۸	۲۳۰	۹۲	نماز استخارہ	۲۸۳	۲۸۵
۷۵	ابواب السفر	۲۳۱	۲۳۲	۹۳	نماز طلب رزق	۲۸۷	۲۹۰
۷۶	وہ مسافت جس میں نماز قصر			۹۴	نماز حاجات	۲۹۲	۲۹۵
	ہوتی ہے۔	۲۳۳	۲۳۴	۹۵	خائف کی نماز	۲۹۷	۲۹۸
۷۷	جو سفر کا ارادہ رکھتا ہو یا سفر سے			۹۶	نماز ارادۂ سفر کے وقت	۲۹۸	۲۹۹
	واپس آئے۔	۲۳۵	۲۳۶	۹۷	نماز شکر	۲۹۹	۲۹۹
۷۸	مسافر کسی شہر میں کب تک قصر کرے	۲۳۷	۲۳۸	۹۸	نماز وقت مجامعت و ارادۂ		
۷۹	ملاحوں، مکاریوں اور شکاریوں				تزویج	۳۰۰	۳۰۱
	کے متعلق	۲۳۹	۲۴۰	۹۹	نوادر	۳۰۱	۳۰۷
۸۰	مسافر کا مقیم کی نماز میں شریک ہونا	۲۴۲	۲۴۲	۱۰۰	مساجد کوفہ	۳۱۲	۳۱۳
۸۱	سفر میں نوافل	۲۴۲	۲۴۴	۱۰۱	فضیلت مسجد اعظم کوفہ	۳۱۳	۳۱۶
۸۲	کشتی میں نماز	۲۴۵	۲۴۶	۱۰۲	مسجد سہلہ	۳۱۸	۳۱۹

[بسم‌الله الرحمن الرحيم]

«كتاب الصلاة»

«باب»

(فضل الصلاة)

قال محمّد بن يعقوب الكلينيّ مصنّف هذا الكتاب ـ رحمه‌الله ـ :

١ ـ حدَّثني محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن الحسن بن محبوب ، عن معاوية بن وهب قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن أفضل ما يتقرَّب به العباد إلى ربّهم وأحبّ ذلك إلى الله عزَّوجلَّ ما هو ؟ فقال : ما أعلم شيئاً بعد المعرفة أفضل من هذه الصّلاة ، ألا ترى أنَّ العبد الصّالح عيسى ابن مريم عليه السلام قال : «وأوصاني بالصلاة والزَّكوة ما دمت حيّاً»(١) .

٢ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن محمّد بن عيسى ، عن يونس ، عن هارون بن خارجة ، عن زيد الشحّام ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سمعته يقول : أحبُّ الأعمال إلى الله عزَّ و جلَّ الصّلاة وهي آخر وصايا الأنبياء عليهم السلام ، فما أحسن الرَّجل يغتسل أو يتوضّأ فيسبغ الوضوء ثمَّ يتنحّى حيث لا يراه أنيس فيشرف عليه و هو راكعٌ أو ساجدٌ إنَّ العبد إذا سجد فأطال السجود نادى إبليس : ياويلاه أطاع وعصيت و سجد وأبيت .

٣ ـ عليُّ بن محمّد ، عن سهل بن زياد ، عن الوشّاء قال : سمعت الرِّضا عليه السلام يقول : أقرب ما يكون العبد من الله عزَّوجلَّ وهو ساجد و ذلك قوله عزَّ و جلَّ : «واسجد واقترب»(٢) .

٤ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن محمّد بن عيسى ، عن يونس ، عن يزيد بن خليفة قال :

سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول: إذا قام المصلّي إلى الصّلاة نزلت عليه الرّحمة من أعنان السّماء إلى أعنان الأرض وحفّت به الملائكة وناداه ملك: لو يعلم هذا المصلّي ما في الصلاة ما انفتل.

٥ ـ محمّد بن الحسن، عن سهل بن زياد، عن ابن محبوب، عن أبي حمزة، عن أبي جعفر عليه السلام قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله: إذا قام العبد المؤمن في صلاته نظر الله إليه ـ أو قال: أقبل الله عليه ـ حتّى ينصرف وأظلّته الرّحمة من فوق رأسه إلى اُفق السماء والملائكة تحفّه من حوله إلى اُفق السماء، ووكّل الله به ملكاً قائماً على رأسه يقول له: أيّها المصلّي لو تعلم من ينظر إليك ومن تناجي ما التفتّ ولا زلت من موضعك أبداً.

٦ ـ أبو داود، عن الحسين بن سعيد، عن محمّد بن الفضيل، عن أبي الحسن الرضا عليه السلام قال: الصّلاة قربان كلّ تقيّ.

٧ ـ عنه، عن الحسين بن سعيد، عن صفوان بن يحيى، عن ابن مسكان، عن إسماعيل بن عمّار، عن أبي بصير قال: قال أبو عبدالله عليه السلام: صلاة فريضة خيرٌ من عشرين حجّة وحجّة خيرٌ من بيت مملوّ ذهباً يتصدّق منه حتّى يفنى.

٨ ـ جماعة من أصحابنا، عن أحمد بن محمّد بن عيسى، عن الحسين بن سعيد، عن فضالة، عن عبدالله بن سنان، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّه قال: مرّ بالنبيّ صلى الله عليه وآله رجلٌ وهو يعالج بعض حجراته فقال: يا رسول الله ألا أكفيك؟ فقال: شأنك، فلمّا فرغ قال له رسول الله صلى الله عليه وآله: حاجتك؟ قال: الجنّة، فأطرق رسول الله صلى الله عليه وآله ثمّ قال: نعم، فلمّا ولّى قال له: يا عبدالله أعنّا بطول السجود.

٩ ـ أحمد بن إدريس، عن محمّد بن عبدالجبّار، عن صفوان، عن حمزة بن حمران، عن عبيد بن زرارة، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله: مثل الصلاة مثل عمود الفسطاط إذا ثبت العمود نفعت الأطناب والأوتاد والغشاء وإذا انكسر العمود لم ينفع طنب ولا وتد ولا غشاء.

١٠ ـ محمّد بن إسماعيل، عن الفضل بن شاذان، عن حمّاد بن عيسى، عن إبراهيم ابن عمر اليمانيّ، عمّن حدّثه، عن أبي عبدالله عليه السلام في قول الله عزّ وجلّ: «إنّ

الحسنات يذهبن السيّئات ، قال : صلاة المؤمن باللّيل تذهب بما عمل من ذنب بالنّهار .

١١ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حفص بن البختريّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : من قبل الله منه صلاة واحدة لم يعذّبه و من قبل منه حسنة لم يعذّبه .

١٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن سلمة بن الخطاب ، عن الحسين بن سيف ، عن أبيه قال : حدّثني من سمع أبا عبدالله عليه السلام يقول : من صلّى ركعتين يعلم ما يقول فيهما : انصرف وليس بينه وبين الله ذنب .

١٣ ـ محمّد بن يحيى ، عن عبدالله بن محمّد بن عيسى ، عن أبيه ، عن عبدالله بن المغيرة ، عن السكونيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : الصّلاة ميزان من وفّى استوفى

بسم الله الرحمن الرحیم

کتاب الصلوٰۃ

باب ۱

فضیلت نماز

۱۔ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ بندوں کو اپنے رب سے زیادہ قریب کرنے والی اور خدا کے نزدیک زیادہ محبوب کیا ہے۔ فرمایا معرفت کے بعد نماز کیا تم نہیں جانتے کہ عبد صالح حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا ہے کہ جب تک میں زندہ

ہوں اللہ نے مجھے نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ (ض)

۲۔ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے سنا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب عمل نماز ہے اور وہ انبیا علیہم السلام کی آخری وصیت ہے کیا اچھا ہے وہ شخص جو غسل یا وضو کرے اور پھر الگ جا کر کسی گوشہ میں رکوع و سجود کرے اور نہ کوئی دوست اسے دیکھ نہ ہو، جب بندہ سجدہ کو طول دیتا ہے تو شیطان کہتا ہے میرے ہلاکت ہو اس نے خدا کی اطاعت کی اور میں نے نافرمانی، اس نے سجدہ کیا اور میں نے انکار کیا۔ (صحیح)

۳۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے سنا کہ بندے کو خدا سے سب سے زیادہ قریب کرنے والا اس کا سجدہ ہے جیسا کہ فرمایا ہے سجدہ کرو قربت حاصل کرو۔ (ص)

۴۔ فرمایا حضرتؑ نے جب کوئی نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے تو اس پر اطراف آسمان سے زمین کے اطراف تک رحمت خدا نازل ہوتی ہے اور ایک فرشتہ ندا کرتا ہے اگر یہ مصلی جان لیتا کہ نماز کا ثواب کیا ہے تو یہ نماز ترک نہ کرتا۔ (ض)

۵۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا ہے جب کوئی بندۂ مومن نماز میں ہوتا ہے تو اللہ اس کی طرف نظر کرتا ہے یا اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے جب تک وہ نماز میں رہے اس کے سر پر افق سماں تک رحمت الٰہی سایہ فگن رہتی ہے اور ملائکہ اس کے گرد رہتے ہیں افق آسمان تک اللہ ایک فرشتہ کو مقرر کرتا ہے جو اس کے سرہانے کھڑا کہتا ہے۔ اے مصلی اگر تو جان لیتا کہ کون تیری طرف دیکھ رہا ہے تو کس سے مناجات کر رہا ہے تو تو کبھی کسی طرف متوجہ نہ ہوتا اور اپنی جگہ سے نہ ہٹتا۔ (ض)

۶۔ فرمایا امام رضا علیہ السلام نے نماز پرہیزگاری سے زیادہ باعث قربت ہے۔ (ض)

۷۔ فرمایا نماز فریضہ حج سے بہتر ہے اور ایک حج بہتر ہے اس گھر سے جو سونے سے بھرا ہوا ہو اور وہ سب راہ خدا میں دے دیا جائے

۸۔ فرمایا رسول اللہؐ کے پاس سے گزرا وہ شخص جس نے بعض ازواج نبی کا علاج کیا تھا اس نے کہا یا رسول اللہ میری خدمات ٹھیک ہو گئیں۔ فرمایا ٹھیک ہیں جب وہ چلنے لگا تو آپؐ نے فرمایا تو کیا چاہتا ہے اس نے کہا جنّت، حضرت نے سر جھکا لیا پھر فرمایا اے بندۂ خدا ہم مدد کرتے ہیں طول سجدہ کے ساتھ۔

۹۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت رسول خدا نے فرمایا ہے کہ نماز کی مثال ستون خیمہ کی ہے۔ جب تک ستون قائم ہے۔ رسیاں، میخیں اور پردے اپنی جگہ پر قائم رہتے ہیں اور ان سے فائدہ پہنچتا ہے لیکن جب وہ گر جائے تو یہ سب چیزیں بیکار ہو جاتی ہیں۔ (مجہول)

۱۰۔ فرمایا حضرتؑ نے اس آیت کے متعلق نیکیاں گناہوں کو کھا جاتی ہے۔ فرمایا نماز جب مرد مومن رات کو پڑھتا ہے وہ اس کے دن کے گناہوں کو دور کر دیتی ہے۔ (مرسل)

۱۱۔ فرمایا جس کی ایک نماز قبول ہو گئی اس پر عذاب نہ ہوگا اور جس کی ایک نیکی قبول ہو گئی اس پر بھی عذاب نہ ہوگا۔ (حسن)

۱۲۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے جو دو رکعت نماز پڑھے اور جو کہتا ہو اور اس کو جانتا بھی ہو تو آپ کے اور خدا کے درمیان کوئی گناہ نہ رہے گا۔ (ضعیف)

۱۳۔ فرمایا رسولؐ خدا نے نماز ایک ترازو ہے جس نے پورا رکھا پورا پایا۔

﴿باب ۲﴾

☆(من حافظ على صلاته أو ضيعها)☆

١ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن محمّد بن عيسى ، عن يونس بن عبد الرّحمن ، عن عبد الرّحمن بن الحجّاج ، عن أبان بن تغلب قال : كنت صلّيت خلف أبي عبدالله عليه السلام بالمزدلفة فلمّا انصرف التفت إليَّ فقال : يا أبان الصلوات الخمس المفروضات من أقام حدودهنَّ و حافظ على مواقيتهنَّ لقى الله يوم القيامة وله عنده عهد يدخله به الجنّة ومن لم يقم حدودهنَّ ولم يحافظ على مواقيتهنَّ لقى الله ولاعهد له إن شاء عذّبه وإن شاء غفر له.

٢ ـ الحسين بن محمّد الأشعريّ ، عن عبدالله بن عامر ، عن عليِّ بن مهزيار ، عن ابن أبي عمير ، عن عبدالرَّحمن بن الحجّاج ، عن أبان بن تغلب قال : صلّيت مع أبي عبدالله عليه السلام المغرب بالمزدلفة فلمّا انصرف أقام الصلاة وصلّى العشاء الآخرة لم يركع بينهما ثمَّ صلّيت معه بعد ذلك بسنة فصلّى المغرب ثمَّ قام فتنفّل بأربع ركعات ثمَّ أقام فصلّى العشاء الآخرة ثمَّ التفت إليَّ فقال : يا أبان هذه الصّلوات الخمس المفروضات من أقامهنَّ وحافظ على مواقيتهنَّ لقى الله يوم القيامة وله عنده عهد يدخله به الجنّة ومن لم يصلّهنَّ لمواقيتهنَّ ولم يحافظ عليهنَّ فذاك إليه إن شاء غفر له وإن شاء عذّبه.

٣ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن محمّد بن عيسى ، عن يونس بن عبدالرَّحمن ، عن يونس ابن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قيل له و أنا حاضر : الرَّجل يكون في صلاته خالياً فيدخله العجب فقال : إذا كان أوَّل صلاته بنيّة يريد بها ربّه فلا يضرُّه مادخله بعد ذلك فليمض في صلاته وليخسأ الشّيطان.

٤ ـ جماعةٌ ، عن أحمدبن محمّدبن عيسى ، عن الحسين بن سعيد ، عن فضالة ، عن حسين بن عثمان ، عن سماعة ، عن أبي بصير قال : سمعت أباجعفر عليه السلام يقول : كلّ سهوفي الصّلاة(٢) يطرح منها غيرأنّ الله تعالى يتمّ بالنوافل ، إنّ أوّل ما يحاسب به العبد الصلاة فإن قُبلت قُبِل ماسواها ، إنّ الصّلاة إذا ارتفعت في أوّل وقتها رجعت إلى صاحبها وهي بيضاء مشرقة تقول : حفظتني حفظك الله وإذا ارتفعت في غير وقتها بغير حدودها رجعت إلى صاحبها وهي سوداء مظلمة تقول : ضيّعتني ضيّعك الله .

٥ ـ محمّدبن يحيى ، عن أحمدبن محمّد ، عن الحسين ، عن محمّدبن الفضيل قال : سألت عبداً صالحاً عليه السلام عن قول الله عزّ و جلّ : « الّذينهم عن صلاتهم ساهون » قال : هو التّضييع .

٦ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن عمربن اُذينة ، عن زرارة عن أبي جعفر عليه السلام قال : بينا رسول الله صلّى الله عليه وآله جالس في المسجد إذ دخل رجلٌ فقام يصلّي فلم يتمّ ركوعه ولا سجوده فقال صلّى الله عليه وآله : نقر كنقر الغراب لئن مات هذاوهكذا صلاته ليموتنّ على غيردينى

٧ ـ عنه ، عن أبيه ، عن حمّاد ، عن حريز ، عن زرارة ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : قال : لا تتهاون بصلاتك فإنّ النبيّ صلّى الله عليه وآله قال عند موته : ليس منّي من استخفّ بصلاته ، ليس منّي من شرب مسكراً لايرد عليّ الحوض لا والله .

٨ ـ عليّ بن محمّد ، عن سهل بن زياد ، عن النّوفليّ ، عن السكونيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال رسول الله صلّى الله عليه وآله : لايزال الشّيطان ذعراً من المؤمن ما حافظ على الصّلوات الخمس فإذا ضيّعهنّ تجرّء عليه فأدخله في العظائم

٩ ـ محمّدبن يحيى ، عن أحمدبن محمّدبن عيسى ، عن الحسين بن سعيد ، عن صفوان ابن يحيى ، عن العيص بن القاسم قال : قال أبوعبدالله عليه السلام : والله إنّه ليأتي على الرّجل خمسون سنة وما قبل الله منه صلاة واحدة فأيّ شيء أشدّ من هذا والله إنّكم لتعرفون من جيرانكم وأصحابكم من لو كان يصلّي لبعضكم ما قبلها منه لاستخفافه بها ، إنّ

الله عزّ وجلّ لا يقبل إلّا الحسن فكيف يقبل ما يستخفّ به .

١٠ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن الحكم ، عن هشام بن سالم ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا قام العبد في الصلاة فخفّف صلاته قال الله تبارك وتعالى لملائكته : أما ترون إلى عبدي كأنّه يرى أنّ قضاء حوائجه بيد غيري أما يعلم أنّ قضاء حوائجه بيدي .

١١ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد ؛ ومحمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن حمّاد ابن عيسى ، عن حريز ، عن زرارة ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : إذا ما أدّى الرّجل صلاة واحدة تامّة قبلت جميع صلاته وإن كنّ غير تامّات و إن أفسدها كلّها لم يقبل منه شيء منها ولم يحسب له نافلة ولا فريضة وإنّما تقبل النّافلة بعد قبول الفريضة وإذا لم يؤدّ الرّجل الفريضة لم يقبل منه النّافلة و إنّما جعلت النّافلة ليتمّ بها ما أفسد من الفريضة .

١٢ ـ وبهذا الإسناد ، عن حريز ، عن الفضيل قال : سألت أباجعفر عليه السلام عن قول الله عزّ و جلّ : «الّذينهم على صلواتهم يحافظون » قال : هي الفريضة ، قلت : «الّذينهم على صلوتهم دائمون » قال : هي النافلة .

١٣ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن فضالة بن أيّوب ، عن داود بن فرقد قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : قوله تعالى : «إنّ الصلوة كانت على المؤمنين كتاباً موقوتاً » قال : كتاباً ثابتاً وليس إن عجّلت قليلاً أو أخّرت قليلاً بالّذي يضرّك مالم تضيّع تلك الاضاعة فإنّ الله عزّ وجلّ يقول لقوم : «أضاعوا الصلوة واتّبعوا الشّهوات فسوف يلقون غيّا

١٤ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن محبوب ، عن جميل بن درّاج ، عن بعض أصحابه ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : أيّما مؤمن حافظ على الصّلوات المفروضة فصلاّها لوقتها فليس هذا من الغافلين .

١٥ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن إسماعيل ، عن أبي إسماعيل السرّاج

عن ابن مسكان ، عن أبي بصير قال: قال أبو الحسن الأوّل عليه السلام : إنّه لمّا حضر أبي الوفاة قال لي : يا بنيّ إنّه لاينال شفاعتنا من استخفّ بالصلاة .

١٦ ـ محمّد ، عن سهل بن زياد ، عن النّوفليّ ، عن السكونيّ ، عن جعفر ، عن أبيه عليهما السلام قال : قال رسول الله صلّى الله عليه وآله : لكلّ شيء وجه ووجه دينكم الصّلاة ، فلا يشيننّ أحدكم وجه دينه ، و لكلّ شيء أنف وأنف الصّلاة التكبير .

باب۲

نماز کی حفاظت کرنے والا اور ضایع کرنے والا

۱۔ ابان بن تغلب نے کہا کہ میں مزدلفہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھا کرتا تھا جب حضرت وہاں سے لوٹے تو مجھ سے فرمایا۔ اے ابان پانچ نمازیں فرض ہیں جو ان کے حدود کو قائم رکھتا ہے اور ان کے وقتوں کی حفاظت کرتا ہے وہ روز قیامت اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کا ایک معاہدہ اللہ سے ساتھ ہوگا اور خدا اس کو جنت میں داخل کرے گا اور جس حدود کا لحاظ نہیں رکھا اور نمازوں کے اوقات کی نگہداشت نہیں کی تو اللہ اس کے ساتھ کوئی معاہدہ نہیں کرے گا چاہے عذاب کرے گا چاہے بخش دے گا (ص)

۲۔ ابان بن تغلب نے کہا میں نے مزدلفہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کے ساتھ نماز پڑھی۔ جب وہاں سے پلٹے تو آپ نے نماز پڑھی، پھر آپ نے نماز عشاء پڑھی اور ان کے درمیان تاخیر نہ کی۔ اس کے بعد میں ایک سال تک حضرت کے پیچھے نماز پڑھتا رہا۔ آپ نماز مغرب کے بعد چار رکعت نافلہ پڑھتے تھے پھر نماز عشاء، پھر حضرت نے مجھ سے فرمایا۔ اے ابان یہ ہیں پانچ واجب نمازیں، جس نے ان کو قائم کیا اور ان کے وقت کی حفاظت کی تو جب روز قیامت خدا سے ملے گا تو داخل جنت ہوگا اور جو ایسا نہ کرے گا تو خدا چاہے اسے بخش دے یا عذاب کرے۔ (ص م)

۳۔ فرمایا اس شخص کے بارے میں جو نماز میں مشغول ہو اور شیطانی وسوسہ اس کے دل میں داخل ہو۔ اگر اوّل نماز میں پرخلوص نیت شامل ہو اور خالصاً للہ ہو تو اپنی نماز جاری رکھے اور شیطان کو دھتکار دے۔ (مجہول)

۴۔ میں نے امام باقر علیہ السلام سے سنا ہر سہو جو نماز میں ہوگا اس سے نکال لیا جائے گا۔ سوائے اس سہو کے جسے اور نوافل سے پورا کر دے، بندہ سے سب سے پہلے جس چیز کا سوال کیا جائے گا وہ نماز ہے اگر یہ قبول ہو جائے گی تو بقیہ اعمال بھی قبول ہو جائیں گے جو نماز نا وقت اور خلاف شرائط پڑھی جائے گی وہ اپنے صاحب کے پاس سیاہ رنگ میں تاریکی سے لپٹی ہوئی آئے گی اور کہے گی تو نے مجھے ضائع کیا اللہ تجھے ضایع کرے۔ (موثق)

۵۔ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا اس آیت کے متعلق جو لوگ اپنی نماز کے متعلق ساھون ہیں فرمایا یعنی ضائع کرنے والے ہیں۔ (مجہول)

۶۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ رسول اللہ ایک دن مسجد میں تشریف فرما تھے ایک شخص آیا اس نے نماز پڑھی ناقص رکوع و سجود سے، حضرت نے فرمایا۔ اس نے کوّے کی طرح ٹھونگ ماری، اگر یہ مرگیا اور اس کی نماز اسی طرح کی ہے تو یہ میرے دین پر نہ مرے گا۔ (حسن)

۷۔ فرمایا ابوجعفر علیہ السلام نے اپنی نماز میں سستی نہ کرو رسولؐ اللہ نے مرتے وقت فرمایا وہ شخص مجھ سے نہیں جس نے نماز کو حقیر جانا وہ مجھ سے نہیں اور جو نشہ والی چیز پئے وہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد نہ ہوگا۔ (حسن)

۸۔ فرمایا حضرت رسولؐ خدا نے، شیطان ہمیشہ اس مومن سے خوفزدہ رہتا ہے جو نماز پنجگانہ کی حفاظت کرتا ہے اور جو ان کو ضائع کرتا ہے اس پر جری ہو جاتا ہے اس کو بڑے بڑے گناہوں میں داخل کر دیتا ہے۔ (ق)

۹۔ فرمایا حضرت نے اگر پچاس برس کسی کے ایسے گزر جائیں کہ اس کی ایک نماز قبول نہ ہو تو اس سے زیادہ سخت بات کیا ہوگی اپنے پڑوسیوں اور ساتھیوں میں سے ایسے شخص کو جانتے ہو جو دوسرے کے لئے نماز پڑھتا ہے مگر نماز کو حقیر جاننے کی وجہ سے اس کی نماز قبول نہیں کی جاتی۔ اللہ تعالیٰ انہی نمازوں کو قبول نہیں کرتا جو باحسن طریق انجام نہ دی گئی ہوں نہ انھیں جو استخفافاً ادا کی گئی ہوں۔ (صحیح)

۱۰۔ فرمایا حضرت نے جو کوئی نماز میں مشغول ہوتا ہے اور نماز کو حقیر جان کر شرائط بجا نہیں لاتا۔ تو خدا ملائکہ سے کہتا ہے کیا تم میرے اس بندہ کو نہیں دیکھتے۔ گویا وہ یہ سمجھ رہا ہے کہ اس کی حاجتوں کا پورا کرنا میرے غیر کے ہاتھوں میں ہے وہ نہیں جانتا کہ اس کی حاجتوں کا پورا کرنا میرے ہاتھ میں ہے۔ (صحیح)

۱۱۔ فرمایا پدر امام جعفر صادق علیہ السلام نے جب کوئی ایک نماز پوری طرح پڑھ لے تو اس کی اور نمازیں قبول ہو جاتی ہیں۔ اگرچہ وہ ناقص ہی ہوں اور اگر ایک نماز صحیح ہوتی پھر کوئی نماز قبول نہیں کی جاتی اور نہ پھر نافلہ کسی شمار میں آتی ہیں۔ فریضہ نافلہ کی قبولیت منحصر ہے فریضہ کی قبولیت پر، اگر فریضہ قبول نہیں تو نافلہ بھی نہیں، نافلہ سے تو وہ کمی پوری کی جاتی ہے جو فریضہ میں رہ جائے۔ (ص)

۱۲۔ میں نے حضرت سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا "وہ لوگ جو اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں"۔ فرمایا۔ اس سے مراد فریضہ ہے۔ میں نے کہا اور اس آیت میں کون نماز مراد ہے فرمایا نافلہ۔ (م)

۱۳۔ میں نے پوچھا اس آیت میں کتاب موقوتہ سے کیا مراد ہے۔ فرمایا نماز فریضۂ ثابتہ، جس کے لئے وقت مقرر ہے اگر وقت سے ذرا وقت سے پہلے یا بعد میں پڑھی جائے تو یہ نقصان رساں ہے جب تک وہ نقصان دور نہ ہو، خدا فرماتا ہے ایسے لوگوں کے لئے جنھوں نے نماز کو ضائع کیا اور شہوات کی پیروی کی اور وہ عنقریب گمراہی سے ملنے والے ہیں۔ (م)

۱۴۔ فرمایا جو بندۂ مومن نماز کی حفاظت کرتا ہے اور اسے وقت پر پڑھتا ہے وہ غافلین میں سے نہیں ہے۔ (ض)

۱۵۔ فرمایا امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے جب میرے والد کے مرنے کا وقت آیا تو فرمایا بیٹا جو نماز کو حقیر سمجھے گا وہ ہماری شفاعت حاصل نہ کر سکے گا۔

۱۶۔ حضرت نے فرمایا کہ رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ ہر شے کا ایک چہرہ ہوتا ہے تمہارے دین کا چہرہ نماز ہے پس چاہیئے کہ تم میں سے کوئی اپنے دین کے چہرے کو عیب دار نہ کرے اور ہر شے کی ایک ناک ہوتی نماز کی ناک نماز ہے۔ (ض)

نماز کے فائدے

(یہ مضمون اصل کتاب میں نہیں ہے مترجم نے اپنی طرف سے لوگوں کو نماز کی طرف رغبت دلانے کے لئے اضافہ کیا ہے)

نماز شرع میں سب سے پہلا فریضہ ہے اور قدرت نے اس کو اتنا ضروری سمجھا ہے کہ کسی حالت میں بھی معاف نہیں کیا، نہ سفر میں نہ حضر میں، نہ تندرستی میں نہ بیماری میں، حتیٰ کہ میدان جنگ میں جب بجلی چکا چک تلوار چل رہی ہو اور گھمسان کی لڑائی ہو اس اہمیت سے واضح ہوتا ہے کہ اس فریضہ میں انسان کے لئے بیشمار فوائد ہیں ورنہ شریعت کو اس سختی سے پابند بنانے کی ضرورت پیش نہ آتی۔

حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا ہے نماز دین کا ستون ہے اگر یہ قبول ہو گئی تو تمام عبادتیں قبول ہو جائیں گی اور اگر یہ رد ہو گئی تو تمام عبادتیں رد کر دی جائیں گی، پس جب تمام عبادتوں کا قبول ہونا نماز کے قبول ہونے پر منحصر ہے تو سمجھ لینا چاہیئے کہ ضرور اس میں کوئی خاص بات ہے اور وہ یہی ہے کہ نماز سے زیادہ عبدیت کا اظہار اور کسی عبادت میں نہیں ہوتا۔ ارکان نماز میں عاجزی، انکساری، ذلت و خواری کے تمام پہلو مضمر ہیں انسان پہلے کھڑے ہو کر، پھر جھک کر پھر خاک پہ اپنی جبین نیاز رکھ کر معبود کے سامنے اپنی عاجزی اور فروتنی کا اظہار کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتا ہے اس کی تسبیح و تقدیس کرتا ہے۔

ایک دن میں کم از کم پانچ بار اس کو بارگاہ باری میں حاضر ہو کر اپنے گناہوں سے توبہ کرنے اور اپنی نجات کے لئے دعا کرنے کا موقع ملتا ہے پاک و پاکیزہ رہنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت واسعہ کو دیکھیئے کہ اس نے اپنی بارگاہ قدس و جلال میں بار بار اپنے بندہ کو حاضر ہونے کا موقع دیا کسی وقت کی قید نہیں اس کے دربار میں حاضر ہونے کا کوئی لباس نہیں، اس کے در پر کوئی دربان و چوکیدار نہیں جس وہ بندہ چاہے اس کی بارگاہ میں چلا آئے اور چاہے کتنے ہی گناہ کئے ہوں، اظہار ندامت کر کے معافی مانگ لے اور آئندہ گناہ نہ کرنے سے توبہ کر لے وہ ایسا بخشنے والا ہے کہ سب کو بخش دے گا۔

اس کے خزانہ عامرہ میں کوئی کمی نہیں، اس کی ذات پاک میں کوئی بخل نہیں، طلب حاجت کے لئے کوئی شرط نہیں، ہاں بندہ بن کر مانگے جو چاہے مانگے جہاں کہیں ہو مانگے، جتنا چاہے مانگے، شرم کی ضرورت نہیں اس

نے وعدہ کیا ہے کہ جو تم مانگو گے دوں گا۔ اس کا دینا بندوں کا ایسا دینا نہیں کہ بار بار مانگنے سے اکتا جاتے ہیں وہ کبھی نہیں اکتاتا بلکہ جتنا زیادہ مانگو اتنا ہی زیادہ خوش ہوتا ہے۔

وہ یہ چاہتا ہے کہ بندے گناہوں سے دور رہیں ان کے نفس میں کثافت پیدا نہ ہو اور وہ جلد جلد میرے سامنے معافی مانگتے رہیں میں ان کے گناہ معاف کر کے ان کے نفسوں کو صاف ستھرا بنا دوں گا اس غرض کو پورا کرنے کے لئے اس نے نماز کو واجب کیا ہے جس کا منشاء یہ ہے کہ رات کو جو گناہ کئے ہیں وہ صبح کی نماز کے بعد مجھ سے معافی مانگ لے اور صبح کے بعد زوالِ آفتاب تک جو گناہ ہوں ظہر کی نماز کے بعد میرے سامنے توبہ کرے پھر دوپہر سے شام تک جو گناہ کئے ہیں عصر کی نماز کے بعد معافی مانگ لے، پھر نماز مغرب و عشاء کے بعد طلب آمرزش کرے۔ اس صورت میں گناہ جمع ہو ہی نہیں سکتے ایسی صورت میں وہ نہ مجھ سے قریب ہوگا اور نہ میرے عذاب کا مستحق۔

غور کرو کیسا بدبخت ہے وہ انسان جو خدا کی اس رحمت اور مہربانی سے فائدہ اٹھانا نہیں چاہتا اور اپنی سرکشی اور نافرمانی سے باز نہیں آتا۔

اللہ تعالیٰ نے بے شمار نعمتیں ہم کو عطا فرمائی ہیں اس نے اپنے فضل و کرم سے اپنی تمام کائنات کو ہمارے قدموں پر ڈال دیا ہے۔ ذرّہ سے لے کر آفتاب تک، قطرہ سے لے کر دریا تک، غرض مابین آسمان و زمین جتنی مخلوق ہے وہ ہر وقت ہماری خدمت میں لگی ہوئی ہے تو کیا ہمارا یہ فرض نہیں کہ ہم ان تمام نعمتیں دینے والے کی بارگاہ میں بار بار شکریہ ادا کریں اور اس سے اپنی بندگی کا اظہار کریں اپنے گناہوں کی معافی مانگیں اپنی دینی اور دُنیوی حاجتیں طلب کریں خدا کے نزدیک شکرگزاری اور اظہار بندگی کا بہترین طریقہ نماز ہے پس جو شخص نماز نہیں پڑھتا۔ اسے کیا حق ہے کہ خدا کے سامنے اپنی حاجت پیش کرے اُسے شرم آنی چاہیئے کہ وہ اپنے معبود اپنے منعم اور اپنے خالق کا کیسا نافرمان بندہ ہے کہ وہ اس کے سامنے سر جھکانا نہیں چاہتا اور اس کے عذاب سے نہیں ڈرتا۔ اگر وہ اس کی صحت بگاڑ دے تو کیا وہ دنیا بھر کی نعمتوں سے محروم نہ ہو جائے گا کیا ساری لذتیں اس کے لئے بے کیف نہ ہو جائیں گی۔

دنیا والے اگر ذرا سا احسان کسی کے ساتھ کرتے ہیں تو انسان کیسا اس کا رہین منت ہوتا ہے کس کس طرح شکرگزار ہوتے ہیں لیکن بے شمار نعمتیں دینے والے خدا کے سامنے اس کی گردن نہیں جھکتی، اس کی حمد و ثناء زبان پر نہیں آتی، کیا عقلِ انسانی کا یہی تقاضا ہے کیا ایک دن اسے خدا کے سامنے نہیں جانا ہے کیا اپنی نافرمانی اور ناحق شناسی کی سزا سے وہ بے خوف ہو چکا ہے۔

انسان کو اتنا تو سمجھنا چاہیئے کہ وہ عبث تو نہیں پیدا کیا گیا حکیم مطلق نے اُسے انسان بنا کر کھیل تو نہیں کھیلا، ضرور اس کی خلقت کی کوئی غرض و غایت ہے یہ غرض اس نے جو بتا دی ہے وما خلقت الجن والانس

الا لیعبدون (میں نے جنات کو اور انسان کو عبادت کے لیے پیدا کیا ہے) پس اگر انسان یہ غرض پوری نہیں کرتا تو وہ خدا کا انتہائی سرکش بندہ ہے۔ جو کام بھی احکام الٰہی کے مطابق کیا جائے گا وہ عبادت ہے لیکن تمام عبادتوں سے افضل و برتر ثواب ہے۔

جو شخص نماز نہیں پڑھتا وہ کھلم کھلا احکام الٰہی کی خلاف ورزی کرتا ہے اور اس امر کا کھلا ثبوت پیش کرتا ہے کہ اس کا ایمان خدا اور رسولؐ پر نہیں، اس کا اپنے کو مسلمان کہنا سفید جھوٹ ہے۔ مسلمان صرف زبان سے کہنے سے نہیں ہوتا بلکہ اپنے عمل سے اس کا ثبوت دینا ہوتا ہے۔

«باب۳»

(فرض الصلاة)

١ ـ عليٌّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن حمّاد بن عيسى؛ ومحمّد بن يحيى، عن أحمد ابن محمّد بن عيسى؛ ومحمّد بن إسماعيل، عن الفضل بن شاذان جميعاً، عن حمّاد بن عيسى عن حريز، عن زرارة قال: سألت أبا جعفر عليه السلام عمّا فرض الله عزّ وجلّ من الصلاة فقال: خمس صلوات في اللّيل والنّهار، فقلت: فهل سمّاهنّ وبيّنهنّ في كتابه؟ قال: نعم قال الله تعالى لنبيّه صلى الله عليه وآله: «أقم الصّلوة لدلوك الشمس إلى غسق اللّيل»(1) ودلوكها زوالها ففيما بين دلوك الشّمس إلى غسق اللّيل أربع صلوات سمّاهنّ الله وبيّنهنّ ووقّتهنّ وغسق اللّيل هو انتصافه ثمّ قال تبارك وتعالى: «وقرآن الفجر إنّ قرآن الفجر كان مشهوداً» فهذه الخامسة وقال الله تعالى في ذلك: «أقم الصّلوة طرفي النّهار» وطرفاه المغرب والغداة «وزلفاً من اللّيل» وهي صلاة العشاء الآخرة وقال تعالى: «حافظوا على الصلوات والصّلوة الوسطى» وهي صلاة الظّهر وهي أوّل صلاة صلّاها رسول الله صلى الله عليه وآله وهي وسط النّهار ووسط الصّلاتين بالنهار: صلاة الغداة وصلاة العصر وفي بعض القراءة: «حافظوا على الصّلوات والصّلوة الوسطى صلاة العصر وقوموا لله قانتين» قال: ونزلت هذه الآية يوم الجمعة ورسول الله صلى الله عليه وآله في سفره فقنت فيها رسول الله صلى الله عليه وآله وتركها على حالها في السّفر و

الحضر وأضاف للمقيم ركعتين و إنّما وضعت الرّكعتان اللّتان أضافهما النّبي صلّى الله عليه وآله يوم الجمعة للمقيم لمكان الخطبتين مع الإمام فمن صلّى يوم الجمعة في غير جماعة فليصلّها أربع ركعات كصلاة الظّهر في ساير الأيّام.

۲ ـ وبإسناده، عن حمّاد، عن حريز، عن زرارة قال: قال أبو جعفر عليه السلام: فرض الله الصّلاة وسنّ رسول الله صلّى الله عليه وآله عشرة أوجه: صلاة الحضر والسفر وصلاة الخوف على ثلاثة أوجه و صلاة كسوف الشمس و القمر و صلاة العيدين و صلاة الاستسقاء و الصلاة على الميّت.

۳ ـ حمّاد، عن حريز، عن زرارة، عن أبي جعفر عليه السلام في قول الله عزّ و جلّ «إنّ الصّلاة كانت على المؤمنين كتاباً موقوتاً» أي موجوباً.

۴ ـ حمّاد، عن حريز، عن زرارة قال: سألت أبا جعفر عليه السلام عن الفرض في الصّلاة فقال: الوقت والطّهور والقبلة و التوجّه والركوع والسجود والدّعاء، قلت: ماسوى ذلك؟ قال: سنّة في فريضة.

۵ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن حمّاد بن عيسى، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: للصلاة أربعة آلاف حدّ، وفي رواية اُخرى للصلاة أربعة آلاف باب.

۶ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن عمر بن اُذينة، عن زرارة عن أبي جعفر عليه السلام قال: عشر ركعات ركعتان من الظّهر وركعتان من العصر وركعتا الصّبح وركعتا المغرب وركعتا العشاء الآخرة لايجوز الوهم فيهنّ ومن وهم في شيء منهنّ استقبل الصّلاة استقبالاً وهي الصّلاة الّتي فرضها الله عزّ و جلّ على المؤمنين في القرآن وفوّض إلى محمّد صلّى الله عليه وآله فزاد النّبيّ صلّى الله عليه وآله في الصلاة سبع ركعات و هي سنّة ليس فيها قراءة إنّما هو تسبيح وتهليل وتكبير ودعاء فالوهم إنّما يكون فيهنّ فزاد رسول الله صلّى الله عليه وآله في صلاة المقيم غير المسافر ركعتين في الظهر والعصر و العشاء الآخرة وركعة في المغرب للمقيم والمسافر.

٧/١ - علیّ بن إبراهیم ، عن أبیه ، عن ابن أبي عمیر ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله علیه السلام قال : الصّلاة ثلاثة أثلاث ثلث طهور و ثلث رکوع وثلث سجود .

باب ۳

فرض الصّلوٰۃ

١- میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کتنی نمازیں واجب ہیں فرمایا پانچ دن اور رات میں، میں نے کہا کیا اللہ نے ان کا نام رکھا ہے اور اپنی کتاب میں بیان کیا ہے فرمایا ہاں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے نماز پڑھو دلوک شمس سے غسق لیل تک، پس دلوک سے مراد ہے زوال آفتاب اور زوال سے غسق لیل تک نصف شب کا وقت ہے اور صبح کی نماز جو گواہ بنے گی یہ پانچویں نماز ہے اور فرمایا نماز پڑھو دن کے دونوں طرفوں میں اور دونوں طرفیں مغرب اور صبح کی نماز کی ہیں اور تاریکی شب سے مراد ہے نماز عشا، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ نماز کی حفاظت کرو اور صلوٰۃ وسطیٰ اور وہ نماز ظہر ہے اور وہ اوّل نماز ہے جو رسولؐ اللہ نے دن کے درمیان پڑھی اور دن میں دو نمازوں کے درمیان صلوٰۃ صبح اور صلوٰۃ عصر ہے اور آیہ قوموا اللہ قانتین، روز جمعہ نازل ہوئی جبکہ حضورؐ سفر میں تھے آپ نے اس میں قنوت پڑھا اور اس کو سفر و حضر میں بدستور باقی رکھا اور روز جمعہ مقیم کے لئے دو رکعت کا اضافہ کیا اور حضورؐ نے ان دو رکعتوں کا اضافہ ان دو خطبوں کی جگہ کیا ہے جو امام کے ساتھ نماز جمعہ میں ہوتے ہیں پس جو کوئی بغیر جماعت کے نماز پڑھے تو اس کو چار رکعت اسی طرح پڑھنی چاہئیں جیسے ہر ظہر میں پڑھتا ہے۔ (ص)

٢- فرمایا ابو جعفر علیہ السلام نے کہ اللہ نے فرض قرار دیا اور رسول اللہ نے اپنی سنت بنایا دس نمازوں کو پانچ حضر میں اور پانچ سفر میں اور ایک صلوٰۃ خوف تین صورتوں میں اور سورج و چاندگرہن کی نماز اور نماز عیدین اور نماز استسقاء اور نماز میت۔ (ص)

٣- فرمایا حضرت نے کہ آیت مذکورہ میں کتاب موقوت سے مراد فریضۂ واجبہ ہے۔

۴- حضرت سے دریافت کیا گیا نماز میں کیا کیا فرض ہے فرمایا وقت کی پہچان، طہارت، قبلہ کا رخ، توجہ خاطر، رکوع و سجود اور حمد و سورہ کی قرارت، راوی نے کہا ماسوا اس کے فرمایا وہ سنت ہے۔ (ص)

۵- نماز کے حدود یعنی متعلقات چار ہزار ابواب ہیں۔ اس کے آسمان پر بلند ہونے کے لئے یعنی بکثرت ثواب ہے۔ (حسن)

٦- فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے دس رکعتیں ہیں دو ظہر کی دو عصر کی دو صبح، دو مغرب اور دو عشاء کی۔ اوّل کی دو رکعتوں میں شک جائز نہیں، جس کو ان دو رکعتوں میں شک ہو وہ نماز دوبارہ پڑھے، ان رکعات کو اللہ نے

مومنین پر فرض قرار دیا ہے اور قرآن میں اس فرض کا ذکر ہے اور رسول خدا کو اضافہ کا اختیار دیا، حضرتؐ نے سات رکعتیں اور بڑھا دیں یہ سنت رسولؐ ہیں ان میں حمد و سورہ کی قرائت نہیں بلکہ تسبیح و تہلیل و تکبیر و دعا ہے ان میں شک ہو تو تدارک ہو سکتا ہے یہ سترہ رکعتیں مقیم کے لئے ہیں مسافر کے لئے نہیں یہ اضافی سات رکعتیں یوں ہیں ظہر و عصر و عشاء میں دو دو اور مغرب میں ایک، مغرب کی تین رکعتیں مقیم و مسافر کے لئے برابر ہیں۔ (حسن)

۷۔ فرمایا نماز میں تین چیزیں ہیں طہارت اور رکوع و سجود۔ (ص)

﴿باب﴾

☆(المواقيت اولها وآخرها وافضلها)☆

١ ـ عليُّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن عمر بن أُذينة، عن زرارة قال: كنت قاعداً عند أبي عبدالله عليه السلام أنا وحمران بن أعين فقال له حمران: ما تقول فيما يقول زرارة وقد خالفته فيه؟ فقال أبوعبدالله عليه السلام: ما هو؟ قال: يزعم أنَّ مواقيت الصلاة كانت مفوَّضة إلى رسول الله صلى الله عليه وآله هو الّذي وضعها فقال أبو عبدالله عليه السلام: فما تقول أنت؟ قلت: إنَّ جبرئيل عليه السلام أتاه في اليوم الأوَّل بالوقت الأوَّل وفي اليوم الأخير بالوقت الأخير ثمَّ قال جبرئيل عليه السلام: ما بينهما وقت فقال أبوعبدالله عليه السلام: يا حمران إنَّ زرارة يقول: إنَّ جبرئيل عليه السلام إنّما جاء مشيراً على رسول الله صلى الله عليه وآله و صدق زرارة إنّما جعل الله ذلك إلى محمّد صلى الله عليه وآله فوضعه وأشار جبرئيل عليه السلام به

٢ ـ عدَّةٌ من أصحابنا، عن أحمد بن محمّد بن عيسى، عن محمّد بن الحسن بن علّان، عن حمّاد بن عيسى؛ و صفوان بن يحيى، عن ربعيّ بن عبد الله، عن فضيل بن يسار، عن أبي جعفر عليه السلام قال: إنَّ من الأشياء أشياء موسّعة و أشياء مضيّقة فالصلاة ممّا وسّع فيه تقدّم مرَّة وتؤخّر أُخرى والجمعة ممّا ضيّق فيها فإنَّ وقتها يوم الجمعة ساعة تزول ووقت العصر فيها وقت الظهر في غيرها.

٣ ـ عليُّ بن إبراهيم، عن محمّد بن عيسى، عن يونس بن عبدالرحمن، عن عبدالله ابن سنان، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: سمعته يقول: لكلّ صلاة وقتان و أوَّل الوقت

أفضله وليس لأحد أن يجعل آخر الوقتين وقتاً إلّا في عذر من غير علّة .

٤ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن فضالة بن أيّوب عن معاوية بن عمّار أو ابن وهب قال : قال أبوعبدالله عليه السلام : لكلّ صلاة وقتان أوّل الوقت أفضلهما .

٥ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن عمر بن اُذينة ، عن زرارة قال : قلت لأبي جعفر عليه السلام : أصلحك الله وقت كلّ صلاة أوّل الوقت أفضل أو أوسطه أو آخره ؟ فقال : أوّله ، إنّ رسول الله صلى الله عليه وآله قال : إنّ الله عزّ وجلّ يحبّ من الخير ما يعجّل .

٦ ـ محمّد بن يحيى ، عن سلمة بن الخطّاب ، عن عليّ بن سيف بن عميرة ، عن أبيه عن قتيبة الأعشى ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إنّ فضل الوقت الأوّل على الآخر كفضل الآخرة على الدّنيا .

٧ ـ الحسين بن محمّد ، عن أحمد بن إسحاق ، عن بكر بن محمّد الأزديّ قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : لفضل الوقت الأوّل على الأخير خير للرّجل من ولده وماله .

٨ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن حمّاد ، عن حريز ، عن زرارة قال : قال أبو جعفر عليه السلام : إعلم أنّ أوّل الوقت أبداً أفضل فعجّل بالخير ما استطعت و أحبّ الأعمال إلى الله عزّ وجلّ مادام العبد عليه وإن قلّ .

٩ ـ أحمد بن إدريس وغيره ، عن محمّد بن أحمد ، عن محمّد بن الحسين ، عن أبيه ، عن منصور بن حازم أو غيره ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال عليّ بن الحسين صلوات الله عليهما : من اهتمّ بمواقيت الصّلاة لم يستكمل لذّة الدّنيا .

باب ۲

اوقات نماز کا اوّل و وسط و آخر

۱۔ زرارہ نے بیان کیا۔ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس بیٹھا تھا۔ حمران نے کہا۔ آپ کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں جو زرارہ بیان کرتا ہے میں اس کا مخالف ہوں۔ حضرت نے فرمایا وہ کیا مسئلہ ہے اس نے کہا اس کا گمان یہ ہے کہ اوقاتِ نماز کا تعین خدا نے رسول خدا کے سپرد کیا تھا حضرت نے اس کا تعین کیا ہے امام نے فرمایا اور تم کیا کہتے ہو۔ میں نے کہا جبرئیل حضرت رسولؐ خدا کے پاس اوّل وقت آئے اور دوسرے روز آخر وقت، جبرئیل نے کہا ان دونوں کے درمیان وقت ہے حضرت نے فرمایا۔ اے حمران زرارہ یہ کہتا ہے کہ جبرئیل رسولؐ اللہ کے پاس مشورہ دینے کے لئے آئے تو زرارہ نے سچ کہا اوقات کے تعین کو خدا نے آنحضرتؐ پر رکھ دیا تھا۔ حضرت نے جبرئیل کی رائے سے اوقات معیّن کئے۔ (حسن)

۲۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے بعض چیزوں میں توسیع وقت ہوتی ہے اور بعض میں تنگیٔ وقت، نمازوں میں توسیع ہے بلحاظ تقدم و تاخر، لیکن نماز جمعہ میں تنگی ہے کیونکہ اس کا وقت زوال شمس کے بعد ہی ہے جو اور نمازوں کے ظہر کا وقت ہوتا ہے وہ روز جمعہ میں عصر کا وقت ہوتا ہے۔ (مجہول)

۳۔ فرمایا ہر نماز کے لئے دو وقت ہیں اوّل وقت، وقت فضیلت ہے کسی کے لئے یہ سزاوار نہیں کہ وہ آخر وقت میں نماز پڑھے۔ ہاں بیماری کے سوا کوئی عذر ہو۔ (ص)

۴۔ فرمایا۔ حضرت نے ہر نماز کے لئے دو وقت ہوتے ہیں اوّل وقت پڑھنا افضل ہے۔ (ص)

۵۔ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے کہا۔ ہر نماز کے لئے اوّل وقت افضل ہے یا درمیانی یا آخر، فرمایا اوّل وقت رسولؐ اللہ نے فرمایا ہے خدا دوست رکھتا ہے اس خیر کو جس میں جلدی کی جائے۔ (حسن)

۶۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے اوّل وقت کو آخر وقت پر وہی فضیلت ہے جو دنیا پر آخرت کو ہے۔ (ص)

۷۔ حضرت نے فرمایا اوّل وقت کو آخر وقت پر ترجیح دینا نمازی کے لئے بہتر ہے اس کی اولاد و مال سے۔

۸۔ فرمایا حضرت نے پہلا وقت ہمیشہ افضل ہے پس جہاں تک ممکن ہو اس نیکی میں جلدی کرو اگرچہ کم ہو مگر اس کا خیال رکھنا چاہیئے۔ (ص)

۹۔ فرمایا علی بن الحسین علیہ السلام نے جو اوقات نماز کی پابندی کرے گا دنیوی لذات اس کی نظر میں ناقص ہوں گی۔ (مرسل)

﴿باب ٢﴾ (الف)

☼(وقت الظهر والعصر)☼

١ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن محمّد بن عيسى ، عن يونس ، عن يزيد بن خليفة قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : إنَّ عمر بن حنظلة أتانا عنك بوقت ، فقال أبو عبدالله عليه السلام : إذاً لايكذب علينا ، قلت : ذكر أنّك قلت : إنَّ أوَّل صلاة افترضها الله على نبيّه صلى الله عليه وآله الظهر وهو قول الله عزَّ وجلَّ : «أقم الصلوة لدلوك الشمس» فإذا زالت الشمس لم يمنعك إلّا سبحتك ثمَّ لاتزال في وقت إلى أن يصير الظلّ قامة وهو آخر الوقت فإذا صار الظلّ قامة دخل وقت العصر فلم يزل في وقت العصر حتّى يصير الظلّ قامتين و ذلك المساء ، فقال : صدق .

٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن سلمة بن الخطاب ، عن عليّ بن سيف بن عميرة ، عن أبيه عن عمر بن حنظلة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا زالت الشمس دخل وقت الظهر إلّا أنَّ بين يديها سبحة وذلك إليك إن شئت طوّلت وإن شئت قصّرت .

٣ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن ذريح المحاربي قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : متى اُصلّي الظهر ؟ فقال : صلِّ الزَّوال ثمانية ثمَّ صلِّ الظهر ثمَّ صلِّ سبحتك طالت أو قصرت ثمَّ صلِّ العصر .

٤ ـ الحسين بن محمّد الأشعريُّ ، عن عبدالله بن عامر ، عن عليّ بن مهزيار ، عن فضالة بن أيّوب ، عن الحسين بن عثمان ، عن ابن مسكان ، عن الحارث بن المغيرة ؛ و عمر بن حنظلة ؛ و منصور بن حازم قالوا : كنّا نقيس الشمس بالمدينة بالذّراع فقال أبو عبدالله عليه السلام : ألا اُنبّئكم بأبين من هذا إذا زالت الشمس فقد دخل وقت الظهر إلّا أنَّ بين يديها سبحة وذلك إليك إن شئت طوّلت و إن شئت قصّرت .

△ [وروى سعد ، عن موسى بن الحسن ، عن الحسن بن الحسين اللّؤلؤيّ ، عن صفوان بن يحيى ، عن الحارث بن المغيرة النضريّ ؛ وعمر بن حنظلة ، عن منصور مثله وفيه : إليك

فإن كنت خفّفت سبحتك فحين تفرغ من سبحتك وإن طوّلت فحين تفرغ من سبحتك] .

٦ - عدّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن القاسم بن عروة ، عن عبيد بن زرارة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا زالت الشمس فقد دخل وقتُ الصلاتين إلّا أنّ هذه قبل هذه

٧ - وروى سعد ، عن الحسين بن سعيد ؛ ومحمّد بن خالد البرقيّ ؛ والعبّاس بن معروف جميعاً ، عن القاسم ؛ وأحمد بن محمّد بن عيسى ، عن البرقيّ ، عن القاسم مثله وفيه : دخل وقت الظهر والعصر جميعاً وزاد : ثمّ أنت في وقت منهما جميعاً حتّى تغيب الشمس .

٨ - محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن عبد الرّحمن بن أبي هاشم البجليّ ، عن سالم أبي خديجة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سأله إنسان وأنا حاضر فقال : ربّما دخلت المسجد وبعض أصحابنا يصلّون العصر و بعضهم يصلّون الظهر فقال : أنا أمرتهم بهذا لو صلّوا على وقت واحد عرفوا فأُخذ برقابهم .

٩ - عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن صالح بن سعيد ، عن يونس ، عن بعض رجاله ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عمّا جاء في الحديث أن صلّ الظهر إذا كانت الشمس قامة وقامتين وذراعاً وذراعين وقدماً وقدمين من هذا ومن هذا فمتى هذا وكيف هذا وقد يكون الظلّ في بعض الأوقات نصف قدم ؟ قال : إنّما قال : ظلّ القامة ولم يقل : قامة الظلّ وذلك أنّ ظلّ القامة يختلف مرّة يكثر ومرّة يقلّ والقامة قامة أبداً لا يختلف ثمّ قال : ذراع وذراعان وقدم وقدمان فصار ذراعٌ وذراعان تفسير القامة و القامتين في الزمان الّذي يكون فيه ظلّ القامة ذراعاً وظلّ القامتين ذراعين فيكون ظلّ القامة والقامتين والذّراع والذّراعين متّفقين في كلّ زمان معروفين مفسّراً أحدهما بالآخر مسدّداً به فإذا كان الزّمان يكون فيه ظلّ القامة ذراعاً كان الوقت ذراعاً من ظلّ القامة وكانت القامة ذراعاً من الظلّ فإذا كان ظلّ القامة أقلّ أو أكثر كان الوقت محصوراً بالذّراع و الذّراعين فهذا تفسير القامة و القامتين والذّراع و الذّراعين

١٠ - عليّ بن محمّد ، عن سهل بن زياد ، عن محمّد بن الحسن ، عن عبدالله بن عبدالرحمن عن مسمع بن عبدالملك قال : إذا صلّيت الظهر فقد دخل وقت العصر إلّا أنّ بين يديها

سبحة   فذلك إليك إن شئت طوّلت وإن شئت قصّرت .

باب ۴ (الف)

وقت ظہر و عصر

۱۔ میں نے امام علیہ السلام سے کہا عمر بن حنظلہ آپ کی طرف سے وقت لایا۔ حضرت نے فرمایا وہ ہم پر جھوٹ نہیں بولا ہوگا۔ میں نے کہا۔ اس نے یہ کہا کہ آپؑ نے اس سے بیان کیا کہ پہلی نماز اللہ نے اپنے نبی پر اس آیت کے نزول سے فرض کی، نماز پڑھو زوالِ شمس کے بعد سے ما تو یہ وقتِ ظہر ہے اور جب تک سایہ قدِ آدم نہ ہو ظہر کی فضیلت کا وقت ہے اور جب ایک قدِ آدم ہو جائے تو عصر کا وقت آجاتا ہے اور یہ وقت فضیلت باقی رہتا ہے جب تک سایہ دو قد کے برابر نہ ہو جائے اس کے بعد شام کا وقت آجاتا ہے یہ آخر وقت عصر ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ اس نے سچ کہا۔ (ضعیف)

۲۔ فرمایا ابو عبداللہ علیہ السلام نے جب زوال شمس ہو جائے تو یہ وقت ظہر ہے اس سے پہلے تم نوافل تسبیح و تہلیل کرو تمہیں اختیار ہے کم کرو یا زیادہ۔ (ص)

۳۔ میں نے حضرت سے کہا میں ظہر کی نماز کب پڑھوں فرمایا بعد زوال آٹھ رکعت نافلہ پڑھ کے ظہر کی نماز پڑھ، پھر تسبیحِ الٰہی کم یا زیادہ کرو (نوافل بجا لاؤ) پھر عصر کی نماز پڑھو۔ (ص)

۴۔ لوگوں نے کہا ہم تو مدینہ میں دھوپ کا قیاس ہاتھوں سے کرتے ہیں فرمایا۔ میں اس امر میں دو باتیں تمھیں بتاتا ہوں جب زوالِ آفتاب ہو جائے تو وقت ظہر داخل ہو جاتا ہے لیکن اس سے پہلے تسبیح کرنی چاہیئے یعنی نوافل پڑھے کم یا زیادہ۔ (حسن)

۵۔ اور منصور سے ایسی ہی روایت ہے اور یہ بھی ہے اگر تسبیح کم ہو تو خیر، فراغت کے بعد وقت ظہر ہے اور اگر طولانی تسبیح ہو تو اس کے بعد ظہر کی نماز پڑھے۔ (مجہول)

۶۔ فرمایا ابو عبداللہ علیہ السلام نے جب سورج ڈھل جائے تو دونوں نمازوں کا وقت داخل ہو جاتا ہے۔ مگر نماز عصر سے پہلے ظہر کا وقت ہے۔ (مختلف فیہ)

۷۔ اور قسم سے بھی یہی روایت مروی ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ ظہر و عصر دونوں کا وقت داخل ہو جاتا ہے اور سورج غروب ہونے تک یہ دونوں نمازیں پڑھ سکتے ہو۔ (مجہول)

۸۔ کسی نے صادق آلِ محمد علیہ السلام سے کہا کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جب میں مسجد میں داخل ہوتا ہوں تو کچھ لوگ نماز ظہر پڑھتے ہوتے ہیں اور کچھ نماز عصر۔ حضرت نے فرمایا (وقت مشترک ہیں) میں نے ان کو ایسا حکم دیا ہے لیکن وقت کی شناخت کے باوجود اگر ایک وقت میں ادا کرے گا دونوں نمازیں تو روز قیامت اس کی گردن پکڑی جائے گی۔ (ضعیف)

۹۔ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے پوچھا کہ حدیث میں ہے کہ ظہر کی نماز پڑھو جبکہ دھوپ ایک قد آدم یا دو قد آدم ہو جائے اور ایک ہاتھ یا دو ہاتھ یا ایک قدم یا دو قدم ہو یہ ظہر کے لئے ہے اور وہ عصر کے لئے۔ لیکن یہ کب اور کیونکر ہو جبکہ بعض اوقات سایہ نصف قدم ہوتا ہے۔ فرمایا حدیث میں مراد سایہ سے قد ہے نہ کہ سایہ کا قد اور یہ اس لئے کہ سایہ کے گھٹنے بڑھنے کی صورتیں مختلف ہوتی ہیں کبھی زیادہ کبھی کم، لیکن آدمی کا قد تو ہمیشہ یکساں ہی رہتا ہے اور ذراع اور دو ذراع اور قدم اور دو قدم، تو یہ تفسیر ہے ایک قد اور دو قد آدم کی۔ اس زمانہ میں جبکہ سایہ قد ایک ہاتھ ہوتا ہے اور دو قدوں کا دو ہاتھ تو سایہ ایک قد یا دو قدوں کے برابر ہوگا ایک ہاتھ یا دو ہاتھ کے اور یہ صورت ہر زمانہ میں رہے گی پس یہ ایک دوسرے کی تفسیر ہے اور جس زمانہ میں قد کا سایہ ایک ہاتھ ہوگا تو اس وقت سایہ قد کا لحاظ ایک ہاتھ ہوگا اور قامت سے مراد ہوگی ایک ہاتھ سایہ اور جب سایۂ قد کم یا زیادہ ہو تو وقت کا تعین ہوگا تو ایک ذراع یا دو ذراع سے، یہ ہے تفسیر قامت و قامتین اور ذراع و ذراعین کی۔

۱۰۔ فرمایا جب تم ظہر کی نماز ختم کرو تو عصر کا وقت داخل ہو گیا۔ ہاں اس سے نوافل میں کم ہوں یا زیادہ۔ (ص)

﴿باب ۵﴾

(وقت المغرب و العشاء الاخرة)

١ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن عليّ بن أحمد بن أشيم، عن بعض أصحابنا عن أبي عبدالله عليه السلام قال: سمعته يقول: وقت المغرب إذا ذهبت الحمرة من المشرق وتدري كيف ذاك؟ قلت: لا، قال: لأنّ المشرق مطلّ على المغرب هكذا ـ ورفع يمينه فوق يساره ـ فإذا غابت ههنا ذهبت الحمرة من ههنا(١).

٢ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن محمّد بن خالد؛ والحسين بن سعيد، عن القاسم بن عروة، عن بريد بن معاوية، عن أبي جعفر عليه السلام قال: إذا غابت الحمرة من هذا الجانب يعني من المشرق فقد غابت الشمس من شرق الأرض و غربها.

٣ ـ عليّ بن محمّد؛ ومحمّد بن الحسن، عن سهل بن زياد، عن ابن محبوب، عن أبي ولّاد قال: قال أبو عبدالله عليه السلام: إنّ الله خلق حجاباً من ظلمة ممّا يلي المشرق و وكّل به ملكاً فإذا غابت الشّمس اغترف ذلك الملك غرفة بيده ثمّ استقبل بها المغرب يتبع الشفق ويخرج من بين يديه قليلاً قليلاً ويمضي فيوافي المغرب عند سقوط الشفق

فيسرح [في] الظلمة ثمّ يعود إلى المشرق فإذا طلع الفجر نشر جناحيه فاستاق الظلمة من المشرق إلى المغرب حتّى يوافي بها المغرب عند طلوع الشمس.

٤ ـ عليّ بن محمّد، عن سهل بن زياد، عن محمّد بن عيسى، عن ابن أبي عمير، عمّن ذكره، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: وقت سقوط القرص ووجوب الإفطار أن تقوم بحذاء القبلة و تتفقد الحمرة الّتي ترتفع من المشرق فإذا جازت قمّة الرأس إلى ناحية المغرب فقد وجب الإفطار و سقط القرص.

٥ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن حمّاد بن عيسى، عن حريز، عن زرارة قال: قال أبو جعفر عليه السلام: وقت المغرب إذا غاب القرص فإن رأيت بعد ذلك وقد صلّيت فأعد الصلاة[4] ومضى صومك وتكفّ عن الطعام إن كنت أصبت منه شيئاً.

٦ ـ عليّ بن إبراهيم، عن محمّد بن عيسى، عن يونس، عن يزيد بن خليفة، قال: قلت لأبي عبدالله عليه السلام: إنّ عمر بن حنظلة أتانا عنك بوقت، قال: فقال أبو عبدالله عليه السلام: إذاً لا يكذب علينا، قلت: قال: وقت المغرب إذا غاب القرص إلّا أنّ رسول الله صلى الله عليه وآله كان إذا جدّ به السير أخّر المغرب ويجمع بينها وبين العشاء، فقال: صدق وقال: وقت العشاء حين يغيب الشفق إلى ثلث اللّيل ووقت الفجر حين يبدو حتّى يضيئ.

٧ ـ عدّة من أصحابنا، عن أحمد بن محمّد، عن الحسين بن سعيد، عن النضر بن سويد، عن عبدالله بن سنان، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: سمعته يقول: وقت المغرب إذا غربت الشمس فغاب قرصها.

٨ ـ الحسين بن محمّد الأشعريّ، عن عبدالله بن عامر، عن عليّ بن مهزيار، عن حمّاد بن عيسى، عن حريز، عن زيد الشحّام قال: سألت أبا عبدالله عليه السلام عن وقت المغرب فقال: إنّ جبرئيل عليه السلام أتى النبيّ صلى الله عليه وآله لكلّ صلاة بوقتين غير صلاة المغرب فإنّ وقتها واحد ووقتها وجوبها.

٩ ـ ورواه، عن زرارة؛ والفضيل قالا: قال أبو جعفر عليه السلام: إنّ لكلّ صلاة وقتين غير المغرب فإنّ وقتها واحد ووقتها وجوبها ووقت فوتها سقوط الشفق. وروي أيضاً أنّ لها وقتين آخر وقتها سقوط الشفق.

وليس هذا ممّا يخالف الحديث الأوّل إنّ لها وقتاً واحداً لأنّ الشفق هو الحمرة

وليس بين غيبوبة الشمس وبين غيبوبة الشفق إلّا شيء يسير وذلك أنّ علامة غيبوبة الشمس بلوغ الحمرة القبلة وليس بين بلوغ الحمرة القبلة وبين غيبوبتها إلّا قدر ما يصلّي الإنسان صلاة المغرب ونوافلها إذا صلّاها على تؤدة وسكون وقد تفقّدت ذلك غير مرّة ولذلك صار وقت المغرب ضيّقاً.

١٠ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد بن عيسى، عن ابن فضّال: قال: سأل عليّ ابن أسباط أبا الحسن عليه السلام ونحن نسمع: الشفق الحمرة أو البياض؟ فقال: الحمرة لو كان البياض كان إلى ثلث اللّيل.

١١ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن عبدالله بن محمّد الحجّال، عن ثعلبة بن ميمون، عن عمران بن عليّ الحلبيّ قال: سألت أبا عبدالله عليه السلام متى تجب العتمة؟ قال: إذا غاب الشفق والشفق الحمرة، فقال عبيدالله: أصلحك الله إنّه يبقى بعد ذهاب الحمرة ضوءٌ شديدٌ معترض؟ فقال أبو عبدالله عليه السلام: إنّ الشفق إنّما هو الحمرة وليس الضوء من الشفق.

١٢ ـ عدّةٌ من أصحابنا، عن أحمد بن محمّد، عن الحسين بن سعيد، عن القاسم ابن عروة، عن عبيد بن زرارة، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: إذا غربت الشمس دخل وقت الصلاتين إلّا أنّ هذه قبل هذه.

١٣ ـ الحسين بن محمّد، عن معلّى بن محمّد، عن الوشّاء، عن أبان، عن أبي بصير، عن أبي جعفر عليه السلام قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله: لولا أن أشقّ على اُمّتي لأخّرت العشاء إلى ثلث اللّيل.

١٤ ـ وروي أيضاً إلى نصف اللّيل.

١٥ ـ محمّد بن يحيى، عن سلمة بن الخطّاب، عن محمّد بن الوليد، عن أبان بن عثمان عن عمر بن يزيد، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: قال: وقت المغرب في السفر إلى ربع اللّيل.

١٦ ـ عليّ بن محمّد، عن سهل بن زياد، عن عليّ بن الريّان قال: كتبت إليه: الرّجل يكون في الدار تمنعه حيطانها النظر إلى حمرة المغرب ومعرفة مغيب الشفق ووقت صلاة العشاء الآخرة متى يصلّيها وكيف يصنع؟ فوقّع عليه السلام: يصلّيها إذا كان على هذه الصفة عند قصرة النجوم والمغرب عند اشتباكها وبياض مغيب الشمس قصرة النجوم

[إلى] بيانها.

۱۷۔ علي بن محمد و محمد بن الحسن، عن سهل بن زياد، عن إسماعيل بن مهران قال كتبت إلى الرّضا عليه السلام: ذكر أصحابنا أنّه إذا زالت الشمس فقد دخل وقت الظهر و العصر وإذا غربت دخل وقت المغرب والعشاء الآخرة إلّا أنّ هذه قبل هذه في السفر والحضر وإنّ وقت المغرب إلى ربع اللّيل؛ فكتب كذلك الوقت غير أنّ وقت المغرب ضيّق و آخر وقتها ذهاب الحمرة ومصيرها إلى البياض في أُفق المغرب.

باب ۵

وقت مغرب و عشا

۱۔ فرمایا ابو عبداللہ علیہ السلام نے جب مشرق کی سرخی زائل ہو جائے تو مغرب کا وقت داخل ہو جاتا ہے کیا تم نہیں جانتے میں نے کہا نہیں۔ فرمایا اس لیے کہ مشرق سایہ ڈالتا ہے مغرب پر، اس طرح اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر بلند کیا پس جس وقت آفتاب غائب ہو جاتا ہے تو مشرق سے سرخی بھی غائب ہو جاتی ہے۔ (مجہول)

۲۔ فرمایا حضرت نے جب سرخی مشرق سے غائب ہو جاتی ہے تو سمجھو سورج مشرقی زمین کے حصوں میں غائب ہو گیا۔ (مجہول)

۳۔ فرمایا حضرت نے کہ اللہ تعالیٰ نے تاریکیوں کے کچھ پردے مشرق سے متصل خلق فرمائے ہیں اور ان پر ایک فرشتہ کو معین کر دیا ہے جب سورج غائب ہوتا ہے تو وہ اپنے ہاتھ سے تاریکی کے ایک پردے کو کھول دیتا ہے پھر مغرب کی طرف آتا ہے اور شفق پیدا ہوتی ہے جو ہلکے ہلکے غائب اور سورج کے غروب کے بعد سرخی مغرب میں پیدا ہوتی ہے اور پھر تاریکی بڑھتی ہے پھر وہ مشرق کی طرف آتا ہے اور تاریکی جاتی ہے مشرق سے مغرب کی طرف تا اینکہ طلوع آفتاب کے وقت مغرب سے غائب ہوتی ہے۔ (ض)

۴۔ فرمایا ابو عبداللہ علیہ السلام نے جب سورج کا کرہ غائب ہو جائے تو افطار واجب ہے صورت یہ ہے کہ تم قبلہ رو ہو کر دیکھو کہ جو سرخی مشرق میں تھی وہ سمت الراس سے ہو کر مغرب کی طرف چلی گئی ہے اگر چلی گئی ہے تو افطار واجب ہے اور فرض ساقط۔ (ضعیف)

۵۔ فرمایا امام علیہ السلام نے جب قرص آفتاب غائب ہو جائے تو مغرب کا وقت آگیا اور اگر مغرب کی نماز پڑھنے کے بعد نظر آ جائے تو نماز کا اعادہ کیا جائے اور اگر روزہ افطار کر لیا تھا تو وہ گیا بقیہ وقت کھانے سے پرہیز کیا جائے (حسن)

۶۔ میں نے حضرت ابو عبداللہ علیہ السلام سے کہا کہ عمر بن حنظلہ نے آپ کی طرف سے وقت بیان کیا۔ حضرت نے فرمایا اس نے ہم پر جھوٹ نہ بولا ہوگا۔ میں نے کہا اس نے بیان کیا کہ حضرت نے فرمایا ہے کہ جب سورج چھپ جائے تو مغرب کا وقت ہے

رسولؐ اللہ جب راہ چلتے ہوتے اور مغرب کی نماز میں تاخیر ہوتی تو حضورؐ مغرب و عشاء ملا کر پڑھتے۔ فرمایا اس نے سچ کہا اور وقت عشاء اس وقت ہوتا ہے جب شفق غائب ہو جائے تو تہائی رات تک عشا کا وقت ہے اور صبح کا وقت سرخی ظاہر ہونے سے روشنی بڑھنے تک ہے۔ (ض)

۷۔ فرمایا حضرتؑ نے مغرب کا وقت غروب آفتاب کے بعد ہے۔ جب اس کا گردہ چھپ جائے۔ (ض)

۸۔ میں نے حضرتؑ سے مغرب کے وقت کا سوال کیا۔ فرمایا جبرئیلؑ نبیؐ کے پاس آئے ہر نماز کے دونوں وقتوں پر سوائے نماز مغرب کہ اس کے وجوب کا ایک ہی وقت ہے۔

۹۔ فرمایا حضرتؑ نے سوائے نماز مغرب کے، ہر نماز کے لئے دو وقت ہیں۔ نماز مغرب کے وجوب کا ایک ہی وقت ہے اور شفق غائب ہونے پر اس کے قضا کا وقت ہے ایک روایت ہے کہ اس کے دو وقت ہیں آخر وقت سقوط شفق ہے۔ حدیث اوّل کے یہ خلاف نہیں۔ اور سورج کے غروب ہونے اور شفق کے غائب ہونے کے درمیان بہت کم وقت ہوتا ہے اور سورج غروب ہونے کی علامت قبلہ کی طرف سرخی کا ظاہر ہونا ہے اور اس ظاہر اور غائب ہونے کے درمیان صرف اتنا ہی وقفہ ہوتا ہے کہ مغرب کی نماز اور نوافل اطمینان سے ادا کر لئے جائیں اسی لئے مغرب کا وقت بہت تنگ ہوتا ہے۔ (موثق)

۱۰۔ علی بن اسباط نے امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ شفق سرخی ہے یا سفیدی، فرمایا سرخی ہے اگر سفیدی مراد ہو تو وہ ثلث شب تک رہتی ہے۔ (الموثق)

۱۱۔ میں نے حضرتؑ سے پوچھا نماز عشا کا وقت کب ہوتا ہے فرمایا جب شفق غائب ہو اور شفق سرخی ہے عبداللہ نے کہا اللہ آپؑ کی حفاظت کرے وہ تو باقی رہتی ہے سرخی زائل ہونے کے بعد یہ صورت تیز روشنی کے حضرتؑ نے فرمایا شفق تو سرخی کو کہتے ہیں شفق روشنی نہیں کہلاتی۔ (ض)

۱۲۔ فرمایا جب سورج ڈوب جائے تو دونوں نمازوں کا وقت آجاتا ہے مگر مغرب کی نماز پہلے ہوگی اور عشا کی بعد میں۔ (مجہول)

۱۳۔ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا اگر میں سمجھتا کہ میری امت پریشان نہ ہوگی تو عشاء کا وقت ایک تہائی رات تک کر دیتا (ض)

۱۴۔ اور ایک روایت میں ہے آدھی رات تک۔ (ض)

۱۵۔ فرمایا مغرب کا وقت سفر میں چوتھائی رات تک ہے۔ (حسن)

۱۶۔ میں نے حضرتؑ کو لکھا ایک شخص ایسے گھر میں رہتا ہے کہ اس کی دیواریں روکتی ہیں دیکھنے سے شفق کی سرخی اور شفق کے غائب ہونے کی شناخت سے، تو وہ عشا کی نماز کیسے پڑھے۔ اور کیا کرے۔ حضرتؑ نے تحریر فرمایا۔ ایسی صورت میں نماز پڑھے، وقت روشن ہو جاتے ستاروں کے اور مغرب کا وقت معلوم کرے۔ بعض مخصوص ستاروں کی روشنی سے اور سورج کے غائب ہونے کے بعد کی روشنی سے۔ (ض)

۱۷۔ میں نے امام رضا علیہ السلام کو لکھا کہ بعض لوگوں نے مجھ سے ذکر کیا کہ جب سورج کو زوال ہو جائے تو ظہر کا وقت آجاتا ہے اور

عصر کا بھی، اور جب غروب ہو جائے تو مغرب و عشا کا، اگر مغرب عشا سے پہلے ہے سفر و حضر دونوں میں، اور وقت مغرب چوتھائی رات تک ہے۔ حضرتؑ نے لکھا یہ وقت صحیح ہے سوائے اس کے کہ مغرب کا وقت تنگ ہے اس کا آخر وقت سرخی کا جانا اور افق مغرب پر سفیدی کا نمودار ہونا ہے۔

﴿باب ٦﴾

☼(وقت الفجر)☼

١ ـ عليُّ بن محمّد، عن سهل بن زياد، عن عليّ بن مهزيار قال: كتب أبو الحسن ابن الحصين إلى أبي جعفر الثاني عليه السلام معي: جعلت فداك قد اختلفت مواليك في صلاة الفجر فمنهم من يصلّي إذا طلع الفجر الأوّل المستطيل في السماء ومنهم من يصلّي إذا اعترض في أسفل الاُفق واستبان ولست أعرف أفضل الوقتين فاُصلّي فيه، فإن رأيت أن تعلّمني أفضل الوقتين وتحدّه لي وكيف أصنع مع القمر والفجر لا يتبيّن معه حتّى يحمرّ ويصبح وكيف أصنع مع الغيم وما حدّ ذلك في السفر والحضر؟ فعلت إن شاء الله. فكتب عليه السلام بخطّه وقرأته: الفجر ـ يرحمك الله ـ هو الخيط الأبيض المعترض ليس هو الأبيض صعداء فلا تصلّ في سفر ولا حضر حتّى تتبيّنه فإنّ الله تبارك وتعالى لم يجعل خلقه في شبهة من هذا فقال: «كلوا واشربوا حتّى يتبيّن لكم الخيط الأبيض من الخيط الأسود من الفجر» فالخيط الأبيض هو المعترض الّذي يحرم به الأكل والشرب في الصوم وكذلك هو الّذي توجب به الصلاة.

٢ ـ عليُّ بن محمّد، عن سهل بن زياد، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر، عن عبد الرحمن ابن سالم، عن إسحاق بن عمّار قال: قلت لأبي عبد الله عليه السلام: أخبرني بأفضل المواقيت في صلاة الفجر؟ فقال: مع طلوع الفجر إنّ الله عزّ وجلّ يقول: «وقرآن الفجر إنّ قرآن الفجر كان مشهوداً» يعني صلاة الفجر تشهده ملائكة اللّيل وملائكة النّهار فإذا صلّى العبد الصبح مع طلوع الفجر اُثبتت له مرّتين أثبتها ملائكة اللّيل وملائكة النّهار.

٣ ـ عليُّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن عليّ بن عطيّة، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: الصبح هو الّذي إذا رأيته معترضاً كأنّه بياض سورى.

٤ ـ عليٌّ ، عن محمّد بن عيسى ، عن يونس ، عن يزيد بن خليفة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : وقت الفجر حين يبدو حتّى يضيىء .

٥ ـ عليٌّ ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : وقت الفجر حين ينشقّ الفجر إلى أن يتجلّل الصبح السماء[٢] ولا ينبغي تأخير ذلك عمداً لكنّه وقت لمَن شغل أو نسي أو نام

٦ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن عليّ بن محمّد القاساني ، عن سليمان بن حفص المروزيّ عن أبي الحسن العسكري عليه السلام قال : إذا انتصف اللّيل ظهر بياض في وسط السماء شبه عمود من حديد تضيىء له الدُّنيا فيكون ساعة ثمَّ يذهب و يظلم فإذا بقي ثلث اللّيل ظهر بياض من قبل المشرق فأضاءت له الدُّنيا فيكون ساعة ثمَّ يذهب وهو وقت صلاة اللّيل ثمَّ يظلم قبل الفجر، ثمَّ يطلع الفجر الصّادق من قبل المشرق . قال : ومن أراد أن يصلّي صلاة اللّيل في نصف اللّيل فذلك له .

باب٦

وقت نماز فجر

١- ابوالحسن بن الحسین نے امام علیہ السلام کو لکھا میں آپؑ پر فدا ہوں آپؑ کے دوستوں کا اختلاف ہے نماز صبح کے بارے میں بعض اس وقت پڑھتے ہیں جب پہلی صبح ہوتی ہے اور آسمان پر سفیدی پھیلتی ہے اور بعض اس وقت پڑھتے ہیں جب اُفق کے نیچے والے کنارہ پر روشنی ہوتی ہے۔ ان دونوں وقتوں میں، میں افضل وقت کو نہیں جانتا کہ اس میں نماز پڑھوں اگر آپؑ مجھے اصل وقت بتا دیں اور اس کی حد بیان کر دیں تو میں عمل کروں اور چاند جب ظاہر نہ ہو تو کیا کروں جب بادل ہوں تو کیا کروں سفر و حضر میں جب کوئی صورت نہ ہو معلوم کرنے کی تو کیا کیا جائے۔ آپؑ نے اپنے قلم سے تحریر فرمایا۔ تم پر خدا کی رحمت ہو، صبح کا وہ وقت ہوتا ہے جب آسمان پر سفید خط سیاہ خط سے الگ نظر آئے اور سفیدی اوپر کو بڑھتی چلی جائے اور جب تک صبح کو سفید خط سیاہ خط سے الگ نہ ہو جائے نماز نہ پڑھو، خواہ سفر ہو یا حضر، اور سفید خط وہ ہے کہ روزہ میں اس کے بعد کھانا پینا حرام ہو جاتا ہے اور اسی کے بعد نماز صبح واجب ہو جاتی ہے۔ (ضعیف)

٢- میں نے حضرت ابو عبداللہ علیہ السلام سے کہا کہ نماز صبح کے افضل وقت سے مجھے مطلع فرمائیے۔ فرمایا طلوع فجر کے بعد اللہ نے فرمایا ہے صبح کا قرآن گواہی دیا ہوا ہے گواہی دیتے ہیں اس کی رات اور دن کے ملائکہ۔ جب بندہ طلوع فجر کے

بعد نماز پڑھتا ہے تو اس کا دہرا ثبوت ہوتا ہے ملائکہ شب کی گواہی اور ملائکہ روز کی گواہی۔ (ض)

۳۔ فرمایا حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام نے صبح کی شناخت یہ ہے کہ تم سفیدی سیاہی میں ملی ہوئی دیکھو۔ (حسن)

۴۔ فرمایا حضرتؑ نے وقت صبح وہ ہے جب صبح ظاہر و روشن ہو جائے۔ (ض)

۵۔ حضرتؑ نے فرمایا صبح کا وقت وہ ہے کہ جب صبح ظاہر ہو اور سفیدۂ سحری آسمان پر پھیل جائے۔ عمداً نماز میں تاخیر نہ کرنی چاہیئے لیکن ایسی صورت میں کہ کسی نیک کام میں مشغول ہو یا بھول جائے یا سو جائے۔ (حسن)

۶۔ فرمایا امام حسن عسکری علیہ السلام نے جب آدھی رات ہوتی ہے تو وسط آسمان میں سفیدی ظاہر ہوتی ہے لوہے کے ایک ستون کی مانند جس سے دنیا روشن ہو جاتی ہے یہ صورت ایک ساعت رہتی ہے پھر وہ جاتی رہتی ہے اور تاریکی ہو جاتی ہے جب تہائی رات باقی رہتی ہے تو مشرق کی طرف سے سفیدی ظاہر ہوتی ہے جس سے دنیا روشن ہو جاتی ہے ایک ساعت بعد ہر طرف روشنی ہو جاتی ہے یہ وقت نماز شب ہے پھر قبل صبح تاریکی ہو جاتی ہے پھر صبح صادق ہوتی ہے مشرق کی طرف سے۔ جو نماز شب کا ارادہ کرے تو اس کے لئے نصف شب ہے۔ (مجہول)

﴿باب﴾

٭(وقت الصلاة في يوم الغيم والريح ومن صلى لغير القبلة)٭

١ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن عثمان بن عيسى ، عن سماعة قال : سألته عن الصلاة بالليل والنّهار ، إذا لم تر الشمس ولا القمر ولا النجوم قال : اجتهد رأيك وتعمد القبلة جهدك .

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن أبي عبدالله الفرّاء ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال له رجلٌ من أصحابنا : ربّما اشتبه الوقت علينا في يوم الغيم ؛ فقال : تعرف هذه الطيور الّتي عندكم بالعراق يقال لها: الدّيكة ؛ قلت : نعم ، قال : إذا ارتفعت أصواتها و تجاوبت فقد زالت الشمس أوقال : فصلّه .

٣ ـ الحسين بن محمّد ، عن عبدالله عامر ، عن عليّ بن مهزيار ، عن فَضالة بن أيّوب ، عن عبدالرحمن بن أبي عبدالله ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا صلّيت وأنت على غير القبلة فاستبان لك أنّك صلّيت على غير القبلة و أنت في وقت فأعد ، فإن فاتك الوقت فلا تعد .

٤ ـ وبهذا الإسناد ، عن فَضالة ، عن أبان ، عن زرارة ، عن أبي جعفر عليه السلام في

رجل صلّي الغداة بليل غرّه من ذلك القمر ونام حتّى طلعت الشمس فاُخبر أنّه صلّى بليل قال : يعيد صلاته .

٥ ـ عليُّ بن محمّد ، عن سهل بن زياد ، عن محمّد بن إبراهيم النّوفليّ ، عن الحسين ابن المختار ، عن رجل قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : إنّي رجلٌ مؤذّن فإذا كان يوم الغيم لم أعرف الوقت ؟ فقال : إذا صاح الديك ثلاثة أصوات ولاء فقد زالت الشّمس وقد دخل وقت الصّلاة .

٦ ـ محمّد بن يحيى ، عن سلمة بن الخطاب ، عن يحيى بن إبراهيم بن أبي البلاد ، عن أبيه ، عن أبي بصير ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : من صلّى في غير وقت فلا صلاة له .

٧ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن حمّاد ، عن حريز ، عن زرارة قال : قال أبو جعفر عليه السلام : يجزىء التحرّي أبداً إذا لم يعلم أين وجه القبلة .

٨ ـ أحمد بن إدريس ؛ و محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن أحمد ، عن أحمد بن الحسن بن عليّ ، عن عمرو بن سعيد ، عن مصدّق بن صدقة ، عن عمّار السّاباطيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : في رجل صلّى على غير القبلة فيعلم وهو في الصّلاة قبل أن يفرغ من صلاته قال : إن كان متوجّهاً فيما بين المشرق والمغرب فليحوّل وجهه إلى القبلة ساعة يعلم و إن كان متوجّهاً إلى دبر القبلة فليقطع الصّلاة ثمّ يحوّل وجهه إلى القبلة ثمّ يفتتح الصّلاة

٩ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن أبي عمير ، عن هشام بن سالم ، عن سليمان بن خالد قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : الرّجل يكون في قفر من الأرض في يوم غيم فيصلّي لغير القبلة ثمّ يصحي فيعلم أنّه صلّى لغير القبلة كيف يصنع ؟ قال: إن كان في وقت فليعد صلاته وإن كان مضى الوقت فحسبه اجتهاده .

١٠ ـ عنه ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن ابن أبي عمير ، عن بعض أصحابنا ، عن زرارة قال : سألت أبا جعفر عليه السلام عن قبلة المتحير ، فقال : يصلّي حيث يشاء وروي أيضاً أنّه يصلّي إلى أربع جوانب .

١٢ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ ، عن

أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته هل كان رسول‌الله صلى الله عليه وآله يصلّي إلى بيت المقدس ؟ قال : نعم ، فقلت : أكان يجعل الكعبة خلف ظهره ؟ فقال : أمّا إذا كان بمكّة فلا وأمّا إذا هاجر إلى المدينة فنعم حتّى حوّل إلى الكعبة .

١١ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن ابن أبي عمير عن إسماعيل بن رباح ، عن أبي‌عبدالله عليه السلام قال : إذا صلّيت وأنت ترى أنّك في وقت ولم يدخل الوقت فدخل الوقت وأنت في الصلاة فقد أجزأت عنك .

باب

علم وقت نماز بادل اور آندھی کے دن اور استقبال قبلہ

۱۔ میں نے سوال کیا دن اور رات کی نماز کے متعلق جب سورج چاند اور تارے نظر نہ آئیں فرمایا اپنی رائے قائم کرو اور قبلہ کے معلوم کرنے کی کوشش کرو۔ (موثق)

۲۔ حضرت سے پوچھا گیا کہ بادل کے دن ہمیں وقت زوال نہیں معلوم ہوتا۔ فرمایا عراق میں جو پرندے مرغ کہلاتے ہیں کیا تم ان کو نہیں جانتے۔ میں نے کہا جانتا ہوں فرمایا جب ان کی آوازیں بلند ہوں اور ایک دوسرے کو جواب دیں تو سمجھو سورج کا زوال ہو گیا یا حضرتؑ نے یہ فرمایا۔ تب نماز پڑھ لو۔ (مجہول)

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے مراۃ العقول میں تحریر فرمایا ہے کہ اس حدیث کی اسناد ضعیف ہیں اس پر عمل نہیں کرنا چاہیئے۔

۳۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے جب تم نماز پڑھو اور رو بقبلہ نہ ہو اور بعد میں پتہ چلے کہ رو بقبلہ نہ تھے اور وقت نماز باقی ہو تو اعادہ نماز کرو ورنہ نہیں۔ (ص)

۴۔ حضرتؑ سے پوچھا اس شخص کے بارے میں جس نے صبح کی نماز چاندنی کے دھوکے میں رات کو پڑھ لی اور جب سورج نکل آیا تو پتہ چلا کہ رات تھی فرمایا وہ نماز کا اعادہ کرے۔ (موثق)

۵۔ میں نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے کہا۔ میں موذن ہوں پس جس روز بادل ہوں اور وقت کا پتہ نہ چلے فرمایا جب مرغ پے بہ پے تین اذانیں دے تو سمجھو زوال ہو گیا اور نماز کا وقت داخل ہوا۔ (ض)

۶۔ فرمایا حضرتؑ نے جو غیر وقت میں نماز پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔ (صحیح)

۷۔ فرمایا حضرت نے جب سمت قبلہ معلوم نہ ہو تو جو صورت بہتر معلوم ہو اس کی طرف رخ کرے۔ (ص)

۸۔ حضرتؑ سے پوچھا گیا ایسے شخص کے بارے میں جو قبلہ کے خلاف نماز پڑھے اور نماز کے ختم ہونے سے پہلے اس کا علم ہو تو کیا کرے۔ فرمایا اگر اس کا رُخ مابین مشرق و مغرب ہے تو چاہیے کہ قبلہ کی طرف مڑ کر نماز شروع کرے (موثق)

۹۔ میں نے دریافت کیا اس شخص کے بارے میں جو بے آب و گیاہ سرزمین پر ہو اور بادل چھایا ہو اور وہ خلاف قبلہ نماز پڑھ لے اور بادل ہٹ جانے پر معلوم ہو کہ وہ رو بقبلہ نہ تھا تو کیا کرے فرمایا اگر وقت نماز ہو تو اعادہ کرے ورنہ اس کی کوشش اس کے لیے کافی ہے (صحیح)

۱۰۔ میں نے پوچھا اس شخص کے بارے میں جسے قبلہ کا رُخ معلوم نہ ہو۔ فرمایا جدھر چاہے نماز پڑھے اور ایک روایت میں ہے چاروں طرف پڑھے۔ (ض)

۱۱۔ میں نے حضرتؑ سے سوال کیا۔ کیا رسول اللہؐ نے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی تھی۔ فرمایا ہاں میں نے کہا کیا کعبہ کی طرف پشت کی فرمایا جب تک مکہ میں رہے نہیں کی ہاں جب ہجرت کرکے مدینہ آئے تو کی تحویل قبلہ تک۔ (حسن)

۱۲۔ فرمایا حضرتؑ نے جب نماز پڑھے اس خیال سے کہ وقت نماز ہے اور وقت داخل نہ ہو لیکن نماز کے اندر داخل ہو جائے تو یہ کافی ہے۔ (حسن)

﴿ باب ﴾

(الجمع بين الصلاتين)

١ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن الحكم ، عن عبدالله بن بكير ، عن زرارة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : صلّى رسول الله صلى الله عليه وآله بالنّاس الظّهر و العصر حين زالت الشّمس في جماعة من غير علّة وصلّى بهم المغرب والعشاء الآخرة قبل سقوط الشّفق من غير علّة في جماعة وإنّما فعل رسول الله صلى الله عليه وآله ليتّسع الوقت على اُمّته .

٢ ـ عليّ بن محمّد ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر ، عن عبدالله ابن سنان قال : شهدت المغرب ليلة مطيرة في مسجد رسول الله صلى الله عليه وآله فحين كان قريباً من الشفق نادوا وأقاموا الصّلاة فصلّوا المغرب ثمّ أمهلوا بالنّاس حتّى صلّوا ركعتين ثمّ قام المنادي في مكانه في المسجد فأقام الصّلاة فصلّوا العشاء ثمّ انصرف النّاس إلى منازلهم ، فسألت أبا عبدالله عليه السلام عن ذلك ، فقال : نعم قد كان رسول الله صلى الله عليه وآله عمل بهذا .

٣ ـ محمّد بن يحيى ، عن سلمة بن الخطّاب ، عن الحسين بن سيف ، عن حمّاد بن عثمان ، عن محمّد بن حكيم ، عن أبي الحسن عليه السلام قال : سمعته يقول : إذا جمعت بين

الصّلاتين فلاتطوّع بينهما.

٤ ـ عليّ بن محمّد ، عن محمّد بن موسى ، عن محمّد بن عيسى ، عن ابن فضّال ، عن حمّاد بن عثمان ، قال : حدّثني محمّد بن حكيم قال سمعت أباالحسن عليه‌السلام يقول : الجمع بين الصلاتين إذا لم يكن بينهما تطوّع فإذا كان بينهما تطوّع فلا جمع .

٥ ـ عليّ بن محمّد ، عن الفضل بن محمّد ، عن يحيى بن أبي زكريّا ، عن أبان عن صفوان الجمّال قال : صلّى بنا أبوعبدالله عليه‌السلام الظّهر والعصر عند ما زالت الشّمس بأذان وإقامتين وقال : إنّي على حاجة فتنفّلوا .

٦ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن أحمد ، عن عبّاس النّاقد قال : تفرّق ما كان في يدي وتفرّق عنّي حرفائي (1) فشكوت ذلك إلى أبي محمّد عليه‌السلام فقال لي : اجمع بين الصّلاتين الظّهر والعصر ترى ما تحبّ .

باب ۸

دو نمازیں ایک ساتھ پڑھنا

۱۔ فرمایا حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہ حضرت رسولؐ خدا نے ظہر و عصر کی بہ جماعت نماز پڑھی بعد زوال آفتاب بغیر کسی سبب کے اور مغرب و عشاء کی ایک ساتھ سرخیٔ شفق دور ہونے سے پہلے، حضرت نے یہ اس لیے کیا کہ ان کی امت کے لیے وقت میں وسعت ہو جائے۔ (موثق)

۲۔ عبداللہ بن سنان نے کہا میں زمانہ بارش میں ایک دن مسجد رسولؐ میں نماز مغرب کے وقت موجود تھا جب شفق کا وقت قریب ہوا تو اذان ہوئی اور اقامت اور لوگوں نے نماز پڑھی پھر لوگوں نے ذرا توقف کیا اور دو رکعت نماز پڑھی پھر اقامت کے بعد نماز عشاء پڑھی۔ پھر لوگ اپنے اپنے گھر چلے گئے۔ میں نے یہ صورت ابوعبداللہ علیہ السلام سے بیان کی۔ آپؑ نے فرمایا ہاں رسول اللہؐ نے ایسا کیا تھا۔ (ص)

۳۔ فرمایا ابوالحسن علیہ السلام نے کہ جمع بین الصلوٰتین کی صورت یہ ہے کہ دو نمازوں کے درمیان نوافل نہ پڑھے جائیں اور اگر پڑھے جائیں تو یہ جمع بین الصلوٰتین نہیں۔ (مجہول)

۴۔ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر دو نمازیں ایک ساتھ پڑھی جائیں تو ان کے درمیان نوافل نہیں ہوتے (ض)

۵۔ میں نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام کے ساتھ نمازِ ظہر و عصر پڑھی، زوال شمس کے بعد ایک اذان اور دو اقامتوں سے۔ حضرت نے فرمایا مجھے ایک ضرورت سے جانا ہے تم نوافل پڑھو۔ (مجہول)

۶۔ اگر چاہتے ہو تو ظہر و عصر کی نمازیں ایک ساتھ پڑھ لو۔

﴿ باب ۹ ﴾

٭(الصلاة التی تصلی فی کل وقت)٭

١ـ عليُّ بن إبراهيم، عن محمّد بن عيسى، عن يونس، عن هاشم أبي سعيد المكاريّ، عن أبي بصير، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: خمس صلوات تصلّيهنّ في كلّ وقت: صلاة الكسوف والصّلاة على الميّت وصلاة الإحرام والصّلاة الّتي تفوت وصلاة الطّواف من الفجر إلى طلوع الشمس وبعد العصر إلى اللّيل.

٢ـ محمّد بن إسماعيل، عن الفضل بن شاذان؛ وأحمد بن إدريس، عن محمّد بن عبدالجبّار جميعاً، عن صفوان بن يحيى، عن معاوية بن عمّار قال: سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول: خمس صلوات لاتترك على كلّ حال: إذا طفت بالبيت و إذا أردت أن تحرم و صلاة الكسوف و إذا نسيت فصلّ إذا ذكرت وصلاة الجنازة.

٣ـ عليُّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن حمّاد، عن حريز، عن زرارة، عن أبي جعفر عليه السلام قال: أربع صلوات يصلّيهنّ الرجل في كلّ ساعة: صلاة فاتتك فمتى ماذكرتها أدّيتها و صلاة ركعتي الطواف الفريضة و صلاة الكسوف و الصلاة على الميّت هؤلاء تصلّيهنّ في الساعات كلّها.

باب ۹

جو نمازیں ہر وقت پڑھی جا سکتی ہیں

۱۔ فرمایا پانچ نمازیں ہر وقت پڑھی جا سکتی ہیں:۔

نماز گرہن، نماز میت، نماز احرام، نماز قضا اور نماز طواف، صبح سے لے کر طلوع شمس تک اور بعد عصر سے رات تک (رن)

۲۔ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا۔ پانچ کسی حال میں ترک نہیں ہوتیں جب بیت اللہ کا طواف کرو، جب احرام باندھنے کا ارادہ ہو، نماز کسوف، اگر نماز پڑھنی بھول جاؤ تو جب یاد آئے پڑھو اور نماز جنازہ۔ (ص)

۳۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے چار نمازیں ہر وقت پڑھی جاسکتی ہیں نماز قضا جب یاد آئے ادا کی جائے۔ نماز طواف واجب دو رکعت، نماز کسوف اور نماز میت۔

«باب»

(التطوع فى وقت الفريضة والساعات التى لا يصلى فيها)

١ ـ الحسين بن محمّد الأشعريّ، عن عبدالله بن عامر، عن عليّ بن مهزيار، عن فضالة بن أيّوب، عن الحسين بن عثمان، عن ابن مسكان، عن زرارة قال: قال لي: أتدري لم جعل الذّراع والذّراعان؟ قال: قلت: لم؟ قال: لمكان الفريضة لك أن تتنفّل من زوال الشّمس إلى أن يبلغ ذراعاً فإذا بلغ ذراعاً بدأت بالفريضة وتركت النّافلة.

٢ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن ابن فضّال، عن يونس بن يعقوب، عن منهال قال: سألت أباعبدالله عليه السلام عن الوقت الّذي لاينبغي لي [أن يتنفّل] إذا جاء الزّوال، قال: ذراع إلى مثله.

٣ ـ محمّد بن يحيى، عن محمّد بن الحسين، عن عثمان بن عيسى، عن سماعة قال: سألته(١) عن الرّجل يأتي المسجد وقد صلّى أهله أيبتدىء بالمكتوبة أو يتطوّع؟ فقال: إن كان في وقت حسن فلا بأس بالتطوّع قبل الفريضة وإن كان خاف الفوت من أجل ما مضى من الوقت فليبدأ بالفريضة وهو حقّ الله عزّ وجلّ ثمّ ليتطوّع بما شاء، إلّا هو موسّع أن يصلّي الإنسان في أوّل دخول وقت الفريضة النّوافل إلّا أن يخاف فوت الفريضة والفضل إذا صلّى الإنسان وحده أن يبدأ بالفريضة إذا دخل وقتها ليكون فضل أوّل الوقت للفريضة وليس بمحظور عليه أن يصلّي النّوافل من أوّل الوقت إلى قريب من آخر الوقت.

٤ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن الحسين بن سعيد، عن عثمان بن عيسى،

عن إسحاق بن عمّار قال: قلت: اُصلّي في وقت فريضة نافلةً؟ قال: نعم في أوّل الوقت إذا كنت مع إمام تقتدي به فإذا كنت وحدك فابدأ بالمكتوبة.

٥ ـ عليٌّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن أبي أيّوب، عن محمّد بن مسلم قال: قلت لأبي عبدالله عليه السلام: إذا دخل وقت الفريضة أتنفّل أو أبدأ بالفريضة؟ فقال: إنَّ الفضل أن تبدأ بالفريضة وإنّما أخّرت الظهر ذراعاً من عند الزَّوال من أجل صلاة الأوّابين.

٦ ـ عليٌّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن أبي أيوب، عن محمّد بن مسلم قال: قلت لأبي عبدالله عليه السلام: إذا دخل وقت الفريضة أتنفّل أو أبدأ بالفريضة؟ قال: إنَّ الفضل أن تبدأ بالفريضة.

٧ ـ عليٌّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن عمر بن اُذينة، عن عدَّة من أصحابنا أنّهم سمعوا أباجعفر عليه السلام يقول: كان أمير المؤمنين صلوات الله عليه لا يصلّي من النّهار حتّى تزول الشمس ولا من اللّيل بعد ما يصلّي العشاء الآخرة حتّى ينتصف اللّيل.

معنى هذا أنّه ليس وقت صلاة فريضة ولا سنّة لأنَّ الأوقات كلّها قد بيّنها رسول الله صلى الله عليه وآله، فأمّا القضاء ـ قضاء الفريضة ـ وتقديم النّوافل وتأخيرها فلا بأس.

٨ ـ عليٌّ بن إبراهيم، عن أبيه رفعه قال: قال رجلٌ لأبي عبدالله عليه السلام: الحديث الّذي روي عن أبي جعفر عليه السلام: أنَّ الشّمس تطلع بين قرني الشّيطان قال: نعم إنَّ إبليس اتّخذ عرشاً بين السّماء والأرض فإذا طلعت الشّمس وسجد في ذلك الوقت النّاس قال: إبليس لشياطينه إنَّ بني آدم يصلّون لي.

٩ ـ عليٌّ بن محمّد، عن سهل بن زياد، عن الحسين بن راشد، عن الحسين بن أسلم قال: قلت لأبي الحسن الثّاني عليه السلام: أكون في السّوق فأعرف الوقت ويضيق عليَّ أن أدخل فاُصلّي قال: إنَّ الشّيطان يقارن الشمس في ثلاثة أحوال: إذا ذرت وإذا كبدت وإذا غربت، فصلّ بعد الزوال فإنَّ الشيطان يريد أن يوقعك على حدٍّ يقطع بك دونه.

بابنا

تطوع اور وہ ساعات جن میں نماز نہیں پڑھتے

۱۔ مجھ سے حضرت نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ ایک ہاتھ اور دو ہاتھ کی قید کیوں رکھی ہے میں نے کہا کیوں ہے فرمایا زوال شمس کے بعد نافلہ کا وقت ہے اور جب یہ سایہ ایک ہاتھ ہو جائے تو نافلہ کا وقت ختم ہو جاتا ہے اور فریضہ کا وقت آجاتا ہے۔ (ص)

۲۔ میں نے حضرت سے پوچھا اس وقت کے متعلق جب زوال ہو فرمایا جب سایہ ایک ہاتھ ہو جائے۔ (مجہول)

۳۔ میں نے پوچھا اس شخص کے بارے میں کہ جو مسجد میں ایسے وقت میں آئے جب لوگ نماز پڑھ چکے ہوں تو وہ ابتدا نماز واجب سے کرے یا نوافل سے۔ فرمایا اگر وقت کافی ہے تو قبل فریضہ نوافل پڑھے اور اگر فریضہ کے فوت ہونے کا خوف ہو تو فرض کو، حق اللہ ہے ادا کرے، پھر نوافل جتنے چاہے پڑھے، وسعت وقت میں فریضہ کا وقت داخل ہونے پر نوافل اسی صورت میں پڑھے جاسکتے ہیں جب کہ فریضہ کے فوت ہونے کا اندیشہ نہ ہو اور بہتر یہ ہے کہ جب انسان اکیلا نماز پڑھے تو ابتدا فریضہ سے کرے اور کوئی مضائقہ نہیں اگر اول وقت نوافل پڑھے، جبکہ فریضہ کا وقت باقی ہے۔ (موثق)

۴۔ میں نے کہا میں اول وقت فریضہ نافلہ پڑھتا ہوں۔ فرمایا ہاں، جبکہ تم ایسے امام کے ساتھ پڑھو جس کی اقتدا کی گئی ہے اگر تم اکیلے ہو تو نماز واجب سے ابتدا کرو۔

۵۔ میں نے حضرت سے کہا جب وقت فریضہ داخل ہو تو میں نافلہ پڑھوں یا فریضہ سے شروع کروں فرمایا بہتر یہ ہے کہ فریضہ سے ابتدا کی جائے۔ زوال کے بعد ایک ہاتھ سایہ تک تاخیر کرو تاکہ نوافل پڑھ لئے جائیں۔ (حسن)

۶۔ میں نے کہا وقت فریضہ داخل ہو جائے تو میں نوافل پڑھوں یا فریضہ، فرمایا افضل یہ ہے کہ فریضہ سے ابتدا کی جائے۔

۷۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ امیر المومنین علیہ السلام زوال آفتاب سے پہلے کوئی نماز نہیں پڑھتے تھے اور نہ رات کو نماز عشاء کے بعد جب تک نصف شب نہ گزر جائے اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ اوقات نہ نماز واجب کے ہیں نہ سنت کے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام نمازوں کے اوقات معین کر دیئے ہیں نماز فریضہ قضا ہو جائے تو اسے ادا کیا جائے نوافل پر مقدم کیا جائے ان کی تاخیر میں کوئی مضائقہ نہیں۔ (مرسل)

۸۔ فرمایا ابوجعفر علیہ السلام نے آفتاب طلوع کرتا ہے شیطان کے دو سروں کے بیچ سے اور فرمایا جب سورج طلوع کرتا ہے تو شیطان اپنا تخت بچھاتا ہے آسمان و زمین کے درمیان اور جب لوگ سجدہ میں ہوتے ہیں اپنے شیاطین سے کہتا ہے یہ بنی آدم میرے لئے نماز پڑھ رہے ہیں۔ کیونکہ میں اپنے وسادس ڈال کر ان کی نماز اپنے لئے بنا رہا ہوں نہ کہ

خدا کے لیے ۔ (مرفوع)

۹ ـ میں نے امام حسن عسکری علیہ السلام سے کہا میں بازاری کاروبار میں لگا رہتا ہوں اور وقت نماز کا تنگ ہو جاتا ہے تب نماز پڑھتا ہوں ۔ فرمایا شیطان تین وقتوں میں سورج کے ساتھ ہوتا ہے طلوع کے وقت ، زوال کے وقت اور غروب کے وقت لہذا تم بعد زوال ہی نماز پڑھ لیا کرو ، شیطان چاہتا ہے کہ تمہیں فضیلت کے وقت سے ہٹا دے ۔ (ض)

﴿باب﴾

☆(من نام عن الصلاة أوسهى عنها)☆

١ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ و محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان جميعاً ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن زرارة ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : إذا نسيت صلاة أو صلّيتها بغير وضوء و كان عليك قضاء صلوات فابدأ بأوّلهنّ فأذّن لها وأقم ثمّ صلّها ثمّ صلّ ما بعدها بإقامة ، إقامة لكلّ صلاة ، وقال :

قال أبو جعفر عليه السلام : وإن كنت قد صلّيت الظّهر وقد فاتتك الغداة فذكرتها فصلّ الغداة أيّ ساعة ذكرتها ولو بعد العصر و متى ما ذكرت صلاة فاتتك صلّيتها ؛ و قال : إن نسيت الظهر حتّى صلّيت العصر فذكرتها و أنت في الصّلاة أو بعد فراغك فانوها الأُولى ثمّ صلّ العصر فإنّما هي أربع مكان أربع ، فإن ذكرت أنّك لم تصلّ الاولى و أنت في صلاة العصر و قد صلّيت منها ركعتين فانوها الأُولى ثمّ صلّ الرّكعتين الباقيتين وقم فصلّ العصر و إن كنت قد ذكرت أنّك لم تصلّ العصر حتّى دخل وقت المغرب ولم تخف فوتها فصلّ العصر ثمّ صلّ المغرب وإن كنت قد صلّيت المغرب فقم فصلّ العصر و إن كنت قد صلّيت من المغرب ركعتين ثمّ ذكرت العصر فانوها العصر ثمّ قم فأتمّها ركعتين ثمّ سلّم ثمّ تصلّي المغرب فإن كنت قد صلّيت العشاء الآخرة ونسيت المغرب فقم فصلّ المغرب وإن كنت ذكرتها وقد صلّيت من العشاء الآخرة ركعتين أو قمت في الثّالثة فانوها المغرب ثمّ سلّم ثمّ قم فصلّ العشاء الآخرة و إن كنت قد نسيت العشاء الآخرة حتّى صلّيت الفجر فصلّ العشاء الآخرة وإن كنت ذكرتها وأنت في ركعة الأُولى أو في الثّانية من الغداة فانوها العشاء ثمّ قم فصلّ الغداة وأذّن وأقم وإن كانت المغرب

والعشاء الآخرة قد فاتتاك جميعاً فابدأ بهما قبل أن تصلّي الغداة ابدأ بالمغرب ثمّ العشاء الآخرة فإن خشيت أن تفوتك الغداة إن بدأت بهما فابدأ بالمغرب ثمّ بالغداة ثمّ صلّ العشاء فإن خشيت أن تفوتك الغداة إن بدأت بالمغرب فصلّ الغداة ثمّ صلّ المغرب والعشاء، ابدأ بأوّلهما لأنّهما جميعاً قضاء، أيّهما ذكرت فلا تصلّهما إلّا بعد شعاع الشّمس، قال: قلت: لم ذاك؟ قال: لأنّك لست تخاف فوتها.

٢ ـ عليّ بن محمّد، عن سهل بن زياد، عن محمّد بن سنان، عن ابن مسكان، عن أبي بصير قال: سألته عن رجل نسي الظهر حتّى دخل وقت العصر، قال: يبدأ بالظّهر وكذلك الصّلوات تبدأ بالّتي نسيت إلّا أن تخاف أن يخرج وقت الصّلاة فتبدأ بالّتي أنت في وقتها ثمّ تصلّي الّتي نسيت.

٣ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن ابن أُذينة، عن زرارة، عن أبي جعفر عليه السلام أنّه سئل عن رجل صلّى بغير طهور أو نسي صلوات لم يصلّها أو نام عنها؟ فقال: يقضيها إذا ذكرها في أيّ ساعة ذكرها من ليل أو نهار فإذا دخل وقت الصّلاة ولم يتمّ ما قد فاته فليقض ما لم يتخوّف أن يذهب وقت هذه الصلاة الّتي قد حضرت وهذه أحقّ بوقتها فليصلّها فإذا قضاها فليصلّ ما فاته ممّا قد مضى ولا يتطوّع بركعة حتّى يقضي الفريضة كلّها.

٤ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن الحسين بن سعيد؛ ومحمّد بن خالد جميعاً، عن القاسم بن عروة، عن عبيد بن زرارة، عن أبيه، عن أبي جعفر عليه السلام قال: إذا فاتتك صلاة فذكرتها في وقت أُخرى فإن كنت تعلم أنّك إذا صلّيت الّتي فاتتك كنت من الأُخرى في وقت فابدأ بالّتي فاتتك فإنّ الله عزّ وجلّ يقول: «أقم الصّلوة لذكري» وإن كنت تعلم أنّك إذا صلّيت الّتي فاتتك، فاتتك الّتي بعدها فابدأ بالّتي أنت في وقتها فصلّها ثمّ أقم الأُخرى.

٥ ـ الحسين بن محمّد الأشعريّ، عن معلّى بن محمّد، عن الوشّاء، عن أبان بن عثمان، عن عبد الرّحمن بن أبي عبد الله قال: سألت أبا عبد الله عليه السلام عن رجل نسي صلاة حتّى دخل وقت صلاة أُخرى فقال: إذا نسي الصّلاة أو نام عنها صلّى حين يذكرها

فإذا ذكرها وهو في صلاة بدأ بالّتي نسي وإن ذكرها مع إمام في صلاة المغرب أتمّها بركعة ثمّ صلّى المغرب ثمّ صلّى العتمة بعدها وإن كان صلّى العتمة وحده فصلّى منها ركعتين ثمّ ذكر أنّه نسي المغرب أتمّها بركعة فيكون صلاة المغرب ثلاث ركعات ثمّ يصلّي العتمة بعد ذلك.

٦ـ محمّد بن إسماعيل، عن الفضل بن شاذان، عن صفوان بن يحيى، عن أبي الحسن عليه السلام قال: سألته عن رجل نسي الظّهر حتّى غربت الشّمس وقد كان صلّى العصر فقال: كان أبو جعفر عليه السلام أو كان أبي عليه السلام يقول: إن أمكنه أن يصلّيها قبل أن يفوته المغرب بدأ بها وإلّا صلّى المغرب ثمّ صلّاها.

٧ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن حمّاد، عن الحلبيّ قال: سألت أباعبدالله عليه السلام عن رجل أمّ قوماً في العصر فذكر وهو يصلّي أنّه لم يكن صلّى الاُولى قال: فليجعلها الاُولى الّتي فاتته وليستأنف بعد صلاة العصر وقد مضى القوم بصلاتهم.

٨ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن عثمان بن عيسى، عن سماعة بن مهران قال: سألته عن رجل نسي أن يصلّي الصّبح حتّى طلعت الشمس قال: يصلّيها حين يذكرها فإنّ رسول الله صلى الله عليه وآله رقد عن صلاة الفجر حتّى طلعت الشّمس ثمّ صلّيها حين استيقظ ولكنّه تنحّى عن مكانه ذلك ثمّ صلّى.

٩ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن عليّ بن النّعمان، عن سعيد الأعرج قال: سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول: نام رسول الله صلى الله عليه وآله عن الصّبح والله عزّ وجلّ أنامه حتّى طلعت الشّمس عليه وكان ذلك رحمة من ربّك للنّاس ألاترى لو أنّ رجلا نام حتّى تطلع الشّمس لعيّره النّاس وقالوا: لا تتورّع لصلواتك فصارت اُسوة و سنّة فإن قال رجل لرجل: نمت عن الصلاة قال: قد نام رسول الله صلى الله عليه وآله فصارت اُسوة و رحمة رحم الله سبحانه بها هذه الاُمّة.

١٠ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن حمّاد، عن حريز، عن زرارة؛ والفضيل، عن أبي جعفر عليه السلام في قول الله تبارك اسمه: «إنّ الصّلوة كانت على المؤمنين كتاباً موقوتاً» قال: يعني مفروضاً وليس يعني وقت فوتها إذا جاز ذلك الوقت

ثمّ صلّاها لم تكن صلاته هذه مؤدّاة ولو كان ذلك لهلك سليمان بن داود عليه السلام حين صلّاها لغير وقتها ولكنّه متى ما ذكرها صلّاها ، قال : ثمّ قال : و متى استيقنت أو شككت في وقتها أنّك لم تصلّها أو في وقت فوتها أنّك لم تصلّها صلّيتها فإن شككت بعد ما خرج وقت الفوت فقد دخل حائل فلا إعادة عليك من شكّ حتّى تستيقن فإن استيقنت فعليك أن تصلّيها في أيّ حال كنت .

١١ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عبدالله بن المغيرة ، عمّن حدّثه ، عن أبي عبدالله عليه السلام في رجل نام عن العتمة فلم يقم إلّا بعد انتصاف اللّيل قال : يصلّيها و يصبح صائماً .

باب

اگر کوئی سو جائے یا نماز پڑھنی بھول جائے

۱۔ فرمایا ابو جعفر علیہ السلام نے جب تم نماز پڑھنی بھول جاؤ یا بغیر وضو کے نماز پڑھ لو اور تم پر نماز کی قضا بھی ہو تو پہلے نماز کی قضا پڑھو، اذان و اقامت کے ساتھ، اس کے بعد، بعد والی نماز پڑھو، اقامت ہر نماز کے لیے ہے اور ابو جعفرؑ نے فرمایا۔ اگر تم نے ظہر کی نماز پڑھ لی ہے اور صبح کی قضا ہو گئی ہے۔ پھر یاد آئے تو جس وقت بھی یاد آئے اسے پڑھو اگرچہ بعد عصر ہی یاد آئے اور قضا شدہ نماز جب بھی یاد آئے اسے پڑھ لو اور جب ظہر کی نماز بھول جاؤ اور عصر کی پڑھ لو پھر یاد آئے درآنحالیکہ تم نماز میں ہو یا فارغ ہو چکے ہو تو ظہر کی نیت کر دو پھر عصر کی پڑھو، چار رکعت کے بدلے چار رکعت، اگر تمہیں یاد آئے کہ تم نے ظہر کی نماز نہیں پڑھی ہے اور تم عصر کی دو رکعت پڑھ چکے ہو تو ظہر کی نیت کر کے باقی دو رکعت پڑھ لو اور پھر عصر کی نماز پڑھو اور اگر تمہیں یاد آئے کہ تم نے عصر کی نماز نہیں پڑھی اور مغرب کا وقت داخل ہو گیا تو اگر وقت جانے کا خوف نہ ہو تو پہلے عصر کی پڑھو پھر مغرب کی۔

اگر تم نے نماز مغرب پڑھ لی ہے تو یاد آنے پر نماز عصر پڑھو اگر تم نے مغرب کی دو رکعت پڑھ لی ہیں اور اس وقت عصر کی نماز یاد آئے تو عصر کی نیت کر لو اور سلام کے بعد نماز عصر ختم کر کے پھر مغرب کی نماز پڑھو اور اگر مغرب کی نماز اس وقت یاد آئے جب تم عشا کی دو رکعت پڑھ چکے ہو یا تیسری رکعت میں ہو تو مغرب کی نیت کر کے سلام پر ختم کر دو پھر کھڑے ہو کر نماز عشا پڑھو اور اگر تم عشا بھی بھول جاؤ اور نماز فجر پڑھ لو تو اس کے بعد نماز عشا پڑھو اور اگر تمہیں یاد آ جائے صبح کی پہلی یا دوسری رکعت میں صبح کی تو نیت عشا کر لو اور بعد میں صبح کی نماز اذان و اقامت سے پڑھو اور اگر مغرب و

عشا دونوں نمازیں قضا ہوگئی ہیں تو نماز صبح سے پہلے اُن کو پڑھو پہلے مغرب کی پھر عشا کی اور فرمایا اگر تمہیں یہ خوف ہو کہ صبح کی نماز فوت ہو جائے گی تو پہلے صبح کی پڑھو، پھر مغرب و عشا کی، پہلے مغرب کی پھر عشا کی، کیونکہ دونوں بالترتیب قضا ہوتی ہیں یاد آنے کے بعد طلوع آفتاب کے ساتھ ہی دونوں نمازیں پڑھ لو۔ میں نے کہا کیوں فرمایا تاکہ نماز صبح کے قضا ہونے کا اندیشہ نہ رہے۔ (حسن)

۲۔ میں نے پوچھا اس شخص کے متعلق جو نماز ظہر بھول گیا اور وقت عصر داخل ہو گیا فرمایا پہلے نماز ظہر پڑھے اسی طرح ہر وہ نماز جو بھول گیا ہو اور وقت نماز جا رہا ہو تو وقت والی پڑھو۔

۳۔ امام محمد باقر علیہ السلام سے اس شخص کے متعلق پوچھا جس نے بغیر وضو نماز پڑھ لی ہو یا نماز پڑھنی بھول گیا ہو یا وقت نماز سو گیا ہو، فرمایا جس وقت دن ہو یا رات یاد آئے فوراً پڑھ لے۔ جب وقت نماز داخل ہو اور قضا نماز ادا نہ کی ہو تو اسے ادا کرے بشرطیکہ اس نماز کے فوت ہونے کا اندیشہ نہ ہو جس کا وقت آگیا ہے اس کا پڑھنا مقدم ہے جب اسے پڑھ لے تب قضا نماز ادا کرے ایک رکعت بھی، نوافل سے اس وقت تک نہ پڑھے جب تک فریضہ ادا نہ ہو جائے۔

۴۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے جب تم سے کوئی نماز قضا ہو جائے اور تمہیں دوسرے وقت یاد آئے تو تم اگر یہ جانتے ہو کہ قضا نماز ادا کرنے میں وقت دوسری نماز کا باقی رہے گا تو قضا نماز پڑھ لو۔ خدا فرماتا ہے نماز پڑھو میری یاد کے لئے اور اگر یہ جانتے ہو کہ قضا ادا کرنے میں بعد والی نماز کا وقت جاتا رہے گا تو پہلے جس کا وقت ہے وہ پڑھو پھر دوسری نماز پڑھو۔ (مجہول)

۵۔ میں نے ابوعبداللہ علیہ سے پوچھا اس شخص کے بارے میں جو نماز بھول گیا ہو اور دوسری نماز کا وقت داخل ہو گیا فرمایا جب نماز بھول جائے یا سو جائے تو جب یاد آئے نماز پڑھ لے جب نماز میں یاد آئے تو بھولی ہوئی نماز کو شروع کرے اور اگر یاد آئے امام کے ساتھ نماز مغرب میں تو ایک رکعت پڑھ کر اسے تمام کرے پھر نماز مغرب اور اس کے نماز عشا پڑھے۔ اور اگر صرف عشا پڑھنی ہو اور دو رکعت کے بعد یاد آئے کہ مغرب کی نماز بھول گیا ہے تو ایک رکعت پڑھ کر نماز مغرب تمام کرے اور پھر عشا پڑھے۔ (حسن)

۶۔ فرمایا امام رضا علیہ السلام نے اگر کوئی ظہر کی نماز بھول جائے اور سورج غروب ہو جائے اور اس نے نماز عصر پڑھ لی ہے تو اگر ممکن ہو تو ظہر کی نماز پڑھ لے۔ قبل اس کے کہ نماز مغرب فوت ہو شروع کرے نماز ظہر ورنہ پہلے نماز مغرب پڑھے پھر نماز ظہر قضا۔ (مجہول)

۷۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے جو کوئی لوگوں کی نماز عصر میں امامت کر رہا ہو اور اسے یاد آئے کہ اس نے نماز ظہر نہیں پڑھی تو اسے چاہیئے کہ وہ نماز ظہر ادا کرے اس کے بعد نماز عصر پڑھے اور مومنین اپنی نماز عصر پڑھیں۔ (حسن)

۸۔ میں نے اس شخص کے متعلق پوچھا جو نماز صبح پڑھنی بھول گیا یہاں تک کہ سورج نکل آیا۔ فرمایا جس وقت یاد آئے نماز پڑھ لے۔ حضرت رسولؐ خدا صبح کی نماز کے وقت سو گئے تھے یہاں تک کہ سورج نکل آیا۔ پھر حضرت نے نماز پڑھی اور

جب جاگے تو مقام سے ہٹ کر نماز پڑھی۔ (موثق)

توضیح:- نیند کا یہ غلبہ دو جہت سے تھا اوّل یہ کہ ان کی بشریت کا اظہار ہو اس لئے خدا نے ان پر نیند کو غالب کیا۔ دوسرے حضرتؐ کا عمل دوسروں کے لئے صورت عمل ہو چونکہ مصلحت ایزدی ایسا ہوا تھا لہٰذا قابلِ اعتراض نہیں، اس مقام کو چھوڑ کر دوسری جگہ نماز پڑھی کہ پہلی جگہ اظہارِ غفلت ہوا تھا۔ نیز یہ کہ چونکہ بحالتِ نوم انسان مکلف نہیں ہوتا۔ لہٰذا اس کو حضرت کی فروگزاشت نہیں کہا جا سکتا علامہ مجلسی مراۃ العقول میں تحریر فرماتے ہیں کہ فوت صلوٰۃ کا سبب نوم تھا نہ کہ سہو، نبی سہو سے مبرّا ہے نہ کہ نوم سے۔ اگر کہا جائے کہ حضورؐ حالت خواب میں بھی اسی طرح دیکھتے تھے جیسے حالتِ بیداری میں، پھر وقت صبح کا پتہ کیوں نہ چلا تو اس کا جواب چند طریق سے یہ ہے اوّل یہ کہ بحالتِ نوم اکثر صورتوں میں آپؐ مطلع رہتے تھے نہ بالکلیہ، جب اللہ نے یہ ارادہ کیا کہ بہ مصلحت حضرت پر نیند اسی طرح غالب کرے جس طرح سب لوگوں پر غالب کرتا ہے۔ تو پھر غفلت کا الزام عاید نہیں ہوتا دوسرے باوجود علم بہ مصلحت ایزدی آپ بیدار ہونے پر مکلف نہ تھے۔ جیسے آپؐ کو منافقین کے کفر کا یقین تھا لیکن بہ مصلحت آپؐ ان سے مسلمانوں کا سا برتاؤ کرتے تھے تیسرے خدا کی صفت یہ ہے کہ نہ اسے پینک آتی ہے نہ نیند، پس اگر رسولؐ پر بھی نیند کا غلبہ نہ ہو تو حادث اور قدیم، خدا اور مخلوق میں کیا فرق رہے گا۔

(ازمراۃ العقول)

مترجم ناچیز عرض کرتا ہے کہ اصحاب کہف ہزارہا برس سے پڑے سو رہے ہیں اور ان ایمان والوں کی ہزارہا سال سے نمازیں قضا ہو رہی ہیں مگر مصلحت ایزدی نے اقامت نماز پر نوم کو ترجیح دی ہے اگلی حدیث سے اور زیادہ توضیح ہوگی۔

۹۔ حضرت ابوعبداللہ نے فرمایا کہ وقت صبح رسولؐ اللہ سو گئے اللہ نے ان کو سلایا یہاں تک سورج نکل آیا یہ رحمت خدا کی طرف سے لوگوں پر، کیا تم نہیں دیکھتے کہ جب کوئی طلوع آفتاب تک سوتا ہے تو لوگ اسے عیب لگاتے ہیں کہ تو نماز میں احتیاط سے کام نہیں لیتا۔ پس یہ اسوہ اور سنت رسولؐ قرار پایا۔ اگر کوئی کہے کہ تو نے نماز سونے میں کھوئی تو وہ کہے گا رسول اللہ بھی سو گئے تھے۔ پس یہ اسوۂ رسولؐ اور رحمت الٰہی ہو گئی اس امت کے لئے۔ (ص)

۱۰۔ آیہ اِنَّ الصَّلٰوۃَ الخ یعنی مومنین پر نماز وقتی فریضہ ہے وقت فوت مراد نہیں۔ جو وقت معین پر نماز نہ پڑھے تو اس کی نماز ادا کی ہوئی نہ ہوگی اور اگر ایسا ہوتا تو سلیمان علیہ السلام ہلاک ہو جاتے جبکہ انھوں نے غیر وقت پر نماز پڑھی جیسے ہی یاد آئی پڑھ لی۔ پھر فرمایا جب تمہیں یقین یا شک ہو اس بارے میں کہ تم نے نماز نہیں پڑھی تو وہ نماز پڑھ لی جائے اگر شک بھی ہو جبکہ وقت فوت بھی نکل گیا ہو اور حائل وقت داخل ہو گیا ہو تو بصورت شک اعادہ کی ضرورت نہیں جب تک یقین نہ ہو اور جب یقین ہو تو پھر کوئی وقت بھی ہو نماز ادا کرنی چاہیئے۔ (حسن)

۱۱۔ حضرتؑ نے فرمایا اس شخص کے بارے میں جو نماز عشاء کے وقت سو جائے اور آدھی رات کے بعد بیدار ہو فرمایا وہ نماز قضا پڑھے اور صبح کو روزہ رکھے۔

﴿باب ۱۲﴾

✡(بناء مسجد النبي صلى الله عليه وآله)✡

١ ـ عليٌّ بن محمّد ؛ و محمّد بن الحسن ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر ؛ وعليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عبدالله بن المغيرة ، عن عبد الله بن سنان ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سمعته يقول : إنَّ رسول الله صلى الله عليه وآله بنى مسجده بالسّميط ثمَّ إنَّ المسلمين كثروا فقالوا : يا رسول الله لو أمرت بالمسجد فزيد فيه ، فقال : نعم فأمر به فزيد فيه وبناه بالسّعيدة ، ثمَّ إنَّ المسلمين كثروا فقالوا : يارسول الله لو أمرت بالمسجد فزيد فيه فقال : نعم فأمر به فزيد فيه وبنا جداره بالانثى والذكر ثمَّ اشتدَّ عليهم الحرُّ فقالوا : يارسول الله لو أمرت بالمسجد فظلّل فقال : نعم فأمر به فاُقيمت فيه سواري من جذوع النّخل ثمَّ طرحت عليه العوارض والخصف والإذخر فعاشوا فيه حتّى أصابتهم الامطار فجعل المسجد يكف عليهم فقالوا : يا رسول الله لو أمرت بالمسجد فطيّن فقال لهم رسول الله صلى الله عليه وآله : لا ، عريشٌ كعريش موسى عليه السلام فلم يزل كذلك حتى قبض رسول الله صلى الله عليه وآله و كان جداره قبل أن يظلّل قامة فكان إذا كان الفيء ذراعاً وهو قدر مربض عنز صلّى الظهر وإذا كان ضعف ذلك صلّى العصر . وقال : السّميط لبنة لبنة والسّعيدة لبنة ونصف والذّكر والاُنثى لبنتان مخالفتان .

٢ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد بن عيسى ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن المسجد الّذي اُسّس على التّقوى قال: مسجد قُبا .

٢ ٣ ـ أحمد بن إدريس ، وغيره ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن إسماعيل ، عن محمّد

ابن عمرو بن سعید قال: حدثني موسى بن أكيل، عن عبدالأعلى مولى آل سام قال: قلت لأبي عبدالله ؑ: كم كان مسجد رسول الله ﷺ؟ قال: كان ثلاثة آلاف وستمائة ذراع تكسيراً.

باب ۱۲

بنائے مسجد نبوی

۱۔ فرمایا حضرتؑ نے رسولؐ اللہ نے اپنی مسجد پہلے کھجور کی شاخوں سے اور مٹی سے بنائی تھی جب مسلمان زیادہ ہوئے تو انھوں نے بڑھانے کی خواہش ظاہر کی۔ حضرتؐ نے اجازت دے دی چنانچہ کچی اینٹوں سے اور بڑھایا گیا۔ جب مسلمان اور زیادہ ہوئے تو اور اضافہ کیا گیا اور دیواریں بنائی گئیں۔ جب گرمی زیادہ ہوئی تو لوگوں نے مسقف کرنے کی خواہش کی۔ پس اس ستون کو کھڑے کرکے جو کھجور کے تنوں کے تھے کھجور کے پتے اس پر چھائے گئے اور ان پر چمڑے کے ٹکڑے اور گھاس پھونس ڈالا گیا۔ اس طرح اس میں آرام ملا۔ جب بارش ہوتی تو مسجد ٹپکتی، لوگوں نے مسجد کی چھت کو مٹی سے لیپنے کی اجازت چاہی۔ فرمایا کوئی چھپر موسیٰ کا سا چھپر نہیں (ایسے ہی رہنے دو) یہ صورت حضرتؐ کی حیات تک رہی۔ اس کی دیواریں چھت پڑنے سے پہلے قدِ آدم تھیں جب ان کا سایہ ایک گز یا چھوٹے نیزے کے برابر ہو جاتا تو ظہر کی نماز پڑھ لی جاتی اور جب دوگنا ہو جاتا تو عصر کی۔

اس حدیث میں لفظ سمیت کے معنی اینٹ کے ہیں اور سعیدہ کے معنی پوری اور آدھی اینٹ کے ہیں اور ذکر وانثے سے مراد مختلف قد کی دو اینٹیں۔ (حسن)

۲۔ حضرتؑ سے اس مسجد کے بارے میں پوچھا گیا جس کی بنیاد تقویٰ پر ہے۔ فرمایا وہ مسجد قبا ہے۔ (حسن)

۳۔ حضرتؑ سے مسجد رسولؐ کی لمبائی چوڑائی کے متعلق پوچھا گیا فرمایا تین ہزار چھ سو مکسّر تھی۔

﴿باب ۱۳﴾

✡(ما يستتر به المصلي ممن يمر بين يديه)✡

۱ ـ محمد بن يحيى، عن أحمد بن محمد، عن الحسن بن محبوب، عن معاوية بن وهب عن أبي عبدالله ؑ قال: كان رسول الله ﷺ يجعل العنزة بين يديه إذا صلّى.

۲ ـ عدةٌ من أصحابنا، عن أحمد بن محمد، عن الحسين بن سعيد، عن ابن سنان، عن ابن مسكان، عن أبي بصير، عن أبي عبدالله ؑ قال: كان طول رحل رسول الله ﷺ

ذراعاً و كان إذا صلّى وضعه بين يديه يستتر به ممّن يمرُّ بين يديه .

٣ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عثمان بن عيسى ، عن ابن مسكان، عن ابن أبي يعفور قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الرّجل هل يقطع صلاته شيءٌ ممّا يمرُّ بين يديه ؟ فقال : لايقطع صلاة المؤمن شيء ولكن ادرؤوا ما استطعتم .

وفي رواية ابن مسكان ، عن أبي بصير ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لايقطع الصّلاة شيء لا كلب ولا حمار ولا امرأة ولكن استتروا بشيء فإن كان بين يديك قدر ذراع رافعاً من الأرض فقد استترت . [قال الكليني :] والفضل في هذا أن تستتر بشيء و تضع بين يديك ما تتّقي به من المارّ فإن لم تفعل فليس به بأس لأنّ الّذي يصلّي له المصلّي أقرب إليه ممّن يمرُّ بين يديه ولكن ذلك أدب الصّلاة وتوقيرها .

٤ ـ عليُّ بن إبراهيم رفعه ، عن محمّد بن مسلم قال : دخل أبو حنيفة على أبي عبدالله عليه السلام فقال له : رأيت ابنك موسى عليه السلام يصلّي والنّاس يمرُّون بين يديه فلا ينهاهم وفيه ما فيه ، فقال أبو عبدالله عليه السلام : ادعوا لي موسى فدُعي فقال له : يا بنيَّ إنَّ أبا حنيفة يذكر أنّك كنت تصلّي والنّاس يمرُّون بين يديك فلم تنههم فقال : نعم يا أبة إنَّ الّذي كنت اُصلّي له كان أقرب إليَّ منهم يقول الله عزَّ وجلَّ : «ونحن أقرب إليه من حبل الوريد » قال : فضمّه أبو عبدالله عليه السلام إلى نفسه ثمّ قال : [يا بنيَّ] بأبي أنت واُمّي يا مودَع الأسرار . وهذا تأديب منه عليه السلام لا أنّه ترك الفضل

مُصَلّی وقت نماز اپنے آگے کیا رکھے

(جب کوئی اس کے آگے سے گزرے)

۱۔ حضرتِ رسولؐ خدا وقت نماز چھوٹا نیزہ اپنے سامنے رکھ لیا کرتے تھے۔

۲۔ حضرت رسولؐ خدا کا پالان ایک ہاتھ لمبا اور ایک ہاتھ چوڑا ہوتا تھا اسی کو وقت نماز اپنے سامنے رکھ لیا کرتے تھے تاکہ پردہ ہوجائے آپؐ کے سامنے سے گزرنے والے سے۔ (حسن)

۳۔ میں نے کہا اگر کسی نمازی کے سامنے سے کوئی گزر جائے تو کیا نماز قطع ہو جائے گی فرمایا مومن کی نماز کسی چیز سے قطع نہیں ہوتی۔ لیکن حتی الامکان روک کر رکھو۔ سماعہ نے ابو بصیر سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابو عبداللہ علیہ السلام نے فرمایا نماز کو کوئی شے قطع نہیں کرتی نہ کتا، نہ گدھا، نہ عورت، لیکن کوئی آڑ سامنے رکھ لینی چاہیئے اگر تمہارے سامنے زمین سے بقدر ایک ہاتھ کے اونچی چیز ہو تو بس آڑ کے لئے کافی ہے اور اس بارے میں بہتر یہی ہے کہ کوئی ایسی شے سامنے ہو کہ گزرنے والے سے نگاہ کا بچاؤ ہو جائے اور اگر یہ نہ ہو تو کوئی حرج نہیں، کیونکہ جس کی نماز پڑھی جاتی ہے وہ اس شخص سے جو اس کے سامنے سے گزرے قریب تر ہے۔ لیکن ایسا بلحاظ ادب و توقیر نماز کیا جاتا ہے۔ (موثق)

۴۔ امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں ابو حنیفہ آئے اور کہنے لگے میں نے آپ کے فرزند موسیٰ کو اس حال میں نماز پڑھتے دیکھا کہ لوگ ان کے سامنے سے گزر رہے تھے اور وہ پڑھتے رہے کراہت محسوس نہ ہوئی۔ حضرت نے فرمایا موسیٰ کو بلاؤ جب آئے تو فرمایا ابو حنیفہ ایسا ایسا کہتا ہے۔

فرمایا۔ ابا جان میں جس کی نماز پڑھ رہا تھا وہ مجھ سے زیادہ قریب تھا بہ نسبت ان لوگوں کے جو میرے سامنے سے گزر رہے تھے۔

یہ سن کر امام جعفر صادق علیہ السلام نے ان کو سینہ سے لگالیا اور فرمایا میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں۔ (اے وہ جسے اسرار الٰہیہ سونپے گئے ہوں یہی جواب تھا)

علامہ کلینی فرماتے ہیں آخری جملے ابو حنیفہ کو بتلانے کے لئے تھے نہ کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے کوئی فضیلت ترک ہوئی تھی۔

﴿باب ۱۲﴾

☆(المرأة تصلی بحیال الرجل و الرجل یصلی و المرأة بحیاله)☆

١ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد ، عن حريز ، عن أبي عبدالله عليه السلام في المرأة تصلّي إلى جنب الرّجل قريباً منه ، فقال : إذا كان بينهما موضع رحل فلا بأس .

٢ ـ الحسين بن محمّد ، عن معلّى بن محمّد ، عن الوشّاء ، عن أبان بن عثمان ، عن عبدالرّحمن بن أبي عبدالله قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الرّجل يصلّي والمرأة بحذاه يمنة أو يسرة ، قال : لابأس به إذا كانت لاتصلّي .

٣ ـ عليٌّ بن محمّد ، عن سهل بن زياد ، عن ابن سنان ، عن ابن مسكان ، عن أبي بصير ، عن أبي عبدالله عليه السلام في الرّجل والمرأة يصلّيان في وقت واحد المرأة عن يمين الرّجل بحذاه ؟ قال : لا إلّا أن يكون بينهما شبرٌ أو ذراع .

٣ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن حمّاد، عن الحلبيّ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: إذا كنت دخلت في صلاتك فعليك بالتخشّع و الإقبال على صلاتك، فإنّ الله عزّ وجلّ يقول: «الّذينهم في صلوتهم خاشعون»

٤ ـ عدّة من أصحابنا، عن أحمد بن محمّد؛ وأبو داود جميعاً، عن الحسين بن سعيد، عن عليّ بن أبي جهمة، عن جهم بن حميد، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: كان أبي عليه السلام يقول: كان عليّ بن الحسين صلوات الله عليهما إذا قام في الصّلاة كأنّه ساق شجرة لايتحرّك منه شيء إلّا ما حرّكه الرّيح منه.

٥ ـ محمّد بن إسماعيل، عن الفضل بن شاذان، عن حمّاد بن عيسى، عن ربعيّ بن عبدالله، عن الفضيل بن يسار، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: كان عليّ بن الحسين صلوات الله عليهما إذا قام في الصلاة تغيّر لونه فإذا سجد لم يرفع رأسه حتّى يرفضّ عرقاً.

٦ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن حمّاد، عن حريز، عن زرارة، عن أبي جعفر عليه السلام قال: إذا استقبلت القبلة بوجهك فلا تقلّب وجهك عن القبلة فتفسد صلاتك فإنّ الله عزّ وجلّ قال لنبيّه صلّى الله عليه وآله في الفريضة: «فولّ وجهك شطر المسجد الحرام وحيث ما كنتم فولّوا وجوهكم شطره» واخشع ببصرك ولاترفعه إلى السماء وليكن حذاء وجهك في موضع سجودك.

٧ ـ الحسين بن محمّد، عن معلّى بن محمّد، عن الحسن بن عليّ الوشاء، عن أبان ابن عثمان، عن الفضيل بن يسار، عن أحدهما عليهما السلام أنّه قال في الرّجل يتثاءب و يتمطّى في الصلاة قال: هو من الشيطان ولايملكه.

٨ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد بن عيسى، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر، عن أبي الوليد قال: كنت جالساً عند أبي عبدالله عليه السلام فسأله ناجية أبو حبيب فقال له: جعلني الله فداك إنّ لي رحى أطحن فيها فربّما قمت في ساعة من اللّيل فأعرف من الرحى أنّ الغلام قد نام فأضرب الحائط لأوقظه؟ قال: نعم أنت في طاعة الله عزّ و جلّ تطلب رزقه.

٩ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد بن عيسى رفعه، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: إذا قمت في الصلاة فلا تعبث بلحيتك ولا برأسك ولا تعبث بالحصى و أنت تصلّي إلّا

أن تسوّي حيث تسجد فإنّه لابأس.

باب ۱۵

نماز میں خشوع اور کراہت فعل عبث

۱- فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے جب نماز کو کھڑے ہو تو رغبات باطنی وظاہری سے آزاد ہو کر پوری توجہ سے پڑھو اس توجہ کے متعلق محاسبہ ہوگا۔ اور نماز میں اپنے ہاتھ سے عبث کام نہ کرو، سر یا داڑھی پر بار بار ہاتھ نہ پھیرو، انگڑائی نہ لو، جماہی نہ لو، داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر نہ رکھو کیونکہ یہ افعال مجوس ہیں ڈھاٹا یا نہ باندھو حبس بول نہ کرو اور اونٹ کا سا بیٹھنا بیٹھو (یعنی بیٹھتے وقت پہلے ہاتھ زمین پر لے جاؤ) اور اپنے ہاتھوں کو سجدہ میں پھیلاؤ نہیں اور نہ انگلیاں چٹخاؤ یہ سب باتیں نماز میں نقص پیدا کرنے والی ہیں۔

اور نماز کے لئے کھڑے ہو تو کسل اور سستی نہ ہو اور نہ اونگھ رہے ہو اور نہ لدھڑپن ہو، یہ سب گمراہی اور نفاق کی باتیں ہیں اور اللہ نے مومنین کو منع کیا ہے کہ وہ نماز نشہ کی حالت میں نہ پڑھیں نشہ کی ایک صورت نوم بھی ہے اور اللہ نے منافقین کے بارے میں کہا ہے کہ وہ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں ہارے، تھکے، سست اور لوگوں کو دکھانے کے لئے نماز پڑھتے ہیں اور اللہ کا ذکر بہت کم کرتے ہیں۔ (حسن)

۲- حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا ہے کہ اللہ نے ناپسند کیا ہے تمہارے لئے ۲۴ خصلتوں کو اور ان سے تم کو منع کیا ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ نماز میں فعل عبث کو ناپسند کیا ہے۔ (مجہول / مرسل)

۳- فرمایا ابو عبداللہ علیہ السلام نے جب تم نماز پڑھو تو خضوع وخشوع اور پوری توجہ سے پڑھو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ لوگ اپنی نماز میں خشوع کرتے ہیں۔

۴- فرمایا حضرت ابو عبداللہ علیہ السلام نے کہ میرے پدر بزرگوار نے فرمایا کہ حضرت علی بن الحسین علیہما السلام جب نماز میں کھڑے ہوتے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک درخت کا تنہ ہیں جس کو حرکت نہیں سوائے اس کے کہ ہوا اس کا کچھ حصہ ہلا دے۔ (مجہول)

۵- فرمایا ابو عبداللہ علیہ السلام نے کہ حضرت علی بن الحسین علیہ السلام جب نماز میں کھڑے ہوتے تو ان کا رنگ متغیر ہو جاتا اور سجدہ سے سر اٹھاتے تو پیشانی سے پسینہ ٹپکتا تھا۔

۶- فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے جب تم رو بقبلہ ہو تو اپنا رخ قبلہ سے ہٹاؤ مت ورنہ تمہاری نماز فاسد ہو جائے گی اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے فریضہ کے متعلق فرمایا ہے تم اپنا رخ مسجد الحرام کی طرف کرو اور جہاں کہیں ہو اس

کی طرف رُخ کرکے ہی نماز پڑھا کرو اور ادہر ہی دیکھتے رہو آسمان کی طرف نہ دیکھو اور سجدہ گاہ کی جگہ کے سامنے تمہارا چہرہ رہے۔ (حسن)

۷۔ فرمایا حضرت نے اس شخص کے بارے میں جو بحالت نماز انگڑائیاں یا جماہیاں لے کہ عملِ شیطان ہے اور وہ اس نمازی پر قابو نہیں پاتا جو ایسا نہ کرے۔ (حق)

۸۔ ابو ولید راوی ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابو عبداللہ سے کہا میری ایک چکی ہے جس سے آٹا پسواتا ہوں جب رات کو چکی نہیں چلتی تو میں سمجھتا ہوں غلام سو رہا ہے میں بحالت نماز دیوار کو کھٹ کھٹاتا ہوں تاکہ غلام کو جگا دوں۔ فرمایا ہاں تو اطاعتِ خدا میں ہے اس کا رزق اللہ سے طلب کرتا ہے۔

اس حدیث کا تعلق اس باب میں سمجھ میں نہیں آتا۔ علامہ مجلسی نے مرآۃ العقول میں کچھ نہیں لکھا۔ (ضعیف)

۹۔ حضرت صادق آل محمدؑ نے فرمایا جب تم نماز کو کھڑے ہو تو اپنی داڑھی اور سر کے ساتھ عبث کام نہ کرو اور نہ کنکریوں سے شغل کرو ہاں جب سجدہ میں ہو تو شمار رکعات کے لیے کنکری کو پاس رکھ لو۔ (مرفوع)

﴿باب ١٦﴾

۞(البكاء والدعاء في الصلاة)۞

١ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عثمان بن عيسى ، عن سماعة قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : ينبغي لمن يقرء القرآن إذا مرّ بآية من القرآن فيها مسألة أو تخويف أن يسأل الله عند ذلك خير ما يرجو ويسأله العافية من النّار ومن العذاب .

٢ ـ الحسين بن محمّد ، عن معلّى بن محمّد ، عن الوشّاء ، عن حمّاد بن عثمان ، عن سعيد بيّاع السابريّ قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : أيتباكى الرّجل في الصلاة فقال : بخّ بخّ ولو مثل رأس الذّباب .

٣ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن الرّجل يكون مع الإمام فيمرّ بالمسألة أو بآية فيها ذكر جنّة أو نار قال : لا بأس بأن يسأل عند ذلك ويتعوّذ [في الصلاة] من النّار ويسأل الله الجنّة .

٤ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن فضّال ، عن ابن بكير ، عن عبيد بن

زرارة قال: سألت أباعبدالله عليه السلام عن ذكر السورة من الكتاب يدعو بها في الصلاة مثل قل هو الله أحد فقال: إذا كنت تدعو بها فلا بأس.

٥ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن حمّاد بن عيسى، عن بعض أصحابه، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: كلّما كلّمت الله به في صلاة الفريضة فلا بأس.

باب ۱۶

نماز میں دعا و بکا

۱۔ حضرت نے فرمایا جو شخص قرآن پڑھے اور کوئی ایسی آیت نظر کے سامنے آئے جس میں کوئی سوال ہو یا خوف دلایا گیا ہو تو خدا سے خیر کا طالب ہو اور عذاب نار سے عافیت کا۔ (موثق)

۲۔ میں نے پوچھا کیا کوئی شخص (خوف خدا میں) رو سکتا ہے فرمایا مبارک ہے مبارک ہے اگرچہ مکھی کے سر کے برابر ہو۔ (ض)

۳۔ میں نے حضرت سے پوچھا اس شخص کے متعلق جو امام کے ساتھ ہو وہ کسی مسئلہ کو پوچھے یا کسی ایسی آیت کے متعلق جس میں ذکر جنت و نار ہو۔ فرمایا کچھ حرج نہیں وہ سوال کرے اور پناہ چاہے جہنم و نار سے اور اللہ سے جنت کا۔ (ض)

۴۔ میں نے حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام سے پوچھا قرآن کے ایسے سورہ کے متعلق جس کے وسیلہ سے نماز میں دعا کی جائے جیسے قل ہو اللہ احد۔ فرمایا اگر یہ دعا کی جائے کہ اس کے وسیلہ سے بخش دے تو کیا مضائقہ ہے۔ (مرسل)

۵۔ فرمایا حضرت نے اگر کلام کیا جائے اللہ سے نماز فریضہ میں تو کیا مضائقہ ہے۔ (مرسل)

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے مرآۃ العقول میں تحریر فرمایا ہے۔

عربی زبان کے علاوہ کسی اور زبان میں کہنا محل کلام ہے

﴿ باب ﴾

(بدء الاذان و الاقامة وفضلهما و ثوابهما)

١ ـ عليٌّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن عمر بن اُذينة، عن زرارة والفضل، عن أبي جعفر عليه السلام قال: لمّا اُسري برسول الله صلى الله عليه وآله إلى السماء فبلغ البيت المعمور وحضرت الصلاة فأذّن جبرئيل وأقام فتقدّم رسول الله صلى الله عليه وآله وصفّ الملائكة

والنبيّون خلف محمّد صلى الله عليه وآله .

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن منصور بن حازم ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لمّا هبط جبرئيل عليه السلام بالأذان على رسول الله صلى الله عليه وآله كان رأسه في حجر عليّ عليه السلام فأذّن جبرئيل عليه السلام وأقام فلمّا انتبه رسول الله صلى الله عليه وآله قال : يا عليّ سمعت ؟ قال : نعم ، قال : حفظت ؟ قال : نعم قال : ادع بلالاً فعلّمه ، فدعا عليّ عليه السلام بلالاً فعلّمه .

٣ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن محمّد بن عيسى بن عبيد ، عن يونس ، عن أبان بن عثمان عن إسماعيل الجعفيّ قال : سمعت : أبا جعفر عليه السلام يقول : الأذان و الإقامة خمسة و ثلاثون حرفاً فعدّ ذلك بيده واحداً واحداً الأذان ثمانية عشر حرفاً و الإقامة سبعة عشر حرفاً .

٤ ـ أحمد بن إدريس ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن ابن أبي نجران ، عن صفوان الجمّال قال : سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول : الأذان مثنى مثنى والإقامة مثنى مثنى .

٥ ـ محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن زرارة ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : قال : يا زرارة تفتتح الأذان بأربع تكبيرات و وتختمه بتكبيرتين وتهليلتين .

٦ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن محمّد بن عيسى ، عن يونس ، عن معاوية بن وهب قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن التثويب في الأذان والإقامة ، فقال : ما نعرفه .

٧ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن زرارة قال : قال أبو جعفر عليه السلام : إذا أذّنت فافصح بالألف و الهاء و صلّ على النبيّ كلّما ذكرته أو ذكره ذاكر في أذان وغيره .

٨ ـ عنه ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا أذّنت و أقمت صلّى خلفك صفّان من الملائكة و إذا أقمت صلّى خلفك صفّ من الملائكة .

٩ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن القاسم بن محمّد

عن عليّ بن أبي حمزة ، عن أبي بصير ، عن أحدهما عليهما السلام قال : سألته أيجزىء أذانٌ واحد ؟ قال : إن صلّيت جماعة لم يجزىء إلّا أذان وإقامة و إن كنت وحدك تبادر أمراً تخاف أن يفوتك يجزئك إقامة إلّا الفجر والمغرب فإنّه ينبغي أن تؤذّن فيهما و تقيم من أجل أنّه لا يقصر فيهما كما يقصر في سائر الصلوات .

١٠ ـ أبو داود ، عن الحسين بن سعيد ، عن فَضالة ، عن الحسين بن عثمان ، عن عمرو بن أبي نصر قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : أيتكلّم الرّجل في الأذان ؟ قال : لا بأس ، قلت : في الإقامة قال : لا .

١١ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ قال : لا بأس أن يؤذّن الرّجل من غير وضوء ولا يقيم إلّا وهو على وضوء .

١٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن صالح بن سعيد ، عن يونس ، عن ابن مسكان عن أبي بصير قال : سألته عن الرّجل ينتهي إلى الإمام حين يسلّم ، قال : ليس عليه أن يعيد الأذان فليدخل معهم في أذانهم فإن وجدهم قد تفرّقوا أعاد الأذان .

١٣ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن أحمد ، عن أحمد بن الحسن بن عليّ ، عن عمرو بن سعيد ، عن مصدّق بن صدقة ، عن عمّار الساباطيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سئل عن الأذان هل يجوز أن يكون من غير عارف ؟ قال : لا يستقيم الأذان ولا يجوز أن يؤذّن به إلّا رجل مسلم عارف فإن علم الأذان فأذّن به وإن لم يكن عارفاً لم يجز أذانه ولا إقامته ولا يقتدى به .

وسئل عن الرّجل يؤذّن ويقيم ليصلّي وحده فيجيىء رجلٌ آخر فيقول له : نصلّي جماعة ، فهل يجوز أن يصلّيا بذلك الأذان و الإقامة ؟ قال : لا ولكن يؤذّن ويقيم .

١٤ ـ محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن صفوان ، عن العلاء بن رزين ، عن محمّد بن مسلم ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّه قال في الرّجل ينسى الأذان و الإقامة حتّى يدخل في الصلاة قال : إن كان ذكر قبل أن يقرء فليصلّ على النبيّ صلّى الله عليه وآله و ليقم وإن كان قد قرأ فليتمّ صلاته .

١٥ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن حمّاد ، عن حريز ، عن زرارة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : من سهى في الأذان فقدّم أو أخّر عاد على الأوّل الّذي أخّره حتّى يمضي على آخره .

١٦ ـ عليّ بن محمّد ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر ، عن أبي الحسن عليه السلام قال : يؤذّن الرّجل و هو جالس ولا يقم إلّا وهو قائم و تؤذّن و أنت راكب ولا تقم إلّا وأنت على الأرض .

١٧ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قلت له : يؤذّن الرّجل وهو على غير القبلة ؟ قال : إذا كان التشهّد مستقبل القبلة فلا بأس .

١٨ ـ أحمد بن إدريس ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن فضالة بن أيّوب ، عن أبان بن عثمان ، عن أبي مريم الأنصاريّ قال : سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول : إقامة المرأة أن تكبّر وتشهد أن لا إله إلّا الله وأنّ محمّداً عبده ورسوله .

١٩ ـ محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن ابن أبي عمير ، عن جميل بن درّاج قال ، سألت أبا عبدالله عليه السلام عن المرأة عليها أذان وإقامة ؟ قال : لا .

٢٠ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن محمّد بن إسماعيل ، عن صالح بن عقبة ، عن أبي هارون المكفوف قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : يا أبا هارون الإقامة من الصلاة فإذا أقمته فلا تتكلّم ولا تومِ بيدك .

٢١ ـ وبهذا الإسناد ، عن صالح بن عقبة ، عن سليمان بن صالح ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لا يقم أحدكم الصلاة وهو ماش ولا راكب ولا مضطجع إلّا أن يكون مريضاً وليتمكّن في الإقامة كما يتمكّن في الصلاة فإنّه إذا أخذ في الإقامة فهو في الصلاة .

٢٢ ـ الحسين بن محمّد الأشعريّ ، عن عبدالله بن عامر ، عن عليّ بن مهزيار ، عن ابن أبي عمير ، عن أبي أيّوب ، عن معاذ بن كثير ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا دخل الرّجل المسجد وهو لا يأتمّ بصاحبه وقد بقي على الإمام آية أو آيتان فخشي إن هو أذّن و أقام أن يركع فليقل : قد قامت الصلاة ، قد قامت الصلاة ، الله أكبر ، الله أكبر ، لا إله إ

الله ، وليدخل في الصلاة .

٢٣ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن الحسين بن سعيد ، عن النضر ابن سويد ، عن يحيى بن عمران [بن عليّ] الحلبيّ ، قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الأذان قبل الفجر ، فقال : إذا كان في جماعة فلا وإذا كان وحده فلا بأس .

٢٤ ـ محمّد بن الحسن ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر ، عن أبي الحسن عليه السلام قال : القعود بين الأذان والإقامة في الصلاة كلّها إذا لم يكن قبل الإقامة صلاة يصلّيها .

٢٥ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عليّ بن مهزيار ، عن بعض أصحابنا ، عن إسماعيل بن جابر أنّ أبا عبدالله عليه السلام كان يؤذّن و يقيم غيره وقال : كان يقيم وقد أذّن غيره .

٢٦ ـ جماعة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن محمّد بن سنان ، عن الحسن بن السريّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : الأذان ترتيل والإقامة حدر .

٢٧ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن أبي نجران رفعه قال : قال : ثلاثة يوم القيامة على كثبان المسك أحدهم مؤذّن أذّن احتساباً .

٢٨ ـ محمّد ، عن أحمد ، عن الحسين بن سعيد ، عن النضر بن سويد ، عن يحيى بن عمران الحلبيّ ، عن محمّد بن مروان قال : سمعت أبا عبدالله عليه السلام : يقول المؤذّن يغفر له مدى صوته (٣) ويشهد له كلّ شيء سمعه .

٢٩ ـ محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن حمّاد بن عيسى ، عن ربعي ابن عبدالله ، عن محمّد بن مسلم ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : كان رسول الله صلّى الله عليه وآله إذا سمع المؤذّن يؤذّن قال مثل مايقوله في كلّ شيء .

٣٠ ـ عليّ بن محمّد ، عن سهل بن زياد ، عن ابن محبوب ، عن جميل بن صالح ، عن الحارث بن المغيرة النصريّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : من سمع المؤذّن يقول : أشهد أن لا إله إلّا الله وأشهد أنّ محمّداً رسول الله فقال مصدّقاً محتسباً : «وأنا أشهد أن لا إله إلّا الله و أشهد أنّ محمّداً رسول الله صلّى الله عليه وآله وأكتفي بهما عمّن أبي وجحد وأعين بهما من أقرّ و شهد»

كان له من الأجر عدد من أنكر وجحد ومثل عدد من أقرّ وعرف .

٣١ ـ عليّ بن محمّد ، عن سهل بن زياد ، عن ابن محبوب ، عن عبدالله بن سنان ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : كان طول حائط مسجد رسول الله صلى الله عليه وآله قامة فكان يقول صلى الله عليه وآله لبلال إذا دخل الوقت : يا بلال اعل فوق الجدار وارفع صوتك بالأذان فإنّ الله قد وكّل بالأذان ريحاً ترفعه إلى السماء ، وإنّ الملائكة إذا سمعوا الأذان من أهل الأرض قالوا : هذه أصوات اُمّة محمّد صلى الله عليه وآله بتوحيد الله عزّ وجلّ ويستغفرون لاُمّة محمّد صلى الله عليه وآله حتّى يفرغوا من تلك الصلاة .

٣٢ ـ الحسين بن محمّد ، عن عبدالله بن عامر ، عن عليّ بن مهزيار ، عن الحسين بن أسد ، عن جعفر بن محمّد بن يقطان رفعه إليهم عليهم السلام قال : يقول الرّجل إذا فرغ من الأذان وجلس : « اللّهمّ اجعل قلبي بارّاً [وعيشي قارّاً] ورزقي دارّاً واجعل لي عند قبر نبيّك صلى الله عليه وآله قراراً ومستقرّاً » .

٣٣ ـ عليّ بن مهزيار ، عن محمّد بن راشد قال : حدّثني هشام بن إبراهيم أنّه شكى إلى أبي الحسن الرّضا عليه السلام سقمه وأنّه لايولد له ولد فأمره أن يرفع صوته بالأذان في منزله ، قال : ففعلت فأذهب الله عنّي سقمي وكثر ولدي ، قال محمّد بن راشد : وكنت دائم العلّة ما انفكّ منها في نفسي وجماعة خدمي وعيالي فلمّا سمعت ذلك من هشام عملت به فأذهب الله عنّي وعن عيالي العلل .

٣٤ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن محبوب ، عن عليّ بن أبي حمزة ، عن أبي بصير ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لو أنّ مؤذّناً أعاد في الشّهادة وفي حيّ على الصّلاة أو حيّ على الفلاح المرّتين والثلاث وأكثر من ذلك إذا كان إنّما يريد به جماعة القوم ليجمعهم لم يكن به بأس .

٣٥ ـ جماعة ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن الحسين بن سعيد ، عن سليمان الجعفري قال : سمعته يقول أذّن في بيتك فإنّه يطرد الشّيطان ويستحبّ من أجل الصّبيان .

باب ۱۷

اذان واقامت وثواب

۱۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے جب رسولؐ خدا معراج کو تشریف لے گئے اور نماز کا وقت آیا تو جبرئیل نے اذان و اقامت کہی پس رسول اللہ آگے کھڑے ہوئے اور ملائکہ و انبیاء نے ان کے پیچھے صفیں باندھیں۔ (حسن)

۲۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے جب جبرئیل اذان لے کر آئے حضرت رسولؐ خدا کا سر آغوش علیؑ میں تھا۔ جبرئیل نے اذان و اقامت کہی۔ جب وحی منقطع ہوئی تو حضرت نے علی علیہ السلام سے کہا اے علی تم نے سنا۔ فرمایا جی ہاں، ان کلمات کو یاد کیا۔ عرض کی جی ہاں، فرمایا بلال کو بلا کر تعلیم دو چنانچہ انھیں بلا کر اذان و اقامت کی تعلیم دی گئی۔ (حسن)

۳۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے اذان و اقامت میں ۳۵ حرف ہیں اور آپ نے اپنے ہاتھ پر شمار کیا اور فرمایا اذان میں اٹھارہ کلمات ہیں اور اقامت میں سترہ۔ (موثق)

۴۔ فرمایا حضرتؑ نے اذان و اقامت میں ہر کلمہ دو بار ہے۔ (ص)

۵۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے اذان میں ابتدا کرو چار تکبیروں سے اور ختم کرو دو بار اللہ اکبر کہہ اور دو بار لا الٰہ الا اللہ کہہ کر۔ (مجہول)

۶۔ میں نے حضرتؑ صادق آل محمد سے پوچھا اذان و اقامت میں الصلوٰۃ خیر من النوم کے متعلق فرمایا ہم نہیں جانتے یہ کیا ہے (بدعت ہے) (ص)

۷۔ فرمایا جب اذان دو تو الف اور ہ میں فرق کرو۔

اور درود بھیجو نبی پر جب ان کا ذکر کرو اذان وغیرہ میں اللہ کا درود ہو ان پر اور ان کی اولاد پر۔ (حسن)

۸۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے جب تم اذان و اقامت کہو تو دو صفیں ملائکہ کی تمہارے پیچھے ہوں گی اور جب اقامت کہو گے تو ایک صف ہوگی۔ (حسن)

۹۔ میں نے پوچھا کیا صرف اذان کافی ہے فرمایا اگر نماز جماعت ہو اذان و اقامت دونوں ہوں اور اگر تم اکیلے پڑھو اور کسی وجہ سے یہ خوف ہو کہ نماز قضا ہو جائے گی تو صرف اقامت پر اکتفا کی جائے۔ مگر صبح و مغرب کی نماز میں دونوں کا ہونا ضروری ہے اور نمازوں کی طرح ان دو نمازوں میں کمی نہ ہوگی۔ (ضعیف)

۱۰۔ میں نے حضرت سے کہا کیا اذان کے درمیان موذن بات کر سکتا ہے فرمایا کوئی حرج نہیں لیکن اقامت کے درمیان نہیں۔ (مجہول)

۱۱۔ بغیر وضو اذان کہہ سکتے ہیں مگر بغیر وضو اقامت نہیں۔ (حسن)

۱۲۔ میں نے پوچھا اس شخص کے بارے میں جو مسجد میں اس وقت آئے جب امام سلام پڑھ چکا ہو۔ فرمایا یہ شخص داخل ہوگا اسی

جماعت کے ساتھ اذان ہیں اور اگر لوگ متفرق ہو گئے ہوں تو اعادہ اذان کرے۔ (مجہول)

۱۳۔ فرمایا مؤذن اگر غیر عارف ہے تو اذان دینا اس کا صحیح نہیں، مرد مسلمان اور عارف اذان کو اذان دینی چاہیے اگر وہ ارکان اذان جانتا ہے تو اذان دے اور اگر معرفت نہیں رکھتا تو نہ اس کی اذان کافی ہے نہ اقامت اور نہ وہ قابل شمار ہے۔

سوال کیا اس شخص کے متعلق کہ وہ تنہا نماز پڑھنے کے لیے اذان و اقامت کہے۔ ایک شخص آکر کہے کہ ہم جماعت سے کیوں نہ پڑھ لیں، آیا جائز ہے کہ پڑھ لے کہ وہ دونوں اسی اذان سے پڑھ لیں۔ فرمایا نہیں جماعت کے لیے دوبارہ اذان و اقامت ہونی چاہیے۔ (موثق)

۱۴۔ پوچھا گیا اس شخص کے بارے میں جو اذان و اقامت بھول جائے اور نماز پڑھنے لگے۔ فرمایا اگر قبل قرائت حمد و سورہ یاد آجائے تو محمد و آلِ محمدؐ پر درود بھیجے اور اقامت کہے اور اگر نماز شروع کر دی ہے تو پھر نماز کو تمام کرے۔ (مجہول)

۱۵۔ فرمایا حضرت نے جو ارکان نماز میں سہو یا مقدم و مؤخر کر دے اس کو چاہیے کہ جہاں سے مؤخر کیا ہے اس کے پہلے سے شروع کرے۔ (ص)

۱۶۔ فرمایا اذان بیٹھ کر دے سکتا ہے لیکن اقامت کھڑے ہو کر ہی کہی جائے۔ اذان سواری پر دے سکتے ہیں لیکن اقامت زمین پر ہی کہی جائے۔ (حسن)

۱۷۔ پوچھا گیا اگر کوئی اذان قبلہ سے منحرف ہو کر کہے فرمایا اگر اس نے شہادتیں قبلہ رُخ ہو کر کہی ہیں تو کوئی مضائقہ نہیں (حسن)

۱۸۔ عورت کی اقامت کے متعلق پوچھا گیا۔ فرمایا وہ تکبیر کہے اور اشہدان محمداً عبدہ و رسولہ کہے۔ (موثق)

۱۹۔ میں نے پوچھا کیا عورت کے لیے اذان و اقامت ہے۔ فرمایا نہیں۔

۲۰۔ فرمایا حضرت نے اے ابوہارون اقامت نماز کا جزو ہے جب اقامت کہو تو اس کے درمیان نہ تو کلام کرو اور اپنے ہاتھ سے اشارہ کرو۔ (ض)

۲۱۔ اقامت نماز راستہ چلتے ہوئے یا بحالتِ سواری یا لیٹ کر نہ کہی جائے ہاں مریض مستثنیٰ ہے اقامت میں تمکن کی وہی صورت ہونی چاہیے جو نماز میں ہوتی ہے جب کوئی اقامت کہنے لگے تو گویا وہ نماز میں ہے۔ (ض)

۲۲۔ فرمایا حضرت نے جب کوئی مسجد میں داخل ہو اور جماعت ہو رہی ہو اور وہ شریک جماعت ہونا چاہے اور قرأت سورہ میں امام کو ایک یا دو آیتیں پڑھنا رہ گیا ہو اور اسے خوف ہو کہ درصورت اذان و اقامت کہنے کے امام رکوع میں چلا جائے گا تو وہ دو بار قد قامت الصلوٰۃ اور دو بار اللہ اکبر اور لاالٰہ الا اللہ کہہ کر شریک نماز ہو جائے۔ (ص)

۲۳۔ میں نے صبح کی اذان کے متعلق پوچھا۔ فرمایا شریک جماعت ہو تو علیحدہ سے کہنے کی ضرورت نہیں اور اگر علٰحدہ سے پڑھتا ہے تو دوبارہ کہنے میں مضائقہ نہیں۔ (ص)

۲۴۔ فرمایا اذان و اقامت کے درمیان بیٹھنا ہر نماز میں چاہیئے جبکہ قبل اقامت نماز نہ ہو رہی ہو جس میں شریک ہو۔ (م)

۲۵۔ امام جعفر صادق علیہ السلام کبھی خود اذان کہتے تھے اور اقامت دوسرا کہتا تھا اور کبھی خود اقامت کہتے تھے اور اذان دوسرا۔ (مرسل)

۲۶۔ فرمایا کلمات اذان میں توقف ہے اور کلمات اقامت میں سرعت۔ (مرسل)

۲۷۔ فرمایا روز قیامت تین چیزیں مشک کی طرح خوشبو دیں گی ایک ان میں موذن کا قربتاً الی اللہ اذان دینا ہے (ض)

۲۸۔ فرمایا موذن کی بلند آواز بخشی جائے گی اور گواہی دے گی ہر وہ شے جو اسے سنے گی۔ (مرفوع)

۲۹۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے جب موذن اذان دیتا تو رسولؐ اللہ کلمات دہراتے جاتے۔ (مجہول)

۳۰۔ فرمایا جو کوئی موذن سے سنے اشہد ان لا الٰہ الا اللہ، اشہد ان محمداً رسول اللہ تو قربتاً الی اللہ تصدیق کرتے ہوئے کہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اللہ کے رسولؐ ہیں۔ جو انکار کرے، اس کی پرواہ نہیں اور جو اقرار کرے اور گواہی دے وہ نظر کے سامنے ہے تو اس کو اجر ملے گا بعدد انکار کرنے والوں کے اور بعدد اقرار کرنے والوں کے۔ (مجہول)

۳۱۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہ مسجد رسولؐ کی دیوار کی بلندی قد آدم تھی۔ جب وقت نماز آتا تو حضورؐ بلال سے فرماتے دیوار کے اوپر جاکر بلند آواز سے اذان دو کیونکہ اللہ نے اذان کے لئے ایک ہوا کو معین کیا ہے وہ اس کی آواز کو آسمان پر لے جاتی ہے فرشتے جب اذان کو سنتے ہیں تو کہتے ہیں یہ امت محمدؐ کی آوازیں ہیں جو توحید الٰہی میں بلند ہو رہی ہیں۔ وہ امت محمدیہ کے لئے استغفار کرتے رہتے ہیں جب تک وہ نماز سے فارغ ہوں۔

۳۲۔ فرمایا جب موذن اذان سے فارغ ہو تو بیٹھ جائے اور کہے یا اللہ میرے دل کو نیکی پسند بنا اور میرے عیش کو برقرار رکھ اور قبر نبی کے پاس میرا مستقر قرار دے۔ اللہ کی رحمت ہو ان پر اور ان کی اولاد پر۔ (ض)

۳۳۔ ایک شخص نے اپنی بیماری اور لاولد ہونے کی شکایت امام رضا علیہ السلام سے کی فرمایا تم اپنے گھر میں بلند آواز سے اذان دیا کرو، میں نے ایسا ہی کیا میرا مرض بھی دور ہو گیا اور کثیر اولاد بھی اللہ نے دی۔

ابن راشد نے بیان کیا۔ میں اور میرے نوکر اور بال بچے دائم المریض تھے۔ جب میں نے ہشام سے اذان سے شفایابی کا حال سنا تو میں بھی ایسا ہی کیا۔ خدا نے مجھے اور میرے عیال کو اس مرض سے نجات دی (لوگوں کو اس پر عمل کرنا چاہیئے) (مجہول)

۳۴۔ فرمایا حضرت نے اگر موذن شہادتین اور حیّ علی الصلوٰۃ اور حیّ علی الفلاح دو بار تین بار یا اس سے زیادہ کہے اس خیال سے کہ لوگ زیادہ جمع ہو جائیں تو کوئی مضائقہ نہیں۔ (ضعیف)

۳۵۔ فرمایا گھر میں اذان دو کہ اس سے شیطان بھاگتا ہے اور بچوں پر غالب نہیں آتا۔

«باب ۱۸»

(القول عند دخول المسجد والخروج منه)

١ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن صالح بن سعيد الراشديّ ، عن يونس عنهم عليهم السلام قال : قال : الفضل في دخول المسجد أن تبدأ برجلك اليمنى إذا دخلت و باليسرى إذاخرجت .

٢ ـ عليٌّ ، عن أبيه ، عن عبدالله بن المغيرة ، عن عبدالله بن سنان ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا دخلت المسجد فصلِّ على النّبيّ صلى الله عليه وآله و إذاخرجت فافعل ذلك .

٣ ـ و عنه ، عن أبيه ، عن الحسين بن سعيد ، عن فَضالة ، عن أبان ؛ ومعاوية بن وهب قالا : قال أبوعبدالله عليه السلام : إذا قمت إلى الصّلاة فقل : « اللّهمّ إنّي اُقدّم إليك محمّداً صلى الله عليه وآله بين يدي حاجتي وأتوجّه به إليك ، فاجعلني به وجيهاً عندك في الدنيا و الآخرة و من المقرّبين ، اجعل صلاتي به مقبولة وذنبي به مغفوراً ودعائي به مستجاباً إنّك أنت الغفور الرّحيم » .

٤ ـ الحسين بن محمّد ، عن عبدالله بن عامر ، عن عليّ بن مهزيار ، عن جعفر بن محمّد الهاشميّ ، عن أبي حفص العطّار ـ شيخ من أهل المدينة ـ قال : سمعت أباعبدالله عليه السلام يقول : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : إذاصلّى أحدكم المكتوبة و خرج من المسجد فليقف بباب المسجد ثمّ ليقل : « اللّهمّ دعوتني فأجبت دعوتك و صلّيت مكتوبتك وانتشرت في أرضك كما أمرتني فأسألك من فضلك العمل بطاعتك واجتناب سخطك والكفاف من الرّزق برحمتك » .

باب ۱۸

مسجد میں داخل یا خارج ہوتے وقت کیا کیا جائے

۱۔ فرمایا بہتر یہ ہے کہ مسجد میں داخل ہوتے وقت داہنا پیر آگے رکھے اور نکلتے وقت بایاں۔ (مجہول)

۲۔ فرمایا جب مسجد میں داخل ہو یا وہاں سے نکلو تو محمد و آل محمد پر درود بھیجو۔ (حسن)

۳۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے جب نماز کو کھڑے ہو تو کہو یا اللہ میں محمد و آل محمدؐ کو اپنی حاجت بر لانے کے لئے تیری بارگاہ میں پیش کرتا ہوں اور ان کے سہارے سے تیرے دربار میں حاضر ہوا ہوں پس مجھے دنیا و آخرت میں صاحب وجاہت قرار دے، اپنے مقرب بندوں میں سے بنا لے، میری نماز کو قبول کر، میرے گناہ بخش دے اور میری دعا قبول فرما تو بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

۴۔ فرمایا امام علیہ السلام نے کہ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا جب نماز واجب پڑھ کر مسجد سے نکلو تو مسجد کے دروازہ پر ٹھہر کر کہو یا اللہ تو نے مجھے بلایا، میں نے تیری دعوت کو قبول کیا، تیری فرض کردہ نماز پڑھی اور اس کے بعد تیرے حکم سے تیری زمین پر منتشر ہوا۔ بس اب تیرے فضل سے سوال کرتا ہوں عمل کرنے کا، تیری اطاعت میں اور تیرے غضب سے بچنے کا اور رزق پورا کرنے کا تیری رحمت سے۔ (مجہول)

﴿باب ۱۹﴾

☆(افتتاح الصلاة والحد في التكبير ومايقال عند ذلك)☆

١ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن جميل بن درّاج ، عن زرارة ، عن أحدهما عليهما السلام قال : ترفع يديك في افتتاح الصّلاة قبالة وجهك ولاترفعهما كلّ ذلك .

٢ ـ عنه ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن زرارة قال : أدنى ما يجزىء من التّكبير في التّوجّه تكبيرة واحدة و ثلاث تكبيرات أحسن وسبع أفضل .

٣ ـ محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن حمّاد بن عيسى ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا كنت إماماً أجزأتك تكبيرة واحدة لأنَّ معك ذاالحاجة والضّعيف والكبير .

٤ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : التكبير في صلاة الفرض ـ الخمس الصلوات ـ خمس وتسعون تكبيرة منها تكبيرات القنوت خمسة .

٥ ـ ورواه أيضاً ، عن أبيه ، عن عبدالله بن المغيرة وفسّرهنَّ في الظّهر إحدى و عشرين تكبيرة وفي العصر إحدى و عشرين تكبيرة وفي المغرب ستَّ عشرة تكبيرة وفي العشاء الآخرة إحدى و عشرين تكبيرة و في الفجر إحدى عشرة تكبيرة و خمس

تكبيرات القنوت في خمس صلوات.

۶ - عليّ بن إبراهيم بن هاشم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن حمّاد بن عثمان، عن الحلبيّ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: إذا افتتحت الصّلاة فارفع كفّيك ثمّ ابسطهما بسطاً ثمّ كبّر ثلاث تكبيرات ثمّ قل: « اللّهمّ أنت الملك الحقّ لا إله إلّا أنت سبحانك إنّي ظلمت نفسي فاغفر لي ذنبي، إنّه لا يغفر الذّنوب إلّا أنت » ثمّ تكبّر تكبيرتين ثمّ قل: « لبيك و سعديك والخير في يديك والشرّ ليس إليك والمهديّ من هديت، لا ملجأ منك إلّا إليك، سبحانك وحنانيك تباركت وتعاليت، سبحانك ربّ البيت » ثمّ تكبّر تكبيرتين ثمّ تقول: « وجّهت وجهي للّذي فطر السّموات والارض عالم الغيب والشّهادة حنيفاً مسلماً وما أنا من المشركين، إنّ صلاتي ونسكي ومحياي و مماتي لله ربّ العالمين، لا شريك له و بذلك أمرت و أنا من المسلمين » ثمّ تعوّذ من الشّيطان الرّجيم ثمّ اقرأ فاتحة الكتاب.

۷ - عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن حمّاد بن عيسى قال: قال لي أبو عبدالله عليه السلام يوماً: يا حمّاد تحسن أن تصلّي؟ قال: فقلت: يا سيّدي أنا أحفظ كتاب حريز في الصّلاة فقال: لا عليك يا حمّاد، قم فصلّ قال: فقمت بين يديه متوجّهاً إلى القبلة فاستفتحت الصّلاة فركعت و سجدت، فقال: يا حمّاد لا تحسن أن تصلّي ما أقبح بالرّجل منكم يأتي عليه ستّون سنة أو سبعون سنة فلا يقيم صلاة واحدة بحدودها تامّة، قال: حمّاد فأصابني في نفسي الذّلّ.

فقلت: جعلت فداك فعلّمني الصّلاة فقام أبو عبدالله عليه السلام مستقبل القبلة منتصباً فأرسل يديه جميعاً على فخذيه، قد ضمّ أصابعه وقرّب بين قدميه حتّى كان بينهما قدر ثلاث أصابع منفرجات و استقبل بأصابع رجليه جميعاً القبلة لم يحرّفهما عن القبلة و قال بخشوع: الله أكبر ثمّ قرأ الحمد بترتيل وقل هو الله أحد ثمّ صبر هنيّة بقدر ما يتنفّس وهو قائم ثمّ رفع يديه حيال وجهه وقال: الله أكبر. وهو قائم ثمّ ركع وملأ كفّيه من ركبتيه منفرجات و ردّ ركبتيه إلى خلفه حتّى استوى ظهره حتّى لو صبّ عليه قطرة من ماء أو دهن لم تزل لاستواء ظهره ومدّ عنقه وغمّض عينيه ثمّ سبّح ثلاثاً

بترتيل فقال : سبحان ربّي العظيم وبحمده . ثمّ استوى قائماً فلمّا استمكن من القيام قال : سمع الله لمن حمده . ثمّ كبّر وهو قائمٌ و رفع يديه حيال وجهه ثمّ سجد و بسط كفّيه مضمومتي الأصابع بين يدي ركبتيه حيال وجهه فقال : سبحان ربّي الأعلى و بحمده ثلاث مرّات ولم يضع شيئاً من جسده على شيء منه و سجد على ثمانية أعظم الكفّين والرّكبتين و أنامل إبهامي الرّجلين والجبهة والأنف وقال : سبعة منها فرضٌ يسجد عليها وهي الّتي ذكرها الله في كتابه فقال : «و أنّ المساجد لله فلا تدعوا مع الله أحداً»[1] وهي الجبهة والكفّان والرّكبتان والإبهامان و وضع الأنف على الأرض سنّة ، ثمّ رفع رأسه من السّجود فلمّا استوى جالساً قال : الله أكبر . ثمّ قعد على فخذه الأيسر وقد وضع ظاهر قدمه الأيمن على بطن قدمه الأيسر وقال : أستغفر الله ربّي و أتوب إليه . ثمّ كبّر وهو جالسٌ وسجد السّجدة الثّانية وقال : كما قال في الأولى ولم يضع شيئاً من بدنه على شيء منه في ركوع ولا سجود وكان متجنّحاً ولم يضع ذراعيه على الأرض فصلّى ركعتين على هذا ويداه مضمومتا الأصابع وهو جالسٌ في التشهّد فلمّا فرغ من التشهّد سلّم . فقال : يا حمّاد هكذا صلّ .

باب ۱۹

افتتاح نماز

۱۔ فرمایا امام علیہ السلام نے نماز کو شروع کرتے وقت اپنے ہاتھ چہرہ تک اٹھاؤ زیادہ اونچا نہیں۔ (حسن)

۲۔ فرمایا کم سے کم (آغاز نماز میں) ایک تکبیر کافی ہے تین حسن اور سات افضل ہیں۔ (حسن)

۳۔ فرمایا امام علیہ السلام نے کہ اگر تم پیش نماز ہو تو ایک تکبیر کے بعد نماز شروع کر دو کیونکہ تمہارے ساتھ پڑھنے والے صاحبانِ ضرورت بھی اور کمزور و ضعیف بھی۔ (مجہول)

۴۔ فرمایا حضرت نے نماز ہائے پنجگانہ میں پانچ تکبیریں ہیں اور پانچوں نمازوں میں کل تکبیر ۹۵ ہیں ان میں قنوت کی پانچ تکبیریں شامل ہیں اور عبداللہ بن مغیرہ نے امام محمد باقر علیہ السلام سے ان تکبیروں کی تفصیل یوں بیان کی ہے ظہر میں ۲۱، عصر میں ۲۱ مغرب میں ۱۶، عشاء میں ۲۱، صبح میں ۱۱ اور پانچوں نماز کے قنوت میں پانچ۔ (حسن)

۵۔ فرمایا حضرت نے جب نماز شروع کرو تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاؤ اور پوری طرح کھولو اور تین تکبیریں کہو یا اللہ تو بادشاہ حق ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تیری ذات قابل تسبیح ہے۔ میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے۔ میرے گناہ بخش دے، تیرے سوا گناہ بخشنے والا کوئی نہیں۔ پھر دوبارہ تکبیر کہو حاضر ہوں، حاضر ہوں، حصول سعادت کے لئے اور خیر تیرے ہاتھ میں ہے شر کا تجھ سے تعلق نہیں، تو قابل تسبیح ہے مہربان ہے، پاک ذات اور بلند مرتبہ والا ہے خانۂ کعبہ کا کا مالک ہے پھر دو تکبیریں کہو، پھر کہو میں نے اپنا رُخ اس ذات کی طرف کیا ہے جو آسمان اور زمین کا پیدا کرنے والا اور ظاہر و غائب کا جاننے والا ہے میں بڑا کھرا مسلمان ہوں میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں میری نماز اور عبادت اور میری زندگی اور موت سب اس خدا کے لئے ہے جو رب العالمین ہے۔ جس کا کوئی شریک نہیں اور میں مسلمان ہوں۔

پھر شیطان رجیم سے پناہ مانگو پھر سورۂ حمد کی قرأت کرو۔ (حسن)

۶۔ ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا اے حماد نماز صحیح طریقہ سے پڑھو۔ میں نے کہا کتاب حریز سے ہی نماز یاد کی ہے۔ فرمایا وہ ٹھیک نہیں ہے اے حماد کھڑے ہو اور نماز پڑھو۔ میں حضرت کے سامنے قبلہ رو کھڑا ہوا۔ میں نے رکوع کیا اور سجدہ حضرت نے فرمایا۔ اے حماد کتنی بری بات ہے کہ ایک شخص جس کی عمر ساٹھ ستر سال کی ہو گئی ہے وہ صحیح طریقہ سے نماز نہ پڑھ سکے۔ حضرت کے یہ فرمانے سے میں نے اپنے نفس میں ذلت محسوس کی۔ میں نے کہا۔ میری جان آپ پر قربان مجھے نماز سکھائیے۔

حضرت رو بقبلہ کھڑے ہوئے اپنے دونوں ہاتھ پوری طرح چھوڑ کر دونوں رانوں پر رکھے اور اپنی انگلیاں ملا لیں اور اپنے دونوں پاؤں قریب قریب رکھے ان کے درمیان تین انگلیوں کا فاصلہ تھا اور انگلیوں کو قبلہ کے سامنے رکھا اسے ہٹایا نہیں پھر بہ خشوع کہا اللہ اکبر، پھر ترتیل سے سورۂ حمد و قل ہو اللہ پڑھا۔ پھر تھوڑی دیر بقدر سانس کے توقف کیا۔ درآنحالیکہ آپ کھڑے تھے۔ پھر آپؑ نے دونوں ہاتھ چہرہ تک اٹھائے اور بحالت قیام اللہ اکبر کہا۔ پھر آپؑ نے رکوع کیا اور گھٹنوں پر ہاتھ کھلی انگلیوں سے رکھے اور گھٹنوں کو پیچھے کی طرف سیدھا کیا اس طرح کہ پشت اتنی سیدھی ہو گئی کہ اگر پانی یا تیل کا قطرہ ڈالا جائے تو پشت کے ہموار ہونے کی وجہ سے ڈھلک نہ سکے اور اگر گردن کو آگے بڑھایا اور آنکھوں کو نیچا کیا پھر تین بار ترتیل سے کہا۔ سبحان ربی العظیم بحمدہ، پھر سیدھے کھڑے ہوئے جب ٹھیک قیام ہو گیا تو فرمایا سمع اللہ لمن حمدہ، پھر تکبیر کہی بحالت قیام اور اپنے ہاتھ اٹھا کر چہرہ کے مقابل لائے تکبیر کہی پھر سجدہ میں گئے اور دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ملا کر گھٹنوں کے مقابل چہرہ کے برابر رکھے اور تین بار سبحان ربی الاعلیٰ وبحمدہ کہا اور جسم کا کوئی حصہ سوائے آٹھ مقامات سجدہ کے زمین پر نہ رکھا۔ دونوں ہتھیلیاں، دونوں گھٹنے، پیر کے دونوں انگوٹھے، پیشانی اور ناک اور فرمایا ان میں سے سات کا سجدہ فرض ہے جس کا ذکر خدا نے اپنی کتاب میں کیا ہے۔ مساجد اللہ کے لئے ہیں اللہ کے سوا اور کو نہ پکارو، وہ سات مقام سجدہ دونوں ہتھیلیاں دونوں گھٹنے، دونوں پیر کے انگوٹھے اور پیشانی ہے اور ناک کا زمین پر رکھنا سنت ہے پھر آپؑ نے سجدہ سے سر اٹھایا اور

سیدھے بیٹھے اور فرمایا اللہ اکبر، پھر بائیں ران پر زور دے کر بیٹھے اور داہنے قدم کی پشت کو بائیں قدم کے تلے کے حصہ پر رکھا اور استغفر اللہ ربی و اتوب الیہ کہا۔ پھر تکبیر کہی اور بیٹھنے کے بعد دوسرا سجدہ کیا اور وہی کہا جو دوسرے سجدہ میں کہا تھا اور سوائے اعضائے سجدہ اور کوئی حصۂ بدن زمین پر نہ رکھا اور رکوع و سجود میں کہنیاں اٹھائے رہے اس طرح دو رکعتیں پوری کیں جب تشہد میں بیٹھے تو انگلیاں ملا کر زانو پر رکھیں۔ جب تشہد اور سلام سے فارغ ہوئے تو فرمایا۔ اے حماد نماز یوں پڑھو۔ (حسن)

﴿باب ۲﴾

☆(قراءة القرآن)☆

١ ـ عليٌّ بن إبراهيم، عن محمّد بن عيسى، عن يونس، عن معاوية بن عمّار، قال: قلت لأبي عبدالله عليه السلام: إذا قمت للصّلاة أقرء بسم الله الرّحمن الرّحيم في فاتحة القرآن؟ قال: نعم، قلت: فإذا قرأت فاتحة القرآن أقرء بسم الله الرّحمن الرّحيم مع السّورة؟ قال: نعم.

٢ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن عليّ بن مهزيار، عن يحيى بن أبي عمران الهمدانيّ قال: كتبت إلى أبي جعفر عليه السلام: جعلت فداك ماتقول في رجل ابتدأ ببسم الله الرّحمن الرّحيم في صلاته وحده في أُمّ الكتاب فلمّا صار إلى غير أُمّ الكتاب من السّورة تركها، فقال العبّاسيُّ: ليس بذلك بأس؟ فكتب بخطّه يعيدها مرّتين على رغم أنفه يعني العبّاسي.

٣ ـ محمّد بن يحيى، عن عليّ بن الحسن بن عليّ، عن عباد بن يعقوب، عن عمرو بن مصعب، عن فرات بن أحنف، عن أبي جعفر عليه السلام قال: سمعته يقول: أوّل كلّ كتاب نزل من السماء بسم الله الرّحمن الرّحيم فإذا قرأت بسم الله الرّحمن الرّحيم فلاتبالي إلّا تستعيذ وإذا قرأت بسم الله الرّحمن الرّحيم سترتك فيما بين السّماء والأرض.

٤ ـ عليّ بن إبراهيم، عن محمّد بن عيسى، عن يونس بن عبدالرّحمن، عن أبي أيّوب

الخزّاز ، عن محمّد بن مسلم قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : القراءة في الصّلاة فيها شيء موقّت ؛ قال : لا إلّا الجمعة تقرأ فيها الجمعة والمنافقين .

٥ ـ عليّ ، عن أبيه ، عن عبدالله بن المغيرة ، عن جميل ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا كنت خلف إمام فقرأ الحمد و فرغ من قراءتها فقل أنت : « الحمد لله ربّ العالمين » ولا تقل : آمين .

٦ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن عمر بن اُذينة ؛ و ابن بكير ، عن زرارة ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : لايكتب من القراءة والدّعاء إلّا ما أسمع نفسه .

٧ ـ أبوداود ، عن الحسين بن سعيد ، عن محمّد بن سنان ، عن ابن مسكان ، عن حسن الصّيقل قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : أيجزيء عنّي أن أقرأ في الفريضة فاتحة الكتاب وحدها إذا كنت مستعجلاً أو أعجلني شيء ؟ فقال : لا بأس .

٨ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن ابن أبي نجران ، عن صفوان الجمّال قال : صلّى بنا أبوعبدالله عليه السلام المغرب فقرأ بالمعوّذتين في الرّكعتين :

٩ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن محمّد بن عيسى ، عن يونس ، عن عبدالله بن سنان ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : يجوز للمريض أن يقرأ في الفريضة فاتحة الكتاب وحدها ويجوز للصحيح في قضاء صلاة التّطوع باللّيل و النّهار .

١٠ ـ محمّد بن يحيى بإسناده ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : يكره أن يقرأ قل هو الله أحد في نفس واحد .

١١ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن صفوان ، عن ابن بكير ، عن زرارة ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : إنّما يكره أن يجمع بين السّورتين في الفريضة فأمّا النّافلة فلا بأس .

١٢ ـ أحمد بن إدريس ، عن محمّد بن أحمد ، عن محمّد بن عبدالحميد ، عن سيف بن عميرة عن منصور بن حازم قال : قال أبوعبدالله عليه السلام : لاتقرأ في المكتوبة بأقلّ من سورة ولا بأكثر .

١٣ ـ أبوداود ، عن عليّ بن مهزيار بإسناده ، عن صفوان الجمّال قال : سمعت أباعبدالله عليه السلام يقول : صلاة الأوّابين الخمسون كلّها بقل هو الله أحد .

١٤ ـ محمّد بن يحيى، عن محمّد بن الحسين، عن محمّد بن إسماعيل، عن صالح بن عقبة، عن أبي هارون المكفوف قال: سأل رجل أبا عبدالله عليه السلام وأنا حاضر: كم يقرأ في الزّوال؟ فقال: ثمانين آية فخرج الرّجل فقال: يا أبا هارون هل رأيت شيخاً أعجب من هذا الّذي سألني عن شيء فأخبرته ولم يسألني عن تفسيره هذا الّذي يزعم أهل العراق أنّه عاقلهم يا أبا هارون إنّ الحمد سبع آيات و قل هو الله أحد ثلاث آيات فهذه عشر آيات و الزّوال ثمان ركعات فهذه ثمانون آية.

١٥ ـ عنه، عن محمّد بن الحسين، عن ابن محبوب، عن ابن رئاب، عن الحلبيّ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: سألته هل يقرأ الرّجل في صلاته وثوبه على فيه، قال: لا بأس بذلك إذا أسمع اُذنيه الهمهمة.

١٦ ـ أحمد بن إدريس، عن محمّد بن أحمد، عن يعقوب بن يزيد، عن محمّد بن أبي حمزة، عمّن ذكره قال: قال أبو عبدالله عليه السلام: يجزئك من القراءة معهم مثل حديث النفس.

١٧ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن النّوفليّ، عن السكونيّ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: تلبية الأخرس وتشهّده وقراءته للقرآن في الصلاة تحريك لسانه وإشارته بإصبعه.

١٨ ـ وعنه، عن محمّد بن أحمد، عن أحمد بن الحسن بن عليّ بن فضّال، عن عمرو بن سعيد المدائنيّ، عن مصدّق بن صدقة، عن عمّار بن موسى، عن أبي عبدالله عليه السلام أنه قال في الرّجل ينسى حرفاً من القران فيذكر و هو راكع هل يجوز له أن يقرأ في الرّكوع، قال: لا ولكن إذا سجد فليقرء.

١٩ ـ عليّ بن محمّد، عن سهل بن زياد، عن أحمد بن عبدوس، عن محمّد بن زاوية عن أبي عليّ بن راشد قال: قلت لأبي الحسن عليه السلام: جعلت فداك إنّك كتبت إلى محمّد ابن الفرج تعلّمه أنّ أفضل ما تقرأ في الفرائض بإنّا أنزلناه وقل هو الله أحد. وإنّ صدري ليضيق بقراءتهما في الفجر، فقال عليه السلام: لا يضيقنّ صدرك بهما فإنّ الفضل و الله فيهما.

٢٠ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن الحسين سعيد، عن القاسم بن محمّد

عن صفوان الجمّال قال: صلّيت خلف أبي عبدالله عليه السلام أيّاماً فكان إذا كانت صلاة لا يجهر فيها جهر ببسم الله الرحمن الرحيم وكان يجهر في السورتين جميعاً.

٢١ ـ وعنه، عن أحمد بن محمّد، عن عثمان بن عيسى، عن سماعة قال: سألته عن قول الله عزّ وجلّ: «ولا تجهر بصلاتك ولا تخافت بها» قال: المخافتة ما دون سمعك والجهر أن ترفع صوتك شديداً.

٢٢ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن عبدالله بن المغيرة قال: حدّثني معاذ بن مسلم، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّه قال: لا تدع أن تقرأ بقل هو الله أحد و قل يا أيّها الكافرون في سبع مواطن في الرّكعتين قبل الفجر وركعتي الزّوال و ركعتين بعد المغرب وركعتين من أوّل صلاة اللّيل وركعتي الإحرام والفجر إذا أصبحت بها وركعتي الطواف.

٢٣ ـ وفي رواية اُخرى أنّه يبدأ في هذا كلّه بقل هو الله أحد وفي الركعة الثانية بقل يا أيّها الكافرون إلّا في الركعتين قبل الفجر فإنّه يبدأ بقل يا أيّها الكافرون ثم يقرأ في الرّكعة الثانية بقل هو الله أحد.

٢٤ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن عليّ بن الحكم، عن العلاء بن رزين عن محمّد بن مسلم قال: سئل أبو عبدالله عليه السلام عن الرّجل يؤمّ القوم فيغلط، قال: يفتح عليه مَن خلفه.

٢٥ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن النوفليّ، عن السكونيّ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّه قال في الرّجل يصلّي في موضع ثمّ يريد أن يتقدّم، قال: يكفّ عن القراءة في مشيه حتّى يتقدّم إلى الموضع الّذي يريد ثمّ يقرء.

٢٦ ـ الحسين بن محمّد، عن عبدالله بن عامر، عن عليّ بن مهزيار، عن فضالة بن أيّوب، عن الحسين بن عثمان، عن عمرو بن أبي نصر قال: قلت لأبي عبدالله عليه السلام: الرّجل يقوم في الصلاة فيريد أن يقرأ سورة فيقرأ قل هو الله أحد وقل يا أيّها الكافرون؟ فقال: يرجع من كلّ سورة إلّا من قل هو الله أحد و[من] قل يا أيّها الكافرون.

٢٧ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن عليّ بن الحكم، عن سيف بن عميرة، عن داود بن فرقد، عن صابر مولى بسّام قال: أمّنا أبو عبدالله عليه السلام في صلاة المغرب

فقرأ المعوّذتين ثمّ قال: هما من القرآن .

۲۸ ٨ ـ عليّ بن إبراهيم، عن محمّد بن عيسى، عن يونس بن عبدالرحمن، عن عبدالله ابن سنان قال: قلت لأبي عبدالله عليه السلام: على الإمام أن يُسمع مَن خلفه وإن كثروا؟ فقال: ليقرأ قراءة وسطاً يقول الله تبارك وتعالى: «ولا تجهر بصلوتك ولاتخافت بها».

۲۹ ٩ ـ عليّ، عن محمّد بن عيسى، عن يونس، عن العلاء، عن محمّد بن مسلم قال: سألته⁽٢⁾ عن الّذي لا يقرأ فاتحة الكتاب في صلاته قال: لا صلاة له إلّا أن يبدأ بها في جهر أو إخفات، قلت: أيّهما أحبّ إليك إذا كان خائفاً أو مستعجلاً يقرأ بسورة أو فاتحة الكتاب؟ قال: فاتحة الكتاب

باب ۲۰

قرأت قرآن

۱۔ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا جب میں نماز پڑھتا ہوں تو سورۂ فاتحہ کے ساتھ بسم اللہ پڑھتا ہوں فرمایا ٹھیک ہے میں نے کہا جب قرآن میں سورہ فاتحہ پڑھتا ہوں تو بسم اللہ پڑھتا ہوں فرمایا ٹھیک ہے۔ (ص)

۲۔ میں نے حضرت ابو عبداللہ کو لکھا۔ آپ کیا فرماتے ہیں اس شخص کے بارے میں جو اپنی نماز میں تو سورۂ فاتحہ کے ساتھ بسم اللہ پڑھتا ہے لیکن اور سوروں میں بسم اللہ نہیں پڑھتا۔ حضرت نے جواب میں اپنے ہاتھ سے لکھ کر بھیجا اور دوبار لکھا۔ عباسی غلط کہتا ہے ہر سورہ کے ساتھ پڑھنا چاہیئے۔ (مجہول)

۳۔ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا کہ ہر کتاب کی ابتدا وقت نزول بسم اللہ سے ہوئی ہے بسم اللہ کہنے کے بعد کوئی حرج نہیں۔ اگر اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم نہ کہو اور جب تم بسم اللہ پڑھو گے تو رحمت الٰہی تمہیں مابین زمین و آسمان ڈھانپ لے گی۔ (ض)

۴۔ میں نے کہا کیا نماز میں سورہ مخصوص ہے فرمایا نہیں سوائے سورۂ جمعہ کے اس میں سورۂ جمعہ اور منافقون پڑھنا لازم ہے۔ (ص)

۵۔ فرمایا جب تم امام کے پیچھے نماز پڑھتے ہو تو جب امام سورۂ الحمد قرأت کرے تو کہو الحمد للہ رب العالمین اور آمین نہ کہو کیونکہ یہ طریقہ اہلسنت ہے۔ (حسن)

۶۔ فرمایا حضرت نے قرأت اور دعا اتنی آواز سے ہو کہ انسان کا نفس سن لے۔ (حسن)

۷۔ میں نے امام علیہ السلام سے کہا میرے لیے کافی ہے نماز واجب میں صرف سورۂ حمد کا پڑھ لینا جبکہ جلدی میں ہوں یا کوئی امر مجھے جلد ختم کرنے پر مجبور کرے۔ فرمایا کوئی حرج نہیں۔ (ص)

۸۔ ہم نے امام جعفر صادق علیہ السلام کے ساتھ نماز مغرب پڑھی حضرت نے دونوں رکعتوں میں قل اعوذ برب الناس اور قل اعوذ برب الفلق پڑھا۔

۹۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے مریض کے لئے جائز ہے کہ وہ نماز فریضہ میں صرف سورۂ الحمد پڑھے اور تندرست کے لئے نماز سنتی کی قضا میں خواہ دن کی ہو یا رات کی۔ (ص)

۱۰۔ فرمایا حضرت نے کہ مکروہ ہے کہ سورۂ قل ہو اللہ احد ایک ہی سانس میں پڑھا جائے۔ (مرسل)

۱۱۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے نماز واجب میں دو سوروں کا جمع کرنا مکروہ ہے ہاں نافلہ میں مضائقہ نہیں۔ (موثق)

۱۲۔ فرمایا حضرت نے نماز واجب میں نہ ایک سورہ سے کم پڑھی جائے نہ زیادہ۔ (ص)

۱۳۔ فرمایا حضرت نے اللہ کی طرف رجوع کرنے والے پچاس نمازیں قل ہو اللہ کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ (مرسل)

۱۴۔ میری موجودگی میں ایک شخص نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے کہا زوال کے وقت کتنا پڑھنا چاہیئے حضرت نے فرمایا اسی آیتیں۔ یہ سن کر وہ چلا گیا۔ حضرت نے فرمایا۔ اے ابوہارون اس بڈھے کو دیکھا کیسی عجیب بات اس نے مجھ سے پوچھی اور جب میں نے بتایا تو اس نے قطعاً اس کی وضاحت مجھ سے نہ پوچھی۔ یہ وہ شخص ہے جسے اہل عراق سب سے زیادہ عقلمند جانتے ہیں۔ اے ابوہارون سورۂ حمد میں سات آیتیں ہیں اور قل ہو اللہ میں تین، یہ مل کر دس ہوئیں اور ظہر کی نوافل آٹھ رکعت ہیں لہٰذا یہ اسی آیتیں ہوئیں۔ (ضعیف)

اس امر میں اختلاف ہے کہ قل ہو اللہ میں کتنی آیتیں ہیں عام قاریوں کے نزدیک پانچ، بعض کے نزدیک چار، ہمارے نزدیک جو امام نے بتایا وہی صحیح ہے۔ (مرسل)

۱۵۔ میں نے حضرت سے پوچھا آیا ایسا شخص نماز میں قرأت کرے جس کے منہ پر کپڑا ہو۔ فرمایا کیا مضائقہ ہے اتنی ہلکی آواز ہو کہ اس کے کان سن لیں۔ (ضعا)

۱۶۔ فرمایا جماعت کے ساتھ ایسی قرأت ہو جیسے کوئی نفس سے بات کرے۔ (ص)

۱۷۔ فرمایا گونگے کے لئے تکبیر و تشہد و قرأت میں صرف زبان کو حرکت دینا اور انگلی سے اشارہ کرنا کافی ہے۔ (مرسل)

۱۸۔ میں نے پوچھا جو شخص نماز میں قرآن کا کوئی کلمہ بھول جائے اور رکوع میں یاد آئے تو کیا رکوع میں پڑھنا جائز ہے فرمایا نہیں لیکن سجدہ میں پڑھ لے۔ (حن)

۱۹۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے کہا آپ نے محمد بن الفرج کو تحریر فرمایا کہ نماز واجب میں انا انزلناہ اور قل ہو اللہ احد سوروں کا پڑھنا افضل ہے اور میرے سینہ میں تنگی پیدا ہوتی ہے ان کے پڑھنے میں نماز فجر میں فرمایا ان کے پڑھنے میں دل تنگی نہ ہونی چاہیئے۔ خدا نے ان کا پڑھنا افضل قرار دیا ہے۔ (موثق)

۲۰۔ میں نے چند روز ابو عبداللہ کے پیچھے نماز پڑھی حضرت نے جن نمازوں میں جہر نہیں ہے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو باآواز بلند پڑھا اور تمام سورتوں میں بھی۔ (حن)

۲۱۔ میں نے اس آیت کے متعلق پوچھا نہ جہر ہی کرو اور نہ اخفات ہی۔ فرمایا کم آواز اتنی ہو کہ تمہارے کان سن لیں اور جہر سے مراد ہے زیادہ اونچی آواز۔ (حن)

۲۲۔ فرمایا حضرت نے صرف قل ہو اللہ ہی پر اکتفا نہ کرو، سات جگہ قل یا ایہا الکافرون بھی پڑھنا چاہیئے۔ قبل صبح دو رکعت میں، زوال کے وقت دو رکعت میں، بعد مغرب دو رکعت میں نماز شب کی پہلی دو رکعت میں احرام کی دو رکعت میں اس کے بعد والی صبح کی دو رکعت میں اور نماز طواف کی دو رکعت میں۔ (موثق)

۲۳۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضرت سب میں قل ہو اللہ احد پڑھتے تھے اور رکعت ثانیہ میں قل یا ایہا الکافرون لیکن نماز صبح سے پہلے دو رکعتوں میں قل یا ایہا الکافرون پڑھتے تھے رکعت ثانیہ میں قل ہو اللہ اَحَد۔ (حسن)

۲۴۔ حضرت سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جو نماز جماعت پڑھا رہا ہو اور غلط پڑھ جائے۔ فرمایا پیچھے سے شروع کرے۔

۲۵۔ حضرت سے پوچھا اس شخص کے بارے میں جو ایک جگہ نماز پڑھ رہا ہو اور آگے بڑھنا چاہے۔ فرمایا قرأت روک دے جب جگہ پر پہنچ جائے تو پڑھنے لگے۔ (حن)

۲۶۔ میں نے کہا ایک شخص نماز میں ایک سورہ پڑھنا چاہتا ہے وہ بھول کر سورۂ قل ہو اللہ احد یا قل یا ایہا الکافرون پڑھنے لگا فرمایا ہر سورہ کو چھوڑ کر دوسرا سورہ پڑھا جا سکتا ہے۔ سوائے سورۂ قل ہو اللہ احد یا قل یا ایہا الکافرون کے۔ (حن)

۲۷۔ ہم نے ابو عبداللہ علیہ السلام کے پیچھے نماز مغرب پڑھی۔ حضرت نے معوذتین کی تلاوت فرمائی اور کہا کہ یہ قرآنی سورے ہیں (مجہول)

۲۸۔ میں نے پوچھا کیا امام کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی آواز پیچھے والے کو سنائے چاہے وہ کتنے ہی زیادہ ہوں فرمایا درمیانی آواز سے پڑھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تو جہر کر نہ اخفات۔ (حن)

۲۹۔ میں نے اس شخص کے بارے میں پوچھا جس نے نماز میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی ہو فرمایا اس کی نماز نہ ہوگی جب جہر یا اخفات سے اسے شروع نہ کرے۔ میں نے کہا۔ اگر وہ خائف ہو یا جلدی میں ہو تو آپ کے نزدیک کیا صورت بہتر ہوگی کوئی اور سورہ پڑھے یا سورہ فاتحہ۔ فرمایا سورۂ فاتحہ۔ (حن)

﴿باب۲۱﴾

☆(عزائم السجود)☆

١ ـ جماعة ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن الحسين بن سعيد ، عن النضر بن سويد عن عبدالله بن سنان ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا قرأت شيئاً من العزائم الّتي يسجد

فيها فلا تكبّر قبل سجودك ولكن تكبّر حين ترفع رأسك والعزائم أربع: حم السجدة وتنزيل والنّجم واقرأ باسم ربّك.

٢ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن الحسين بن سعيد، عن القاسم بن محمّد، عن عليّ بن أبي حمزة، عن أبي بصير قال: قال: إذا قرئ شيء من العزائم الأربع فسمعتها فاسجد وإن كنت على غير وضوء وإن كنت جنباً وإن كانت المرأة لا تصلّي وسائر القرآن أنت فيه بالخيار إن شئت سجدت وإن شئت لم تسجد.

٣ ـ عليّ بن إبراهيم، عن محمّد بن عيسى بن عبيد، عن يونس بن عبد الرّحمن، عن عبدالله بن سنان قال: سألت أباعبدالله عليه السلام عن رجل سمع السجدة تقرأ؟ قال: لا يسجد إلّا أن يكون منصتاً لقراءته مستمعاً لها أو يصلّي بصلاته فأمّا ان يكون يصلّي في ناحية وأنت تصلّي في ناحية اُخرى فلا تسجد لما سمعت.

٤ ـ أحمد بن إدريس، عن أحمد بن محمّد، عن الحسين بن سعيد، عن فضالة بن أيّوب، عن الحسين بن عثمان، عن سماعة، عن أبي بصير، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: إن صلّيت مع قوم فقرأ الإمام «اقرأ باسم ربّك الّذي خلق» أو شيئاً من العزائم وفرغ من قراءته ولم يسجد فأوم إيماء والحائض تسجد إذا سمعت السجدة.

٥ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن حمّاد، عن الحلبيّ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّه سئل عن الرّجل يقرأ بالسجدة في آخر السورة قال: يسجد ثمّ يقوم فيقرأ فاتحة الكتاب ثمّ يركع ويسجد.

٦ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن الحسين بن سعيد، عن القاسم بن عروة، عن ابن بكير، عن زرارة، عن أحدهما عليهما السلام قال: لا تقرأ في المكتوبة بشيء من العزائم فإنّ السجود زيادة في المكتوبة.

باب ۲

عزائم السجود

ا۔ فرمایا حضرت نے جب تم آیات سجدہ پڑھو تو سجدہ کرو، سجدہ سے قبل تکبیر نہ کہو بلکہ سجدہ سے سر اٹھانے کے بعد اور

سورہ ہائے عزائم چار ہیں۔ حٰم السجدہ، تنزیل، والنجم اور اقراء باسم ربک۔ (ص)

۲۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے جب سورہ ہائے عزائم سے آیات سجدہ پڑھی جائیں تو ان کو سنو تو سجدہ کرو۔ اگرچہ بغیر وضو ہو، اگرچہ جنب ہو۔ اگرچہ عورت نماز پڑھ رہی ہو، باقی قرآنی سجدوں میں اختیار ہے جی چاہے سجدہ کرو جی چاہے نہ کرو۔ (ض)

۳۔ میں نے پوچھا اس شخص کے بارے میں جو آیت سجدہ کو سنے۔ فرمایا سجدہ اس صورت میں واجب ہوگا جب خاموشی سے کان لگا کر سنے۔ اگر سورہ سجدہ پڑھنے والا ایک گوشہ میں نماز پڑھ رہا ہو اور تم دوسرے گوشہ میں ہو تو نہیں

۴۔ فرمایا اگر تم جماعت کی نماز پڑھ رہے ہو اور امام نے سورہ اقراء باسم ربک یا کوئی دوسری آیت سجدہ پڑھی اور قرأت ختم کرنے کے بعد سجدہ نہ کیا تو اسے اشارہ سے آگاہ کرنا چاہیئے۔ (موثق)

۵۔ حضرت سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو آخر سورہ میں آیت سجدہ پڑھے فرمایا وہ سجدہ کرے اور کھڑے ہو کر سورۂ فاتحہ پڑھے اور رکوع و سجدہ بجا لائے۔

۶۔ فرمایا حضرت نے نماز واجب میں سورہ سجدہ نہ پڑھو، کیونکہ اس سے نماز واجب میں ایک سجدہ کی زیادتی ہو جاتی ہے

﴿باب ٢٢﴾

☆(القراءة في الركعتين الاخيرتين والتسبيح فيهما)☆

١ ـ الحسين بن محمّد، عن عبدالله بن عامر، عن عليّ بن مهزيار، عن النضر بن سويد، عن محمّد بن أبي حمزة، عن معاوية بن عمّار قال: سألت أبا عبد الله عليه السلام عن القراءة خلف الإمام في الركعتين الأخيرتين فقال: الإمام يقرأ فاتحة الكتاب و من خلفه يسبّح فإذا كنت وحدك فاقرأ فيهما وإن شئت فسبّح.

٢ ـ محمّد بن إسماعيل، عن الفضل بن شاذان، عن حمّاد بن عيسى، عن حريز، عن زرارة قال: قلت لأبي جعفر عليه السلام: ما يجزىء من القول في الركعتين الأخيرتين؟ قال: أن تقول: «سبحان الله والحمد لله ولا إله إلّا الله والله أكبر» وتكبّر وتركع.

باب ۲۲

آخری دو رکعتوں میں قرأت و تسبیح

۱۔ میں نے پوچھا امام کے پیچھے آخری دو رکعتوں میں قرأت کی جائے۔ فرمایا امام سورۂ فاتحہ پڑھے اور پیچھے والے تسبیح کریں اور فرادی نماز ہو تو اختیار ہے چاہے آخری دو رکعتوں میں حمد پڑھو یا تسبیحات اربعہ۔ (ص)

۲۔ میں نے پوچھا آخری دو رکعتوں میں کیا پڑھا جائے۔ فرمایا سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر۔ (مجہول)

﴿ باب ۲۳ ﴾

☆(الركوع وما يقال فيه من التسبيح و الدعاء فيه واذا رفع الرأس منه)☆

١ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن زرارة ؛ وعليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد ، عن حريز ، عن زرارة ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : إذا أردت أن تركع فقل وأنت منتصبٌ : « الله أكبر » ثمّ اركع و قل : « اللّهمّ لك ركعت ولك أسلمت و بك آمنت و عليك توكّلت و أنت ربّي خشع لك قلبي و سمعي و بصري وشعري و بشري ولحمي ودمي ومخّي وعظامي وعصبي وما أقلّته قدماي غير مستنكف ولا مستكبر ولا مستحسر سبحان ربّي العظيم وبحمده » ثلاث مرّات في ترتيل و تصفّ في ركوعك بين قدميك تجعل بينهما قدر شبر و تمكّن راحتيك من ركبتيك و تضع يدك اليمنى على ركبتك اليمنى قبل اليسرى و بلّع بأطراف أصابعك عين الرّكبة وفرّج أصابعك إذا وضعتها على ركبتيك وأقم صلبك ومدّ عنقك وليكن نظرك بين قدميك ، ثمّ قل : « سمع الله لمن حمده » وأنت منتصبٌ قائمٌ « الحمد لله ربّ العالمين أهل الجبروت والكبرياء ، والعظمة لله ربّ العالمين » تجهر بها صوتك ثمّ ترفع يديك بالتكبير وتخرّ ساجداً .

٢ ـ محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن ابن أبي عمير ، عن جميل بن

درّاج قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام فقلت : مايقول الرجل خلف الإمام إذا قال : سمع الله لمن حمده ؟ قال : يقول : « الحمدلله ربّ العالمين » ويخفض من صوته .

٣ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّادبن عيسى ، عن حريز ، عن زرارة قال : قال أبو جعفر عليه السلام : إذا أردت أن تركع و تسجد فارفع يديك و كبّر ثمّ أركع و اسجد .

٤ ـ محمّدبن يحيى ، عن أحمدبن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن فضالة بن أيّوب عن أبي المغرا ، عن أبي بصير ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال أمير المؤمنين صلوات الله عليه : من لم يقم صلبه في الصلاة فلا صلاة له .

٥ ـ الحسين بن محمّد ، عن عبدالله بن عامر ، عن عليّ بن مهزيار ، عن محمّدبن إسماعيل بن بزيع قال : رأيت أبا الحسن عليه السلام يركع ركوعاً أخفض من ركوع كلّ من رأيته يركع وكان إذا ركع جنّح بيديه .

٦ ـ أحمدبن إدريس ، عن أحمدبن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن القاسم بن محمّد ، عن رجل ، عن أبي بصير ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا رفعت رأسك من الركوع فأقم صلبك فإنّه لا صلاة لمن لايقيم صلبه .

٧ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمدبن محمّد ، عن السنديّ بن الرّبيع ، عن سعيدبن جناح قال : كنت عند أبي جعفر عليه السلام في منزله بالمدينة فقال مبتدئاً : من أتمّ ركوعه لم تدخله وحشة في القبر .

٨ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّدبن الحسين ، عن جعفربن بشير ، عن حمّاد ، عن هشام قال : سألت أباعبدالله عليه السلام يجزىء عنّي أن أقول مكان التسبيح في الركوع والسجود لا إله إلّا الله والله أكبر ؟ قال : نعم .

٩ ـ أحمدبن إدريس ، عن محمّدبن أحمد ، عن يعقوب بن يزيد ، عن ابن أبي عمير ، عن عليّ بن عقبة قال : رآني أبوالحسن عليه السلام بالمدينة وأنا اُصلّي و أنكس برأسي و أتمدّد في ركوعي ، فأرسل إليّ لاتفعل .

باب ۲۳

رکوع اور سر اٹھانے کے بعد کیا کہا جائے

۱۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے جب رکوع میں جاؤ تو پہلے سیدھے کھڑے ہو کر اللہ اکبر کہو پھر رکوع میں جا کر کہو یا اللہ میں تیرے سامنے رکوع میں ہوں، تیرا فرمانبردار ہوں، تجھ پر ایمان لایا ہوں تجھ پہ میرا بھروسہ ہے تو میرا رب ہے تیرے سامنے اظہار عجز کرتے ہیں میری آنکھ، میرے بال، میرے کان، میری جلد، میرا گوشت میرا خون، میرا مغز، میرے پٹھے، میری ہڈیاں اور ہر وہ چیز جس کو میرے قدم اٹھائے ہوئے ہیں نہ میرا متکبرانہ انداز ہے نہ انحراف ہے نہ رکوع سے مجھے تعب لاحق ہے۔

پھر کہو سبحان ربی العظیم بحمدہ تین بار اور رکوع میں اپنے پیر برابر رکھو اور ان کے درمیان ایک بالشت کا فاصلہ ہو اور اپنی ہتھیلیاں دونوں گھٹنوں پر رکھو۔ اور اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ سے پہلے گھٹنوں پر رکھو، جب رکھو اپنی پشت کو تان لو اور گردن آگے بڑھاؤ اور تمہاری نظر دونوں قدموں کے بیچ میں رہے پھر کہو سمع اللہ لمن حمدہ درآنحالیکہ تم کھڑے ہو اور کہو حمد ہے رب العالمین خدا کے لئے۔ بلند آواز سے کہو، پھر اپنے ہاتھ تکبیر کے لئے اٹھاؤ اور سجدہ میں جاؤ۔ (ص)

۲۔ میں نے پوچھا جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو ماموم کو کیا کہنا چاہیئے فرمایا ہلکی آواز سے کہے الحمد للہ رب العالمین۔ (مجہول)

۳۔ فرمایا جب رکوع یا سجدہ میں جانا چاہو تب اپنے ہاتھ اٹھا کر تکبیر کہو تب رکوع یا سجدہ۔

۴۔ فرمایا امیر المومنین علیہ السلام نے جو رکوع میں سیدھی پشت نہیں کرتا اس کی نماز درست نہیں۔ (ص)

۵۔ میں نے امام رضا علیہ السلام کو دیکھا کہ اس عاجزانہ طریقہ سے رکوع کیا کہ میں نے ایسا رکوع کرتے کسی کو نہیں دیکھا اور جب رکوع میں جاتے تھے اپنے ہاتھوں پر زور دیتے تھے۔ (مجہول)

۶۔ فرمایا ابو عبداللہ علیہ السلام نے جب تم رکوع سے سر اٹھاؤ تو اپنی پشت کو سیدھا کرو۔ (مجہول)

۷۔ میں مدینہ میں امام محمد باقر علیہ السلام کے گھر میں موجود تھا۔ حضرت نے خود ہی فرمایا۔ جس نے اپنے رکوع کو مکمل کر لیا قبر میں اسے وحشت نہ ہوگی۔ (ح)

۸۔ میں نے پوچھا کیا رکوع و سجدہ میں بجائے تسبیح لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر کہنا کافی ہے۔ فرمایا ہاں (ح)

۹۔ امام رضا علیہ السلام نے مجھے مدینہ میں نماز پڑھتے دیکھا۔ میرا سر جھکا ہوا تھا اور رکوع میں ہاتھ بالکل سیدھے تھے حضرت نے مجھے کہلا کر بھیجا ایسا نہ کرو۔ (ص)

﴿ باب ٢٤ ﴾

☆(السجود والتسبيح والدعاء فيه في الفرائض والنوافل وما يقال)☆
☆(بين السجدتين)☆

١ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد بن عثمان ؛ عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا سجدت فكبّر و قل : « اللّهمَّ لك سجدت و بك آمنت ولك أسلمت و عليك توكّلت وأنت ربّي سجد وجهي للّذي خلقه وشقّ سمعه و بصره ، الحمدلله ربّ العالمين تبارك الله أحسن الخالقين » ثمَّ قل : « سبحان ربّي الأعلى وبحمده » ثلاث مرّات فإذا رفعت رأسك فقل بين السجدتين : « اللّهمَّ اغفرلي وارحمني وأجرني وادفع عنّي إنّي لما أنزلت إليَّ من خير فقيرٌ ، تبارك الله ربُّ العالمين » .

٢ ـ جماعة ، عن أحمدبن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن فَضالة بن أيّوب ، عن عبدالله بن سنان ، عن حفص الأعور ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : كان عليٌّ صلوات الله عليه إذا سجد يتخوّى كما يتخوّى البعير الضامر . يعني بروكه .

٣ ـ الحسين بن محمّد ، عن عبدالله بن عامر ، عن عليِّ بن مهزيار ، عن محمّد بن إسماعيل قال : رأيت أبا الحسن عليه السلام إذا سجد يحرّك ثلاث أصابع من أصابعه واحدة بعد واحدة ، تحريكاً خفيفاً كأنّه يعدُّ التسبيح ثمَّ رفع رأسه .

٤ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ؛ ومحمّد بن الحسين ، عن الحسن بن محبوب ، عن أبي جعفر الأحول ، عن أبي عبيدة الحذّاء ، قال : سمعت أبا جعفر عليه السلام يقول و هو ساجدٌ : « أسألك بحقّ حبيبك محمّد إلّا بدلت سيئاتي حسنات وحاسبتني حساباً يسيراً » ثمّ قال في الثانية : « أسألك بحقّ حبيبك محمّد إلّا كفيتني مؤونة الدنيا وكلّ هول دون الجنة » وقال في الثالثة : « أسألك بحقّ حبيبك محمّد لمّا غفرت لي الكثير من الذنوب والقليل وقبلت منّي عملي اليسير » ثمّ قال في الرابعة : « أسألك بحقّ حبيبك محمّد لمّا ادخلتني الجنّة و

جعلتني من سكّانها ولمّا نجّيتني من سفعات النّار برحمتك وصلّى الله على محمّد وآله

٥ ـ جماعةٌ ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن النضر بن سويد ، عن عبدالله بن سنان ، عن عبدالله بن سليمان قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الرَّجل يذكر النبيّ صلى الله عليه وآله وهو في الصّلاة المكتوبة إمّا راكعاً وإمّا ساجداً فيصلّي عليه وهو على تلك الحال ، فقال : نعم إنَّ الصّلاة على نبيِّ الله صلى الله عليه وآله كهيئة التكبير والتسبيح وهي عشر حسنات يبتدرها ثمانية عشر ملكاً أيّهم يبلغها إيّاه .

٦ ـ محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن ابن أبي عمير ، عن جميل بن درَّاج عن أبي عبدالله عليه السلام قال : أقرب ما يكون العبد من ربّه إذا دعا ربّه وهو ساجد فأيُّ شيءٍ تقول إذا سجدت ؟ قلت : علّمني جعلت فداك ما أقول ، قال : قل : «يا ربَّ الأرباب ويا ملك الملوك ويا سيّد السّادات ويا جبّار الجبابرة ويا إله الآلهة صلّ على محمّد وآل محمّد وافعل بي كذا وكذا» ثمَّ قل : «فإنّي عبدُك ناصيتي في قبضتك» ثمَّ ادع بما شئت واسأله فإنّه جواد ولا يتعاظمه شيءٌ .

٧ ـ أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن فضالة ، عن أبان ، عن عبدالرحمن بن سيابة قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : أدعو وأنا ساجدٌ ؟ فقال : نعم ، فادع للدّنيا والآخرة فإنّه ربُّ الدّنيا والآخرة .

٨ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن أبي عمير ، عن هشام بن سالم ، عن محمّد بن مسلم قال : صلّى بنا أبو بصير في طريق مكّة فقال وهو ساجد ، وقد كانت ضلّت ناقة لجمّالهم : «اللّهمّ ردَّ على فلان ناقته» قال محمّد : فدخلت على أبي عبدالله عليه السلام فأخبرته فقال : وفعل ؟ قلت : نعم ، قال : وفعل ؟ قلت : نعم قال : فسكت ، قلت : فأُعيد الصّلاة ؟ قال : لا .

٩ ـ أحمد بن إدريس ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن محبوب ، عن إسحاق بن عمّار قال : قال لي أبو عبدالله عليه السلام : إنّي كنت أُمهّد لأبي فراشه فأنتظره حتّى يأتي فإذا أوى إلى فراشه ونام قمت إلى فراشي وإنّه أبطأ عليَّ ذات ليلة فأتيت المسجد في طلبه وذلك بعدما هدأ النّاس(٢) فإذا هو في المسجد ساجد وليس في المسجد غيره فسمعت حنينه وهو يقول : «سبحانك اللّهمّ أنت ربّي حقّاً حقّاً سجدت لك يا ربِّ تعبّداً ورقّاً ، اللّهمّ إنّ عملي

ضعيف فضاعفه لي، اللّهمّ قني عذابك يوم تبعث عبادك وتب عليّ إنّك أنت التّوّاب الرّحيم».

١٠ـ أحمد، عن ابن محبوب، عن أبي جرير الرّواسي قال: سمعت أبا الحسن موسى عليه السلام و هو يقول: «اللّهمّ إنّي أسألك الرّاحة عند الموت و العفو عند الحساب» يردّدها.

١١ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن الحجّال، عن عبدالله بن محمّد، عن ثعلبة ابن ميمون، عن عبدالله بن هلال قال: شكوت إلى أبي عبدالله عليه السلام تفرّق أموالنا وما دخل علينا، فقال: عليك بالدّعاء وأنت ساجد فإنّ أقرب ما يكون العبد إلى الله وهو ساجد، قال: قلت: فأدعو في الفريضة و أسمّي حاجتي؟ فقال: نعم قد فعل ذلك رسول الله صلى الله عليه وآله فدعا على قوم بأسمائهم وأسماء آبائهم وفعله عليّ عليه السلام بعده.

١٢ ـ جماعة من أصحابنا، عن أحمد بن محمّد بن عيسى، عن الحسين بن سعيد، عن القاسم بن محمّد، عن عليّ بن أبي حمزة، عن أبي بصير، عن أبي جعفر عليه السلام قال: كان رسول الله صلى الله عليه وآله عند عائشة ذات ليلة فقام يتنفّل فاستيقظت عائشة فضربت بيدها فلم تجده فظنّت أنّه قد قام إلى جاريتها فقامت تطوف عليه فوطئت عنقه صلى الله عليه وآله وهو ساجد باك، يقول: «سجد لك سوادي وخيالي وآمن بك فؤادي أبوء إليك بالنّعم وأعترف لك بالذنب العظيم عملت سوءاً وظلمت نفسي فاغفر لي إنّه لا يغفر الذنب العظيم إلّا أنت، أعوذ بعفوك من عقوبتك وأعوذ برضاك من سخطك وأعوذ برحمتك من نقمتك و أعوذ بك منك لا أبلغ مدحك والثناء عليك، أنت كما أثنيت على نفسك أستغفرك وأتوب إليك» فلمّا انصرف قال: يا عائشة لقد أوجعت عنقي أيّ شيء خشيت؟ أن أقوم إلى جاريتك؟.

١٣ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن أبيه، عمّن ذكره، عن محمّد بن أبي حمزة عن أبيه قال: قال أبو جعفر عليه السلام: من قال في ركوعه وسجوده وقيامه: «صلّى الله على محمّد و آل محمّد» كتب الله له بمثل الرّكوع والسّجود والقيام.

١٤ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن جعفر بن عليّ قال: رأيت أبا الحسن عليه السلام وقد سجد بعد الصّلاة فبسط ذراعيه على الأرض وألصق جؤجؤه بالأرض في دعائه.

١٥ ـ عليُّ بن إبراهيم، عن يحيى بن عبد الرَّحمن بن خاقان قال: رأيت أبا الحسن الثالث عليه السلام سجد سجدة الشكر فافترش ذراعيه فألصق جؤجؤه و بطنه بالارض، فسألته عن ذلك، فقال: كذا نحبُّ.

١٦ ـ عليُّ بن محمّد، عن سهل، عن أحمد بن عبدالعزيز قال: حدَّثني بعض أصحابنا قال: كان أبوالحسن الأوَّل عليه السلام إذا رفع رأسه من آخر ركعة الوتر قال: «هذا مقام من حسناته نعمة منك وشكره ضعيف وذنبه عظيم وليس له إلّا دفعك و رحمتك فإنّك قلت في كتابك المنزل على نبيّك المرسل صلى الله عليه وآله: «كانوا قليلاً من اللّيل ما يهجعون * و بالاسحارهم يستغفرون» طال هجوعي وقلَّ قيامي وهذا السحر وأنا أستغفرك لذنبي استغفار من لم يجد لنفسه ضرّاً ولا نفعاً ولا موتاً ولاحيوةً ولا نشوراً» ثمَّ يخرُّ ساجداً صلوات الله عليه.

١٧ ـ عليُّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن عبدالله بن جندب قال: سألت أبا الحسن الماضي عليه السلام عمّا أقول في سجدة الشكر فقد اختلف أصحابنا فيه؟ فقال: قل و أنت ساجد: «اللّهمَّ إنّي أُشهدك وأُشهد ملائكتك وأنبياءك ورسلك وجميع خلقك أنّك الله ربّي والاسلام ديني ومحمّد نبيّي وعليّاً وفلاناً وفلاناً إلى آخرهم أئمّتي بهم أتولّى ومن عدوِّهم أتبرَّأ، اللّهمَّ إنّي أُنشدك دم المظلوم ـ ثلاثاً ـ اللّهمَّ إنّي أُنشدك بايوائك على نفسك لأوليائك لتظفرنّهم بعدوّك وعدوهم أن تصلّي على محمّد وعلى المستحفظين من آل محمّد اللّهمَّ إنّي أسألك اليسر بعد العسر» ثلاثاً، ثمَّ ضع خدَّك الأيمن على الأرض وتقول: «يا كهفي حين تعييني المذاهب وتضيق عليَّ الارض بما رحبت ويا بارىء خلقي رحمة بي وقد كان عن خلقي غنيّاً صل على محمّد وعلى المستحفظين من آل محمّد» ثمَّ ضع خدَّك الأيسر وتقول: «يا مذلَّ كلِّ جبّار ويامعزَّ كلِّ ذليل قد وعزَّتك بلغ بي مجهودي» ثلاثاً، ثمَّ تقول: «ياحنّان يامنّان يا كاشف الكرب العظام» ثلاثاً، ثمَّ تعود للسجود فتقول مائة مرَّة: «شكراً شكراً» ثمَّ تسأل حاجتك إن شاء الله تعالى.

١٨ ـ عليُّ بن إبراهيم، عن عليِّ بن محمّد القاسانيِّ، عن سليمان بن حفص المروزي قال: كتبت إلى أبي الحسن موسى بن جعفر عليه السلام في سجدة الشكر فكتب إليَّ: مائة

مرّةً شكراً وإن شئت عفواً عفواً .

١٩ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن عليّ بن الحكم ، عن محمّد بن سليمان ، عن أبيه قال : خرجت مع أبي الحسن موسى بن جعفر عليه السلام إلى بعض أمواله فقام إلى صلاة الظّهر فلمّا فرغ خرّ لله ساجداً فسمعته يقول بصوت حزين و تغرغر دموعه « ربّ عصيتك بلساني ولو شئت وعزّتك لأخرستني وعصيتك ببصري ولو شئت وعزّتك لأكمهتني وعصيتك بسمعي ولو شئت وعزّتك لأصممتني وعصيتك بيدي ولو شئت وعزّتك لكنعتني وعصيتك برجلي ولو شئت وعزّتك لجذمتني وعصيتك بفرجي ولو شئت وعزّتك لعقمتني وعصيتك بجميع جوارحي الّتي أنعمت بها عليّ وليس هذا جزاؤك منّي » قال : ثمّ أحصيت له ألف مرّة وهو يقول : « العفو العفو » قال : ثمّ ألصق خدّه الأيمن بالأرض فسمعته وهو يقول ، بصوت حزين « بؤت إليك بذنبي عملت سوءاً وظلمت نفسي فاغفر لي فانّه لا يغفر الذنوب غيرك يا مولاي » ثلاث مرّات ثمّ ألصق خدّه الأيسر بالأرض فسمعته يقول : « ارحم من أساء واقترف واستكان واعترف » ثلاث مرّات ثمّ رفع رأسه .

٢٠ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن الحكم ، عن مالك بن عطيّة ، عن يونس بن عمّار قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : جعلت فداك هذا الّذي ظهر بوجهي يزعم النّاس أنّ الله لم يبتل به عبداً له فيه حاجة ، فقال : لا ، قد كان مؤمن آل فرعون مكتّع الأصابع فكان يقول هكذا ـ ويمدّ يده ـ ويقول : يا قوم اتّبعوا المرسلين ، قال : ثمّ قال لي إذا كان الثّلث الأخير من اللّيل في أوّله تتوضّأ ثمّ قم إلى صلاتك الّتي تصلّيها فإذا كنت في السّجدة الأخيرة من الركعتين الأوّلتين فقل وأنت ساجد : « يا عليّ يا عظيم يا رحمن يا رحيم يا سامع الدعوات يا معطي الخيرات صلّ على محمّد و أهل بيت محمّد وأعطني من خير الدنيا والآخرة ما أنت أهله واصرف عنّي من شرّ الدّنيا والآخرة ما أنا أهله واذهب عنّي هذا الوجع ـ وتسمّيه ـ فإنّه قد غاظني وأحزنني » والحّ في الدّعاء قال : ففعلت فما وصلت إلى الكوفة حتّى أذهب الله عنّي كلّه .

٢١ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد البرقيّ ، عن محمّد بن عليّ ، عن سعدان ،

عن رجل ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : كان يقول في سجوده : «سجد وجهي البالي لوجهك الباقي الدّائم العظيم سجد وجهي الذّليل لوجهك العزيز ، سجد وجهي الفقير لوجه ربّي الغنيّ الكريم العليّ العظيم ، ربّ أستغفرك ممّا كان وأستغفرك ممّا يكون ، ربّ لاتجهد بلائي ، ربّ لاتشمت بي أعدائي ، ربّ لاتسىء قضائي ، ربّ إنّه لادافع ولامانع إلّا أنت صلّ على محمّد و آل محمّد بأفضل صلواتك وبارك على محمّد و آل محمّد بأفضل بركاتك ، اللّهمّ إنّي أعوذبك من سطواتك وأعوذبك من جميع غضبك وسخطك سبحانك لاإله إلّا أنت ربّ العالمين » وكان أميرالمؤمنين عليه السلام يقول وهوساجد : « ارحم ذلّي بين يديك وتضرّعي إليك ووحشتي من النّاس وآنسني بك ياكريم » وكان يقول أيضاً : « وعظتني فلم اتّعظ وزجرتني عن محارمك فلم أنزجر وغمرتني أياديك فما شكرت ، عفوك عفوك يا كريم أسألك الرّاحة عندالموت وأسألك العفو عند الحساب» وكان أبو جعفر عليه السلام يقول و هوساجد : « لاإله إلّاأنت حقّاً حقّاً سجدت لك ياربّ تعبّداً ورقّاً ، ياعظيم إنّ عملي ضعيف فضاعفه لي ياكريم يا حنّان اغفرلي ذنوبي وجرمي وتقبّل عملي ياكريم يا جبّار أعوذبك من أن أخيب أو أحمل ظلماً ، اللّهمّ منك النّعمة وأنت ترزق شكرها وعليك يكون ثواب ما تفضّلت به من ثوابها بفضل طولك وبكريم عائدتك » .

٢٢ ـ عليّ بن محمّد ، عن سهل بن زياد ، عن يعقوب بن يزيد ، عن زياد بن مروان قال : كان أبوالحسن عليه السلام يقول في سجوده : « أعوذ بك من نار حرّها لا يطفأ و أعوذ بك من نار جديدها لا يبلى و أعوذ بك من نار عطشانها لا يروى و أعوذ بك من نار مسلوبها لايكسى» .

٢٣ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن محبوب ، عن ابن رئاب ، عن أبي عبيدة الحذّاء ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا قرأ أحدكم السجدة من العزائم فليقل في سجوده : « سجدت لك تعبّداً ورقّاً ، لا مستكبراً عن عبادتك ولامستنكفاً ولامتعظّماً بل أنا عبدٌ ذليلٌ خائفٌ مستجيرٌ » .

٢٤ ـ عليّ بن محمّد ، عن سهل بن زياد ، عن عليّ بن الريّان ، عن بعض أصحابنا ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : شكوت إليه علّة أمّ ولدلي أخذتها ، فقال : قل لها : تقول في

السجود في دبر كلّ صلاة مكتوبة : « يارَبّي يا سيّدي صلّ على محمّد وعلى آل محمّد وعافني من كذا وكذا » فبها نجا جعفر بن سليمان من النار قال : فعرضت هذا الحديث على بعض أصحابنا فقال : أعرف فيه : يارؤوف يا رحيم ياربّي ياسيّدي افعل بي كذا وكذا ».

٢٥ ـ عليّ بن محمّد ، عن بعض أصحابنا . عن ابن أبي عمير ، عن زيادالقنديّ قال : كتبت إلى أبي الحسن الأوّل عليه السلام : علّمني دعاء فإنّي قدبليت بشيء وكان قد حبس ببغداد حيث اتّهمَ بأموالهم فكتب إليه : إذا صلّيت فأطل السجود ثمّ قل : يا أحد من لا أحد له » حتّى تنقطع النفس ، ثمّ قل : «يامن لا يزيده كثرة الدعاء إلّا جوداً وكرماً» حتّى تنقطع نفسك ، ثمّ قل : «ياربّ الأرباب أنت أنت أنت الّذي انقطع الرّجاء إلّا منك ، ياعليّ ياعظيم» قال زياد : فدعوت به ففرّج الله عنّي وخلّي سبيلي .

باب ۲۴

سجدہ تسبیح اور دعا فرائض و نوافل نماز میں

۱۔ پھر کہو سبحان ربی الاعلی وبحمدہ تین بار

اور جب سر اٹھاؤ تو یہ کہو جو متن میں ہیں تین بار۔ اللّهمّ لك سجدت وبك آمنت ولك أسلمت وعليك توكّلت وأنت ربّي سجد وجهي للّذي خلقه وشقّ سمعه وبصره ، الحمدلله ربّ العالمين تبارك الله أحسن الخالقين » ثمّ قل :« سبحان ربّي الأعلى وبحمده

اور دونوں سجدوں کے درمیان کہو۔

اللّهمّ اغفرلي وارحمني وأجرني وادفع عنّي إنّي لما أنزلت إليّ من خير فقير، تبارك الله ربّ العالمين ».

۲۔ فرمایا حضرت نے کہ حضرت علی علیہ السلام جب سجدہ میں جاتے تو اپنے دونوں پہلو اس طرح پھیلا دیتے جیسے دبلا اونٹ بیٹھنے پر پھیلاتا ہے۔ (مجہول)

۳۔ میں نے ابوالحسن علیہ السلام کو دیکھا کہ جب وہ سجدہ میں جاتے تو اپنی تین انگلیوں کو ایک ایک کر کے حرکت دیتے تھے آہستہ آہستہ گویا تسبیح پر شمار کر رہے ہیں۔ (ح)

۴۔ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کو سجدہ میں کہتے سنا یا اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ میرے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دے اور مجھ سے تھوڑا سا حساب کر، دوسرے سجدہ میں فرماتے: میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیرے محمدؐ کے وسیلے سے کہ دنیوی خرچ میں کفایت بخش اور جنت کے لئے ہر خوف سے بچالے۔

اور تیسری رکعت میں پڑھے۔

«أسألك بحقّ حبيبك محمد لمّا غفرت لي الكثير من الذنوب والقليل وقبلت منّي عملي اليسير

اور چوتھی رکعت میں پڑھے۔

أسألك بحقّ حبيبك محمد لمّا ادخلتني الجنّة و جعلتني من سكّانها ولمّا نجّيتني من سفعات النّار برحمتك وصلّى الله على محمد و آله

۵۔ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس شخص کی نسبت پوچھا جو رکوع یا سجدہ میں درود بھیجتا ہے محمدؐ و آل محمدؐ پر، فرمایا محمد و آل محمد پر درود بھیجنا ایسا ہی ہے جیسے تکبیر و تسبیح، وہ ان نیکیوں کے برابر ہے جنھیں اٹھارہ فرشتے نبی کے پاس لے جاتے ہیں۔ (صحیح)

۶۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے بندہ کو خدا سے سب سے زیادہ قریب کرنے والی یہ ہے کہ وہ سجدہ میں ہو جو کہے سجدہ میں کہے۔ میں نے کہا مجھے بتائیے میں کیا کہوں۔ فرمایا کہو،

«یارب الأرباب ویا ملك الملوك ويا سيّد السّادات ويا جبّار الجبابرة ويا إله الآلهة صلّ على محمد و آل محمد

پھر اپنی حاجت بیان کر کے کہے۔

«فانّي عبدك ناصيتي في قبضتك» ثمّ ادع بما شئت واسأله فإنّه جواد ولا يتعاظمه شيء»

پھر دعا کرے جو چاہو اور سوال کرو جو چاہو، وہ جواد ہے اس پر کسی چیز کا دینا دشوار نہیں۔ (مجہول)

۷۔ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا۔ میں خدا سے دعا کرتا ہوں تو آیا امور دنیا کے لئے اس سے دعا کروں یا امور آخرت کے لئے فرمایا دنیا و آخرت دونوں کے لئے دعا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ تو دنیا و آخرت دونوں کا مالک ہے (مجہول)

۸۔ محمد بن مسلم نے بیان کیا کہ ہم نے ابو بصیر کے ساتھ مکہ میں نماز پڑھی وہ سجدہ میں گئے ان کے ساربان کا اونٹ گم ہوگیا تھا انھوں نے سجدہ میں کہا۔ یا اللہ فلاں کا ناقہ لوٹا دے۔ محمد کہتے ہیں۔ میں نے یہ واقعہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے بیان کیا۔ فرمایا کیا اس نے ایسا کیا، میں نے کہا ہاں۔ پھر فرمایا اس نے ایسا کیا۔ میں نے کہا ہاں، یہ سن کر حضرت چپ ہوگئے۔ میں نے کہا کیا نماز کا اعادہ کرے فرمایا نہیں۔ (ص)

۹۔ فرمایا ابو عبداللہ علیہ السلام نے میں اپنے والد کے لئے فرش خواب بچھایا کرتا تھا اور ان کے آنے کا منتظر رہتا تھا جب وہ اپنے فرش پر آجاتے اور سو رہتے تب میں اپنے بستر پر لیٹتا۔ ایک رات حضرت کو آنے میں دیر ہوئی میں مسجد میں آیا دیکھا حضرت سجدہ میں ہیں اور رات کا اتنا حصہ گزر گیا تھا کہ لوگ سو گئے تھے آپؑ کے سوا مسجد میں کوئی اور نہ تھا میں نے آپؑ کے رونے کی آواز سنی، آپؑ سجدہ میں کہہ رہے تھے۔ یا اللہ تو میرا رب برحق ہے، میں تیری بارگاہ میں تیرا بندہ اور تیرا غلام ہوکر سجدہ کیا ہے یا اللہ میرا عمل ضعیف ہے پس تو مجھے معاف کر اور اس دن کے عذاب سے بچا لے جس دن تو اپنے بندوں کو قبر سے اٹھائے گا میری توبہ قبول کر تو بڑا توبہ کا قبول کرنے والا ہے۔ (مجہول)

۱۰۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سجدہ میں فرماتے تھے یا اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں راحت کا موت کے وقت اور اور عفو کا روز حساب۔

۱۱۔ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے شکایت کی کہ ہمارا مال متفرق ہوا پھر واپس نہ آیا۔ فرمایا سجدہ میں دعا کرو بندہ کو خدا سے سب سے زیادہ قریب کرنے والا سجدہ ہے۔ میں نے کہا۔ میں نماز واجب میں دعا کروں اور اپنی حاجت کا نام لوں، فرمایا ہاں، ایسا رسولؐ اللہ نے کیا ہے۔ آپؐ نے ایک قوم کے اور ان کے باپوں کے نام لے کر بد دعا کی اور ان کے بعد حضرت علی علیہ السلام نے بھی ایسا ہی کیا۔

۱۲۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ حضرت رسولؐ خدا ایک رات حضرت عائشہؓ کے پاس تھے۔ حضرت نوافل پڑھنے کے لئے اٹھے حضرت عائشہؓ جاگ اٹھیں اور اپنے ہاتھ سے بستر ٹٹولا۔ جب نہ پایا تو گمان ہوا کہ ان کی کنیز کے پاس جا سوئے اٹھیں اور حضرتؐ کی گردن کو دبایا جبکہ آپؐ سجدہ میں پڑے رو رہے تھے اور کہہ رہے تھے یا اللہ میرے اعضاء میرے خیال نے تجھے سجدہ کیا اور میرا دل تجھ پر ایمان لایا ہے تیری نعمتوں کا شکر گزار ہوں اور گناہ عظیم کا اعتراف کرتا ہوں میں نے برا عمل کیا ہے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے پس مجھے بخش دے گناہ عظیم کا بخشنے والا کوئی نہیں، میں تیرے عفو سے تیرے عذاب سے پناہ مانگتا ہوں اور تیری رحمت سے، پناہ مانگتا ہوں تیرے عذاب سے اور میں پناہ کا خواستگار ہوں کہ تیری مدح نہ کر سکا اور میں نے تیری اتنی ہی تعریف کی ہے جتنی تو نے اپنی ذات کی خود کی ہے۔ طالب مغفرت ہوں اور توبہ کرتا ہوں جب

فارغ ہوئے تو فرمایا۔ اے عائشہ تو نے میری گردن میں درد پیدا کر دیا۔ تو اس بات سے ڈری کہ میں تیری کنیز کے پاس چلا گیا ہوں۔ (ض)

۱۳۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ جو رکوع و سجود و قیام میں محمد و آل محمد پر درود بھیجے تو اسے دوہرے رکوع و سجود و قیام کا اجر ملتا ہے۔ (مرسل)

۱۴۔ میں نے امام رضا علیہ السلام کو بعد نماز سجدہ میں دیکھا کہ آپ کے ہاتھ زمین پر پھیلے ہوئے ہیں اور دعا کے وقت سینہ زمین سے ملا ہوا ہے۔

۱۵۔ میں نے امام حسن عسکری علیہ السلام کو دیکھا کہ سجدۂ شکر میں اپنے ہاتھ پھیلاتے ہیں اور اپنا سینہ اور شکم زمین سے ملا دیا ہے میں نے اس کے متعلق پوچھا تو فرمایا۔ مجھے یہی پسند ہے۔ (مجہول)

۱۶۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے آخر رکعت وتر میں جب سر اٹھایا تو فرمایا یہ مقام ہے تیری نعمات کے ذکر کا اس کا شکر کمزور ہے اور اس کا گناہ بڑا ہے اور نہیں چارۂ کار سوائے تیرے دفع کے اور رحمت کے اپنی کتاب میں جو نبی مرسل پر نازل ہوئی ہے تو نے فرمایا ہے وہ بہت کم سوتے ہیں اور صبح کو استغفار کرتے ہیں میری نیند طویل ہو گئی اور میرا قیام راتوں کو کم رہا یہ صبح کا وقت ہے میں اپنے گناہوں کے لئے استغفار کرتا ہوں اس کا سا جو اپنے نفس کے لئے نہ نقصان پاتا ہے نہ نفع، نہ موت، نہ زندگی، نہ قبر سے اٹھنا۔ پھر حضرت سجدہ میں گئے صلوات اللہ علیہ۔ (حسن)

۱۷۔ میں نے امام علیہ السلام سے دریافت کیا کہ سجدۂ شکر میں کیا کہا جائے اس امر میں ہمارے اصحاب کے درمیان اختلاف ہے فرمایا سجدہ میں کہو یا اللہ میں گواہ کرتا ہوں تجھ کو تیرے ملائکہ کو تیرے انبیاء و مرسلین کو اور تیری تمام مخلوق کو، اے اللہ تو میرا رب ہے، اسلام میرا دین ہے محمد میرے نبی ہیں، علیؑ اور فلاں فلاں آخری امام تک یہ میرے امام ہیں میں ان سے محبت کرتا ہوں اور ان کے دشمنوں سے بیزار ہوں یا اللہ میں قسم دیتا ہوں تجھ کو تیرے مظلوم اماموں کے خون کی اور قسم دیتا ہوں ان وعدوں کی جو تو نے اپنے اولیاء سے کئے ہیں کہ تو فتح دے گا ان کو، اپنے اور ان کے دشمنوں پر، درود بھیج محمد و آل محمد پر اور ان پر جو حفاظت کرنے والے ہیں شریعت آل محمد کی یا اللہ میں سوال کرتا ہوں تجھ سے تنگدستی کے بعد فراخی کا، پھر اپنا داہنا رخسار زمین پر رکھ کر کہو اے میرے جائے پناہ جب مختلف مذاہب والے مجھے عاجز کر دیں اور زمین باوجود کشادگی کے میرے اوپر تنگ ہو جائے، اے میرے پیدا کرنے والے میرے اوپر رحم کر اور حافظین شریعت آل محمد پر بھی، پھر بایاں رخسارہ زمین پر رکھ کر کہو۔ اے ظالموں کو ذلیل کرنے والے اے ذلیلوں کو عزت دینے والے قسم تیری عزت کی، میری کمزوری انتہا کو پہنچ گئی ہے تین بار کہو، پھر سجدہ میں جاؤ اور شکراً شکراً سو بار کہو پھر اپنی حاجت خدا سے طلب کرو۔ (حسن)

۱۸۔ میں نے امام رضا علیہ السلام کو سجدۂ شکر کے بارے میں لکھا آپ نے تحریر فرمایا سو بار شکراً شکراً یا عفواً عفواً۔ (مجہول)

۱۹۔ میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے ساتھ ان کی ایک ملکیت پر گیا۔ حضرت نماز ظہر کے لیے کھڑے ہوئے۔ جب پڑھ چکے تو سجدہ میں گئے اور میں نے حضرت کو نہایت غمگین لہجہ میں کہتے سنا درآنحالیکہ آنسو بہہ رہے تھے۔ اے میرے رب میں نے زبان سے تیری نافرمانی کی، اگر تو چاہتا تو مجھے گونگا کر دیتا، میں نے آنکھ سے تیری نافرمانی کی اگر تو چاہتا تو مجھے اندھا کر دیتا، میں نے کانوں سے تیری نافرمانی کی اگر تو چاہتا تو مجھے بہرا کر دیتا، میں نے اپنے ہاتھوں سے تیری نافرمانی کی تیری عزت کی قسم اگر تو چاہتا تو شل کر دیتا، میں نے پیروں سے تیری نافرمانی کی اگر تو چاہتا تیری عزت کی قسم انھیں اپاہج بنا دیتا۔ میں نے شرمگاہ سے تیری نافرمانی کی اگر تو چاہتا تو اسے بانجھ بنا دیتا۔ میں نے تیری نافرمانی کی اپنے تمام اعضاء و جوارح سے بطور انعام تو نے مجھے دیئے تھے یہ میرے کسی عمل کا بدلہ نہ تھا۔ راوی کہتا ہے اس کے بعد میں نے شمار کیا کہ حضرت نے ایک ہزار بار العفو العفو کہا۔ پھر اپنا داہنا رخسار زمین پر رکھا۔ میں نے درد ناک آواز میں یہ کہتے سنا۔ میں نے اپنے گناہ میں تیری طرف رجوع کی ہے میں نے برا عمل کیا اپنے نفس پر ظلم کیا۔ پس مجھے بخش دے۔ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں۔ اے میرے مولا تین بار کہا پھر اپنا بایاں رخسارہ زمین پر رکھا۔ میں نے یہ کہتے سنا۔ یا اللہ رحم کر اس پر جس نے برائی کی اور اپنے گناہ کا اقرار کیا تین بار کہا پھر اپنا سر اٹھایا۔ (مجہول)

۲۰۔ میں نے عرض کی میں آپ پر فدا ہوں میرے چہرے پر داغ ہیں لوگ کہتے ہیں خدا اپنے خاص بندوں کو جذام جیسے مرض میں مبتلا نہیں کرتا۔ فرمایا ان کا یہ کہنا غلط ہے۔ مومن آل فرعون (حزقیل) کی انگلیاں جذام سے ٹیڑھی ہو گئی تھیں وہ بھی ایسا ہی کہتا تھا اس نے اپنا ہاتھ اٹھا کر کہا۔ اے قوم   اتباع کرو۔ پھر فرمایا۔ جب رات کا آخری تہائی حصہ ہو تو اس کے اول حصہ میں وضو کرو۔ پھر نماز کے لئے جو تم پڑھا کرتے ہو کھڑے ہو اور پہلی دو رکعتوں کے آخری سجدہ میں کہو، اے علی و عظیم، اے رحمٰن و رحیم، اے دعاؤں کے سننے والے، اے نیکیوں کے عطا کرنے والے رحمت نازل کر محمدؐ و آل محمدؐ پر اور مجھے دنیا و آخرت کی بہتری عطا کر جس کا تو اہل ہے اور مجھے شر دنیا و آخرت سے بچا لے جس کا میں اہل نہیں اور اس درد کو دور کر دے اور اس درد کا نام لو اور کہو۔ اس نے مجھے تکلیف دی ہے اور رنج پہنچایا ہے اور دعا میں رو و، راوی کہتا ہے ایسا کرنے کے بعد جب میں کوفہ پہنچا تو میرا مرض دور تھا۔ (مجہول)

۲۱۔ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام اپنے سجدوں میں فرمایا کرتے تھے میرے بوسیدہ ہونے والے چہرے نے سجدہ کیا تیری ذات باقی کو جو ہمیشہ رہنے والی ذات با عظمت ہے اور میرے ذلیل چہرہ نے سجدہ کیا تیری ذات عزیز کو اور میرے فقیر چہرہ نے سجدہ کیا تیری ذات غنی و کریم اور علی و عظیم کو یا اللہ میں معافی چاہتا ہوں ان افعال کے متعلق جو ہو چکے اور ان افعال کے متعلق جو ہوں گے۔ اے میرے رب تیرے سوا کوئی دافع و مانع نہیں، رحمت نازل کر محمدؐ و آل محمدؐ پر یا اللہ میں پناہ مانگتا ہوں تیری سطوت سے اور تیرے غضب اور غصہ سے۔

اے پاک ذات تیرے سوا کوئی رب العالمین نہیں، امیر المومنین سجدہ میں فرمایا کرتے تھے میری ذات پر رحم کر جو تیرے

سامنے ہے اور میرا رونا تیرے سامنے ہے اور لوگوں سے مجھے وحشت ہے اور اے کریم تجھ سے انس ہے اور یہ بھی فرماتے تھے تو نے مجھے نصیحت کی میں نے قبول نہ کی، تو نے محارم سے مجھے باز رہنے پر جھڑکا مگر میں باز نہ رہا۔ اور تو نے مجھے ناواقف رکھا تو میں نے شکایت نہ کی، اے کریم تجھ سے عندالموت راحت کا سوال کرتا ہوں اور عندالحساب بخشش کا۔ اور امام محمد باقرؑ سجدہ میں فرماتے تھے۔ اے اللہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو برحق معبود ہے۔ اے میرے رب میں نے ازروئے بندگی اور غلامی کے سجدہ کیا ہے۔ اے عظیم المرتبت ہستی میرا عمل کمزور ہے اسے دوگنا کر دے، اے مہربان میرے گناہ بخش دے اے کریم میرے عمل کو قبول کر لے۔ اے جبار میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اپنی ناکامی پر یا اپنے اوپر ظلم کرنے سے یا اللہ تیری طرف سے رحمتوں کا نزول ہے ان پر شکر کرنے کی توفیق دے اور تیرے اوپر ثواب ہے اس چیز کا جو تو نے اپنے لطف و کرم سے دی ہے۔ (ض)

۲۲۔ اور امام رضا علیہ السلام سجدہ میں فرمایا کرتے تھے یا اللہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اس آگ سے جس کی تازگی پرکھنگی نہیں آتی اور جس کا پیاسا کبھی سیراب نہیں ہوتا اور پناہ مانگتا ہوں اس آگ سے جس کا ننگا کبھی ملبوس نہیں ہوتا۔ (ض)

۲۳۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے جب سورۂ عزائم کے سجدہ میں جاؤ تو کہو میں نے سجدہ کیا ہے ازروئے بندگی اور نہ غلامی، نہ ازروئے تکبر تیری عبادت سے، نہ ازروئے روگردانی اور نہ عار بلکہ تیرا عبد ذلیل ہوں اور تجھ سے ڈرنے والا اور تیری پناہ کا طالب۔ (ص)

۲۴۔ حضرت ابوعبداللہ سے میں نے شکایت کی اپنی ایک کنیز کی بیماری کی فرمایا اس سے کہو کہ ہر نماز واجب کے بعد سجدہ میں کہے اے میرے رب، اے میرے سردار، رحمت نازل کر محمد پر اور آل محمدؐ پر اور نجات دے اس مرض سے جس سے نجات پائی تھی جعفر بن سلیمان نے آگ سے جب مخالفوں نے جلانا چاہا تھا۔ میں نے یہ حدیث اپنے بعض دوستوں سے سنی اس نے کہا میں جانتا ہوں اس میں یا رؤف یا رحیم یا ربی بھی ہے۔ اور یہ بھی کہے اے میرے رب میرے لئے ایسا ایسا کر۔ (ض)

۲۵۔ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو لکھا، مجھے ایسی دعا تعلیم فرمایئے جس سے میری مصیبت دور ہو۔ حضرت اس زمانہ میں بغداد میں قید تھے حضرت نے لکھا جب نماز پڑھو تو سجدہ کو طول دو اور کہو یا أُحد من لا أُحد له جتنی بار ایک سانس میں کہہ سکو پھر کہو «یامن لا یزیده کثرة الدعاء إلّا جوداً و کرماً» ایک سانس پھر کہو «یاربُّ الأرباب أنت أُنت الّذي انقطع الرّجاء إلّا منك، یاعليّ یاعظیم» راوی نے بیان کیا جب میں نے اس طرح دعا کی تو میری تکلیف دور ہو گئی۔ (مرسل)

﴿باب ۲۵﴾

✡(ادنى مايجزىء من التسبيح في الركوع والسجود وأكثره)✡

١ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن عليّ بن الحكم، عن عثمان بن عبدالملك عن أبي بكر الحضرميّ قال: قال أبوجعفر عليه السلام: تدري أيّ شيء حدّ الرّكوع والسجود؟ قلت: لا، قال: تسبّح في الرّكوع ثلاث مرّات: «سبحان ربّي العظيم وبحمده» وفي السجود «سبحان ربّي الأعلى وبحمده» ثلاث مرّات فمن نقص واحدة نقص ثلث صلاته ومن نقص ثنتين نقص ثلثي صلاته ومن لم يسبّح فلا صلاة له.

٢ ـ الحسين بن محمّد، عن عبدالله بن عامر، عن عليّ بن مهزيار، عن ابن فضّال عن أحمد بن عمر الحلبيّ، عن أبيه، عن أبان بن تغلب قال: دخلت على أبي عبدالله عليه السلام وهو يصلّي فعددت له في الركوع والسجود ستّين تسبيحة.

٣ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن ابن فضّال، عن ابن بكير، عن حمزة بن حمران والحسن بن زياد قالا: دخلنا على أبي عبدالله عليه السلام وعنده قوم فصلّى بهم العصر وقد كنّا صلّينا فعددنا له في ركوعه سبحان ربّي العظيم. أربعاً أو ثلاثين أو ثلاثاً وثلاثين مرّة وقال: أحدهما في حديثه: «وبحمده» في الرّكوع والسجود سواء. هذا لأنّه علم عليه الصلاة والسّلام احتمال القوم لطول ركوعه وسجوده وذلك أنّه روي أنّ الفضل للامام أن يخفّف ويصلّي بأضعف القوم.

٤ ـ عليّ بن إبراهيم، عن محمّد بن عيسى، عن يونس بن عبدالرحمن، عن معاوية بن عمّار عن أبي عبدالله عليه السلام قال: قلت له: أدنى ما يجزىء المريض من التسبيح في الركوع والسجود؟ قال: تسبيحة واحدة.

٥ ـ عليّ، عن أبيه، عن عبدالله بن المغيرة، عن هشام بن الحكم قال: قال أبوعبدالله عليه السلام: مامن كلمة أخفّ على اللّسان منها ولا أبلغ من سبحان الله، قال: قلت: يجزئني في الرّكوع والسجود أن أقول مكان التّسبيح: لاإله إلّا الله والحمدلله والله أكبر؟ قال: نعم كلّ ذا ذكر الله، قال: قلت: الحمدلله ولاإله إلّا الله قدعرفناهما فما تفسير سبحان الله؟

قال : أنفة لله ، أما ترى الرّجل إذا عجب من الشيء قال : سبحان الله .

٦ ـ عليّ بن محمّد ؛ عن بعض أصحابنا ، عن مروك بن عبيد ، عن بعض أصحابه ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : قلت له : إنّي إمام مسجد الحيّ فأركع بهم فأسمع خفقان نعالهم و أنا راكعٌ فقال : اصبر ركوعك و مثل ركوعك فإن انقطع و إلّا فانتصب قائماً .

باب ۲۵

ذکر رکوع و سجود

۱۔ فرمایا امام محمد باقرؑ نے کہ رکوع و سجود کی حد کیا ہے۔ میں نے کہا معلوم نہیں، فرمایا رکوع میں تین بار کہو سبحان ربی العظیم و بحمدہ اور سجدہ میں تین بار کہو سبحان ربی الاعلیٰ و بحمدہ۔ جو ایک کم کرے گا اس نے ایک تہائی نماز ناقص کی اور جس نے دو ذکر کم کئے اس نے دو تہائی نماز کھوئی اور جو یہ تسبیح نہ کرے گا اس کی نماز ہی نہ ہوگی۔ (مجہول)

۲۔ میں صادق آل محمدؑ کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت نماز پڑھ رہے تھے میں نے رکوع اور سجدہ میں ساٹھ بار تسبیح پڑھتے سنا۔ (موثق)

۳۔ ہم نے حضرت ابوعبداللہؑ کے ساتھ نماز پڑھی۔ ہم نے شمار کیا تو حضرت نے رکوع میں ذکر رکوع ۳۴ یا ۳۳ بار کیا۔ امام محمد باقر یا جعفر صادق علیہما السلام میں سے کسی نے فرمایا کہ رکوع اور سجدہ دونوں میں کہنا ضروری ہے اور یہ اس لئے کہ رسول اللہ کو معلوم ہوا کہ لوگوں نے رکوع و سجود کے طول کے خوف سے کم کر دیا تھا اور یہ اس غلط فہمی کی بنا پر تھا کہ امام کے لئے فضیلت اس میں ہے کہ ضعفائے قوم کا لحاظ کرتے ہوئے نماز میں تخفیف مدنظر رکھے۔ (مجہول)

۴۔ میں نے پوچھا مریض کے لئے کم سے کم تسبیح کیا ہے رکوع اور سجدہ میں فرمایا صرف ایک بار۔ (حسن)

۵۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے زبان کے لئے کوئی ہلکا کلمہ سبحان اللہ سا نہیں، میں نے کہا کیا رکوع و سجدہ میں بجائے سبحان اللہ کہنے کے لا الٰہ الا اللہ و الحمد للہ و اللہ اکبر کہنا جائز ہے۔ فرمایا ہاں، ہر کلمہ ذکر خدا ہے میں نے کہا یہ دونوں باتیں ہم نے جان لیں۔ لیکن سبحان اللہ کی تفسیر کیا ہے فرمایا وہ خدا کی قدرت کے تحت ہر شے کو سمجھنا ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ جب کوئی کسی چیز کو دیکھتا ہے تو کہتا ہے سبحان اللہ۔ (حسن)

۶۔ میں نے کہا میں قبیلہ کی مسجد کا امام ہوں میں بحالت رکوع لوگوں کے جوتوں کی آواز سنتا ہوں فرمایا رکوع میں ٹھہرو

اور کچھ دیر ذکر کر کے رکوع کرتے رہو اگر آواز ختم ہو جائے تو خیر ورنہ کھڑے ہو جاؤ۔ (مرسل)

سبیل سکینہ
حیدرآباد لطیف آباد یونٹ نمبر

﴿باب ۲۶﴾

☆(ما يسجد عليه وما يكره)☆

١ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد بن عيسى، عن محمّد بن خالد؛ و الحسين بن سعيد، عن القاسم بن عروة، عن أبي العبّاس الفضل بن عبدالملك قال: قال أبو عبدالله عليه السلام: لا تسجد إلّا على الأرض أو ما أنبتت الأرض إلّا القطن والكتّان.

٢ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه؛ ومحمّد بن إسماعيل، عن الفضل بن شاذان جميعاً، عن حمّاد بن عيسى، عن زرارة، عن أبي جعفر عليه السلام قال: قلت له: أسجد على الزّفت؟ يعني القير فقال: لا ولا على الثوب الكرسف ولا على الصوف ولا على شيء من الحيوان و لا على طعام ولا على شيء من ثمار الأرض ولا على شيء من الرّياش

٣ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن الحسن بن محبوب قال: سألت أبا الحسن عليه السلام عن الجصّ يوقد عليه بالعذرة وعظام الموتى ثم يجصّص به المسجد أيسجد عليه فكتب عليه السلام إليّ بخطّه: إنّ الماء والنار قد طهّراه

٤ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن محمّد بن سنان، عن ابن مسكان، عن الحلبيّ قال: قال أبو عبدالله عليه السلام: دعا أبي بالخمرة فأبطأت عليه فأخذ كفّاً من حصا فجعله على البساط ثمّ سجد.

٥ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن عمر بن اُذينة، عن الفضيل بن يسار؛ وبريد بن معاوية عن أحدهما عليهما السلام قال: لا بأس بالقيام على المصلّى من الشعر و الصوف إذا كان يسجد على الأرض فإن كان من نبات الأرض فلا بأس بالقيام عليه و السجود عليه.

٦ ـ أحمد بن إدريس؛ وغيره، عن أحمد بن محمّد، عن عليّ بن إسماعيل، عن محمّد بن عمرو بن سعيد، عن أبي الحسن الرّضا صلوات الله عليه قال: لا تسجد على القير ولا على

الصاروج .

٧ ـ عليّ بن محمّد ؛ وغيره ، عن سهل بن زياد ، عن عليّ بن الرّيّان قال : كتب بعض أصحابنا إليه بيد إبراهيم بن عقبة يسأله يعني أباجعفر عليه السلام عن الصلاة على الخمرة المدنيّة ، فكتب صلّ فيها ما كان معمولاً بخيوطة ولاتصلّ على ما كان معمولاً بسيورة . قال : فتوقّف أصحابنا فأنشدتهم بيت شعر لتأبّط شرّاً العدوانيّ «كأنّها خيوطة ماريّ تغار وتفتل» وماريّ كان رجلاً حبّالاً كان يعمل الخيوط .

٨ ـ محمّد بن يحيى بإسناده قال : قال أبوعبدالله عليه السلام السجود على الأرض فريضة وعلى الخمرة سنّة .

٩ ـ عليّ بن محمّد ، عن سهل بن زياد ، عن محمّد بن الوليد ، عن يونس بن يعقوب ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لاتسجد على الذّهب ولا على الفضّة .

١٠ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن محمّد بن يحيى ، عن غياث بن إبراهيم ، عن جعفر عن أبيه ، عن عليّ عليه السلام قال : لا يسجد الرّجل على شيء ليس عليه سائر جسده .

١١ ـ أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن فضالة ، عن أبان ، عن عبدالرّحمن ابن أبي عبدالله ، عن حمران ، عن أحدهما عليهما السلام قال : كان أبي عليه السلام يصلّي على الخمرة يجعلها على الطنفسة و يسجد عليها ، فإذا لم تكن خمرة جعل حصاً على الطّنفسة حيث يسجد .

١٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن فضالة ، عن جميل بن درّاج ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّه كره أن يسجد على قرطاس عليه كتابة .

١٣ ـ محمّد بن يحيى ، عن العمركيّ النيسابوريّ عن عليّ بن جعفر ، عن أخيه موسى بن جعفر عليه السلام قال : سألته عن الرّجل يصلّي على الرطبة النابتة ، قال : فقال : إذا ألصق جبهته بالأرض فلا بأس ؛ وعن الحشيش النابت الثّيّل وهو يصيب أرضاً جدداً ؟ قال : لابأس .

١٤ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين أنّ بعض أصحابنا كتب إلى أبي الحسن الماضي عليه السلام يسأله عن الصلاة على الزّجاج قال : فلمّا نفذ كتابي إليه تفكّرت و قلت :

هو ممّا أنبتت الأرض وما كان لي أن أسأله عنه قال: فكتب إليّ لا تصلّ على الزّجاج وإن حدّثتك نفسك أنّه ممّا أنبتت الأرض ولكنّه من الملح والرّمل وهما ممسوخان

باب ۲۶

کس چیز پر سجدہ نہ کرے اور کیا مکروہ ہے

۱۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے سجدہ نہ کرو سوائے زمین کے یا جو زمین سے اُگے سوائے روئی اور سن کے۔

۲۔ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کیا میں رال پر سجدہ کروں، فرمایا نہ روئی پر، نہ روئی کے کپڑے پر، نہ اون پر، نہ حیوان کے کسی حصہ پر نہ کھانے کی چیز پر، نہ پھلوں پر اور نہ بالوں اور پروں پر۔ (حسن)

۳۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے پوچھا اس اینٹ کے متعلق جس پر بھٹہ میں گندگی اور مردار جانوروں کی ہڈیاں وغیرہ جلا کر پکایا جاتا ہے اور پھر ان اینٹوں سے مسجد بنتی ہے کیا اس اینٹ پر سجدہ کرنا جائز ہے حضرت نے اپنے قلم سے لکھا کہ پانی اور آگ نے اسے طاہر کر دیا۔ (حسن)

۴۔ فرمایا حضرت نے میرے پدر بزرگوار نے خمرہ (چھوٹا سا بوریہ کھجور کی چھال کا بنا ہوا جو بطور سجدہ گاہ استعمال ہوتا تھا) منگایا اور اسے پھیلا کر باریک سنگریزے اس پر ڈالے تب سجدہ کیا۔ (حسن)

۵۔ فرمایا حضرت نے اگر جانماز بالوں یا اونٹ کی بنی ہوئی ہو تو اس پر کھڑے ہوتے ہیں کوئی مضائقہ نہیں بشرطیکہ سجدہ زمین پر ہو اور مصلّٰی نباتات کا ہو تو اس پر کھڑے بھی ہو سکتے ہیں اور سجدہ بھی کر سکتے ہیں۔ (حسن)

۶۔ فرمایا امام رضا علیہ السلام نے قیر پر سجدہ نہ کرو اور نہ چونے اور ہڑتال وغیرہ کے اجزا پر۔ (حسن)

۷۔ امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا گیا مدینہ والے خمرہ کے متعلق۔ فرمایا اس پر نماز پڑھو اگر وہ تاگوں سے بنا ہوا ہے اور اس پر نہ پڑھو جو چمڑے کے تسموں سے بنایا گیا ہو۔

ہمارے بعض اصحاب نے اس بارے میں تامل کیا۔ میں نے زمانہ جاہلیت کے شاعر تابطہ شرا کا یہ مصرعہ پڑھا۔

یعنی وہ ماری کے تاگوں کا بٹا ہوا ہے یعنی اچھی طرح بل دیا ہوا ہے۔ (ضعیف)

ماری ایک رسّی بنانے والا تھا جو ڈوروں سے بناتا تھا اور اس کا یہ کمال مشہور تھا۔

۸۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے زمین پر سجدہ فرض ہے اور خمرہ پر سنت (خمرہ یعنی چھوٹی چٹائی)۔ (مرسل)

۹۔ فرمایا سونے اور چاندی پر سجدہ نہ کرو۔ (ضعیف)

۱۰۔ فرمایا ایسی شے پر نماز نہ پڑھی جائے جس پر سارا جسم نہ آئے۔ (حسن)

۱۱۔ امام محمد باقر یا امام جعفر صادق علیہما السلام میں سے کسی نے فرمایا کہ میرے والد خمرہ پر نماز پڑھتے تھے اور اس کو ایک چھوٹے سے بوریے پر رکھتے تھے اور اسی خمرہ پر سجدہ کرتے تھے اور خمرہ نہ ہوتا تو بوریے پر خمرہ کی جگہ سنگ ریزے بچھا کر سجدہ کرتے تھے۔ (حسن)

۱۲۔ فرمایا حضرت ابو عبداللہ علیہ السلام نے کہ لکھے ہوئے کاغذ پر سجدہ کرنا مکروہ ہے۔ (صحیح)

۱۳۔ میں نے پوچھا اس شخص کے متعلق جو کھجور کے نئے اُگے پتوں پر نماز پڑھے اگر پیشانی زمین سے لگ جاتی ہے تو کوئی مضائقہ نہیں اسی گھنی گھاس پر نماز پڑھنا جبکہ زمین پر ہاتھ پہنچ جائے تو مضائقہ نہیں۔ (صحیح)

۱۴۔ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو لکھا کہ شیشہ پر نماز پڑھنا کیسا ہے۔ جب میں خط بھیج چکا تو خیال آیا کہ شیشہ تو از قسم نباتات ہے مجھے یہ پوچھنا نہ تھا۔ حضرت نے جواب میں لکھا کہ شیشہ پر نماز نہ پڑھو اور یہ جو تمہارا خیال ہے کہ نباتات سے ہے تو یہ صحیح نہیں، وہ نمک اور ریت کی بدلی ہوئی صورت ہے۔ (مرسل)

﴿باب ۲۷﴾

✿(وضع الجبهة على الارض)✿

١ ـ عليٌّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن حمّاد بن عيسى، عن حريز، عن زرارة، عن أبي جعفر عليه السلام قال: الجبهة كلّها من قصاص شعر الرَّأس إلى الحاجبين موضع السجود فأيّما سقط من ذلك إلى الأرض أجزأك مقدار الدِّرهم ومقدار طرف الأنملة.

٢ ـ محمّد بن إسماعيل، عن الفضل بن شاذان، عن صفوان بن يحيى، عن معاوية ابن عمّار قال: قال أبو عبدالله عليه السلام: إذا وضعت جبهتك على نبكة فلا ترفعها ولكن جُرَّها على الأرض.

٣ ـ عليٌّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن عبدالله بن سنان، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: سألته عن موضع جبهة الساجد يكون أرفع من قيامه؟ قال: لا ولكن يكون مستوياً.

وفي حديث آخر في السجود على الأرض المرتفعة قال: قال إذا كان موضع جبهتك مرتفعاً عن رجليك قدر لبنة فلا بأس.

٤ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن الحسين بن سعيد، عن صفوان بن يحيى

عن إسحاق بن عمّار ، عن بعض أصحابه ، عن مصادف قال : خرج بي دمل فكنت أسجد على جانب فرأى أبوعبدالله عليه السلام أثره فقال : ما هذا ؟ فقلت : لا أستطيع أن أسجد من أجل الدّمل فإنّما أسجد منحرفاً فقال لي : لاتفعل ولكن احفر حفيرة فاجعل الدّمل في الحفرة حتّى تقع جبهتك على الأرض .

٥ ـ عليّ بن محمّد بإسناد له قال : سئل أبوعبدالله عليه السلام عمّن بجبهته علّة لايقدر على السجود عليها ، قال : يضع ذقنه على الأرض إنّ الله عزّ وجلّ يقول : ويخرّون للاذقان سجّداً .

٦ ـ محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن صفوان بن يحيى ، عن إسحاق ابن عمّار ، عن عبد الملك بن عمرو قال : رأيت أبا عبدالله عليه السلام سوّى الحصا حين أراد السجود .

٧ ـ محمّد ، عن الفضل ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن محمّد بن مسلم ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قلت له : الرّجل ينفخ في الصلاة موضع جبهته ؟ فقال : لا .

٨ ـ محمّد بن يحيى عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن فضالة ، عن أبان ، عن عبدالرّحمن بن أبي عبدالله قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الرّجل يسجد و عليه العمامة لايصيب وجهه الأرض قال : لايجزئه ذلك حتّى تصل جبهته إلى الأرض .

باب ۲۷

پیشانی زمین پر رکھنا

۱۔ فرمایا ابوجعفر علیہ السلام نے پیشانی بال آگنے کی جگہ سے بھنوؤں تک ہے یہ جائے سجدہ ہے اس میں اگر درہم
تک جائے تو کافی ہے اور درہم بمقدار انگلیوں کے دو کناروں کے برابر ہے۔ (حسن)

۲۔ فرمایا جب تم پیشانی بلند جگہ پر رکھو تو اسے اٹھاؤ نہیں بلکہ زمین کی طرف کھینچ کر لاؤ۔ (مرسل)

۳۔ میں نے پوچھا کیا سجدہ کی جگہ جائے قیام سے اونچی ہونی چاہیئے۔ فرمایا نہیں برابر ہو اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جب بلند جگہ پر سجدہ کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا تمہارے سروں سے ایک اینٹ کے برابر بلند ہو۔ (مرسل)

۴۔ میرے پھوڑا نکلا جس کی وجہ سے ایک طرف جھک کر سجدہ کرتا تھا۔ حضرت نے اس کا اثر دیکھا تو کہا یہ کیا ہے میں نے کہا دنبل کی وجہ سے سجدہ نہیں کر سکتا اور مجھے ٹیڑھا ہو کر سجدہ کرنا پڑتا ہے۔ فرمایا ایسا نہ کرو بلکہ ایک گڑھا کھود کر دمل کو اس طرح میں رکھو کہ پیشانی زمین پر رکھی جائے۔ (حسن)

۵۔ حضرت سے پوچھا گیا اس شخص کے بارے میں جس کی پیشانی میں کوئی روگ ہو جس کی وجہ سے وہ سجدہ نہ کر سکے۔ فرمایا وہ اپنی ٹھوڑی کو زمین پر رکھے۔ خدا فرماتا ہے وہ ٹھوڑی کے بل زمین پر گرتے ہیں۔ (مرسل)

۶۔ حضرت صادق علیہ السلام سجدہ کے لئے سنگریزے کھاتے اور ان پر سجدہ کرتے۔ (مرسل)

۷۔ میں نے کہا کیا ایک شخص جائے سجدہ پہ پھونک مار سکتا ہے فرمایا نہیں۔ (مجہول)

۹۔ میں نے پوچھا ایک شخص کے سر پر عمامہ ہے جس کی وجہ سے اس کی پیشانی زمین پر نہیں لگتی۔ فرمایا یہ کافی نہیں جب پیشانی زمین سے نہ لگے۔

﴿باب ۷۸﴾

(القيام و القعود في الصلاة)

١ ـ عليٌّ ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ؛ ومحمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان عن حمّاد بن عيسى ؛ ومحمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن زرارة ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : إذا قمت في الصلاة فلا تلصق قدمك بالأُخرى دع بينهما فصلاً إصبعاً أقلُّ ذلك إلى شبر أكثره ، واسدل منكبيك وأرسل يديك ولا تشبّك أصابعك ولتكونا على فخذيك قبالة ركبتيك وليكن نظرك إلى موضع سجودك فإذا ركعت فصفّ في ركوعك بين قدميك ، تجعل بينهما قدر شبر ، و تمكّن راحتيك من ركبتيك وتضع يدك اليمنى على ركبتك اليمنى قبل اليسرى وبلّع أطراف أصابعك عين الرُّكبة و فرّج أصابعك إذا وضعتها على ركبتيك فإذا وصلت أطراف أصابعك في ركوعك إلى ركبتيك أجزأك ذلك وأحبُّ إليَّ أن تمكّن كفّيك من ركبتيك فتجعل أصابعك في عين الرُّكبة وتفرُّج بينهما وأقم صلبك ومدَّ عنقك وليكن نظرك إلى ما بين قدميك فإذا أردت أن تسجد فارفع يديك بالتكبير وخرَّ ساجداً وابدأ بيديك فضعهما على الأرض قبل ركبتيك تضعهما معاً ولا تفترش ذراعيك افتراش السبع ذراعيه ولا تضعنَّ

ذراعيك على ركبتيك وفخذيك ولكن تجنّح بمرفقيك ولا تلصق كفّيك بركبتيك ولا تدنهما من وجهك بين ذلك حيال منكبيك ولا تجعلهما بين يدي ركبتيك ولكن تحرّفهما عن ذلك شيئاً وأبسطهما على الأرض بسطاً و أقبضهما إليك قبضاً و إن كان تحتهما ثوب فلا يضرّك وإن أفضيت بهما إلى الأرض فهوأفضل ولا تفرجنّ بين أصابعك في سجودك ولكن ضمّهن جميعاً قال : و إذا قعدت في تشهّدك فألصق ركبتيك بالأرض وفرّج بينهما شيئاً وليكن ظاهر قدمك اليسرى على الأرض وظاهر قدمك اليمنى على باطن قدمك اليسرى و إليتاك على الأرض وطرف إبهامك اليمنى على الأرض ، وإيّاك والقعود على قدميك فتتأذّي بذلك ولاتكن قاعداً على الأرض فتكون إنّما قعدبعضك على بعض فلا تصبر للتشهد والدّعاء .

٢ ـ و بهذه الأسانيد ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن زرارة قال : إذا قامت المرأة في الصلاة جمعت بين قدميها ولا تفرّج بينهما و تضمّ يديها إلى صدرها لمكان ثدييها فإذا ركعت وضعت يديها فوق ركبتيها على فخذيها لئلاّ تطأطأ كثيراً فترتفع عجيزتها فإذا جلست فعلى إليتيها ليس كما يقعد الرّجل و إذا سقطت للسجود بدأت بالقعود بالركبتين قبل اليدين ثمّ تسجد لاطئة بالأرض فإذا كانت في جلوسها ضمّت فخذيها و رفعت ركبتيها من الأرض و إذا نهضت انسلّت انسلالاً لا ترفع عجيزتها أوّلاً .

٣ ـ جماعة ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن الحسين بن سعيد ، عن فضالة بن أيوب عن الحسين بن عثمان ، عن سماعة ، عن أبي بصير ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لا تقع بين السجدتين إقعاء .

٤ ـ أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن عثمان بن عيسى ، عن ابن مسكان عن ابن أبي يعفور ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا سجدت المرأة بسطت ذراعيها .

٥ ـ أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن فضالة بن أيّوب ، عن معلّى أبي عثمان عن معلّى بن خنيس ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سمعته يقول : كان عليّ بن الحسين عليهما السلام إذا هوى ساجداً إنكبّ وهو يكبّر .

٦ ـ عليّ بن إبراهيم ؛ عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد عثمان ، عن الحلبيّ عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا سجد الرّجل ثمّ أراد أن ينهض فلا يعجن بيديه في الأرض ولكن يبسط كفّيه من غير أن يضع مقعدته على الأرض .

٧ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن الحسين بن سعيد ؛ عن فضالة ، عن أبان ، عن عبدالرّحمن بن أبي عبدالله قال : سألته عن جلوس المرأة في الصّلاة قال : تضمّ فخذيها .

٨ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن فضّال ، عن ابن بكير ، عن بعض أصحابنا قال : المرأة إذا سجدت تضمّمت والرّجل إذا سجد تفتّح .

٩ ـ عنه ، عن أحمد بن محمّد ، عن حمّاد ، عن حريز ، عن رجل ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : قلت له : «فصلّ لربّك و انحر» ؟ قال : النحر الاعتدال في القيام أن يقيم صلبه و نحره وقال : لا تكفّر فإنّما يصنع ذلك المجوس ولا تلثّم ولا تحتفز ولا تقع على قدميك ولا تفترش ذراعيك .

باب ۲۸

قیام وقعود

۱۔ فرمایا امام باقر علیہ السلام نے جب نماز کو کھڑے ہو تو ایک قدم کو دوسرے سے نہ ملاؤ اور ان کے درمیان فاصلہ دو چند انگلیوں کا کم سے کم ایک بالشت یا کچھ زیادہ اور اپنے کندھے سیدھے برابر رکھو اور اپنے دونوں ہاتھ چھوڑ دو اور اپنی انگلیاں کھولو مت اور دونوں ہاتھ اپنی رانوں پر رکھو مقابل اپنے دونوں گھٹنوں کے اور تمہاری نظر سجدہ کی جگہ پر ہو جب رکوع میں جاؤ تو دونوں قدموں کے بیچ میں سر رہے اور دونوں قدموں کے درمیان ایک بالشت کا فاصلہ ہو اور اپنی ہتھیلیاں جما کر گھٹنوں پر رکھو اور اپنا داہنا ہاتھ رانوں پر بائیں ہاتھ سے پہلے رکھو اور اپنی انگلیوں کے کنارے گھٹنے کے بیچ میں رکھو اور انگلیوں کو کشادہ کر دو۔ جب گھٹنوں پر رکھو اور میرے نزدیک پسندیدہ یہ ہے کہ گھٹنوں کو انگلیوں سے دبائے رکھو اور گھٹنوں کے بیچ رکھو اور انگلیاں کشادہ رکھو اور پشت کو برابر سیدھا رکھو اور گردن کو آگے بڑھاؤ اور اپنی نگاہ دونوں قدموں کے بیچ میں رکھو اور جب سجدہ میں جانے لگو تو دونوں ہاتھ اٹھاؤ اور تکبیر کہہ کر سجدہ میں جاؤ اور پہلے ہاتھ زمین پر رکھو گھٹنے بعد میں، دونوں گھٹنے ایک ساتھ رکھو

اور ہاتھ اس طرح پھیلاؤ جیسے درندہ پھیلاتا ہے اور کہنیوں کو گھٹنوں پر نہ رکھو اور نہ رانوں پر۔ اور اپنی کہنیوں کو ذرا پھیلاؤ اور اپنے گھٹنوں سے نہ ملاؤ اور نہ اپنے ہاتھ چہرہ کے قریب رکھو یہ کندھوں کے برابر ہوں اور انھیں گھٹنوں کے سامنے نہ رکھو بلکہ کچھ ذرا سا ہٹا کر اور انھیں زمین پر پھیلا لو اور ان کی گرفت اپنی طرف رکھو اگر ان کے نیچے کپڑا ہو تو کوئی حرج نہیں، لیکن اگر زمین پر رکھو تو بہتر ہے اور سجدہ میں اپنی انگلیاں نہ کھولو ان کو ملائے رکھو۔ جب تشہد کے لئے بیٹھو تو اپنے دونوں زانو زمین سے ملا دو اور ان کے درمیان کچھ فاصلہ دو اور تمہارے بائیں قدم کی پشت زمین پر ہو اور داہنے قدم کی پشت بائیں قدم کے باطن سے مل جائے اور تمہارے چوتڑ زمین پر ہوں اور داہنے پاؤں کا انگوٹھا زمین سے ملا ہوا ہو اور اپنے قدموں پر ہرگز نہ بیٹھو اس طرح کی نشست سے تکلیف ہوتی ہے اور یہ زمین پر بیٹھنا نہیں کہلاتا۔ بلکہ بعض جیسے بعض پر ہوتے ہیں۔ ذکر تشہد اور درود میں تاخیر نہ کرو۔ (حسن)

۲۔ جب عورت نماز کے لئے کھڑی ہو تو وہ اپنے دونوں قدم ملا کر رکھے ان کے درمیان کشادگی نہ کرے اور اپنے ہاتھ ملا کر اپنی پستان کی جگہ پر رکھے اور جب رکوع میں جائے تو اپنے ہاتھ گھٹنوں کے اوپر ران پر رکھے تاکہ زیادہ جھک نہ پڑے اور پچھلا حصہ اٹھائے اور جب بیٹھے تو چوتڑوں پر لیکن نہ اس طرح جیسے مرد بیٹھتا ہے اور جب سجدہ میں جائے تو ابتدا کرے گھٹنوں سے قبل ہاتھوں سے پھر سجدہ کرے زمین سے مل کر۔ جب بیٹھے تو دونوں زانوں ملا لے اور زمین سے گھٹنے اٹھے ہوئے ہوں اور اٹھے تو ہلکے سے۔ اپنا پچھلا حصہ پہلے نہ اٹھائے۔ (حسن)

۳۔ فرمایا دونوں سجدوں کے درمیان اطمینان سے بیٹھو۔

۴۔ فرمایا عورت جب سجدہ کرے تو اپنے دونوں ہاتھ پھیلا کر رکھے۔ (موثق)

۵۔ جب امام زین العابدین علیہ السلام سجدہ میں جا کر تکبیر کہتے تو ایسی محویت ہوتی کہ الٹے جاتے۔ (مختلف فیہ)

۶۔ فرمایا جب سجدہ کے بعد کوئی اٹھے تو مٹھی باندھ کر نہ اٹھے بلکہ ہتھیلی کھلی رکھے اور نیچے کا حصہ زمین سے لگائے بغیر اٹھے۔ (حسن)

۷۔ میں نے حضرت سے عورت کے بیٹھنے کے متعلق دریافت کیا۔ فرمایا نماز میں دونوں رانوں کو ملا کر بیٹھے۔

۸۔ فرمایا عورت جب سجدہ میں جائے تو اعضاء کو ملائے اور مرد کھلا رکھے۔ (مرسل)

۹۔ میں نے کہا کیا مطلب ہے فصل لربک وانحر کا فرمایا نحر کے معنی ہیں قیام، اعتدال اور پشت و گردن کو سیدھا یعنی تنا ہوا رکھنا اور فرمایا ہتھیار بند نماز نہ پڑھو کیونکہ یہ مجوسیوں کا طریقہ ہے اور نہ گڑھا کھودو اور نہ اپنے قدموں پر بیٹھو اور نہ اپنے بازو پھیلاؤ۔ (مرسل)

«باب ٢٩»

(التشهد في الركعتين الاولتين والرابعة والتسليم)

١ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن الحسين بن سعيد ، عن عثمان بن عيسى ، عن منصور بن حازم ، عن بكر بن حبيب قال : سألت أبا جعفر عليه السلام عن التشهّد فقال : لو كان كما يقولون واجباً على الناس هلكوا إنّما كان القوم يقولون أيسر ما يعلمون إذا حمدت الله أجزأ عنك .

٢ ـ وفي رواية اُخرى عن صفوان ، عن منصور ، عن بكر بن حبيب قال : قلت لأبي جعفر عليه السلام : أيّ شيء أقول في التشهّد والقنوت ؟ قال : قل بأحسن ما علمت فإنّه لو كان موقّتاً لهلك النّاس .

٣ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحجّال ، عن ثعلبة بن ميمون ، عن يحيى بن طلحة ، عن سورة بن كليب قال : سألت أبا جعفر عليه السلام عن أدنى ما يجزىء من التشهّد ، فقال : الشهادتان .

٤ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن النعمان ، عن داود بن فرقد ، عن يعقوب بن شعيب قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : أقرأ في التشهّد : ما طاب فلله وما خبث فلغيره ؟ فقال : هكذا كان يقول عليّ عليه السلام .

٥ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حفص بن البختريّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : ينبغي للإمام أن يُسمع من خلفه التشهّد ولا يُسمعونه هم شيئاً .

٦ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن فضالة بن أيّوب عن الحسين بن عثمان ، عن ابن مسكان ، عن الحلبيّ قال : قال لي أبو عبدالله عليه السلام : كلّما ذكرت الله به والنبيّ صلى الله عليه وآله فهو من الصلاة وإن قلت : السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين فقد انصرفت .

٧ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن عثمان بن عيسى، عن سماعة، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: إذا انصرفت من الصلاة فانصرف عن يمينك.

٨ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن الحسين بن سعيد، عن فَضالة بن أيّوب عن الحسين بن عثمان، عن ابن مسكان، عن عنبسة بن مصعب قال: سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الرّجل يقوم في الصفّ خلف الإمام وليس على يساره أحدٌ كيف يسلّم؟ قال: يسلّم واحدة عن يمينه.

٩ ـ وبهذا الإسناد، عن فَضالة بن أيّوب، عن سيف بن عميرة، عن أبي بكر الحضرميّ قال: قال أبوعبدالله عليه السلام: إذا قمت من الرّكعة فاعتمد على كفّيك وقل: «بحول الله وقوّته أقوم وأقعد» فإنّ عليّاً عليه السلام كان يفعل ذلك.

١٠ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن حمّاد بن عيسى، عن حريز، عن محمّد بن مسلم قال: قال أبوعبدالله عليه السلام: إذا جلست في الركعتين الأوّلتين فتشهّدت ثمّ قمت فقل: «بحول الله وقوّته أقوم وأقعد».

باب ۲۹

تشہّد وسلام

۱۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے تشہد کے متعلق کہ جیسا لوگ کہتے ہیں اگر لوگوں پر واجب ہوتا تو لوگ ہلاک ہو جاتے لوگ کہتے ہیں جتنا وہ پڑھتے ہیں آسان ہے حب اللہ کی حمد کرنی کافی ہے۔ (مجہول)

توضیح:- علامہ مجلسی علیہ الرحمہ مراۃ العقول میں تحریر فرماتے ہیں کہ یہ رد ہے اہلسنت کے اس عقیدے کا کہ تحیات تشہد میں واجب ہے ہمارے علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ پہلے تشہد میں اگر تحیات کو مستحب جان کر بھی پڑھے تو گناہ ہے اور اگر واجب سمجھ کر پڑھے تو نماز باطل ہوگی۔

۲۔ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا تشہد اور قنوت میں کیا پڑھا جائے۔ فرمایا جو سب سے اچھا جانو اگر معین ہوتا تو لوگ ہلاک ہو جاتے۔

۳۔ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا تشہد میں کم سے کم کیا پڑھا جائے۔ فرمایا شہادتیں۔ (مجہول)

۴۔ میں نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے کہا تشہد میں جتنی اچھی باتیں ہیں وہ سب خدا کے لئے ہیں اور جتنی بری باتیں وہ سب

خدا کے غیر کے لئے ہیں فرمایا ٹھیک ہے علی السلام یہی فرماتے ہیں ۔ (ص)

۵۔ فرمایا حضرت نے امام کو چاہئے کہ جو لوگ اس کے پیچھے ہوں اپنے تشہد کی آواز انھیں سنائے لیکن پیچھے والے اسے کچھ نہ سنائیں ۔ (حسن)

۶۔ فرمایا جب تم اللہ کا اور نبی کا ذکر تشہد میں کرو تو وہ نماز میں داخل ہے اور جب کہو السلام علینا و علی عباد اللہ الصالحین تو ختم نماز ہے ۔ (ض)

۷۔ فرمایا جب نماز سے فارغ ہو کر اٹھو تو داہنی طرف سے اٹھو ۔ (موثق)

۸۔ میں نے پوچھا اس شخص کے متعلق جو صفِ اوّل میں امام کے پیچھے کھڑا ہو اور اس کے بائیں طرف کوئی نہ ہو وہ سلام کیسے کرے ۔ فرمایا وہ سلام کرے داہنی طرف والے کو (اشارہ سے) (حسن)

۹۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے جب ایک رکعت ختم کرکے اٹھو تو اپنے ہاتھوں پر سہارا دو اور کہو بحول اللہ و قوتہٖ اقوم و اقعد ۔

حضرت علی علیہ السلام ایسا ہی کرتے تھے ۔

۱۰۔ فرمایا جب دو رکعتیں ختم کرو تشہد پڑھ لو تیسری کے لئے کھڑے ہو تو کہو ۔
بحول اللہ و قوتہٖ اقوم و اقعد

﴿باب﴾

☼(القنوت في الفريضة و النافلة و متى هو ومايجزى فيه (١))☼

١ ـ محمّد بن يحيى وغيره ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن الحسين بن سعيد ، عن ابن أبي عمير ؛ وصفوان بن يحيى ، عن ابن بكير ، عن محمّد بن مسلم قال : سألت أبا جعفر عليه السلام عن القنوت في الصلوات الخمس فقال : اقنت فيهنَّ جميعاً ، قال : وسألت أبا عبدالله عليه السلام بعد ذلك عن القنوت فقال لي : أمّا ماجهرت فلا تشكُّ (٢) .

٢ ـ أحمد ، عن الحسين ، عن ابن أبي نجران ، عن صفوان الجمّال قال : صلّيت خلف أبي عبدالله عليه السلام أيّاماً فكان يقنت في كلّ صلاة يجهر فيها ولا يجهر فيها .

٣ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن فضّال ، عن ابن بكير ، عن أبي بصير قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن القنوت فقال : فيما يجهر فيه بالقراءة ، قال : فقلت له : إنّي سألت أباك عن ذلك فقال : في الخمس كلّها ؟ فقال : رحم الله أبي إنّ أصحاب أبي

أتوه فسألوه فأخبرهم بالحقّ ثمّ أتوني شكّاكاً فأفتيتهم بالتقيّة.

٤ ـ عليّ، عن محمّد بن عيسى، عن يونس بن عبد الرّحمن، عن محمّد بن الفضيل، عن الحارث بن المغيرة قال: قال أبو عبدالله عليه السلام: اقنت في كلّ ركعتين فريضة أو نافلة قبل الرّكوع.

٥ ـ محمّد بن إسماعيل، عن الفضل بن شاذان، عن ابن أبي عُمير، عن عبد الرّحمن ابن الحجّاج، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: سألته عن القنوت فقال: في كلّ صلاة فريضة ونافلة.

٦ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن زرارة، عن أبي جعفر عليه السلام قال: القنوت في كلّ صلاة في الركعة الثانية قبل الركوع؟

٧ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن الحسين بن سعيد، عن فَضالة بن أيّوب عن أبان، عن إسماعيل بن الفضل قال: سألت أبا عبدالله عليه السلام عن القنوت و ما يقال فيه، فقال: ما قضى الله على لسانك ولا أعلم له شيئاً موقّتاً.

٨ ـ بهذا الإسناد، عن فَضالة، عن أبان، عن عبد الرّحمن بن أبي عبدالله، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: القنوت في الفريضة الدّعاء وفي الوتر الإستغفار.

٩ ـ محمّد بن إسماعيل، عن الفضل بن شاذان، عن حمّاد بن عيسى، عن حريز، عن زرارة قال: قلت لأبي جعفر عليه السلام: رجل نسي القنوت فذكره وهو في بعض الطريق فقال: يستقبل القبلة ثمّ ليقله، ثمّ قال: إنّي لأكره للرّجل أن يرغب عن سنّة رسول الله صلّى الله عليه وآله أو يدعها.

١٠ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن الحسين بن سعيد، عن القاسم بن محمّد عن عليّ بن أبي حمزة، عن أبي بصير قال: سألت أبا عبدالله عليه السلام عن أدنى القنوت، فقال: خمس تسبيحات.

١١ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن سعد بن أبي خلف، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: يجزئك في القنوت: «اللّهمّ اغفر لنا وارحمنا وعافنا واعف عنا في الدنيا والآخرة إنّك على كلّ شيء قدير».

١٢ ـ محمّد بن إسماعيل، عن الفضل بن شاذان، عن ابن أبي عمير، عن معاوية بن

عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : ما أعرف قنوتاً إلّا قبل الركوع .

۱۳ | ۱۳ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد قال : حدّثني يعقوب ابن يقطين قال : سألت عبداً صالحاً عليه السلام عن القنوت في الوتر و الفجر وما يجهر فيه قبل الرّكوع أو بعده ، فقال : قبل الرّكوع حين تفرغ من قراءتك .

۱۴ | ۱۴ ـ عليّ بن محمّد ، عن سهل بن زياد ، عن يعقوب بن يزيد ، عن زياد القندي ، عن درست ، عن محمّد بن مسلم قال : قال : القنوت في كلّ صلاة في الفريضة والتطوّع .

باب ۳

قنوت

۱۔ میں نے نماز ہائے پنجگانہ میں قنوت کے متعلق پوچھا۔ فرمایا قنوت سب نمازوں میں پڑھنا چاہیئے۔ راوی کہتا ہے پھر میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے پوچھا۔ فرمایا جہریہ نمازوں میں شک ہی نہ کرو۔ (موثق)

۲۔ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھی۔ حضرت نے جہریہ اور اخفائیہ دونوں نمازوں میں قنوت پڑھا۔ (۴)

۳۔ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے قنوت کے متعلق پوچھا۔ فرمایا ان نمازوں میں ہے جو جہر سے پڑھی جاتی ہیں میں نے کہا یہی سوال میں نے آپ کے والد سے کیا تھا انھوں نے فرمایا کل نمازوں میں ہے۔ فرمایا اللہ میرے باپ پر رحم کرے۔ لوگ ان کے پاس آئے اور یہ سوال کیا۔ آپ نے جوبات حق تھی بتادی۔ اس کے بعد پھر یہ شکی لوگ میرے پاس آئے۔ میں نے از روئے تقیہ (بمصلحت وقت) فتویٰ دے دیا کہ جہریہ نمازوں میں ہے (اہلسنت کے یہاں صرف جہریہ نمازوں ہی میں ہے۔) (موثق)

۴۔ واجب نمازوں کی دو رکعت اور اسی طرح نافلہ کی دو رکعت بعد قبل رکوع ہے۔ (مجہول)

۵۔ واجب ہوں یا نافلہ دو رکعت کے بعد قبل رکوع قنوت ہے۔

۶۔ قنوت ہر نماز کی دوسری رکعت میں قبل رکوع ہے۔ (حسن)

۷۔ میں نے قنوت اور اس کے ذکر کے متعلق پوچھا۔ فرمایا جو بحکم خدا تمھاری زبان پر جاری ہو جائے۔ میں کوئی معین چیز نہیں جانتا۔

۸۔ فرمایا نماز واجب میں قنوت دعا ہے اور نماز وتر میں استغفار۔ (موثق)

۹۔ میں نے کہا ایک شخص قنوت بھول گیا۔ اسے راستہ میں یاد آیا۔ فرمایا رو بقبلہ ہو کر پڑھ لے۔ پھر فرمایا میں اسے برا سمجھتا ہوں کہ سنت رسولؐ سے نفرت کرے اور اسے چھوڑ دے۔ (موثق)

۱۰۔ میں نے پوچھا قنوت میں کم سے کم ذکر کیا ہے فرمایا پانچوں تسبیحات، (ض)

۱۱۔ فرمایا قنوت میں اتنا ذکر کرنا کافی ہے "اللّهم اغفر لنا وارحمنا وعافنا واعف عنا في الدنيا والآخرة إنّك على كلّ شيء قدير"

۱۲۔ میں نہیں جانتا ہوں کوئی قنوت مگر وہی جو رکوع سے پہلے ہوتا ہے۔ (مجہول)

۱۳۔ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے قنوت کے متعلق پوچھا کہ قبل رکوع ہو یا بعد رکوع فرمایا قبل رکوع قرأت کے بعد۔ (صحیح)

۱۴۔ فرمایا قنوت واجب اور سنت ہر نماز میں ہے۔ (ض)

۳۱

﴿باب﴾

☆(التعقيب بعدالصلاة و الدعاء)☆

١ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لا ينبغي للامام أن ينتقل إذا سلّم حتّى يتمّ من خلفه الصلاة . قال : و سألته عن الرَّجل يؤمّ في الصلاة هل ينبغي له أن يعقّب بأصحابه بعدالتسليم ؟ فقال : يسبّح ويذهب من شاء لحاجته ولا يعقّب رجل لتعقيب الإمام .

٢ ـ عليٌّ ، عن أبيه ، عن حمّاد ، عن حريز ، عن أبي بصير ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : أيّما رجل أمَّ قوماً فعليه أن يقعد بعد التسليم ولا يخرج من ذلك الموضع حتّى يتمّ الّذين خلفه الذين سبقوا صلاتهم ، ذلك على كلّ إمام واجب إذا علم أنّ فيهم مسبوقاً و إن علم أن ليس فيهم مسبوق بالصلاة فليذهب حيث شاء .

٣ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن حديد ، عن منصور بن يونس عمّن ذكره ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : من صلّى صلاة فريضة وعقّب إلى اُخرى فهو ضيف الله وحقٌّ على الله أن يكرم ضيفه .

٤ ـ الحسين بن محمّد ، عن معلّى بن محمّد ، عن الوشّاء ، عن أبان بن عثمان ، عن الحسن بن المغيرة أنّه سمع أبا عبدالله عليه السلام يقول : إنّ فضل الدُّعاء بعد الفريضة على الدُّعاء بعد النافلة كفضل الفريضة على النافلة ، قال : ثمَّ قال : ادعه ولاتقل قد فرغ من الأمر فإنَّ الدُّعاء هو العبادة ، إنّ الله عزَّ وجلَّ يقول : « إنَّ الّذين يستكبرون عن عبادتي سيدخلون جهنّم داخرين » وقال : «ادعوني أستجب لكم » وقال : إذا أردت

أن تدعو الله فمجّده و أحمده وسبّحه وهلّله واثن عليه و صلّ على النبيّ صلى الله عليه وآله ، ثمّ سل تعط .

٥ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد ، عن حريز ، عن زرارة ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : الدّعاء بعد الفريضة أفضل من الصّلاة تنفّلاً .

٦ ـ الحسين بن محمّد الأشعريّ ، عن عبدالله بن عامر ، عن عليّ بن مهزيار ، عن فَضالة بن أيّوب ، عن عبدالله بن سنان قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : من سبّح تسبيح فاطمة الزّهراء عليها السلام قبل أن يثنّي رجليه من صلاة الفريضة غفر الله له و[ل]يبدأ بالتكبير .

٧ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد بن خالد ، عن يحيى بن محمّد ، عن عليّ ابن النّعمان ، عن ابن أبي نجران ، عن رجل ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : من سبّح الله في دبر الفريضة تسبيح فاطمة الزّهراء عليها السلام [ال]مائة مرّةً و أتبعها بلا إله إلّا الله غفر [الله] له .

٨ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن عمرو بن عثمان ، عن محمّد بن عذافر قال : دخلت مع أبي على أبي عبدالله عليه السلام فسأله أبي عن تسبيح فاطمة صلّى الله عليها ، فقال : «الله أكبر» حتّى أحصى[ها] أربعاً وثلاثين مرّة ، ثمّ قال : «الحمد لله» حتّى بلغ سبعاً وستّين ، ثمّ قال : «سبحان الله» حتّى بلغ مائة يحصيها بيده جملة واحدة .

٩ ـ عليّ بن محمّد ، عن سهل بن زياد ، عن محمّد بن عبد الحميد ، عن صفوان ، عن ابن مسكان ، عن أبي بصير ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : في تسبيح فاطمة صلّى الله عليها يبدأ بالتكبير أربعاً وثلاثين ، ثمّ التحميد ثلاثاً وثلاثين ، ثمّ التسبيح ثلاثاً وثلاثين .

١٠ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن محمّد بن إسماعيل بن بزيع ، عن الخيبريّ ، عن الحسين بن ثوير ؛ و أبي سلمة السرّاج قالا : سمعنا أبا عبدالله عليه السلام و هو يلعن في دبر كلّ مكتوبة أربعة من الرّجال وأربعاً من النساء فلانٌ وفلانٌ وفلانٌ ومعاوية ويسمّيهم وفلانة وفلانة و هند وأُمّ الحكم أُخت معاوية .

١١ ـ أحمد بن إدريس ، عن محمّد بن أحمد رفعه قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : إذا شككت في تسبيح فاطمة الزّهراء عليها السلام فأعد .

١٢ ـ عنه عن محمّد بن أحمد ، عن يعقوب بن يزيد ، عن محمّد بن جعفر ، عمّن ذكره ،

عن أبي عبدالله عليه السلام أنّه كان يسبّح تسبيح فاطمة صلّى الله عليها فيصله ولا يقطعه.

١٣ ـ محمّد بن يحيى، عن محمّد بن الحسين، عن محمّد بن إسماعيل بن بزيع، عن صالح ابن عقبة، عن أبي هارون المكفوف، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: يا أبا هارون إنّا نأمر صبياننا بتسبيح فاطمة عليها السلام كما نأمرهم بالصّلاة فالزمه فإنّه لم يلزمه عبد فشقي.

١٤ ـ وبهذا الإسناد، عن صالح بن عقبة، عن عقبة، عن أبي جعفر عليه السلام قال: ما عبدالله بشيء من التحميد أفضل من تسبيح فاطمة عليها السلام ولو كان شيء أفضل منه لنحله رسول الله صلى الله عليه وآله فاطمة عليها السلام.

١٥ ـ وعنه، عن أبي خالد القمّاط قال: سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول: تسبيح فاطمة عليها السلام في كلّ يوم في دبر كلّ صلاة أحبّ إليّ من صلاة ألف ركعة في كلّ يوم.

١٦ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن حمّاد، عن حريز، عن زرارة، عن أبي جعفر عليه السلام قال: أقلّ ما يجزئك من الدّعاء بعد الفريضة أن تقول: «اللّهمّ إنّي أسألك من كلّ خير أحاط به علمك وأعوذ بك من كلّ شرّ أحاط به علمك، اللّهمّ إنّي أسألك عافيتك في اُموري كلّها وأعوذ بك من خزي الدّنيا وعذاب الآخرة».

١٧ ـ عدّة من أصحابنا، عن أحمد بن محمّد بن خالد، عن أبيه، عن القاسم بن عروة، عن أبي العبّاس الفضل بن عبدالملك قال: قال أبوعبدالله عليه السلام: يستجاب الدّعاء في أربعة مواطن: في الوتر وبعد الفجر وبعد الظّهر وبعد المغرب.

١٨ ـ محمّد بن يحيى، عن عبدالله بن محمّد بن عيسى، عن عليّ بن الحكم، عن أبان، عن محمّد الواسطيّ قال: سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول: لاتدع في دبر كلّ صلاة «اُعيذ نفسي وما رزقني ربّي بالله الواحد الصّمد ـ حتّى تختمها ـ واُعيذ نفسي وما رزقني ربّي بربّ الفلق ـ حتّى تختمها ـ واُعيذ نفسي ومارزقني ربّي بربّ النّاس ـ حتّى تختمها ـ».

١٩ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن حمّاد بن عيسى، عن حريز، عن زرارة قال: قال أبوجعفر عليه السلام: لاتنسوا الموجبتين ـ أوقال: عليكم بالموجبتين ـ في دبر كلّ

صلاة ، قلت : وما الموجبتان ؟ قال : تسأل الله الجنّة وتعوذ بالله من النّار .

٢٠ ـ محمّد بن يحيى ؛ وأحمد بن إدريس ، عن محمّد بن أحمد ، عن عليّ بن محمّد القاسانيّ ، عن محمّد بن عيسى ، عن سليمان بن حفص المروزيّ قال : كتب إليّ الرّجل صلوات الله عليه في سجدة الشّكر مائة مرّة شكراً شكراً ـ وإن شئت ـ عفواً عفواً .

٢١ ـ محمّد بن الحسن ، عن سهل بن زياد بإسناده ، عن سماعة بن مهران ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : من سبقت أصابعه لسانه حُسب له .

٢٢ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن الحكم ، عن داود العجليّ مولى أبي المغرا قال : سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول : ثلاث أُعطين سمع الخلايق : الجنّة والنّار والحور العين فإذا صلّى العبد وقال : اللّهمّ أعتقني من النّار و أدخلني الجنّة وزوّجني من الحور العين قالت النّار : يارب إنّ عبدك قد سألك أن تعتقه منّي فأعتقه . وقالت الجنّة : يا ربّ إنّ عبدك قد سألك إيّاي فأسكنه [فيّ] ، وقالت الحور العين : يارب إنّ عبدك قد خطبنا إليك فزوّجه منّا ، فإن هو انصرف من صلاته ولم يسأل الله شيئاً من هذه قلن الحور العين : إنّ هذا العبد فينا لزاهد وقالت الجنّة : إنّ هذا العبد فيّ لزاهد ، وقالت النّار : إنّ هذا العبد فيّ لجاهل .

٢٣ ـ أحمد [بن محمّد] رفعه ، عن أبي عبدالله عليه السلام دعاءٌ يدعى به في دبر كلّ صلاة تصلّيها فإن كان بك داءٌ من سقم ووجع فإذا قضيت صلاتك فامسح بيدك على موضع سجودك من الأرض وادع بهذا الدّعاء وأمرّ بيدك على موضع وجعك سبع مرّات تقول : «يا من كبس الأرض على الماء وسدّ الهواء بالسّماء و اختار لنفسه أحسن الأسماء صلّ على محمّد و آل محمّد وافعل بي كذا و كذا وارزقني كذا و كذا وعافني من كذا و كذا

٢٤ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن محمّد بن إسماعيل ، عن أبي إسماعيل السّراج ، عن عليّ بن شجرة ، عن محمّد بن مروان ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّه قال : تمسح بيدك اليمنى على جبهتك ووجهك في دبر المغرب والصّلوات وتقول : «بسم الله الّذي لا إله إلّا هو عالم الغيب والشّهادة الرّحمن الرّحيم اللّهمّ إنّي أعوذ بك من الهمّ والحزن والسقم والعُدم والصّغار والذّل والفواحش ما ظهر منها وما بطن .

٢٥- عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن الحسين بن سعيد، عن فَضالة، عن العلاء، عن محمّد بن مسلم قال: سألت أباجعفر عليه السلام عن التسبيح فقال: ماعلمت شيئاً موقوفاً غير تسبيح فاطمة صلوات الله عليها وعشر مرّات بعد الغداة تقول: «لا إله إلّا الله وحده لاشريك له، له الملك وله الحمد يحيى ويميت ويميت ويحيي بيده الخير وهو على كلّ شيء قديرٌ» ولكنّ الإنسان يسبّح ماشاء تطوّعاً.

٢٦- محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن محمّد بن سنان، عن عبدالملك القمّيّ، عن إدريس أخيه قال: سمعت أباعبدالله عليه السلام يقول: إذا فرغت من صلاتك فقل: «اللّهمّ إنّي أدينك بطاعتك وولايتك وولاية رسولك وولاية الأئمّة عليهم السلام من أوّلهم إلى آخرهم» وتسمّيهم ثمّ قل: «اللّهمّ إنّي أدينك بطاعتك وولايتهم والرّضا بما فضّلتهم به، غير متكبّر ولامستكبر على معنى ما أنزلت في كتابك على حدود ما أتانا فيه ومالم يأتنا مؤمن مقرّ مسلم بذلك راض بما رضيت به يارب أُريد به وجهك والدّار الآخرة مرهوباً ومرغوباً إليك فيه فأحيني ما أحييتني على ذلك وأمتني إذا أمتّني على ذلك وابعثني إذا بعثتني على ذلك وإن كان منّي تقصير فيمامضى فإنّي أتوب إليك منه وأرغب إليك فيما عندك وأسألك أن تعصمني من معاصيك ولا تكلني إلى نفسي طرفة عين أبداً ما أحييتني لاأقلّ من ذلك ولا أكثر إنّ النفس لأمّارة بالسوء إلّا مارحمت يا أرحم الراحمين وأسألك أن تعصمني بطاعتك حتّى تتوفّاني عليها وأنت عنّي راض وأن تختم لي بالسعادة ولاتحوّلني عنها أبداً ولا قوّة إلّا بك».

٢٧- الحسين بن محمّد، عن معلّي بن محمّد، عن الوشّاء، عن أبان، عن محمّد الواسطيّ قال: سمعت أباعبدالله عليه السلام يقول: لاتدع في دبر كلّ صلاة: «أُعيذ نفسي وما رزقني ربّي بالله الواحد الصّمد - حتّى تختمها - وأعيذ نفسي وما رزقني ربّي بربّ الفلق - حتّى تختمها - وأُعيذ نفسي وما رزقني ربّي بربّ النّاس - حتّى تختمها -».

٢٨- عليّ بن محمّد، عن سهل بن زياد، عن عليّ بن مهزيار، قال: كتب محمّد بن إبراهيم إلى أبي الحسن عليه السلام: إن رأيت يا سيّدي أن تعلّمني دعاء أدعو به في دبر صلواتي يجمع الله لي به خير الدّنيا والآخرة. فكتب عليه السلام تقول: «أعوذ بوجهك الكريم وعزّتك

الّتي لاترام وقدرتك الّتي لايمتنع منها شيءٌ من شرّ الدّنيا والآخرة ومن شرّ الأوجاع كلّها».

باب ۳

تعقیبات

۱۔ فرمایا حضرتؑ نے امام کو چاہیئے کہ اپنی تعقیبات سلام پڑھنے کے بعد اس وقت شروع کرے جبکہ اس کے پیچھے والا جو بعد میں آیا ہو اپنی نماز پوری کرلے۔ میں نے پوچھا جو نماز میں امامت کر رہا ہو۔ آیا اس کے لئے یہ سزاوار ہے کہ وہ ختم نماز کے بعد مع اصحاب کے تعقیب میں مشغول ہو۔ فرمایا تسبیح پڑھے اور جسے ضرورت سے جانا ہو۔ چلا جائے امام کی تعقیب کے ساتھ کسی کی تعقیب لازم نہیں۔ (حسن)

۲۔ فرمایا حضرت نے جو کوئی قوم کا امام ہو تو اس کو چاہیئے کہ ختم نماز کے بعد اپنی جگہ سے نہ اٹھے جب تک وہ لوگ جو بعد میں شریک نماز ہوئے تھے اپنی نماز تمام نہ کرلیں اور یہ امر امام پر واجب ہے اور اگر یہ معلوم ہو کہ بعد میں شریک ہونے والا کوئی نہ تھا تو جب چاہے چلا جائے۔ (حسن)

۳۔ فرمایا حضرت نے جو نماز واجب ادا کرے اور دوسری نماز تک تعقیبات پڑھتا رہے وہ اللہ کا مہمان ہے اور اللہ کے لئے سزاوار ہے کہ وہ اپنے مہمان کا اکرام کرے۔ (ض)

۴۔ فرمایا حضرت نے نماز واجب کے بعد دعا کرنا نماز نافلہ کے بعد دعا کرنے پر وہی فضیلت رکھتا ہے جو نماز نافلہ پر واجب کو ہے پھر فرمایا دعا کرو اور چاہے نافلہ نہ پڑھو، دعا کرکے تم امر نماز سے فارغ ہو گے کیونکہ دعا عبادت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو لوگ میری عبادت میں تکبر کرتے ہیں وہ ذلت کے ساتھ جہنم میں داخل ہوں گے۔ اور فرمایا مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔ پس جب دعا کرو تو سب سے پہلے خدا کی تمجید کرو، حمد کرو، تسبیح کرو، تہلیل کرو۔ اس کی تعریف کرو اور نبی اور ان کی آل پر درود بھیجو، پھر خدا سے سوال کرو عطا کئے جاؤ گے۔ (ض)

۵۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے نماز واجب کے بعد دعا کرنا افضل ہے نماز نافلہ سے۔ (حسن)

۶۔ فرمایا جو نماز کے بعد زانو بدلنے سے پہلے تسبیح فاطمہ زہراؑ پڑھے اللہ اس کو بخش دے گا اور چاہیئے کہ اللہ اکبر سے شروع کرے۔ (ص)

۷۔ فرمایا جو نماز فریضہ کے بعد تسبیح فاطمہ زہراؑ پڑھے سو بار اور آخر میں لاالٰہ الا اللہ کہے تو اللہ اس کو بخش دے گا۔ (مجہول)

۸۔ میں حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام کی اپنے باپ کے ساتھ میرے والد نے تسبیح فاطمہ زہرا علیہا السلام کے متعلق پوچھا

(مو)
فرمایا اللہ اکبر ۳۴ مرتبہ پھر الحمد للہ ۶۷ بار پھر سبحان اللہ ایک سو بار، ان سب کو سلسلہ وار اپنے ہاتھ پر شمار کرو۔

۹۔ فرمایا حضرت نے تسبیح فاطمہ زہرا ہے اللہ اکبر ۳۴ بار الحمد للہ ۳۳ بار اور سبحان اللہ ۳۳ بار۔

۱۰۔ حضرت نماز کے بعد چار مردوں اور چار عورتوں پر نام لے لے کر لعن کرتے تھے۔ (مجہول)

۱۱۔ فرمایا اگر تسبیح فاطمہ زہرا میں شک واقع ہو تو اس کا اعادہ کرو۔ (مرفوع)

۱۲۔ حضرت تسبیح فاطمہ مسلسل پڑھتے تھے قطع نہیں کرتے تھے۔

۱۳۔ فرمایا حضرت نے اے ابو ہارون ہم اپنے بچوں کو تسبیح فاطمہ زہراؑ کا حکم اسی طرح دیتے ہیں جیسے نماز کا، پس اسے لازم قرار دو اور ضروری قرار نہ دے وہ شقی ہے۔ (مجہول)

۱۴۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے اگر تسبیح فاطمہ زہراؑ سے کوئی چیز زیادہ فضیلت والی ہوتی تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاطمہ زہرا کو ضرور تعلیم فرماتے۔ (ض)

۱۵۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہ ہر نماز کے بعد تسبیح فاطمہ میرے نزدیک زیادہ محبوب ہے ہر روز ہزار رکعت نماز پڑھنے سے۔

۱۶۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا بعد نماز دعا میں اتنا کہنا کافی ہے۔ «اللّهمّ إنّي أسألك من كلّ خير أحاط به علمك و أعوذ بك من كلّ شرّ أحاط به علمك ، اللّهمّ إنّي أسألك عافيتك في أموري كلّها وأعوذ بك من خزي الدّنيا وعذاب الآخرة» .

۱۷۔ فرمایا چار وقتوں میں دعا قبول ہوتی ہے نماز وتر میں بعد فجر، بعد ظہر اور بعد مغرب۔ (مجہول)

۱۸۔ میں نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے سنا کہ ہر نماز کے بعد یہ دعا ترک نہ کرو، قل ہو اللہ احد، قل اعوذ برب الفلق، اور قل اعوذ برب الناس پوری پڑھو۔ (حسن)

۱۹۔ فرمایا موجبتین کو نہ بھولو، میں نے کہا موجبتان کیا ہیں فرمایا ہر نماز کے بعد خدا سے سوال کرو جنت کا اور پناہ مانگو نار جہنم سے۔

۲۰۔ حضرت نے ایک شخص کو لکھا سجدۂ شکر میں سو بار شکراً شکراً کہو یا عفواً عفواً۔ (ض)

۲۱۔ فرمایا تسبیح فاطمہ زہراؑ کا شمار اگر انگلیوں پر کر لیا جائے تو کافی ہے۔

۲۲۔ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا کہ تین چیزیں لوگوں کا کلام سنتی ہیں جنت، دوزخ اور حور العین، جب کوئی بندہ نماز پڑھتا ہے اور کہتا ہے یا اللہ مجھے دوزخ سے آزاد کر جنت میں داخل کر اور حور عین سے میری تزویج کر۔ تو دوزخ کہتا ہے اے میرے رب تیرے بندہ نے تجھ سے سوال کیا ہے کہ مجھ سے اسے آزاد کر، پس آزاد کر دے، اور جنت کہے گی اے میرے رب اس نے تجھ سے مجھے مانگا ہے پس مجھ میں اسے ساکن کر اور حوریں کہیں گی اے ہمارے رب اس تیرے بندے نے ہم سے خطبہ کرنا چاہا ہے پس ہماری تزویج اس سے کر دے۔ اور جو اپنی نماز کے بعد یہ سوالات نہیں کرتا تو حوریں کہتی ہیں یہ شخص

ہم سے بے پروا ہے۔ جنت کہتی ہے یہ مجھ سے الگ ہے دوزخ کہتا ہے یہ بندہ مجھ سے جاہل ہے۔ (مجہول)

۲۳۔ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھنے کے لئے فرمایا اور کہا اگر کوئی درد یا بیماری عارض ہو تو ہر نماز کے بعد اپنا ہاتھ ہر سجدہ کی جگہ سے مس کرو اور یہ دعا پڑھ کر سات مرتبہ درد کی جگہ پر ملو۔

دعا یہ ہے:۔

یامن کبس الأرض علی الماء وسدّ الهواء بالسّماء و اختار لنفسه أحسن الأسماء صلّ علی محمّد و آل محمّد

۲۴۔ فرمایا اپنا داہنا ہاتھ بعد نماز مغرب اپنی پیشانی اور چہرہ سے مس کرو اور دیگر نمازوں کے بعد بھی ہاتھ پھیرو اور کہو شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ غیب و حاضر کا جاننے والا ہے اور رحمٰن و رحیم ہے میں پناہ مانگتا ہوں رنج و غم سے بیماری سے اور ذلت و حقارت سے اور بدکاریوں سے جو ظاہر ہوں یا چھپی ہوں (ضعیف)

۲۵۔ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے تسبیح کے متعلق پوچھا۔ فرمایا میں تسبیح سے بہتر کوئی وظیفہ نہیں جانتا صبح کی نماز کے بعد دس مرتبہ کہے « لا إله إلّا الله وحده لاشريك له ، له الملك وله الحمد يحيي ويميت ويميت ويحيي بيده الخير وهو على كلّ شيء قدير ، ولكنّ الإنسان يسبّح ماشاء تطوّعا .

اس کے بعد جو چاہے پڑھے۔

۲۶۔ امامؑ نے فرمایا جب نماز سے فارغ ہو تو یوں دعا کرو۔ اور کہو۔

یا اللہ میں تیری قربت چاہتا ہوں تیری اطاعت اور تیری ولایت اور تیرے رسولؐ کی ولایت ائمہ اوّل سے آخر تک ہر امام کی ولایت سے ان کا ذکر کرے پھر کہے یا اللہ میں تیری قربت چاہتا ہوں تیری اطاعت اور ان کی ولایت اور رضا سے جس کی بناء پر تو نے ان کو فضیلت دی ہے بغیر کسی تکبر و غرور کے اس پر ایمان ہے جو تو نے اپنی کتاب میں نازل کیا ہے میں تمام حدود و شرائط کے جو ہم تک آیا ہے اور نہیں آیا اس پر ایمان لانے والا، اقرار کرنے والا اور اسلام لانے والا ہوں اور جس چیز سے تو راضی ہے میں اس پر راضی ہوں اے میرے رب میں نے تیری طرف رجوع کی ہے اور دار آخرت کی طرف میں مرہوب و مرغوب ہوں تیری طرف اس میں جب تو زندہ رکھے اور موت دے اور قبر سے اٹھائے۔ میں اپنی خطاؤں سے توبہ کرتا ہوں اور جو چیز تیرے نزدیک بہتر ہے اس پر راغب ہوں مجھے گناہ سے بچالے اور آن واحد کے لئے میرے اوپر مجھے نہ چھوڑ۔ اے ارحم الراحمین جس پر تو رحم کرے۔ اور میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ اپنی اطاعت پر موت دینا اور ایسی حالت میں کہ تو مجھ سے راضی ہو اور میرا خاتمہ نیکی پر کر، اور اس سے مجھے ہٹا نہیں اور نہیں ہے قوت مگر تجھ سے (حسن)

۲۷۔ فرمایا کسی نماز کے بعد بھی دعا ترک نہ کرو اور کہو میں پناہ مانگتا ہوں اپنے نفس کے لئے اور شکر کرتا ہوں اس رزق کے لئے جو

اللہ نے مجھے دیا ہے اور میں پناہ میں دیتا ہوں اپنے نفس اور اپنے رزق کو جو واحد و صمد ہے اور سورہ قل ہو اللہ احد پڑھے پھر کہے پناہ میں دیتا ہوں اپنے کو، رب فلق کی، پوری سورۂ فلق پڑھے، پھر کہے میں پناہ میں دیتا ہوں اپنے رزق و نفس کو جو رب الناس کی اور یہ سورہ پڑھے۔

۲۸۔ محمد ابراہیم نے امام رضا علیہ السلام کو لکھا۔ مجھے ایسی دعا تعلیم کیجیے کہ میں ہر نماز کے بعد پڑھا کروں تاکہ دنیا و آخرت میں بہبودی ہو۔ حضرت نے یہ دعا تعلیم فرمائی۔

میں پناہ مانگتا ہوں تیری ذات کریم سے اور تیری اس عزت سے جسے کوئی نہیں پا سکتا اور تیری اس قدرت سے جسے کوئی روک نہیں سکتی شر دنیا و آخرت سے اور ہر قسم کے درد سے۔

﴿باب ۳۲﴾

✡(من احدث قبل التسليم)✡

١ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن الحسين بن سعيد ، عن فَضالة ابن أيّوب ، عن ابن بكير ، عن عبيد بن زرارة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن رجل صلّى الفريضة فلمّا فرغ و رفع رأسه من السّجدة الثّانية من الرّكعة الرّابعة أحدث ، فقال : أمّا صلاته فقد مضت وبقي التشهّد وإنّما التشهّد سنّة في الصّلاة فليتوضّأ وليعد إلى مجلسه أو مكان نظيف فيتشهّد .

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن عمر بن اُذينة ، عن زرارة عن أبي جعفر عليه السلام في الرّجل يحدث بعد ما يرفع رأسه من السّجدة الأخيرة قبل أن يتشهّد ؟ قال : ينصرف فيتوضّأ فإن شاء رجع إلى المسجد وإن شاء ففي بيته وإن شاء حيث شاء يقعد فيتشهّد ثمّ يسلّم وإن كان الحدث بعد التشهّد فقد مضت صلاته .

باب ۳۳

نماز میں صدور حدث

۱۔ حضرت سے پوچھا گیا کہ ایک نماز پڑھ رہا تھا جب چوتھی رکعت میں سجدۂ ثانیہ سے سر اٹھایا تو حدث صادر ہوا۔ فرمایا اس کی

نماز تو ہوگئی، تشہد باقی رہا، تشہد نماز میں سنت ہے اسے چاہیئے کہ وضو کر کے اپنی جگہ یا کسی پاک جگہ پر بیٹھ کر تشہد پڑھ لے۔

توضیح: علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے مراۃ العقول میں تحریر فرمایا ہے ظاہر یہ ہے کہ صدور حدث بعد فراغ ارکان نماز ہوا۔ جن کا قرآن میں ذکر ہے لہذا نماز باطل نہ ہوگی جیسا کہ اخبار کثیرہ سے ظاہر ہوتا ہے اور سنت سے مراد یہ ہے کہ اس کا وجوب سنت سے ظاہر ہوا ہے مدارک میں ہے کہ تمام علماء کا اس پر اتفاق جو عمداً نماز میں حدث صادر کرے اس کی نماز باطل ہے خواہ حدث اصغر ہو یا حدث اکبر اور سہواً صدور حدث میں اختلاف ہے اکثر کا مذہب یہ ہے کہ نماز باطل ہے۔

۲۔ میں نے پوچھا ایسے شخص کے بارے میں جس نے تشہد سے پہلے سجدۂ آخر سے سر اٹھانے کے بعد صدور حدث کیا۔ فرمایا وہ جگہ سے ہٹے اور وضو کر کے خواہ مسجد میں یا اپنے گھر میں جہاں چاہے تشہد و سلام پڑھ لے۔ اور اگر حدث کا صدور بعد نماز ہوا ہے تو نماز ہوگئی۔ (حسن)

۳۳
﴿باب﴾

☆(السهو في افتتاح الصلاة)☆

١ ـ عليُّ بن إبراهيم بن هاشم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن جميل؛ ومحمّد بن إسماعيل، عن الفضل بن شاذان، عن ابن أبي عمير، عن جميل بن درّاج، عن زرارة قال: سألت أبا جعفر عليه السلام عن الرّجل ينسى تكبيرة الافتتاح، قال: يعيد.

٢ ـ الحسين بن محمّد الأشعريُّ، عن عبدالله بن عامر، عن عليِّ بن مهزيار، عن فضالة، عن أبان، عن الفضل بن عبدالملك أو ابن أبي يعفور، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّه قال: في الرّجل يصلّي فلم يفتتح بالتّكبير هل تجزئه تكبيرة الرّكوع؟ قال: لا. بل يعيد صلاته إذا حفظ أنّه لم يكبّر.

٣ ـ محمّد بن يحيى رفعه عن الرّضا عليه السلام قال: الإمام يحمل أوهام من خلفه إلّا تكبيرة الإفتتاح.

باب ۳۳

شروع نماز میں سہو

۱۔ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا ایک شخص ابتدائی تکبیر بھول جاتا ہے فرمایا نماز کا اعادہ کرے۔

۲۔ فرمایا صادق علیہ السلام نے جو کوئی افتتاحی تکبیر نہ کہے اور رکوع کی تکبیر کہے وہ اپنی نماز کا اعادہ کرے۔ اگر یاد ہو کہ تکبیر نہیں کہی۔ (حسن)

۳۔ فرمایا امام رضا علیہ السلام نے کہ امام اپنے پیچھے والے کے شک کو مان لے سوائے افتتاحی تکبیر کے۔ (مرفوع)

٣٤ ﴿باب﴾

☼(السهو في القراءة)☼

١ ـ محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن حمّاد بن عيسى ، عن ربعي ابن عبدالله ، عن محمّد بن مسلم ، عن أحدهما عليهما السلام قال : إنّ الله فرض الرّكوع والسّجود والقراءة سنّة فمن ترك القراءة متعمّداً أعاد الصّلاة ومن نسي القراءة فقد تمّت صلاته ولا شيء عليه .

٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن القاسم بن محمّد ، عن عليّ بن أبي حمزة ، عن أبي بصير قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن رجل نسي اُمّ القرآن قال : إن كان لم يركع فليعد اُمّ القرآن .

٣ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن فضّال ، عن يونس بن يعقوب ، عن منصور بن حازم قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : إنّي صلّيت المكتوبة فنسيت أن أقرأ في صلاتي كلّها ؟ فقال : أليس قد أتممت الرّكوع والسّجود ؟ قلت : بلى ، قال : قد تمّت صلاتك إذا كان نسياناً .

باب ۳۴

قرأت میں سہو

۱۔ فرمایا امام نے اللہ نے فرض کیا ہے رکوع و سجدہ کو اور قرأت سنت ہے پس جس نے قرأت کو عمداً ترک کیا۔ وہ اپنی نماز کا اعادہ کرے اور جو بھول گیا ہو اس کی نماز ہوگئی۔ (مجہول)

۲۔ میں نے پوچھا اگر کوئی سورۂ الحمد پڑھنا بھول جائے فرمایا اگر رکوع نہیں کیا ہے تو اسے پڑھ لے۔ (ضعیف)

۳۔ میں نے کہا میں نے جب پوری نماز پڑھ لی اور سورۂ حمد کو بھول گیا فرمایا کیا رکوع و سجدہ پورا ہو گیا تھا میں نے کہا ہاں۔ فرمایا۔ اگر بھول چوک میں ایسا ہوا ہے تو نماز ہوگئی۔ (موثق)

٣٥
﴿باب﴾

✡(السهو في الركوع)✡

١ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن فُضالة بن أيّوب ، عن الحسين بن عثمان ، عن ابن مسكان ، عن أبي بصير قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الرّجل يشكُّ وهو قائمٌ لايدري ركع أم لم يركع ، قال : يركع ويسجد .

٢ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ ومحمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان جميعاً ، عن ابن أبي عمير ، عن رفاعة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن رجل نسي أن يركع حتّى يسجد و يقوم قال : يستقبل .

٣ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن عمر بن اُذينة ، عن زرارة ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : إذا استيقن أنّه قدزاد في الصلاة المكتوبة ركعة لم يعتدَّ بها واستقبل الصّلاة إستقبالاً إذا كان قداستيقن يقيناً .

باب ۳۵

رکوع میں سہو

۱۔ میں نے پوچھا اس شخص کے بارے میں جسے بحالت قیام شک ہو کہ رکوع کیا ہے یا نہیں۔ فرمایا وہ رکوع و سجدہ کرے۔ (صحیح)

۲۔ میں نے پوچھا ایک شخص رکوع بھول گیا اور سجدہ کر کے کھڑا ہو گیا۔ فرمایا وہ آگے پڑھے۔ (حسن)

۳۔ فرمایا اگر یقین ہے ہو کہ نماز واجب میں ایک رکعت زیادہ ہو گئی تو اس کا شمار نہ کرے اور نماز کو آگے بڑھائے اگرچہ یقین ہو۔ (موثق)

توضیح :- علامہ مجلسی نے مراۃ العقول میں تحریر فرمایا ہے کہ صاحب کافی کلینی علیہ الرحمہ نے غالباً رکعت سے مراد رکوع لی ہے ورنہ ہمارے علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ رکعت زیادہ ہونے نماز باطل ہو جاتی ہے

﴿باب ۳۶﴾

(السهو في السجود)

١ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيِّ قال : سُئل أبو عبدالله عليه السلام عن رجل سهى فلم يدر سجدة سجد أم ثنتين ؟ قال : يسجد اُخرى وليس عليه بعد انقضاء الصّلاة سجدتا السّهو .

٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن محمّد بن سنان ، عن ابن مسكان ، عن أبي بصير قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن رجل شكَّ فلم يدر سجدة سجد أم سجدتين قال : يسجد حتّى يستيقن أنّهما سجدتان .

٣ ـ عنه ، عن أحمد بن محمّد ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر ؛ و عليُّ بن محمّد ، عن سهل ابن زياد ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر ، عن أبي الحسن عليه السلام قال : سألته عن رجل صلّى ركعة ثمَّ ذكر وهو في الثّانية وهو راكع أنّه ترك سجدة من الاُولى فقال : كان أبو الحسن صلوات الله عليه يقول : إذا تركت السّجدة في الرَّكعة الاُولى ولم تدر واحدة أم ثنتين استقبلت الصّلاة حتّى يصحّ لك أنّهما اثنتان .

٤ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عمرو بن عثمان الخزّاز ، عن المفضّل بن صالح ، عن زيد الشحّام ، عن أبي عبدالله عليه السلام في رجل شبّه عليه ولم يدر واحدة سجد أم ثنتين قال : فليسجد اُخرى .

باب ۳۶

سجدہ میں سہو

۱۔ ایک شخص نے پوچھا اس نے سہو کیا، مگر یہ نہیں جانتا کہ ایک سجدہ بھولا ہے یا دو۔ فرمایا وہ آخری سجدہ بجالائے اور ختم نماز کے بعد اس پر سجدۂ سہو لازم نہیں۔ (حسن)

۲۔ حضرت سے پوچھا اس شخص کے بارے میں جس کو شک ہوا لیکن یہ نہیں جانتا کہ ایک سجدہ نہیں کیا یا دو۔ فرمایا سجدہ کرے تاکہ یقین ہو جائے کہ دو سجدے ہو گئے۔ (ص)

۳۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جس نے ایک رکعت پڑھی پھر دوسری رکعت کے رکوع میں اسے یاد آیا کہ رکعت اوّل کے سجدہ کو چھوڑ دیا ہے فرمایا اگر رکعت اوّل میں سجدہ چھوڑا ہے اور تم نہیں جانتے کہ ایک چھوڑا ہے یا دو۔ تو نماز جاری رکھو یہاں تک کہ اس کی صحت ہو جائے کہ دونوں سجدے تھے۔ (ص)

توضیح:- علامہ مجلسی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ شیخ مفید علیہ الرحمہ پہلی دو رکعتوں میں اگر شک ہو تو نماز کو از سر نو پڑھنے کے قائل ہیں اور یہی علماء کا فتویٰ ہے۔ دوسرے اخبار و احادیث سے اس کی تائید نہیں ہوتی۔

۴۔ فرمایا جسے شبہ ہو کہ ایک سجدہ نہیں کیا یا دونوں، اسے چاہیئے کہ سجدۂ آخر بجالائے۔ (ص)

باب ۳۷

(السهو في الركعتين الاولتين)

١ ـ محمّد بن الحسن وغيره ، عن سهل بن زياد ، عن محمّد بن سنان ، عن ابن مسكان ، عن عنبسة بن مصعب قال : قال لي أبوعبدالله عليه السلام : إذا شككت في الركعتين الأوّلتين فأعد .

٢ ـ الحسين بن محمّد ، عن عبدالله بن عامر ، عن عليّ بن مهزيار ، عن الحسين بن سعيد ، عن زرعة بن محمّد ، عن سماعة قال : قال : إذا سهى الرَّجل في الرَّكعتين الأوَّلتين من الظّهر والعصر والعتمة ولم يدر أواحدة صلّى أم ثنتين فعليه أن يعيد الصّلاة .

٣ ـ محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ؛ و عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه جميعاً ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن زرارة ، عن أحدهما عليهما السلام قال : قلت له : رجل لا يدري واحدة صلّى أم ثنتين ؟ قال : يعيد ، قال : قلت له : رجل لم يدر أثنتين صلّى أم ثلاثاً ؟ فقال : إن دخله الشكّ بعد دخوله في الثالثة مضى في الثّالثة ثمَّ صلّى الاُخرى ولا شيء عليه و يسلّم . قلت : فإنّه لم يدر في ثنتين هو أم في أربع ؟ قال : يسلّم ويقوم فيصلّي ركعتين ثمَّ يسلّم ولا شيء عليه .

٤ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسن بن عليّ الوشّاء ؛ والحسين بن محمّد ، عن معلّى بن محمّد ، عن الحسن بن عليّ الوشّاء قال : قال لي : أبوالحسن الرّضا عليه السلام : الإعادة في الرَّكعتين الأوَّلتين والسّهو في الركعتين الأخيرتين .

باب ۳

پہلی دو رکعتوں میں سہو

۱۔ فرمایا جب پہلی دو رکعتوں میں شک ہو تو نماز کا اعادہ کرو۔

۲۔ اگر کسی کو ظہر و عصر و عشا کی پہلی دو رکعتوں میں شک ہو کہ ایک پڑھی ہے یا دو یا دونوں تو اس کو دوبارہ نماز پڑھنی چاہیے۔ (م)

۳۔ میں نے کہا ایک شخص نہیں جانتا کہ اس نے ایک رکعت پڑھی ہے یا دو۔ فرمایا نماز کا اعادہ کرے۔ میں نے کہا اگر نہ جانتا ہو کہ دو پڑھی ہیں یا تین۔ فرمایا اگر یہ شک تیسری رکعت میں ہوا ہے تو تیسری کو جاری رکھے اور چوتھی پڑھ لے۔ اس پہ کوئی تدارک نہیں سلام پڑھ کر ختم کرے۔ میں نے کہا اگر یہ شک ہو کہ دوسری ہے یا چوتھی فرمایا سلام پڑھ کر ختم کرے اور پھر کھڑے ہو کر دو رکعت مع سلام بجا لائے۔ (حسن)

۴۔ فرمایا حضرت امام رضا علیہ السلام نے پہلی دو رکعتوں میں اگر شک ہو تو اعادہ نماز کرے اور شک کا تدارک ہوگا آخر کی دو رکعتوں میں۔ (صحیح)

﴿باب ۳۸﴾

☆(السهو في الفجر والمغرب والجمعة)☆

١ ـ عليُّ بن إبراهيم، عن أبيه؛ و محمّد بن إسماعيل، عن الفضل بن شاذان جميعاً، عن ابن أبي عمير، عن حفص بن البختريّ وغيره، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: إذا شككت في المغرب فأعد وإذا شككت في الفجر فأعد.

٢ ـ عليُّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن حمّاد، عن حريز، عن محمّد بن مسلم قال: سألت أباعبدالله عليه السلام عن الرَّجل يصلّي ولا يدري واحدة صلّى أم ثنتين، قال: يستقبل حتّى يستيقن أنّه قد أتمَّ وفي الجمعة وفي المغرب وفي الصلاة في السّفر.

٣ ـ الحسين بن محمّد الأشعريّ، عن عبدالله بن عامر، عن عليِّ بن مهزيار، عن فضالة بن أيّوب، عن سيف بن عميرة، عن أبي بكر الحضرميِّ قال: صلّيت بأصحابي المغرب فلمّا أن صلّيت ركعتين سلّمت فقال بعضهم: إنّما صلّيت ركعتين فأعدت فأخبرت أباعبدالله عليه السلام فقال: لعلّك أعدت؟ قلت: نعم، قال: فضحك ثمَّ قال: إنّما يجزئك أن تقوم فتركع ركعة.

٤ ـ عليُّ بن إبراهيم، عن محمّد بن عيسى، عن يونس، عن رجل، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: ليس في المغرب والفجر سهو.

باب ۳۹

نمازِ فجر و مغرب و جمعہ میں شک

۱۔ فرمایا اگر مغرب اور صبح کی نماز میں شک ہو تو نماز دوبارہ پڑھے۔ (حسن)

۲۔ میں نے حضرتؑ سے اس شخص کے متعلق پوچھا۔ جو نماز پڑھتا ہے اور نہیں جانتا آیا ایک رکعت پڑھی ہے یا دو۔ فرمایا جب تک اس کا یقین نہ ہو کہ اس کے گناہ کیا ہیں اور نماز جمعہ و مغرب اور نماز سفر میں بھی یہی صورت ہے۔ (حسن)

۳۔ ہم نے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی اور دو رکعت کے بعد ہی سلام پڑھ لیا۔ ایک شخص نے کہا تم نے دو رکعت ہی کے بعد سلام پڑھ لیا۔ ہم نے یہ صورت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بیان کی۔ فرمایا کیا تم نے نماز کا اعادہ کیا۔ میں نے کہا جی ہاں۔ آپؑ ہنسے اور فرمایا تمہارے لیے کافی ہوتا اگر کھڑے ہو کر ایک رکعت پڑھ لیتے۔ (حسن)

۴۔ فرمایا مغرب اور فجر میں سہو نہیں۔ (مرسل)

﴿باب ٣٩﴾

✡(السهو في الثلاث والاربع)✡

١ ـ محمّد بن يحيى ، و غيره ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن فَضالة ، عن الحسين بن عثمان . عن سماعة ، عن أبي بصير قال : سألته عن رجل صلّى فلم يدر أفي الثّالثة هو أم في الرّابعة قال : فماذهب وهمه إليه إن رأى أنّه في الثّالثة و في قلبه من الرّابعة شيءٌ سلّم بينه و بين نفسه ثمّ يصلّي ركعتين يقرأ فيهما بفاتحة الكتاب .

٢ ـ وعنه ، عن أحمد ، عن الحسين ، عن فَضالة ، عن الحسين بن أبي العلاء ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال : إن استوى وهمه في الثّلاث والأربع سلّم و صلّى ركعتين وأربع سجدات بفاتحة الكتاب وهو جالس يُقصد في التشهّد .

٣ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ ومحمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان جميعاً ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن زرارة ، عن أحدهما عليهما السلام قال : قلت له : من لم يدر في أربع هو أم في ثنتين وقد أحرز الثنتين ؟ قال : يركع ركعتين و أربع سجدات وهو قائم بفاتحة الكتاب ويتشهّد ولا شيء عليه وإذا لم يدر في ثلاث هو أو في أربع وقد أحرز الثلاث قام فأضاف إليها اُخرى ولا شيء عليه ولا ينقض اليقين بالشكّ ولا يُدخل الشكّ في اليقين ولا يخلط أحدهما بالآخر ولكنّه ينقض الشكّ باليقين ويتمّ على اليقين فيبني عليه ولا يعتدّ بالشكّ في حال من الحالات .

٤ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن محمّد بن عيسى ، عن يونس ، عن ابن مسكان ، عن ابن أبي يعفور قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الرّجل لايدري ركعتين صلّى أم أربعاً قال :

يتشهّد ويسلّم ثمّ يقوم فيصلّي ركعتين وأربع سجدات يقرأ فيهما بفاتحة الكتاب ثمّ يتشهّد ويسلّم وإن كان صلّى أربعاً كانت هاتان نافلة وإن كان صلّى ركعتين كانت هاتان تمام الأربع وإن تكلّم فليسجد سجدتي السهو.

٥ ـ حمّاد، عن حريز، عن محمّد بن مسلم قال: إنّما السهو ما بين الثلاث والأربع وفي الاثنتين و[في] الأربع بتلك المنزلة، ومن سها ولم يدر ثلاثاً صلّى أم أربعاً واعتدل شكّه قال: يقوم فيتمّ ثمّ يجلس فيتشهّد ويسلّم ويصلّي ركعتين وأربع سجدات وهو جالس فإن كان أكثر وهمه إلى الأربع تشهّد وسلّم ثمّ قرأ فاتحة الكتاب وركع وسجد ثمّ قرأ وسجد سجدتين وتشهّد وسلّم وإن كان أكثر وهمه [إلى] الثنتين نهض فصلّى ركعتين وتشهّد وسلّم.

٦ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن بعض أصحابه، عن أبي عبدالله عليه السلام في رجل صلّى فلم يدر اثنتين صلّى أم ثلاثاً أم أربعاً قال: يقوم فيصلّي ركعتين من قيام ويسلّم ثمّ يصلّي ركعتين من جلوس ويسلّم فإن كانت أربع ركعات كانت الركعتان نافلة وإلّا تمّت الأربع.

٧ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن الحسين بن سعيد، عن فضالة بن أيّوب عن أبان، عن عبدالرّحمن بن سيابة؛ و أبي العبّاس، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: إذا لم تدر ثلاثاً صلّيت أو أربعاً ووقع رأيك على الثلاث فابن على الثلاث وإن وقع رأيك على الأربع فسلّم وانصرف وإن اعتدل وهمك فانصرف وصلّ ركعتين وأنت جالس.

٨ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن حمّاد بن عثمان، عن الحلبيّ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: إذا لم تدر اثنتين صلّيت أم أربعاً ولم يذهب وهمك إلى شيء فتشهّد و سلّم ثمّ صلّ ركعتين و أربع سجدات تقرأ فيهما بأُمّ القرآن ثمّ تشهّد وسلّم فإن كنت إنّما صلّيت ركعتين كانتا هاتان تمام الأربع و إن كنت صلّيت أربعاً كانتا هاتان نافلة وإن كنت لا تدري ثلاثاً صلّيت أم أربعاً ولم يذهب وهمك إلى شيء فسلّم ثمّ صلّ ركعتين و أنت جالس تقرأ فيهما بأُمّ الكتاب و إن ذهب وهمك إلى الثلاث فقم فصلّ الرّكعة الرّابعة ولا تسجد سجدتي السّهو فإن ذهب وهمك إلى

الأربع فتشهّد وسلّم ثمّ اسجد سجدتي السّهو.

٩ - محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن عليّ بن حديد، عن جميل، عن بعض أصحابنا، عن أبي عبدالله عليه السلام قال فيمن لايدري أثلاثاً صلّى أم أربعاً ووهمه في ذلك سواء قال: فقال: إذا اعتدل الوهم في الثلاث والأربع فهو بالخيار إن شاء صلّى ركعة وهو قائمٌ و إن شاء صلّى ركعتين و أربع سجدات وهو جالس و قال: في رجل لم يدر أثنتين صلّى أم أربعاً و وهمه يذهب إلى الأربع [أ]وإلى الركعتين فقال: يصلّي ركعتين وأربع سجدات، و قال: إن ذهب وهمك إلى ركعتين و أربع فهو سواء و ليس الوهم في هذا الموضع مثله في الثّلاث والأربع.

باب ۳۹

تیسری اور چوتھی میں شک

۱۔ میں نے پوچھا ایک شخص نماز میں بھول گیا اور نہیں جانتا کہ یہ تیسری ہے یا چوتھی، اگر یہ شک تیسری یا چوتھی میں ہے اور اس کا گمان چوتھی پر زیادہ ہے تو اپنے نفس کے اور اپنے درمیان اختلاف کو دور کرے اور نماز احتیاط دو رکعت پڑھے ان دونوں میں سورۂ الحمد پڑھے۔ (موثق)

۲۔ فرمایا اگر شک تین و چار میں ہو تو سلام پڑھ کر نماز ختم کرے اور دو رکعت چار سجدوں کے ساتھ بیٹھ کر پڑھے اور صرف سورۂ الحمد پڑھے اور مختصر تشہد۔ (حسن)

۳۔ میں نے کہا کہ ایک شخص کو شک ہے کہ یہ رکعت چوتھی ہے یا دوسری اور اس کا ظن غالب ہے کہ دوسری ہے فرمایا نماز ختم کرکے دو رکعت نماز اور چار سجدے بجا لائے اور کھڑے ہو کر پڑھے اور صرف الحمد پڑھے اور تشہد اور جب تیسری اور چوتھی میں شک ہو اور تیسری پر ظن غالب ہو تو کھڑا ہو اور چوتھی رکعت بجا لائے اور بس یقین شک سے دور نہیں ہوتا اور نہ شک یقین میں داخل ہوتا ہے نہ ایک دوسرے سے مخلوط ہوتا ہے ہاں شک یقین کے بعد زائل ہو جاتا ہے اسی پر بنا کرے اور شک کو شمار میں نہ لائے۔

۴۔ میں نے اس شخص کے متعلق پوچھا جسے شک ہے کہ دو رکعت پڑھی ہیں یا چار، فرمایا وہ تشہد و سلام پڑھ کر نماز تمام کرے اور کھڑے ہو کر دو رکعت نماز اور چار سجدے بجا لائے اور رکعتوں میں صرف سورۂ حمد پڑھے اور تشہد

سلام پر ختم کرے اور اگر یہ چوتھی رکعت ہے تو یہ دونوں نافلہ شمار ہوں گی اور اگر دو رکعت پڑھی ہیں تو یہ ان چار کو پوری کرنے والی ہوں گی اور بیچ میں کلام کر لیا ہے تو سجدۂ سہو کرے۔ (م)

۵۔ فرمایا اگر شک ہو درمیان تین اور چار کے یا دو اور چار کے یا جسے شک ہو کہ تیسری ہے یا چوتھی، اور شک دونوں کے متعلق برابر ہو تو کھڑے ہو کر رکعت پوری کرے پھر بیٹھے اور تشہد و سلام پڑھے اور بعد میں دو رکعت پڑھے اور چار سجدے کرے بیٹھ کر، اور اگر دو رکعت کے متعلق شک قوی ہو تو اٹھے اور دو رکعت نماز تشہد و سلام سے پڑھے (حسن)

۶۔ حضرت سے پوچھا اس شخص کے متعلق جسے شک ہے کہ دو پڑھیں یا تین یا چار، فرمایا کھڑے ہو کر دو رکعت نماز پڑھے اور دو رکعت بیٹھ کر پڑھے ان چار رکعتوں میں دو نافلہ شمار ہوں گی۔ ورنہ دو کی صورت میں پوری چار ہو جائیں گی (حسن)

۷۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے جب تین اور چار کے درمیان شک ہو اور تین پر تمہارا گمان غالب ہو تو بنا تین پر رکھو اور اگر چار پر شک ہو تو سلام پڑھ کر ختم کر دو اور اگر شک برابر ہو تو نماز ختم کر کے دو رکعت نماز بیٹھ کر پڑھو۔ (موثق)

۸۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے جب یہ شک ہو دوسری اور چوتھی میں اور ظن غالب کسی طرف نہ ہو تو نماز کو سلام کے بعد تمام کرو اور دو رکعت بیٹھ کر بجا لاؤ، اور ان دونوں میں سورۂ الحمد پڑھو اور اگر ظن قوی تیسری کا ہے تو چوتھی رکعت پوری کرو اور دو سجدۂ سہو کرو، لیکن اگر گمان غالب چوتھی کا ہے تو تشہد و سلام کے بعد نماز تمام کرو اور دو سجدے سہو بجا لاؤ۔ (حسن)

۹۔ حضرتؑ نے فرمایا اس شخص کے بارے میں جسے شک ہو کہ تین پڑھی ہیں یا چار اور شک دونوں میں برابر ہے پس اگر شک میں اعتدال ہے تین اور چار کے اندر تو اسے اختیار ہے کہ چاہے ایک رکعت کھڑے ہو کر پڑھے اور چاہے دو رکعت اور چار سجدے بیٹھ کر بجا لائے اور فرمایا اس شخص کے بارے میں جسے شک ہو دو اور چار میں اور ظن چار کی طرف بھی ہو اور دو کی طرف بھی تو اسے چاہیئے کہ دو رکعت اور چار سجدے بجا لائے اور اگر شک دو اور چار میں ہو تو برابر ہے اور یہ شک نہیں ہے ایسا جیسا تین اور چار میں ہے۔ (ضعیف)

﴿باب ۱۲﴾

☆(من سها في الاربع والخمس ولم يدر زاد أونقص)☆
☆(أو استيقن أنه زاد)☆

١ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن ابن اُذينة ، عن زرارة قال : سمعت أباجعفر عليه السلام يقول : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : إذاشكَّ أحدكم في صلاته فلم

يدر زاد أم نقص فليسجد سجدتين وهو جالس وسمّاهما رسول‌الله صلّى‌الله عليه وآله المرغمتين .

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي‌عمير ، عن ابن اُذينة ، عن‌زرارة ؛ و بكير ابني أعين ، عن أبي‌جعفر عليه‌السلام قال : إذا استيقن أنّه زاد في صلاته المكتوبة لم يعتدّ بها واستقبل صلاته استقبالاً إذاكان قداستيقن يقيناً .

٣ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن محمّد بن عيسى ، عن يونس ، عن عبدالله بن سنان ، عن أبي‌عبدالله عليه‌السلام قال : إذا كنت لاتدري أربعاً صلّيت أو خمساً فاسجد سجدتي السّهو بعد تسليمك ثمّ سلّم بعدهما .

٤ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد بن‌عيسى ، عن عثمان بن عيسى ، عن سماعة قال : قال : من حفظ سهوه ، وأتمّه فليس عليه سجدتا السّهو إنّما السّهو على من لم يدر زاد أم نقص منها .

٥ ـ الحسين بن محمّد ، عن عبدالله بن عامر ، عن عليّ بن مهزيار ، عن فضالة بن أيّوب ، عن أبان‌بن عثمان ، عن أبي بصير قال : قال أبوعبدالله عليه‌السلام : من زاد في‌صلاته فعليه الإعادة .

٦ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن حمّاد بن‌عيسى ، عن شعيب ، عن‌أبي بصير ، عن أبي‌عبدالله عليه‌السلام قال : إذا لم تدرخمساً صلّيت أم أربعاً فاسجد سجدتي السّهو بعد تسليمك وأنت جالس ثمّ سلّم بعدهما .

باب ۴۰

چوتھی اور پانچویں میں شک

۱۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ رسولؐ نے فرمایا جب تم کو نماز میں شک ہو اور کمی و زیادتی یاد نہ رہے تو بیٹھ کر دو سجدے کر لو۔ ان کا نام رسول اللہ نے مرغمتان رکھا ہے یعنی شیطان کا رغم انف کرنے والے۔ (حسن)

۲۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے جب یقین ہو جائے کہ اس نے نماز واجب میں زیادتی کی ہے اور یہ نہ معلوم ہو کہ کیا کی ہے تو اس کی طرف توجہ نہ کرے اور اگر یقین ہو جائے تو تکمیل نماز کرے۔ (حسن)

۳۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہ جب تم جانو کہ چار پڑھی ہیں یا پانچ تو دو سجدۂ سہو کرو اور ان کے بعد سلام پڑھو (حسن)

۴۔ فرمایا جو شخص سہو کو یاد رکھے (اور قبل نقض مبطل پورا کرنے کے) تو اس پر سجدۂ سہو نہیں، سہو تو اس کا ہے جو نہیں جانتا کہ اس نے زیادتی کی ہے یا کمی۔

۵۔ فرمایا جو نماز میں زیادتی کرے اس سے اعادہ نماز ہے۔ (موثق)

۶۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے جب کسی کو علم ہو کہ پانچ رکعت پڑھی ہیں یا چار تو دو سجدے بجا لائے سہو سمجھ کر نماز کا سلام پڑھنے کے بعد پھر دونوں سجدوں کے بعد سلام پڑھے۔

﴿ باب ۴۱ ﴾

☆(من تكلم في صلاته أو انصرف قبل أن يتمها أو يقوم)☆
☆(في موضع الجلوس)☆

١ ـ محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد بن عيسى ، عن عثمان بن عيسى ، عن سماعة ابن مهران قال : قال أبوعبدالله عليه السلام : من حفظ سهوه فأتمّه فليس عليه سجدتا السّهو فإنّ رسول الله صلى الله عليه وآله صلّى بالنّاس الظّهر ركعتين ثمّ سها فسلّم فقال له ذوالشّمالين : يا رسول الله أنزل في الصّلاة شيء ؟ فقال : وما ذاك ، قال : إنّما صلّيت ركعتين ، فقال رسول الله صلى الله عليه وآله : أتقولون مثل قوله ؟ قالوا : نعم ، فقام صلى الله عليه وآله فأتمّ بهم الصّلاة وسجد بهم سجدتي السّهو ، قال : قلت : أرأيت من صلّى ركعتين وظنّ أنّهما أربع فسلّم وانصرف ثمّ ذكر بعد ماذهب أنّه إنّما صلّى ركعتين ؟ قال : يستقبل الصّلاة من أوّلها ، قال قلت : فما بال رسول الله صلى الله عليه وآله لم يستقبل الصّلاة وإنّما أتمّ بهم مابقي من صلاته ؟ فقال إنّ رسول الله صلى الله عليه وآله لم يبرح من مجلسه فإن كان لم يبرح من مجلسه فليتمّ مانقص من صلاته إذا كان قد حفظ الرّكعتين الأوّلتين .

٢ ـ عليّ بن إبراهيم : عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن عمر بن اُذينة ، عن الفضيل ابن يسار ، عن أبي جعفر عليه السلام قال في الرّجل يصلّي ركعتين من المكتوبة ثمّ ينسى فيقوم قبل أن يجلس بينهما ، قال : فليجلس مالم يركع وقد تمّت صلاته فإن لم يذكر حتّى يركع فليمض في صلاته فإذا سلّم سجد سجدتين وهو جالس

٣ - عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد البرقيّ ، عن منصور بن العبّاس ، عن عمرو بن سعيد ، عن الحسن بن صدقة قال : قلت لأبي الحسن الأوّل عليه السلام : أسلّم رسول الله صلّى الله عليه وآله في الركعتين الأوّلتين ؟ فقال : نعم ، قلت : وحاله حاله قال : إنّما أراد الله عزّ وجلّ أن يفقّههم .

٤ - محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ؛ و محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان جميعاً ، عن صفوان بن يحيى ، عن عبدالرّحمن بن الحجّاج قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن الرّجل يتكلّم ناسياً في الصّلاة يقول : أقيموا صفوفكم ، فقال : يتمّ صلاته ثمّ يسجد سجدتين ، فقلت : سجدتا السّهو قبل التّسليم هما أو بعد ؟ قال : بعد .

٥ - عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : تقول في سجدتي السّهو : « بسم الله وبالله اللّهمّ صلّ على محمّد و آل محمّد » قال : الحلبيّ و سمعته مرّة اُخرى يقول : « بسم الله و بالله السّلام عليك أيّها النّبيّ و رحمة الله و بركاته » .

٦ - محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن عليّ بن النّعمان ، عن سعيد الأعرج قال : سمعت أباعبدالله عليه السلام يقول : صلّى رسول الله صلّى الله عليه وآله ثمّ سلّم في ركعتين فسأله من خلفه يارسول الله أحدث في الصلاة شيء ؟ قال : وما ذلك ؟ قالوا : إنّما صلّيت ركعتين ، فقال : أكذلك ياذا اليدين ؟ و كان يدعى ذا الشّمالين فقال : نعم ، فبنى على صلاته فأتمّ الصّلاة أربعاً . وقال : إنّ الله هو الّذي أنساه رحمة للاُمّة ألاترى لو أنّ رجلاً صنع هذا لعيّر وقيل : ماتقبل صلاتك فمن دخل عليه اليوم ذاك قال : قد سنّ رسول الله صلّى الله عليه وآله وصارت اُسوة وسجد سجدتين لمكان الكلام .

٧ - محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن القاسم بن محمّد ، عن عليّ بن أبي حمزة قال : قال أبوعبدالله عليه السلام : إذاقمت في الرّكعتين الأوّلتين ولم تتشهّد فذكرت قبل أن تركع فاقعد فتشهّد و إن لم تذكر حتّى تركع فامض في صلاتك كما أنت ، فإذا انصرفت سجدت سجدتين لاركوع فيهما ثمّ تشهّد التشهّد الّذي فاتك .

٨ - عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد بن عثمان ، عن

الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذاقمت في الركعتين من الظهر أوغيرهما ولم تتشهّد فيهما فذكرت ذلك في الرّكعة الثّالثة قبل أن تركع فاجلس فتشهّد وقم فأتمّ صلاتك ، فإن أنت لم تذكر حتّى تركع فامض في صلاتك حتّى تفرغ فإذا فرغت فاسجد سجدتي السّهو بعد التّسليم قبل أن تتكلّم .

٩ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن محمّد بن عيسى ، عن يونس ، عن معاوية بن عمّار قال : سألته (٢) عن الرّجل يسهو فيقوم في حال قعود أو يقعد في حال قيام ، قال : يسجد سجدتين بعد التّسليم وهما المرغمتان ترغمان الشّيطان .

باب ۴۳

نماز میں کلام کرنا

۱۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے جو سہو کی حفاظت کرے وہ نماز تمام کرے اس پر سجدۂ سہو نہیں۔ رسولؐ اللہ نے لوگوں کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھی پھر سہو ہوا اور سلام پڑھ لیا۔ ذوالشہادتین صحابی نے کہا یا رسولؐ اللہ کیا کوئی آیت نماز میں نازل ہوئی ہے فرمایا یہ کیوں کہا۔ راوی نے کہا آپؐ نے دو رکعت پڑھی ہیں۔ رسولؐ اللہ نے لوگوں سے پوچھا، تم کیا کہتے ہو۔ انھوں نے کہا ہاں ایسا ہی ہے پس حضورؐ نے ان کے ساتھ نمازہ تمام کی اور دو سجدۂ سہو بجا لائے میں نے امام علیہ السلام سے کہا۔ کیا رائے ہے آپؑ کی اس شخص کے بارے میں جو دو رکعت نماز پڑھے اور گمان کرے اس نے چار رکعت پڑھی ہیں اور سلام پڑھ کر وہ چلا جائے اور پھر اسے یاد آئے کہ دو رکعت پڑھی ہیں فرمایا نماز اول سے پڑھے اور پھر لوگوں کے ساتھ اپنی باقی نمازیں پڑھے۔ رسولؐ اللہ اپنی جگہ سے نہیں ہٹے اور اپنی نماز کی کمی کو پورا کیا۔ جبکہ پہلی دو رکعتیں محفوظ تھیں۔

توضیح :- علامہ مجلسی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ ماموین نے نماز میں جو کلام کیا وہ اشارہ ہوگا نہ کہ زبان سے۔ جس پر لوگ عمل کرتے تھے۔ چند وجوہ سے ثابت ہوتا ہے کہ حدیث بصورت تقیہ بیان کی گئی ہے اہل عقل و فکر سے پوشیدہ نہیں کہ اہلسنت کے علماء نے لکھا ہے کہ راوئ حدیث ذوالیدین کا کلام احتمال نسخ کو باطل نہیں کرتا اور دوسروں کا کلام کرنا۔ عدم نسخ کے علم کے بعد ہوا اور اشارہ سے ہوا اور بعض لوگوں نے کہا کہ رسولؐ کی بات کا جواب دینا واجب ہے اگرچہ کوئی نماز ہی کیوں نہ پڑھتا ہو جیسا کہ خدا فرماتا ہے:-

استجیبوا اللہ والرسول اذا دعاکم۔ بعض نے کہا ہے یہ کلام نماز تحریم کلام سے پہلے تھا اور بعض لوگوں نے

اس کا رد اس طرح کیا ہے کہ تحریم کا حکم تو مکہ میں نازل ہوا تھا اور یہ واقعہ پیش آیا مدینہ میں اور کتاب تذکرہ میں ہے کہ یہ حدیث ہمارے نزدیک باطل ہے کیونکہ نبی کے لئے سہو جائز نہیں۔ اصحاب حدیث کی ایک جماعت نے اس پر طعن کیا ہے کیونکہ اس حدیث کے راوی ابوہریرہ نہیں اور وہ ذوالیدین کے بعد اسلام لائے تھے دو برس بعد، ذوالشہادتین قتل ہوئے جنگ بدر میں اور یہ جنگ ہجرت کے دو برس بعد ہوئی تھی اور ابوہریرہ مسلمان ہوئے ہجرت کے سات سال بعد اور اس سے انکار کرنے والوں نے کہا ہے جو جنگ بدر میں مقتول ہوئے وہ ذوالشمالین تھے جن کا نام عبداللہ عمر بن فضیلہ خزاعی تھا اور ذوالیدین زندہ رہے رسولؐ کے بعد تک اور زمانۂ معاویہ میں وفات پائی۔ خلاصہ یہ ہے کہ اگر اثنائے نماز میں یاد دلایا جاتا تو آنحضرتؐ کو نماز پوری کر لینی چاہیئے اور اگر بعد نماز یاد دلایا گیا تھا تو اعادہ نماز فرماتے چونکہ رسول اللہ کو سہو و نسیان عارض نہیں ہوتا تھا۔ لہٰذا یہ حدیث ساقط الاعتبار ہے۔

۲۔ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا ایک شخص دو رکعت نماز پڑھتا ہے نماز واجبہ سے پھر بھول جاتا ہے پس قبل دونوں کے درمیان بیٹھنے کے بجائے کھڑا ہو جاتا ہے فرمایا اگر رکوع نہیں کیا تو بیٹھ جائے اور اپنی نماز تمام کرے اور اگر رکوع تک یاد نہ آئے تو نماز کو جاری رکھے اور سلام کے بعد بیٹھ کر دو سجدے کرے۔ (حسن)

۳۔ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کیا رسولؐ اللہ نے پہلی ہی دو رکعتوں کے بعد سلام پڑھ لیا تھا۔ فرمایا ہاں پھر فرمایا ان کا معاملہ ان ہی کے ساتھ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس طریقہ سے چاہا کہ لوگ مسائل دین سے واقف ہو جائیں (ضعیف)

۴۔ میں نے اس شخص کے متعلق پوچھا جو سہواً نماز میں کہنے لگے اپنی صفوں کو قائم کرو، فرمایا نماز کو ترک کرے اور دو سجدے بجا لائے میں نے کہا یہ دونوں سہو کے سجدے سلام پڑھنے کے قبل ہوں یا بعد، فرمایا بعد میں۔ (حسن)

۵۔ فرمایا سجدۂ سہو میں کہے۔

بسم اللہ و باللہ اللھم صل علی محمد و آلِ محمدؐ۔

۶۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہ رسولؐ اللہ نے نماز پڑھی اور بجائے چار رکعت کے دو ہی پر ختم کر دی۔ ایک شخص نے جو شریک جماعت تھا کہا یا رسولؐ اللہ کیا نماز میں کوئی امر حادث ہوا۔ فرمایا یہ کیا۔ اس نے کہا آپؐ نے دو رکعت نماز پڑھی فرمایا اے ذوالیدین ایسا ہے اور اس ذوالیدین کو ذوالشمالین بھی کہتے ہیں امام علیہ السلام نے فرمایا ہاں حضرتؐ نے بنا اسی نماز پر رکھی اور نماز کو تمام کیا چار رکعت پہ اور فرمایا۔ اللہ نے جو حضرتؐ کو بھلایا تو یہ امت کے لئے رحمت تھی غور کرو اگر کوئی شخص بھول کر ایسا کرتا اور لوگ اس سے کہتے تیری نماز قبول نہیں ہوئی تو وہ اس امر کے حوالے سے کہہ سکتا ہے کہ یہ سنت رسولؐ ہے پھر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کلام کرنے کی بنا پر دو سجدے کئے۔ (م)

اس کی توضیح پہلے ہو چکی ہے۔

۷۔ فرمایا حضرتؑ نے جب تم نے پہلی دو رکعتیں پڑھ لی ہوں اور بغیر تشہد پڑھے کھڑے ہو جاؤ اور پھر قبل رکوع یاد آئے تو فوراً بیٹھ جاؤ اور تشہد پڑھ لو اور اگر رکوع کے بعد یاد آئے تو نماز جاری رکھو ختم نماز کے بعد دو سجدے بغیر رکوع کرو اور جو تشہد رہ گیا ہے وہ پڑھو۔ (ض)

۸۔ فرمایا جب تم دو رکعت نماز ظہر پڑھو اور تشہد پڑھنا یاد نہ رہے پس اگر تیسری رکعت میں قبل رکوع یاد آئے تو بیٹھ جاؤ تشہد پڑھو اور کھڑے ہو کر نماز تمام کرو اور اگر رکوع کے بعد یاد آئے تو نماز کو جاری رکھو اور ختم کے بعد، بعد سلام دو سجدہ سہو کرو قبل کلام کرنے کے۔ (حسن)

۹۔ میں نے پوچھا اس شخص کے بارے میں جو کھڑا ہو جائے قعود کی جگہ یا بیٹھ جائے قیام کی بجائے فرمایا بعد سلام دو سجدے کرے کہ یہ شیطان کی ناک رگڑتا ہے۔ (صحیح)

﴿باب ۴۲﴾

☆(من شك في صلاته كلها ولم يدر زاد أو نقص ومن كثر عليه السهو)☆
☆(والسهو في النافلة و سهو الامام و من خلفه)☆

١ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن محمّد بن خالد ، عن سعد بن سعد ، عن صفوان ، عن أبي الحسن عليه السلام قال : إن كنت لاتدري كم صلّيت ولم يقع وهمك على شيء فأعد الصّلاة .

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ؛ و محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن زرارة ، وأبي بصير قالا : قلنا له : الرّجل يشكّ كثيراً في صلاته حتّى لايدري كم صلّى ولا مابقي عليه ؟ قال : يعيد ، قلنا له : فإنّه يكثر عليه ذلك كلّما عاد شكّ ؟ قال : يمضي في شكّه ثمّ قال : لاتعوّدوا الخبيث من أنفسكم بنقض الصّلاة فتطمعوه فإنّ الشّيطان خبيث يعتاد لما عوّد فليمض أحدكم في الوهم ولا يكثرنّ نقض الصّلاة فإنّه إذا فعل ذلك مرّات لم يعد إليه الشكّ ، قال زرارة ثمّ قال : إنّما يريد الخبيث أن يطاع فإذا عصي لم يعد إلى أحدكم .

٣ ـ حمّاد ، عن ابن أبي يعفور ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال : إذا شككت فلم تدر أفي ثلاث أنت أم في اثنتين أم في واحدة أم في أربع فأعد ولاتمض على الشكّ .

٤ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن النوفليّ ، عن السّكونيّ ، عن أبي عبدالله

عليه السلام قال : أتى رجلٌ النّبيَّ صلى الله عليه وآله فقال : يارسول الله أشكو إليك ما ألقي من الوسوسة في صلاتي حتّى لا أدري ماصلّيت من زيادة أو نقصان ، فقال : إذا دخلت في صلاتك فاطعن فخذك الأيسر بإصبعك اليمنى المسبّحة ثمّ قل : « بسم الله وبالله توكّلت على الله ، أعوذ بالله السميع العليم من الشّيطان الرّجيم » فانّك تنحره و تطرده .

٥ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن محمّد بن عيسى ، عن يونس ، عن رجل ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن الإمام يصلّي بأربعة أنفس أو خمسة أنفس و يسبّح اثنان على أنّهم صلّوا ثلاثاً ويسبّح ثلاثة على أنّهم صلّوا أربعاً ويقول هؤلاء : قوموا ويقول هؤلاء : اقعدوا والإمام مايل مع أحدهما أومعتدل الوهم فمايجب عليه ؟ قال : ليس على الإمام سهو إذا حفظ عليه من خلفه سهوه بإيقان منهم وليس على من خلف الإمام سهو إذا لم يسه الإمام ولاسهو في سهو وليس في المغرب والفجر سهو ولا في الرّكعتين الأولتين من كلِّ صلاة ولا في نافلة فإذا اختلف على الإمام من خلفه فعليه و عليهم في الاحتياط الإعادة والأخذ بالجزم .

٦ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن محمّد بن عيسى ، عن يونس ، عن العلاء بن رزين ، عن محمّد بن مسلم ، عن أحدهما عليهما السلام قال : سألته عن السّهو في النّافلة فقال : ليس عليه شيء .

٧ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، و محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان جميعاً، عن ابن أبي عمير ، عن حفص بن البختريّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : ليس على الإمام سهو ولا على من خلف الامام سهو ولا على السّهو سهو ولا على الإعادة إعادة .

٨ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن صفوان ، عن العلاء ، عن محمّد بن مسلم ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : إذا كثر عليك السّهو فامض في صلاتك فإنّه يوشك أن يدعك إنّما هو من الشّيطان .

٩ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن فضّال ، عن ابن بكير ، عن عبيدالله الحلبيّ قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن السّهو فإنّه يكثر عليَّ فقال : ادرج صلاتك إدراجاً ، قلت : فأيُّ شيء الإدراج ؟ قال : ثلاث تسبيحات في الرّكوع والسجود . وروى أنّه إذا سها في النّافلة بنى على الأقلّ .

فجميع مواضع السّهو الّتي قد ذكرنا فيها الأثر سبعة عشر موضعاً سبعة منها يجب على السّاهي فيها إعادة الصّلاة : الّذي ينسى تكبيرة الافتتاح ولايذكرها حتّى يركع والّذي ينسى ركوعه وسجوده والّذي لايدري ركعة صلّى أم ركعتين والّذي يسهو في المغرب والفجر والّذي يزيد في صلاته والّذي لايدري زاد أو نقص ولايقع وهمه على شيء والّذي ينصرف عن الصّلاة بكلّيته قبل أن يتمّها .

ومنها مواضع لايجب فيها إعادة الصّلاة ويجب فيها سجدتا السّهو : الّذي يسهو فيسلّم في الرّكعتين ثمّ يتكلّم من غير أن يحوّل وجهه وينصرف عن القبلة فعليه أن يتمّ صلاته ثمّ يسجد سجدتي السّهو ، والّذي ينسى تشهّده ولايجلس في الركعتين وفاته ذلك حتّى يركع في الثّالثة فعليه سجدتا السّهو وقضاء تشهّده إذا فرغ من صلاته ، والّذي لايدري أربعاً صلّى أو خمساً عليه سجدتا السّهو ، والّذي يسهو في بعض صلاته فيتكلّم بكلام لاينبغي له مثل أمر ونهي من غير تعمّد فعليه سجدتا السّهو فهذه أربعة مواضع يجب فيها سجدتا السّهو .

ومنها مواضع لايجب فيها إعادة الصّلاة ولا سجدتا السّهو : الّذي يدرك سهوه قبل أن يفوته مثل الّذي يحتاج أن يقوم فيجلس أو يحتاج أن يجلس فيقوم ثمّ يذكر ذلك قبل أن يدخل في حالة أُخرى فيقضيه لاسهو عليه والّذي يسلّم في الركعتين الأولتين ثم يذكر فيتمّ قبل أن يتكلّم فلاسهو عليه ولاسهو على الإمام إذا حفظ عليه من خلفه ولا سهو على من خلف الإمام ولاسهو في سهو ولا سهو في نافلة ولا إعادة في نافلة فهذه ستّة مواضع لايجب فيها إعادة الصّلاة ولاسجدتا السهو وأمّا الّذي يشكّ في تكبيرة الافتتاح ولا يدري كبّر أم لم يكبّر فعليه أن يكبّر متى ماذكر قبل أن يركع ثمّ يقرأ ثمّ يركع وإن شكّ وهو راكع فلم يدر كبّر أو لم يكبّر تكبيرة الافتتاح مضى في صلاته ولا شيء عليه فإن استيقن أنّه لم يكبّر أعاد الصّلاة حينئذ فإن شكّ وهو قائم فلم يدر أركع أم لم يركع فليركع حتّى يكون على يقين من ركوعه فإن ركع ثمّ ذكر أنّه قد كان ركع فليرسل نفسه إلى السّجود من غير أن يرفع رأسه من الركوع

في الركوع ، فإن مضى و رفع رأسه من الرّكوع ثمّ ذكر أنّه قدكان ركع فعليه أن يعيد الصّلاة لأنّه قدزاد في صلاته ركعة ، فإن سجد ثمّ شكّ فلم يدر أركع أم لم يركع فعليه أن يمضي في صلاته ولا شيء عليه في شكّه إلّا أن يستيقن أنّه لم يكن ركع ، فإن استيقن ذلك فعليه أن يستقبل الصّلاة فإن سجد ولم يدر أسجد سجدتين أم سجدة فعليه أن يسجد اُخرى حتّى يكون على يقين من السّجدتين ، فإن سجد ثمّ ذكر أنّه قدكان سجد سجدتين فعليه أن يعيد الصّلاة لأنّه قدزاد في صلاته سجدة ، فإن شكّ بعد ماقام فلم يدر أكان سجد سجدة أوسجدتين فعليه أن يمضي في صلاته ولا شيء عليه ، و إن استيقن أنه لم يسجد إلّا واحدة فعليه أن ينحطّ فيسجد اُخرى ولاشيء عليه ، و إن كان قد قرأ ثمّ ذكر أنّه لم يكن سجد إلّا واحدة فعليه أن يسجد اُخرى ثمّ يقوم فيقرأ و يركع ولا شيء عليه ، وإن ركع فاستيقن أنّه لم يكن سجد إلّا سجدة أو لم يسجد شيئاً فعليه إعادة الصّلاة .

(السهو في التشهد)

و إن سها فقام من قبل أن يتشهّد في الرّكعتين فعليه أن يجلس ويتشهّد ما لم يركع ثمّ يقوم فيمضي في صلاته ولاشيء عليه وإن كان قدركع وعلم أنّه لم يكن تشهّد مضى في صلاته فإذا فرغ منها سجد سجدتي السّهو وليس عليه في حال الشكّ شيء مالم يستيقن .

(السهو في اثنتين وأربع)

إن شكّ فلم يدر اثنتين صلّى أو أربعاً فإن ذهب وهمه إلى الأربع سلّم ولا شيء عليه و إن ذهب وهمه إلى أنّه قد صلّى ركعتين صلّى اُخريين ولاشيء عليه فإن استوى وهمه سلّم ثمّ صلّى ركعتين قائماً بفاتحة الكتاب فإن كان صلّى ركعتين كانتا هاتان الرّكعتان تمام الأربعة و إن كان صلّى أربعاً كانتا هاتان نافلة .

(السهو في اثنتين وثلاث)

فإن شكّ فلم يدر أركعتين صلّى أم ثلاثاً فذهب وهمه إلى الرّكعتين فعليه أن

يصلّي اُخريين ولاشيء عليه و إن ذهب وهمه إلى الثلاث فعليه أن يصلّي ركعة واحدة ولا شيء عليه و إن استوى وهمه وهو مستيقن في الركعتين فعليه أن يصلّي ركعة وهو قائمٌ ثمّ يسلّم ويصلّي ركعتين وهو قاعدٌ بفاتحة الكتاب وإن كان صلّى ركعتين فالّتي قام فيها قبل تسليمه تمام الأربعة و الركعتان اللّتان صلّاهما و هو قاعد مكان ركعة و قد تمّت صلاته و إن كان قد صلّى ثلاثاً فالّتي قام فيهاتمامالأربع وكانتالركعتان اللّتان صلّاهما وهو جالسٌ نافلة .

☆(السهو في ثلاث واربع)☆

فإن شكّ فلم يدر أثلاثاً صلّي أم أربعاً فإن ذهب وهمه إلى الثلاث فعليه أن يصلّي اُخرى ثمّ يسلّم ولا شيء عليه وإن ذهب وهمه إلى الأربع سلّم ولا شيء عليه و إن استوى وهمه في الثلاث و الأربع سلّم على حال شكّه و صلّى ركعتين من جلوس بفاتحة الكتاب فإن كان صلّى ثلاثاً كانت هاتان الركعتان بركعة تمام الأربع و إن كان صلّى أربعاً كانت هاتان الركعتان نافلة له .

☆(السهو في أربع وخمس)☆

فإن شكّ فلم يدر أربعاً صلّى أو خمساً فإن ذهب وهمه إلى الأربع سلّم ولا شيء عليه و إن ذهب وهمه إلى الخمس أعاد الصلاة و إن استوى وهمه سلّم و سجد سجدتي السهو وهما المرغمتان .

۴۳

❋(باب)❋

☆(مايقبل من صلاة الساهي)☆

١ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن النضر بن سويد عن هشام بن سالم ، عن محمّد بن مسلم قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : إنّ عمّار الساباطي روى عنك رواية قال : وماهي ؟ قلت : روى أنّ السنّة فريضة ، فقال : أين يذهب أين يذهب ! ليس هكذا حدّثته إنّما قلت له : من صلّى فأقبل على صلاته لم يحدّث نفسه فيها أولم يسه فيها أقبل الله عليه ما أقبل عليها ، فربّما رفع نصفها أو ربعها أوثلثها أو خمسها وإنّما أمرنا بالسنّة ليكمل بها ما ذهب من المكتوبة .

٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن أبي عمير ، عن هشام بن سالم ، عن محمّد بن مسلم ، عن أبي جعفر عَلَيْهِ السَّلَامُ قال : إنَّ العبد ليرفع له من صلاته نصفها أو ثلثها أو ربعها أو خمسها فما يرفع له إلّا ما أقبل عليه بقلبه ؛ وإنّما أمرنا بالنافلة ليتمَّ لهم بها ما نقصوا من الفريضة

٣ ـ وعنه ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن القاسم بن محمّد ، عن عليِّ ابن أبي حمزة ، عن أبي بصير قال : قال رجل لأبي عبدالله عَلَيْهِ السَّلَامُ وأنا أسمع : جعلت فداك إنّي كثير السهو في الصلاة ، فقال : وهل يسلم منه أحدٌ ؟ فقلت : ما أظنُّ أحداً أكثر سهواً منّي فقال له أبو عبدالله عَلَيْهِ السَّلَامُ : يا أبا محمّد إنَّ العبد يرفع له ثلث صلاته و نصفها و ثلاثة أرباعها و أقلُّ وأكثر على قدر سهوه فيها لكنّه يتمُّ له من النوافل . قال : فقال له أبو بصير : ما أرى النوافل ينبغي أن تترك على حال ، فقال أبو عبدالله عَلَيْهِ السَّلَامُ : أجل ، لا .[1]

٤ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ ومحمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان جميعاً ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن الفضيل بن يسار ، عن أبي جعفر وأبي عبدالله عَلَيْهِمَا السَّلَامُ أنّهما قالا : إنّما لك من صلاتك ما أقبلت عليه منها فإن أوهمها كلّها أو غفل عن أدائها لفّت فضرب بها وجه صاحبها

٥ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عبدالله بن المغيرة قال : في كتاب حريز أنّه قال : إنّي نسيت أنّي في صلاة فريضة حتّى ركعت وأنا أنويها تطوّعا قال : فقال هي الّتي قمت فيها إن كنت قمت وأنت تنوي فريضة ثمَّ دخلك الشكّ فأنت في الفريضة و إن كنت دخلت في نافلة فنويتها فريضة فأنت في النافلة و إن كنت دخلت في فريضة ثمَّ ذكرت نافلة كانت عليك فامض في الفريضة .

باب ۲۴

ہر نماز میں سہو، کثیر السہو، نافلہ میں سہو، امام و ماموم کا سہو

۱۔ فرمایا اگر تم نہیں جانتے کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں اور ظن غالب کسی شمار پر نہ ہو تو نماز کا اعادہ کرو (ص)

۲۔ ہم نے حضرت سے کہا ایک شخص کو نماز میں بہت زیادہ شک ہوتا ہے وہ نہیں جانتا کہ کتنی رکعتیں پڑھیں اور کتنی باقی ہیں۔ فرمایا اعادہ کرے۔ ہم نے کہا اس کو اعادہ میں بھی شک واقع ہوتا ہے فرمایا پھر شک کا اعتبار نہ کرے۔ پھر فرمایا، تم شیطان خبیث کو اپنے نفس پہ بار بار آنے کی اجازت نہ دو وہ نماز کو باطل کرنا چاہتا ہے تم اسے طمع دلاتے ہو شیطان خبیث ہے اور جب وہ عادی بنا دیتا ہے تو تم میں سے کوئی شخص شک میں پڑ جاتا ہے اور اگر تم میں سے کوئی بار بار نماز کو توڑے نہیں تو پھر شک اس کی طرف عود نہ کرے گا۔ پھر فرمایا شیطان چاہتا ہے اس کی اطاعت کی جائے اور جب اس کی نافرمانی کی جاتی ہے تو وہ پاس نہیں پھٹکتا۔ (حسن)

۳۔ فرمایا صادق علیہ السلام نے جب تمہیں شک ہو کہ یہ تیسری ہے یا چوتھی یا پہلی ہے یا دوسری تو نماز کا اعادہ کرے اور شک کی طرف توجہ نہ کرے۔ (حسن)

۴۔ فرمایا حضرتؑ نے ایک شخص رسولؐ خدا کے پاس آیا اور کہا مجھے نماز میں وسوسے پیدا ہوتے ہیں اور میں نہیں جانتا کہ میں نے نماز میں کمی کی ہے یا زیادتی۔ فرمایا جب نماز شروع کرو تو اپنے داہنے ہاتھ کی انگشت شہادت بائیں ران پر مارو اور کہو
بسم الله و بالله توكّلت على الله ، أعوذ فخذك الأيسر باصبعك اليمنى المسبّحة ثمّ قل : «
«بالله السميع العليم من الشّيطان الرّجيم» پس تم شیطان روک دو گے اور نکال دو گے۔

۵۔ میں نے حضرتؑ سے پوچھا اس امام کے متعلق جس کے پیچھے چار یا پانچ آدمی نماز پڑھ رہے ہوں دو آدمی سبحان اللہ کہہ کر امام پر ظاہر کریں کہ یہ تیسری رکعت ہے اور دوسرے تین چار بار سبحان اللہ کہہ ظاہر کریں کہ یہ چوتھی رکعت ہے یعنی یہ کہیں کھڑے ہو جاؤ وہ کہیں بیٹھ جاؤ۔ پس امام ایک کی طرف مائل ہو یا معتدل الوہم ہو تو اس پر کیا واجب ہے۔ فرمایا امام پر سہو نہیں ہے جبکہ پیچھے اس کے سہو کی حفاظت کر رہے ہیں اور پیچھے والوں کا سہو نہیں، جبکہ امام نہیں بھولا اور سہو میں سہو نہیں ہوتا اور مغرب اور فجر کی نماز میں سہو کو راہ نہیں، نہ ہر نماز کی پہلی دو رکعتوں میں نہ نافلہ میں جب ماموین کو امام سے رکعات کے متعلق اختلاف ہو تو اعادہ نماز کیا جائے تاکہ یقینی صورت پیدا ہو سکے۔ (صحیح)

۶۔ فرمایا نافلہ میں سہو کا اعتبار نہیں۔ (ح)

۷۔ فرمایا حضرت نے نہ امام کا سہو معتبر نہ ماموم کا نہ سہو میں سہو کا اور اعادہ کے بعد اعادہ کا۔ (حسن)

۸۔ جب سہو زیادہ ہو تو اپنی نماز کو جاری رکھو ورنہ یہ عمل شیطان تمہیں عبادت سے روک دے گا۔ (ح)

۹۔ میں نے حضرتؑ سے کہا کہ مجھے اکثر سہو ہوتا ہے۔ فرمایا اپنی نماز سے اسے پوری کوشش کے ساتھ ہٹاؤ میں نے کہا کیسے ہٹاؤں فرمایا رکوع اور سجدہ میں تسبیحات ثلاثہ پڑھو۔ (موثق)

اور روایت ہے اگر نافلہ میں سہو ہو تو بنا کم پر رکھو سہو کے سترہ مقام ہیں جن کی طرف توجہ کی جائے ان میں سے سات وہ ہیں کہ سہو کرنے والے کو ان میں نماز کا اعادہ کرنا چاہیے۔

۱۰۔ افتتاح تکبیر جب رکوع تک یاد نہ آئے۔

۱۱۔ جب رکوع یا سجود بھول جائے۔

۱۲۔ جو نہیں جانتا کہ ایک رکعت پڑھی ہے یا دو۔

۱۳۔ جو سہو کرے مغرب یا صبح کی نماز میں۔

۱۴۔ جو رکعات نماز میں زیادتی کرے۔

۱۵۔ جو نہیں جانتا کہ زیادہ پڑھی ہے یا کم اور اس کا شک دونوں میں سے کسی ایک پر قائم نہیں ہوتا۔
جو نماز کے تمام ہونے سے پہلے ہٹ جائے۔

اور بعض صورتیں ایسی ہیں کہ ان میں اعادۂ نماز نہیں بلکہ دو سجدۂ سہو ہیں۔

۱۶۔ جو بھول جائے اور سلام پڑھ لے دو رکعتوں کے بعد اور کلام کر لے۔ بغیر اس کے کہ اپنا رُخ پھیرے اور قبلہ سے منحرف ہو تو اس کو چاہیئے کہ نماز کو ترک کرے اور دو سجدۂ سہو بجا لائے۔

۱۸۔ جو کوئی تشہد بھول جائے اور دو رکعتوں کے بعد نہ بیٹھے اور یاد نہ آئے تیسری رکعت کے رکوع تک تو اس کو چاہیئے کہ دو سجدۂ سہو بجا لائے اور نماز سے فارغ ہوتے ہی تشہد پڑھ لے۔

۱۹۔ جو نہ جانے کہ چار پڑھی ہیں یا پانچ تو دو سجدۂ سہو بجا لائے۔

۲۰۔ جو سہو کرے نماز کے کسی حصہ میں اور بلا قصد ایسا کلام کرے جو مناسب نہ ہو مثلاً کوئی حکم دے یا منع کرے تو اس پر دو سجدۂ سہو ہیں یہ چار مقام ہیں جہاں دو سجدۂ سہو کئے جاتے ہیں اور بعض صورتیں ایسی ہیں کہ ان میں سجدۂ سہو واجب نہیں اور بعض صورتیں ایسی ہیں کہ ان میں اعادۂ نماز واجب نہیں اور نہ دو سجدے سہو کے۔

۲۱۔ جس کو سہو لاحق ہو قبل اس کے کہ موقع جانے کے مثلاً اسے بیٹھنا ہے اور وہ کھڑا ہو جائے یا کھڑا ہونا ہے اور وہ بیٹھ جائے اور قبل اس کے کہ وہ دوسری حالت میں داخل ہو یاد آ جائے تو نماز کو جاری رکھے اس میں سہو نہیں۔

۲۲۔ اور اس صورت میں امام پر سہو ہے جبکہ پیچھے کھڑا ہونے والا اسے یاد رکھے۔

۲۳۔ اور سہو میں سہو نہیں۔

۲۴۔ اور جو پہلی دو رکعت کے بعد سلام پڑھ لے پھر یاد آئے اور قبل کلام کرنے کے نماز پوری کرے تو اس پر سہو نہیں۔

۲۵۔ جو امام کے پیچھے ہو اس پر سہو نہیں۔

۲۶۔ اور نافلہ میں سہو کا اعتبار نہیں اور نہ اعادہ ہے۔

یہ ہیں وہ چھ صورتیں جن میں نہ اعادۂ نماز اور نہ سجدۂ سہو۔

اگر ابتدائی تکبیر میں شک ہو کہ کہی یا نہیں تو رکوع میں جانے سے پہلے جس وقت یاد آ جائے تکبیر کہے پھر حمد و سورہ کی قرأت

کرے رکوع میں جائے اور اگر رکوع میں شک ہو کہ ابتدائی تکبیر کہی یا نہیں تو نماز کو جاری رکھے اس پر کوئی اور شے نہیں لیکن اگر یقین ہو جائے کہ تکبیر نہیں کہی تو نماز کا اعادہ کرے اور اگر بحالت قیام شک ہو کہ رکوع کیا ہے یا نہیں تو رکوع کرے یہاں تک کہ اس کو رکوع کا یقین ہو جائے اگر رکوع میں ہے اور یاد آئے کہ اس نے رکوع کر لیا ہے تو بغیر رکوع سے سر اٹھائے سجدہ میں چلا جائے اور اگر ذکر جاری رہے اور رکوع سے سر اٹھائے پھر یاد آئے کہ اس نے رکوع کر لیا تھا تو نماز کا اعادہ کرے کیونکہ اس نے ایک رکعت زیادہ کر دی۔

اگر سجدہ میں شک ہو اور نہ جانے رکوع کیا ہے یا نہیں تو اپنی نماز جاری رکھے اس میں شک کا اعتبار نہ ہو۔ مگر جب یقین ہو جائے کہ رکوع نہیں کیا تو اس پر لازم ہے کہ اپنی نماز کی تکمیل کرے۔

اگر سجدہ میں ہو اور نہ جانے کہ دو سجدے کئے ہیں یا ایک تو آخری سجدہ کرے جب تک یقین نہ ہو کہ دو سجدے کر لئے ہیں اور اگر سجدے میں یاد آئے کہ دونوں سجدے کر لئے تو چاہیئے کہ نماز کا اعادہ کرے۔ کیونکہ اس نے اپنی نماز میں ایک سجدہ زائد کر دیا۔

اگر بحالت قیام شک ہو اور نہیں جانتا کہ ایک سجدہ کیا ہے یا دو، اس کو چاہیئے کہ نماز کو جاری رکھے اور کچھ نہیں کرنا اور اگر یقین ہو کہ اس نے ایک سجدہ کیا ہے تو اس پر صرف آخری سجدہ ہے۔

اگر قرأت کر رہا ہو اور یاد آئے کہ اس نے ایک سجدہ کیا ہے تو اس کو چاہیئے کہ دوسرا سجدہ کرے پھر کھڑا ہو اور قرأت کے بعد رکوع کرے اور اگر رکوع میں ہو اور یقین ہو جائے کہ سجدہ نہیں کیا مگر ایک یا کوئی بھی نہیں تو اپنی نماز کا اعادہ کرے۔

اور اگر سہو کرے اور دونوں رکعتوں میں تشہد سے پہلے کھڑا ہو جائے تو اسے چاہیئے کہ بیٹھ جائے اور تشہد پڑھے اور اگر رکوع میں نہیں گیا ہے تو کھڑا ہو اور اپنی نماز کو جاری رکھے اور کچھ نہ کرے اور اگر رکوع میں ہے اور یہ علم ہو گیا کہ تشہد نہیں پڑھا تو نماز کو پورا کرے اور بعد ختم نماز دو سجدہ سہو بجا لائے اور جب تک یقین نہ ہو شک کی صورت میں اور اس پر اور کچھ نہیں۔

اگر دو چار کے درمیان شک ہو اور نہ جانے دوسری ہے یا چوتھی۔ پس اگر ظن غالبا چار کا ہو تو سلام پڑھ کے نماز ختم کرے اگر ظن غالب دو پر ہو تو آخری دو رکعت بجا لائے اور اگر ظن مساوی ہو تو سلام پڑھے۔ پھر دو رکعت الحمد کے ساتھ کھڑے ہو کر پڑھے اگر دو رکعت پڑھ لی ہوں گی تو یہ دو رکعتیں چار رکعتوں کو پورا کر دیں گی اور چار رکعتیں پڑھی ہوں گی تو یہ دو رکعتیں نافلہ ہوں گی اور اگر دو تین میں شک ہے اور نہیں جانتا کہ دو پڑھی ہیں یا تین اگر ظن غالب دو کا ہو تو اسے چاہیئے کہ آخری دو رکعت پڑھ لے اور بس، اور اگر گمان تین کا ہو تو ایک رکعت پڑھے اور بس اور اگر ظن مساوی ہو اور یقین دو کا ہو تو ایک کھڑے ہو کر پڑھے پھر سلام پڑھ کر دو رکعت نماز بیٹھ کر بجا لائے اور ان میں صرف سورۂ حمد پڑھے پس

جو دو رکعتیں اس نے سلام پڑھنے کے لئے پہلے پڑھی ہیں وہ چار رکعت کو پورا کرنے والی ہوں گی اور جو رکعت اس نے بیٹھ کر پڑھی ہیں وہ نافلہ ہوں گی۔

اگر تین اور چار میں شک ہو اور نہ جانے تین پڑھی ہیں یا چار اور وہم تین کی طرف جائے تو ایک رکعت آخر میں اور پڑھے پھر سلام پڑھے اور اگر وہم چار کی طرف ہو تو سلام پڑھ کر ختم کرے اور اگر وہم تین اور چار میں مساوی ہو تو سلام پڑھ کر نماز تمام کرے اور پھر دو رکعت بیٹھ کر سورہ حمد کے ساتھ بجا لائے۔

پس اگر تین پڑھی ہوں گی تو ان دو رکعتوں میں ایک رکعت چار کو پورا کرے گی اور اگر چار پڑھی ہوں گی تو یہ دو رکعت نافلہ قرار پائیں گی۔

اور اگر چار اور پانچ میں شک ہو اور نہ جانے چار پڑھی ہیں یا پانچ، تو اگر وہم چار کا ہے تو سلام پڑھے اور پانچ کا ہے تو اعادۂ نماز کرے اور اگر وہم مساوی ہے تو شیطان کی رغم انف کے لئے دو سجدۂ سہو کرے۔

باب ۴۳

سہو کرنے والے کی نماز

۱۔ میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے کہا کہ عمار ساباطی نے آپ سے روایت کی ہے فرمایا کیا۔ میں نے کہا آپ نے اس سے کہا کہ سنت فریضہ ہے فرمایا کہاں خیال ہے اس کا کہاں خیال ہے اس کا۔ میں نے اس سے ایسا نہیں کہا۔ میں نے تو یہ کہا کہ جو شخص اس طرح نماز پڑھے کہ وسوسہ دل میں نہ آئے اور سہو عارض نہ ہو تو اس کی نماز قبول ہوگی اکثر اوقات نصف قابل قبول ہوتی ہے یا تہائی یا چوتھائی یا پانچواں حصہ، ہم کو حکم دیا گیا ہے کہ نماز واجب سے جو چھوٹ جائے اسے سنت سے پورا کر دو۔ (۴)

۲۔ فرمایا ابو جعفر علیہ السلام نے کہ بندہ کی نماز سے کم ہو جاتا ہے نصف، تہائی، چوتھائی یا پانچواں حصہ اور یہ واردات قلبی کی بنا پر ہوتا ہے ہمیں نماز نافلہ کا حکم اسی لئے دیا گیا ہے کہ نماز واجب میں جو کمی ہو جائے وہ اس سے پوری ہو جائے۔ (۴)

۳۔ ابو بصیر سے مروی ہے کہ ایک شخص نے ابو عبد اللہ سے کہا مجھے نماز میں سہو بہت ہوتا ہے فرمایا اس سے بچا ہوا کون ہے میں نے کہا مجھ سے زیادہ کثیر السہو کوئی نہ ہوگا۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ اے ابو محمدؐ بندہ کی نماز کا آدھا، تہائی، چوتھائی یا کم و بیش حصہ ناقابل قبول ہو ہی جاتا ہے۔ بقدر اس کے سہو کے لیکن وہ کمی نوافل سے پوری ہو جاتی ہے تو ایسی صورت میں نوافل کو ترک نہ کرنا چاہیئے۔ فرمایا نہیں۔ (ص)

۴۔ فرمایا دو اماموں میں سے کسی نے کہ تمہیں اپنی نماز کا وہی حصہ سمجھنا چاہیے جس میں حضورِ قلب رہا ہو اگر سب کی سب نماز وہم ہی وہم ہو یا ادا کرنے میں غفلت کی گئی ہو تو وہ نماز لپیٹ گئی اور وہ نمازی کے منہ پر ماردی جائے گی۔ (حسن)

۵۔ راوی نے کہا میں بھول گیا ہوں کہ میں نماز واجب پڑھ رہا ہوں یا نافلہ میں نے ایک رکعت پڑھ لی تب میں نے نافلہ کی نیت کی۔ فرمایا اگر نماز فریضہ کی نیت کے بعد شک ہو تو نماز فریضہ ہی ہوگی اور اگر تم نماز نافلہ پڑھ رہے ہو پھر وہ نماز نافلہ ہی ہے اگر فریضہ کی نیت کی تو وہ نافلہ ہی ہوگی اور اگر تم نماز فرض میں ہو اور تمہیں کوئی نماز نافلہ جس کو تم پڑھنا چاہتے تھے یاد آئی تو اسے صرف بطور فریضہ ہی پڑھو۔ (حسن)

﴿باب ۴۴﴾

(مايقطع الصلاة من الضحك والحدث والاشارة)
(والنسيان وغيرذلك)

١ ـ جماعة ، عن أحمدبن محمّدبن عيسى ، عن الحسين بن سعيد ، عن أخيه الحسن ، عن زرعة ، عن سماعة قال : سألته عن الضحك هل يقطع الصلاة ، قال : أمّا التبسّم فلا يقطع الصلاة وأمّا القهقهة فهي تقطع الصلاة .

ورواه أحمدبن محمّد ، عن عثمان بن عيسى ، عن سماعة .

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن الرّجل يصيبه الرّعاف وهو في الصلاة ، فقال : إن قدر على ماء عنده يميناً أو شمالاً أو بين يديه وهو مستقبل القبلة فليغسله عنه ثمّ ليصلّ ما بقي من صلاته وإن لم يقدر على ماء حتّى ينصرف بوجهه أو يتكلّم فقد قطع صلاته .

٣ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن صفوان بن يحيى ، عن عبد الرّحمن ابن الحجّاج قال : سألت أبا الحسن عليه السلام عن الرّجل يصيبه الغمز في بطنه وهو يستطيع أن يصبر عليه أيصلّي على تلك الحال أو لا يصلّي ؟ قال : فقال : إن احتمل الصبر ولم يخف إعجالاً عن الصلاة فليصلّ وليصبر .

٤ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ؛ ومحمّد بن الحسين ، عن محمّد بن إسماعيل بن بزيع ، عن منصور بن يونس ، عن أبي بكر الحضرميّ ، عن أبي جعفر وأبي عبدالله عليهما السلام أنّهما كانا يقولان : لا يقطع الصلاة إلّا أربعة : الخلاء والبول والرّيح والصوت

٥ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن محمّد بن عيسى ، عن يونس ، عن العلاء ، عن محمّد بن مسلم عن أحدهما عليهما السلام في الرّجل يمسّ أنفه في الصلاة فيرى دماً كيف يصنع أينصرف ؟ فقال : إن كان يابساً فليرم به ولا بأس .

٦ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن جميل بن درّاج ، عن زرارة عن أبي عبدالله عليه السلام قال : القهقهة لا تنقض الوضوء وتنقض الصلاة .

٧ ـ عنه ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّه سئل عن الرّجل يريد الحاجة وهو في الصلاة فقال : يومي برأسه ويشير بيده ويسبّح و المرأة إذا أرادت الحاجة وهي تصلّي تصفق بيدها .

٨ ـ عليّ بن محمّد ، عن سهل بن زياد ، عن محمّد بن الحسن بن شمّون ، عن عبدالله بن عبدالرّحمن الأصمّ ، عن مسمع أبي سيّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّ النبيّ صلى الله عليه وآله سمع خلفه فرقعة فرقع رجل أصابعه في صلاته فلمّا انصرف قال : النبيّ صلى الله عليه وآله : أما إنّه حظّه من صلاته

٩ ـ الحسين بن محمّد ، عن عبدالله بن عامر ، عن عليّ بن مهزيار ، عن فضالة ، عن العلاء ، عن محمّد بن مسلم قال : سألت أباجعفر عليه السلام عن الرّجل يأخذه الرعاف و القيء في الصلاة كيف يصنع ؟ قال : ينفتل فيغسل أنفه و يعود في صلاته فإن تكلّم فليعد صلاته وليس عليه وضوء .

١٠ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن الرّجل أيقطع صلاته شيء ممّا يمرّ بين يديه ؟ فقال : لا يقطع صلاة المسلم شيء ولكن ادرء ما استطعت ، قال : وسألته عن رجل رعف فلم يرق رعافه حتّى دخل وقت الصلاة قال : يحشو أنفه بشيء ثمّ يصلّي ولا يطيل إن خشي أن يسبقه الدّم ، قال : وقال إذا التفت في صلاة مكتوبة من غير فراغ فأعد الصلاة إذا كان الالتفات فاحشاً وإن كنت قد تشهّدت فلا تعد .

١١ ـ الحسين بن محمّد الأشعريّ ، عن عبدالله بن عامر ، عن عليّ بن مهزيار ، عن فضالة ، عن أبان ، عن سلمة بن أبي حفص ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّ عليّاً صلوات الله

عليه كان يقول: لايقطع الصلاة الرعاف ولاالقيىء ولا الدّم فمن وجد أزّاً فليأخذ بيد رجل من القوم من الصف فليقدّمه. يعني إذا كان إماماً.

١٢ ـ محمّد بن يحيى، عن محمّد بن الحسين، عن صفوان، عن العلاء، عن محمّد بن مسلم، عن أبي جعفر عليه السلام قال: سألته عن الرّجل يلتفت في الصلاة؟ قال: لا و لا ينقض أصابعه.

باب ۴۴

کیا نماز قطع ہو جاتی ہے ضحک حدث اشارہ و نسیان سے

۱۔ میں نے پوچھا کیا ہنسنے سے نماز قطع ہو جاتی ہے۔ فرمایا تبسم سے نہیں البتہ قہقہہ سے قطع ہو جاتی ہے۔ (موثق)

۲۔ میں نے پوچھا اگر نکسیر پھوٹ نکلے تو کیا ہو۔ فرمایا اگر آس پاس یا سامنے پانی ہو تو اسے دھولے درآنحالیکہ اس کا منہ قبلہ کی طرف رہے۔ دھونے کے بعد باقی نماز پوری کرلے اور اگر پانی نہ ہو تو رُخ بدلنے اور کلام کرنے سے نماز قطع ہو جائے گی۔ (حسن)

۳۔ پوچھا ایک شخص کے پیٹ میں نیزہ چبھا ہوا ہو اور اس پر صبر کی طاقت رکھتا ہو ایسی حالت میں نماز پڑھے یا نہیں۔ فرمایا اگر صبر کرسکتا ہے جلد نماز پڑھنے تک تو پڑھ لے۔ (ض)

۴۔ دونوں اماموں میں سے فرمایا نماز کو قطع نہ کرے سوائے چار صورتوں کے پاخانہ، پیشاب، ریح (ہلکے سے ریح نکلنا) یا بآواز بلند نکلنا۔ (ض)

۵۔ پوچھا اگر اثنائے نماز میں کوئی ناک کو چھوئے اور خون دیکھے تو کیا کرے فرمایا اگر خشک ہے تو چھڑا لے نماز میں کوئی حرج نہ ہوگا۔ (ص)

۶۔ فرمایا قہقہہ سے وضو نہیں ٹوٹتا البتہ نماز ختم ہو جاتی ہے۔ (حسن)

۷۔ فرمایا ایک شخص نماز میں اپنی کسی ضرورت کا اظہار چاہے تو اپنے سر سے یا اپنے ہاتھ سے اشارہ کرے یا سبحان اللہ کہے اور عورت اپنے ہاتھ کو مار کر ظاہر کرے۔

۸۔ فرمایا ابو عبداللہ علیہ السلام نے کہ حضرت رسولؐ خدا نے بحالت نماز کسی کو اپنے پیچھے انگلیاں چٹخاتے سنا۔ بعد نماز فرمایا اس عمل نے نماز کو فضیلت سے گرا دیا ہے۔ (ض)

۹۔ ایک شخص نے پوچھا اس کے متعلق جس کی نکسیر حالتِ نماز میں پھوٹے یا قے ہو جائے تو کیا کرے فرمایا اسے کپڑے سے صاف کر ڈالے اگر ممکن ہو تو ناک کو دھو ڈالے اور نماز کو جاری رکھے اور اگر کلام کر لیا ہے تو نماز کا اعادہ کرے دوبارہ وضو کی ضرورت نہیں۔ (صحیح)

۱۰۔ ایک شخص نے پوچھا کیا نماز قطع ہو جائے گی اگر کوئی چیز نمازی کے سامنے سے گزر جائے فرمایا مسلمان کی نماز کو کوئی شے قطع نہیں کرتی۔ لیکن ضرر پہنچانے والی شے سے جہاں تک ممکن ہو بچو۔ پھر پوچھا گیا اگر کسی کی نکسیر بند نہ ہو اور وقت نماز آجائے۔ فرمایا کسی چیز سے اپنی ناک صاف کرے اور نماز پڑھے۔ لیکن خون نکلنے کا خوف ہو تو نماز کو طول نہ دے اور فرمایا نماز واجب ختم کئے بغیر اگر کسی طرف متوجہ ہو تو نماز کا اعادہ کرے جبکہ وہ التفات بیہودہ ہو اور اگر تشہد پڑھ لیا ہے تو اعادہ کی ضرورت نہیں۔ (حسن)

۱۱۔ فرمایا ابو عبداللہ علیہ السلام نے کہ علی علیہ السلام نے فرمایا کہ نماز قطع نہیں ہوتی نکسیر، قے یا خون سے اگر بحیثیت پیش نماز ہونے کے کوئی تکلیف محسوس کرے تو جو لوگ پیچھے کھڑے ہوں ان میں سے ایک کا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھا دے۔ (مجہول)

۱۲۔ امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا گیا اس کے بارے میں جو بحالتِ نماز کسی طرف متوجہ ہو جائے۔ کیا یہ درست ہے فرمایا نہیں اور نہ یہ کہ اپنی انگلیاں چٹخائے۔ (صحیح)

﴿ باب ۴۵ ﴾

(التسليم على المصلي والعطاس في الصلاة)

١ ـ محمد بن يحيى، عن أحمد بن محمد، عن عثمان بن عيسى، عن سماعة، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: سألته عن الرَّجل يسلّم عليه وهو في الصلاة قال: يردُّ سلام عليكم ولا يقول: وعليكم السلام فإنَّ رسول الله صلى الله عليه وآله كان قائماً يصلّي فمرَّ به عمّار بن ياسر فسلّم عليه عمّار فردَّ عليه النبيُّ صلى الله عليه وآله هكذا.

٢ ـ عليُّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن حمّاد، عن الحلبيِّ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: إذا عطس الرَّجل في صلاته فليحمد الله.

٣ ـ محمد بن يحيى، عن أحمد بن محمد، عن ابن فضّال، عن معلّى أبي عثمان، عن أبي بصير، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: قلت له: أسمع العطسة وأنا في الصلاة فأحمد الله و

أصلّي على النبيّ صلى الله عليه وآله ؟ قال : نعم و إذا عطس أخوك وأنت في الصلاة فقل : الحمد لله و صلّ على النبيّ وإن كان بينك وبين صاحبك اليمّ صلّ على محمّد وآله .

باب ۴۵

نمازی کا جواب سلام دینا اور نماز میں چھینکنا

۱۔ میں نے سوال کیا اگر کوئی نماز میں سلام کرے۔ فرمایا سلام علیکم کہہ کر جواب سلام دے وعلیکم السلام نہ کہے کیونکہ رسول اللہ نماز پڑھ رہے تھے تو عمار ادھر سے گزرے اور سلام کیا۔ آنحضرت نے اسی طرح جواب سلام دیا۔ (موثق)

۲۔ جب نماز میں کسی کو چھینک آئے تو الحمد للہ کہے۔ (حسن)

۳۔ میں نے کہا نماز میں کسی کی چھینک سنوں تو الحمد للہ کہوں اور محمد و آل محمد پر درود بھیجوں۔ فرمایا ہاں جب تیرا بھائی چھینکے اور نماز میں ہو تو الحمد للہ صلی علی محمد و آل محمد اگرچہ تمہارے اور تمہارے بھائی کے درمیان دریا حائل ہو۔ (موثق)

﴿ باب ۴۶ ﴾

☆(المصلي يعرض له شيء من الهوام فيقتله)☆

١ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن حمّاد ، عن حريز ، عن محمّد بن مسلم قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الرّجل يكون في الصلاة فيرى الحيّة أو العقرب يقتلهما إن آذياه ؟ قال : نعم .

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد بن عثمان ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام في الرّجل يقتل البقّة والبرغوث والقملة و الذّباب في الصلاة أينقض صلاته ووضوءه ؟ قال : لا .

٣ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ؛ ومحمّد بن الحسين ، عن عثمان بن عيسى ، عن سماعة قال : سألته عن الرّجل يكون قائماً في الصلاة الفريضة فينسى كيسه أو متاعاً يتخوّف ضيعته أو هلاكه ؟ قال يقطع صلاته و يحرز متاعه ثمّ يستقبل الصلاة ،

قلت : فيكون في الفريضة فتفلّت عليه دابّة أو تفلّت دابّته فيخاف أن تذهب أو يصيب منها عنتاً فقال : لا بأس بأن يقطع صلاته .

٤ ـ الحسين بن محمّد ، عن عبدالله بن عامر ، عن عليّ بن مهزيار ، عن فضالة بن أيّوب ، عن أبان ، عن محمّد قال : كان أبوجعفر عليه السلام إذا وجد قمّلة في المسجد دفنها في الحصى .

٥ ـ محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عمّن أخبره ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا كنت في صلاة الفريضة فرأيت غلاماً لك قد أبق أو غريماً لك عليه مال أو حيّة تخافها على نفسك فاقطع الصلاة واتبع الغلام أو غريماً لك واقتل الحيّة .

باب ۴۶

نمازی موذی جانور کو نماز میں مار ڈال سکتا ہے

۱۔ میں نے پوچھا اس شخص کے بارے میں جو بحالت نماز سانپ یا بچھو کو دیکھے۔ اگر اذیت کا اندیشہ ہو تو کیا اسے قتل کر دے۔ فرمایا ہاں۔ (ص)

۲۔ پوچھا ابو عبداللہ علیہ السلام سے اس کے بارے میں جو نماز میں پسّو، مچھر، کھٹمل یا مکھی مار ڈالے کیا اس سے نماز ناقص ہو جاتی ہے اور وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ فرمایا نہیں۔ (حسن)

۳۔ میں نے کہا ایک شخص نماز فریضہ پڑھ رہا ہے اور اپنا تھیلا اور سامان بھول جاتا ہے جس کے ضائع ہونے یا ہلاک ہونے کا خوف ہوتا ہے، فرمایا نماز کو قطع کرے۔ میں نے کہا اگر وہ نماز فریضہ ہو۔ اس پر کوئی چوپایہ حملہ کرے یا اس کا چوپایہ بھاگ جائے یا اس کے بھاگ جانے کا خوف ہو یا کسی مصیبت میں پھنسنے کا خوف ہو، فرمایا کچھ حرج نہیں اگر وہ نماز قطع کر دے۔ (موثق)

۴۔ فرمایا مسجد میں اگر کوئی جوں دیکھے تو سنگریزوں کے اندر اسے دبا دے۔ (موثق)

۵۔ فرمایا جب تم فریضہ نماز پڑھ رہے ہو اور دیکھو کہ تمہارا غلام بھاگ رہا ہے یا تمہارا مال لے جاتا ہے یا سانپ کے حملے کا خوف ہے تو نماز کو قطع کرو اور غلام کے پیچھے جاؤ، مال کو بچاؤ اور سانپ کو مارو۔

﴿باب﴾

☆(بناء المساجد ومايؤخذ منها والحدث فيها من النوم وغيره)☆

١ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن هشام بن الحكم ، عن أبي عبيدة الحذّاء ؛ قال : سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول : من بنى مسجداً بنى الله له بيتاً في الجنّة ، قال : أبوعبيدة فمرّ بي أبو عبدالله عليه السلام في طريق مكّة وقد سوّيت بأحجار مسجداً فقلت له : جعلت فداك نرجو أن يكون هذا من ذلك فقال : نعم .

٢ ـ عليّ بن محمّد ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر ، عن أبان بن عثمان ، عن أبي الجارود قال : سألت أبا جعفر عليه السلام عن المسجد يكون في البيت فيريد أهل البيت أن يتوسّعوا بطائفة منه أو يحوّلوه إلى غير مكانه قال : لا بأس بذلك قال : و سألته عن المكان يكون خبيثاً ثمّ ينظّف و يجعل مسجداً قال : يطرح عليه من التّراب حتّى يواريه فهو أطهر .

٣ ـ محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن صفوان ، عن العيص قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن البيع و الكنايس هل يصلح نقضهما لبناء المساجد ؟ فقال : نعم .

٤ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد بن عثمان ، عن الحلبيّ قال : سئل أبو عبدالله عليه السلام عن المساجد المظلّلة أيكره الصّلاة فيها ؟ قال : نعم ولكن لا يضرّكم اليوم ولو قد كان العدل لرأيتم كيف يصنع في ذلك قال : و سألته أيعلق الرّجل السّلاح في المسجد ؟ قال : نعم وأمّا في المسجد الأكبر فلا فإنّ جدّي نهى رجلاً يبري مشقصاً في المسجد .

٥ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن محبوب ، عن عبدالرّحمن بن الحجّاج ، عن جعفر بن إبراهيم ، عن عليّ بن الحسين صلوات الله عليهما قال : قال رسول الله صلّى الله عليه وآله : من سمعتموه ينشد الشّعر في المساجد ؟ فقولوا فضّ الله فاك إنّما

نصبت المساجد للقرآن .

٦ ـ الحسن بن عليّ العلويّ ، عن سهل بن جمهور ، عن عبدالعظيم بن عبدالله العلويّ ، عن الحسن بن الحسين العرنيّ ، عن عمرو بن جميع قال : سألت أبا جعفر عليه السلام عن الصّلاة في المساجد المصوّرة فقال : أكره ذلك و لكن لا يضرّكم ذلك اليوم ولو قد قام العدل رأيتم كيف يصنع في ذلك .

٨ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن محمّد بن عيسى ، عن يونس ، عن العلاء ، عن محمّد بن مسلم ، عن أحدهما عليهما السلام قال : نهى رسول الله صلى الله عليه وآله عن سلّ السّيف في المسجد وعن برىء النّبل في المسجد قال : إنّما بني لغير ذلك .

٧ ـ عليّ بن محمّد ، عن سهل بن زياد ، عن محمّد بن الحسن بن شمّون ، عن عبدالله ابن عبدالرّحمن ، عن مسمع أبي سيّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : نهى رسول الله صلى الله عليه وآله عن رطانة الأعاجم في المساجد .

٩ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن فضالة بن أيّوب ، عن رفاعة بن موسى قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الوضوء في المسجد فكرهه من الغائط و البول .

١٠ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن محمّد بن عيسى ، عن يونس ، عن معاوية بن وهب قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن النّوم في المسجد الحرام ومسجد النّبيّ صلى الله عليه وآله ، قال : نعم فأين ينام النّاس .

١١ ـ عنه ، عن أبيه ، عن حمّاد ، عن حريز ، عن زرارة بن أعين قال : قلت لأبي جعفر عليه السلام : ما تقول في النّوم في المساجد ؟ فقال : لا بأس به إلّا في المسجدين مسجد النّبيّ صلى الله عليه وآله والمسجد الحرام ، قال : و كان يأخذ بيدي في بعض اللّيل فيتنحّى ناحية ثمّ يجلس فيتحدّث في المسجد الحرام فربّما نام ونمت ، فقلت له في ذلك فقال : إنّما يكره أن ينام في المسجد الحرام الّذي كان على عهد رسول الله صلى الله عليه وآله فأمّا النّوم في هذا الموضع فليس به بأس .

١٢ ـ جماعة ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن محمّد بن مهران الكرخيّ ،

عن عبدالله بن سنان ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قلت له : الرّجل يكون في المسجد في الصّلاة فيريد أن يبزق ؟ فقال : عن يساره و إن كان في غير صلاة فلا يبزق حذاء القبلة ويبزق عن يمينه ويساره .

١٣ ـ الحسين بن محمّد ، عن عبد الله بن عامر ، عن عليّ بن مهزيار قال : رأيت أبا جعفر الثّاني عليه السلام يتفل في المسجد الحرام فيما بين الرّكن اليمانيّ والحجر الأسود ولم يدفنه .

١٤ ـ الحسين بن محمّد رفعه ، عن ابن أبي عمير ، عن بعض أصحابه قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : إنّي لأكره الصّلاة في مساجدهم فقال : لا تكره فما من مسجد بني إلّا على قبر نبيّ أو وصيّ نبيّ قتل فأصاب تلك البقعة رشّة من دمه فأحبّ الله أن يذكر فيها فأدّ فيها الفريضة والنّوافل واقض فيها مافاتك .

١٥ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن حمّاد بن عيسى ، عن الحسين بن المختار، عن أبي أسامة زيد الشحّام قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : قول الله عزّ وجلّ : «لا تقربوا الصّلوة وأنتم سكارى » ؟ فقال : سكر النّوم .

١٦ ـ جماعة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن فضالة ابن أيّوب ، عن ابن سنان ، عن عمر بن يزيد ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : ليس يرخّص في النّوم في شيء من الصّلاة .

باب ۱۴

بنائے مساجد اور کیا وہاں سے لیا جائے اور میں حدث اور نوم

۱۔ فرمایا جو کوئی مسجد بنائے اللہ جنت میں اس کے لئے گھر بناتا ہے ابو عبیدہ نے کہا کہ حضورؑ مکہ کے راستہ میں تھے۔ میں نے پتھروں سے ایک مسجد بنائی اور حضرت سے کہا میں آپ پر فدا ہوں کیا اس کا شمار بھی مساجد میں ہوگا۔ فرمایا ہاں۔ (حسن)

۲۔ میں نے اس مسجد کے بارے میں جو گھر میں ہو اور گھر والے اس کی توسیع چاہیں یا کسی دوسری جگہ بدلنا چاہتے ہوں، فرمایا کوئی مضائقہ نہیں، پوچھا اگر وہ جگہ ناپاک ہو تو کیا پاک صاف کر کے مسجد بنا سکتے ہیں۔ فرمایا اتنی مٹی ڈال جائے

کہ پلید گی چھپ جائے اس کے بعد وہ طاہر ہے۔ (ضعیف)

۳۔ میں نے کہا یہودیوں اور نصرانیوں کے عبادت خانے ڈھا کر مسجد بنانا درست ہے، فرمایا ہاں

۴۔ میں نے پوچھا کوئی شخص مسجد میں ہتھیار لٹکا سکتا ہے۔ فرمایا ہاں لیکن مسجد اکبر (مسجد الحرام) یا بعض کے نزدیک جامع مسجد میں نہیں۔ میرے دادا علیہ السلام نے منع کیا تھا ایک شخص کو کہ وہ مسجد میں ترکش سے تیر نکال کر رکھے (حسن)

۵۔ پوچھا گیا سایہ دار مسجد میں کیا نماز پڑھنا مکروہ ہے فرمایا ہاں لیکن اس زمانہ میں نقصان رساں نہیں اگر عدل کی صورت ہوتی تو اس بارہ میں سوچا جاتا۔

۶۔ فرمایا علی بن الحسین علیہ السلام نے کہ رسول اللہ نے فرمایا اگر تم کسی کو مسجد میں شعر باطل پڑھتے سنو تو اس سے کہو اللہ تیرا منہ توڑے، مسجد قرآن پڑھنے کے لئے بنائی گئی ہے۔

۷۔ میں نے پوچھا ایسی مسجد میں نماز پڑھنے سے متعلق جن میں تصویریں ہوں۔ فرمایا مکروہ ہے لیکن اس زمانہ میں پڑھ لی جائے کیونکہ عدل نہیں اگر ہوتا تو دیکھتے کیا کیا ہوتا۔ (ضعیف)

۸۔ فرمایا کہ حضرت رسول اللہ نے منع فرمایا ہے مسجد میں تلوار کھینچنے یا ترکش سے تیر نکالنے کو کیونکہ مسجد تو اور باتوں کے لئے بنائی گئی ہے۔ (م)

۹۔ فرمایا حضرت نے رسول اللہ نے مسجد میں ایسا کلام کرنے سے منع کیا ہے جسے عام لوگ نہ سمجھ سکیں۔ (صحیح)

۱۰۔ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا وضو کرنے کے لئے مسجد میں، حضرت نے فرمایا جبکہ پیشاب پاخانہ کے بعد ہو تو مکروہ ہے۔ (م)

۱۱۔ میں نے پوچھا مسجد الحرام اور مسجد نبی میں سونے کے متعلق فرمایا۔ ہاں ورنہ پھر لوگ کہاں سوتے۔ (م)

توضیح ۔ اکثر احادیث اس پر دال ہیں کہ ان مساجد میں سونا مکروہ ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث میں سائل کا سوال عہد رسولؐ سے متعلق تھا جبکہ نگھرے مسلمان مسجد رسولؐ میں پڑے رہتے تھے۔

۱۲۔ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا۔ آپؑ کیا فرماتے ہیں مساجد میں سونے کے متعلق، فرمایا کوئی مضائقہ نہیں سوائے دو مسجدوں کے، مسجد النبیؐ اور مسجد الحرام۔ زرارہ کہتے ہیں حضرت بعض راتوں میں میرا ہاتھ پکڑ کر ایک طرف لے جاتے تھے پھر مسجد الحرام میں بیٹھ کر باتیں کرتے اور بسا اوقات آپؑ بھی سو جاتے اور میں بھی، میں نے اس کے متعلق حضرت سے سوال کیا مکروہ تھا اس مسجد میں سونا جو عہد رسولؐ میں تھی اب رہا مسجد الحرام کا معاملہ تو اس جگہ سونے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ (حسن)

۱۳۔ میں نے پوچھا ایک شخص کو جو مسجد میں ہے۔ اگر تھوکنے کی ضرورت پیش آئے تو کیا کرے۔ فرمایا اگر نماز میں ہے تو بائیں طرف تھوکے۔ اور اگر نماز میں ہے تو قبلہ کی طرف نہ تھوکے بلکہ داہنے بائیں تھوکے۔ (مرسل)

۱۴۔ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کو دیکھا کہ انھوں نے مسجد الحرام میں رکن اور حجر اسود کے درمیان تھوکا اور اسے

مٹایا نہیں (یہ امر صرف اثبات جواب کے جواز کے لئے تھا۔ (۴)

۱۵۔ میں نے حضرت سے کہا میں مخالفوں کی مسجد میں نماز پڑھنا مکروہ جانتا ہوں۔ فرمایا مکروہ نہ جانو کوئی مسجد نہیں بنائی گئی مگر کسی نبی وصیِ نبی کی جو مقتول ہوگا وہاں قبر ہوگی اور اس کا خون وہاں گرا ہوگا۔ پس خدا کو یہ پسند ہے کہ وہاں اس کا ذکر ہو۔ پس نماز واجب نافلہ اور قضا وہاں پڑھو۔ (مرفوع)

توضیح:۔ مراد ان مساجد سے بلاد مخصوصہ کی مساجد ہیں ورنہ عام مساجد کی تعداد بہت زیادہ ہے اور انبیاء اور اوصیائے انبیاء جو مقتول ہوئے ان کی تعداد بہت کم ہے۔

۱۶۔ میں نے اس آیت کا مطلب پوچھا بحالت سکر نماز کے قریب نہ جاؤ۔ فرمایا مراد ہے سکر النوم (بظاہر اس سے مراد ہے کہ سکر النوم بھی اس میں شامل ہے۔ (موثّق)

۱۷۔ فرمایا حضرت نے بحالت نوم نماز کے کسی حصہ کی اجازت نہیں۔ (ص)

﴿باب ۴۸﴾

۞(فضل الصلاة في الجماعة)۞

١ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه، عن ابن أبي عمير ، عن عمر بن أُذينة ، عن زرارة قال : قلت لأبي عبدالله عَلَيْهِ السَّلَامُ : ما يروي النّاس أنَّ الصّلاة في جماعة أفضل من صلاة الرَّجل وحده بخمس وعشرين صلاة ؟ فقال : صدقوا ، فقلت : الرَّجلان يكونان جماعة ؟ فقال : نعم ويقوم الرَّجل عن يمين الإمام .

٢ ـ جماعة ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن حمّاد بن عيسى ، عن محمّد بن يوسف ، عن أبيه قال : سمعت أباجعفر عَلَيْهِ السَّلَامُ يقول : إنَّ الجهني أتى النبيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ فقال : يا رسول الله إنّي أكون في البادية ومعي أهلي وولدي وغلمتي فأُؤذّن وأُقيم وأُصلّي بهم أفجماعة نحن ؟ فقال : نعم فقال : يا رسول الله إنَّ الغلمة يتبعون قطر السّحاب وأبقى أنا وأهلي وولدي فأُؤذّن وأُقيم وأُصلّي بهم فجماعة نحن ؟ فقال : نعم ، فقال : يا رسول الله فإنَّ ولدي يتفرَّقون في الماشية وأبقى أنا وأهلي فأُؤذّن وأُقيم وأُصلّي بهم أفجماعة أنا ؟ فقال : نعم ، فقال : يا رسول الله إنَّ المرأة تذهب في مصلحتها فأبقى أنا وحدي فأُؤذّن وأُقيم فأُصلّي أفجماعة أنا ؟ فقال : نعم المؤمن وحده جماعة .

٣ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن النّوفليّ ، عن السّكونيّ ، عن أبي عبدالله ، عن أبيه عليهما السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : من صلّى الخمس في جماعة فظنّوا به خيراً .

٤ ـ جماعة ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن محمّد بن سنان ، عن إسحاق ابن عمّار قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : أما يستحيي الرّجل منكم أن تكون له الجارية فيبيعها فتقول : لم يكن يحضر الصّلاة .

٥ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ و محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان جميعاً ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن زرارة قال : كنت جالساً عند أبي جعفر عليه السلام ذات يوم إذ جاءه رجلٌ فدخل عليه فقال له : جعلت فداك إنّي رجلٌ جار مسجد لقومي فإذا أنا لم اُصلّ معهم وقعوا فيّ وقالوا : هو هكذا وهكذا ، فقال : أمّا لئن قلت ذاك لقد قال أمير المؤمنين صلوات الله عليه : من سمع النّداء فلم يجبه من غير علّة فلاصلاة له ، فخرج الرّجل فقال له : لاتدع الصّلاة معهم وخلف كلّ إمام فلمّا خرج قلت له : جعلت فداك كبر عليّ قولك لهذا الرّجل حين استفتاك فإن لم يكونوا مؤمنين ؟ قال : فضحك عليه السلام ثمّ قال : ما أراك بعد إلّا ههنا يا زرارة فأيّة علّة تريد أعظم من أنّه لايأتمّ به ثمّ قال : يا زرارة أما تراني قلت : صلّوا في مساجدكم وصلّوا مع أئمّتكم .

٦ ـ حمّاد ، عن حريز ، عن زرارة ؛ والفضيل قالا : قلنا له الصّلوات في جماعة فريضة هي ؟ فقال : الصّلوات فريضة وليس الاجتماع بمفروض في الصّلاة كلّها و لكنّها سنّة ومن تركها رغبة عنها وعن جماعة المؤمنين من غير علّة فلاصلاة له .

٧ ـ الحسين بن محمّد الأشعريّ ، عن معلّى بن محمّد ، عن الوشّاء ، عن المفضل بن صالح ، عن جابر ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : قال : ليكن الّذين يلون الإمام اُولي الأحلام منكم و النّهى فإن نسي الإمام أو تعايا قوّموه و أفضل الصّفوف أوّلها و أفضل أوّلها مادنا من الإمام و فضل صلاة الجماعة على صلاة الرّجل فذّاً خمس و عشرون درجة في الجنّة .

٨ ـ محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن ابن أبي عمير ، عن حفص بن البختري ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : يحسب لك إذا دخلت معهم و إن لم تقتد بهم مثل

مایحسب لك إذا كنت مع من تقتدي به

باب ۴۸

فضیلت نماز باجماعت

۱۔ میں نے کہا لوگ کہتے ہیں کہ تنہا نماز سے جماعت کی نماز پچیس گنا زیادہ ثواب رکھتی ہے فرمایا انھوں نے سچ کہا۔ کیا دو آدمیوں سے بھی جماعت ہو جاتی ہے فرمایا ہاں، دوسرا آدمی امام کے داہنی طرف کھڑا ہو۔ (حسن)

۲۔ میں نے حضرت باقر علیہ السلام سے سنا کہ ایک جہنی حضرت رسولؐ خدا کے پاس آیا اور کہا یا رسولؐ اللہ میں جنگل میں رہتا ہوں اور میرے ساتھ میری بی بی اور میری اولاد اور میرے غلام رہتے ہیں۔ میں اذان دیتا ہوں اور اقامت کہہ کر ان کے ساتھ نماز پڑھتا ہوں کیا ہم جماعت کا ثواب پاتے ہیں فرمایا بے شک، میں نے کہا یا رسول اللہ میرے غلام ہلکی بوندوں میں چل دیتے ہیں میری بی بی اور بچے رہ جاتے ہیں میں اذان و اقامت کے بعد نماز پڑھتا ہوں تو یہ ہماری جماعت ہو جاتی ہے۔ فرمایا ہاں۔ میں نے کہا لڑکے بھی چل دیتے ہیں اور میں اور میری بی بی رہ جاتے ہیں میں ان کے ساتھ نماز پڑھتا ہوں کیا جماعت ہوگی۔ فرمایا ہاں۔ اس نے کہا یا رسولؐ اللہ عورت بھی اپنے کام کاج میں لگ جاتی ہے تو اذان و اقامت کہہ کر نماز پڑھ لیتا ہوں فرمایا ہاں مومن اکیلا بھی جماعت ہے۔ (مجہول)

۳۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا جو پانچوں نمازیں جماعت سے پڑھے تو اس کے متعلق اچھا گمان رکھو۔ (ض)

۴۔ کیا تم میں وہ شخص حیا نہیں کرتا جس کی کنیز ہو اور جب وہ اسے بیچے تو کہے یہ شخص نماز جماعت میں شریک نہیں ہوتا

۵۔ میں ایک دن امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ ایک شخص نے حاضر ہو کر کہا کہ میں اپنی قوم کی ایک مسجد کے قریب رہتا ہوں چونکہ ان کے ساتھ نماز نہیں پڑھتا ۔ وہ مجھ سے جھگڑا کرتے ہیں اور ایسا ایسا کہتے ہیں امیر المومنینؑ نے فرمایا ہے جو اذان کی آواز سنے اور بے سبب اس کا جواب نہ دے تو اس کی نماز نہیں ہوتی۔ جب وہ چلا تو حضرتؑ نے اس سے فرمایا ان کے ساتھ نماز پڑھنی نہ چھوڑو اور ان کے ہر امام کے پیچھے پڑھ لو جب وہ چلا گیا تو میں نے کہا آپؑ کا یہ جواب مجھ پر شاق گزرا۔ چاہے وہ مومن نہ ہوں تو بھی ان کے ساتھ پڑھ لے۔ یہ سن کر حضرت ہنسے اور فرمایا میں نے سوائے اس جگہ کے تم کو فہم سے دور نہیں پایا۔ کیا سبب کہ تم نے اس بات کو برا جانا کہ اس کے ساتھ اقتدا نہ کی جائے کیا تم نے غور نہیں کیا کہ میں نے کہا کہ اپنی مساجد میں پڑھو اور اپنے آئمہ کے پیچھے، مطلب یہ ہے کہ جو کچھ کہا گیا وہ تقیہ کی صورت تھی۔ (حسن)

۶۔ زرارہ اور فضیل نے امام سے پوچھا کیا جماعت فرض ہے۔ فرمایا فرض نہیں سنت ہے جو کوئی اس سے رغبت کو ترک کرے اور بے وجہ جماعت مومنین میں شامل نہ ہو اس کی نماز صحیح نہیں۔ (حسن)

۷۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا امام سے قریب صاحبان عقل و فہم ہوں تاکہ اگر امام بھول جائے یا غلطی کر جائے تو اسے بتا دیں۔ صفوں میں افضل صفِ اوّل ہے اور پہلی میں وہ جگہ جو امام سے قریب ہو اور فرادیٰ نماز پر نماز جماعت کو فضیلت ہے جنت میں نماز جماعت سے پڑھنے والوں کے پچیس درجے زیادہ ہوں گے داہنی طرف کے حصہ کو بائیں پر وہی فضیلت ہے جو جماعت کو فرادیٰ پر ہے۔ (ض)

۸۔ فرمایا حضرت نے جب شریک جماعت ہو تو اگرچہ ان کے ساتھ اقتدا نہ ہو۔ مگر ایسے رہو گویا ان کے ساتھ اقتدا ہے

باب ۴۹

(الصلاة خلف من لا يقتدى به)

١ ـ محمّد بن يحيى العطّار، عن أحمد بن محمّد، عن الحسن بن عليّ بن فضّال، عن ابن بكير، عن زرارة قال: قلت لأبي عبدالله عليه السلام: أكون مع الامام فأفرغ من القراءة قبل أن يفرغ قال: ابق آية ومجّد الله واثن عليه فإذا فرغ فاقرء الآية واركع.

٢ ـ عنه، عن أحمد، عن عبدالله بن محمّد الحجّال، عن ثعلبة، عن زرارة قال: سألت أباجعفر عليه السلام عن الصّلاة خلف المخالفين فقال: ماهم عندي إلّا بمنزلة الجدر.

٣ ـ محمّد بن إسماعيل، عن الفضل بن شاذان، عن صفوان، عن إسحاق بن عمّار، عمّن سأل أباعبدالله عليه السلام قال: اُصلّي خلف من لا أقتدي به فإذا فرغت من قرائتي ولم يفرغ هو؟ قال: فسبّح حتّى يفرغ.

٤ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن حمّاد بن عثمان، عن الحلبيّ عن أبي عبدالله عليه السلام قال: إذا صلّيت خلف إمام لا تقتدي به فاقرأ خلفه سمعت قرائته أو لم تسمع.

٥ ـ عليّ بن محمّد، عن سهل بن زياد، عن عليّ بن مهزيار، عن أبي عليّ بن راشد قال: قلت لأبي جعفر عليه السلام: إنّ مواليك قد اختلفوا فاُصلّي خلفهم جميعاً؟ فقال: لا تصلّ

إلّا خلف من تثق بدينه ، ثمّ قال : ولي موال ؟ فقلت : أصحاب ، فقال مبادراً قبل أن أستتمّ ذكرهم : لا ، يأمرك عليّ بن حديد بهذا ـ أوهذا ممّا يأمرك به عليّ بن حديد ـ فقلت : نعم .

٦ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد ، عن حريز ، عن زرارة قال : قلت لأبي جعفر عليه السلام : إنّ أناساً رووا عن أميرالمؤمنين صلوات الله عليه أنّه صلّى أربع ركعات بعد الجمعة لم يفصل بينهنّ بتسليم ؟ فقال : يازرارة إنّ أميرالمؤمنين عليه السلام صلّى خلف فاسق فلمّا سلّم و انصرف قام أمير المؤمنين صلوات الله عليه فصلّى أربع ركعات لم يفصل بينهنّ بتسليم فقال له رجلٌ إلى جنبه : يا أبا الحسن صلّيت أربع ركعات لم تفصل بينهنّ ؟ فقال : إنّها أربع ركعات مشبّهات وسكت . فوالله ما عقل ماقال له .

٧ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن حديد ، عن جميل بن درّاج ، عن حمران بن أعين قال : قلت لأبي جعفر عليه السلام : جعلت فداك إنّا نصلّي مع هؤلاء يوم الجمعة وهم يصلّون في الوقت فكيف نصنع ؟ فقال : صلّوا معهم فخرج حمران إلى زرارة فقال له : قد أمرنا أن نصلّي معهم بصلاتهم فقال زرارة : مايكون هذا إلّا بتأويل فقال له حمران : قم حتّى تسمع منه ، قال : فدخلنا عليه فقال له زرارة : جعلت فداك إنّ حمران زعم أنّك أمرتنا أن نصلّي معهم فأنكرت ذلك فقال لنا : كان عليّ بن الحسين صلوات الله عليهما يصلّي معهم الركعتين فإذا فرغوا قام فأضاف إليهما ركعتين .

باب ۴۹

اس کے پیچھے پڑھنا جس کی اقتدا نہ ہو

۱۔ میں نے کہا اگر میں امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہوں اور میری قرأت اس کی قرأت ختم ہونے سے پہلے ختم ہو جائے تو کیا ہو فرمایا ایک آیت باقی رکھو اللہ کی حمد و ثنا کرو، جب وہ پڑھ لے تو تم یہ آیت پڑھ کر رکوع میں چلے جاؤ۔ (موثق)

۲۔ میں نے پوچھا اس نماز کے متعلق جو مخالفین کے پیچھے پڑھی جائے۔ فرمایا وہ لوگ میرے نزدیک بمنزلہ دیواروں کے ہیں۔ (صحیح)

۳۔ راوی نے کہا اگر میں ایسے شخص کے پیچھے پڑھوں جس سے اقتدا نہیں تو جب میری قرأت ختم ہو جائے تو کیا کروں فرمایا اس کے فارغ ہونے تک سبحان اللہ کہو۔ (مرسل)

۴۔ فرمایا جب تم ایسے پیش نماز کے پیچھے نماز پڑھو جس کی اقتدا نہ ہو تو اس کی قرأت سنو یا نہ سنو، خود قرأت کرو۔ (حسن)

۵۔ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے کہا آپؑ کے موالی میں اختلاف پیدا ہو گیا ہے تو کیا ان سب کے پیچھے نماز پڑھوں فرمایا، صرف ان کے پیچھے جن کے دین پر تم کو اعتماد ہو، میرے کچھ پیرو ہیں میں نے کہا۔ اصحاب، قبل اس کے کہ ان کا ذکر تمام ہونے کے۔ فرمایا کیا علی بن حدید نے تم سے ایسا ایسا نہیں کہا اور اسی کا تم کو علی بن حدید نے حکم دیا ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ (حسن)

۶۔ میں نے امام باقر علیہ السلام سے کہا کہ لوگ امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے چار رکعت نماز بعد جمعہ پڑھیں اور ان کے درمیان سلام پڑھ کر انھیں جدا نہ کیا۔ فرمایا اے زرارہ (تقیۃً) حضرتؑ نے فاسق کے پیچھے نماز جمعہ پڑھی۔ جب وہ سلام پڑھ کر ہٹ گیا تو آپؑ نے چار رکعت ظہر کی اور ان کے درمیان سلام کا فاصلہ نہ دیا۔ ایک شخص نے کہا کیا آپؑ بھی چار رکعت ایسے ہی پڑھتے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا وہ چار رکعت مشبہات ہیں یہ ایسا جواب تھا کہ محقق تو سمجھ سکتے تھے معترض نہ سمجھ پایا (چونکہ مخالفوں کی وجہ سے زیادہ تصریح کا موقع نہ تھا لہٰذا گول مول جواب دے کر آپؑ خاموش ہو گئے) (حسن)

۷۔ میں نے یہ واقعہ امام محمد باقر علیہ السلام سے بیان کیا اور کہا۔ ہم مخالفوں کے ساتھ نماز جمعہ پڑھتے ہیں اور وہ وقت پہ نماز پڑھتے ہیں لوگوں نے کہا ان کے ساتھ پڑھ لو، حمران زرارہ کے پاس آئے اور کہا کہ ہمیں ان کے ساتھ نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے زرارہ نے کہا میں آپ پہ فدا ہوں یہ بات بغیر تاویل کے نہیں ہو سکتی۔ حمران نے کہا۔ اٹھو اور ان سے جا کر سن لو ہم ان کے پاس گئے زرارہ نے کہا میں آپ پہ فدا ہوں حمران کا خیال یہ ہے کہ آپ نے ان لوگوں کے ساتھ ہم کو نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ میں نے انکار کیا۔ فرمایا علی بن الحسین علیہ السلام ان کے ساتھ دو رکعت نماز جمعہ پڑھتے تھے اور جب وہ ختم کر دیتے تو اسی سلسلے کی دو رکعت اور پڑھتے تاکہ نماز ظہر پوری ہو جائے۔ (ضعیف)

توضیح: خلفائے جور کے زمانے میں ہمارے آئمہ کو بڑی مشکلات کا سامنا تھا اگر ان کے پیچھے نہ پڑھتے بالخصوص نماز جمعہ تو گردن زدنی قرار پاتے۔ لہٰذا تقیہ پڑھتے تھے چونکہ امام منصوص من اللہ سے آگے کھڑے ہونے والے کی نماز باطل ہو جاتی ہے لہٰذا امام کا موقف درست تھا ان کے پیچھے کھڑا ہونا ایسا تھا جیسے کسی ستون کے پیچھے کھڑے ہو کر پڑھنا، نماز جمعہ میں یہ صورت ہوتی تھی کہ ہمارے آئمہ ظہر کی نیت کرتے تھے اور جب وہ نماز ختم کر دیتا تھا تو بغیر سلام پڑھے کھڑے ہو جاتے اور تیسری رکعت شروع کر دیتے یوں چار رکعت پڑھتے۔

«باب»[٥]

(من تكره الصلاة خلفه والعبد يؤمّ القوم ومن أحقّ أن يؤمّ)

١ ـ جماعة ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن فَضالة بن أيّوب ، عن الحسين بن عثمان ، عن ابن مسكان ، عن أبي بصير ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : خمسة لا يؤمّون النّاس على كلّ حال : المجذوم والأبرص والمجنون وولد الزّنا والأعرابي .

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن النّوفليّ ، عن السّكونيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال أمير المؤمنين صلوات الله عليه : لا يؤمّ المقيّد المطلقين ولا يؤمّ صاحب الفالج الأصحّاء ولا صاحب التيمّم المتوضّين ولا يؤمّ الأعمى في الصحراء إلّا أن يوجّه إلى القبلة .

٣ ـ و بهذا الإسناد في رجلين اختلفا فقال أحدهما : كنت إمامك وقال الآخر : أنا كنت إمامك فقال : صلاتهما تامّة ، قلت : فإن قال كلّ واحد منهما : كنت أئتمّ بك ؟ قال : صلاتهما فاسدة وليستأنفا .

٤ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد ، عن حريز ، عن زرارة ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : قلت له : الصلاة خلف العبد ؟ فقال : لا بأس به إذا كان فقيهاً ولم يكن هناك أفقه منه ، قال : قلت أُصلّي خلف الأعمى ؟ قال : نعم إذا كان له من يسدّده و كان أفضلهم ، قال : و قال أمير المؤمنين عليه السلام : لا يصلّينّ أحدكم خلف المجذوم و الأبرص و المجنون والمحدود وولد الزّنا والأعرابي لا يؤمّ المهاجرين .

٥ ـ عليّ بن محمّد وغيره ، عن سهل بن زياد ، عن ابن محبوب ، عن ابن رئاب ، عن أبي عبيدة قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن القوم من أصحابنا يجتمعون فتحضر الصلاة فيقول بعضهم لبعض : تقدّم يا فلان فقال : إنّ رسول الله صلى الله عليه وآله قال : يتقدّم القوم أقرأهم للقرآن فإن كانوا في القراءة سواء فأقدمهم هجرة فإن كانوا في الهجرة سواء فأكبرهم سنّاً فإن كانوا في السنّ سواء فليؤمّهم أعلمهم بالسنّة وأفقههم في الدّين ولا يتقدّمنّ أحدكم الرّجل في منزله ولا صاحب [ا]لسلطان في سلطانه .

٦ - عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عبدالله بن المغيرة ، عن غياث بن إبراهيم ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لا بأس بالغلام الّذي لم يبلغ الحلم أن يؤمّ القوم و أن يؤذّن .

باب ۵۰

کس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے کیا غلام پیش نماز ہو سکتا ہے حقدار کون ہے

۱۔ فرمایا پانچ شخص کسی حال میں بھی لوگوں کے پیش نماز نہیں ہو سکتے، مجذوم، مبروص، مجنون، ولدالزنا اور صحرائی عرب (جو عموماً مسائل سے کم واقف ہوتے ہیں)۔

۲۔ حضرت نے فرمایا کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ قیدی امامت نہیں کرے گا آزادوں اور نہ مفلوج تندرستوں کی اور نہ تیمم والا وضو والوں کی اور نہ اندھا جنگل میں، مگر اس وقت جب اسے رو بقبلہ کر دیا جائے۔ (ض)

۳۔ دو شخصوں میں اختلاف ہوا ایک کہتا تھا میں تیرا امام تھا دوسرا کہتا میں تیرا امام تھا۔ فرمایا دونوں کی نماز درست ہے میں نے کہا اگر دونوں میں سے ہر ایک کہے کہ میں تیری نماز پوری کرائی۔ فرمایا دونوں کی نماز فاسد ہوگی ہر ایک کو اعادہ کرنا چاہیئے۔

۴۔ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے کہا۔ غلام کے پیچھے فرمایا کوئی حرج نہیں اگر وہ فقیہہ ہو اور اس سے زیادہ فقیہہ کوئی نہ ہو۔ میں نے پوچھا ذرا اندھے کے پیچھے۔ فرمایا ہاں جب کوئی ایسا ہو تو اسے رو بقبلہ کرے اور وہ اندھا ان میں افضل ہو اور امیر المومنینؑ نے فرمایا تم میں سے کوئی نماز نہ پڑھے مجذوم و مبروص و مجنوں، چیچک زدہ ولدالزنا کے پیچھے اور بدو عرب امامت نہ کرے مہاجرینؑ کی۔

۵۔ میں نے حضرت صادق علیہ السلام سے پوچھا اگر ہمارے اصحاب جمع ہوں اور وقت نماز آجائے اور ایک دوسرے سے نماز پڑھانے کو کہے حضرتؑ نے فرمایا کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا ہے آگے اسے جو اچھا قاری قرآن ہو اور اگر قرأت میں برابر ہوں تو امام مہاجر بنے اور ہجرت میں برابر ہوں تو جو سن میں زیادہ ہو اور اگر اس میں بھی برابر ہوں تو زیادہ عالم ہو اور زیادہ فقیہہ ہو منزلت اور غلبہ کے اعتبار سے جو زیادہ ہو اسے نہ بڑھاؤ۔ (ض)

۶۔ فرمایا نابالغ کے امام بنانے اور اذان دینے میں کوئی حرج نہیں۔ (حسن)

﴿باب ۵۱﴾

✿(الرجل يؤمّ النساء والمرأة تؤمّ النساء)✿

١ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن سنان ، عن ابن مسكان ، عن أبي العباس قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الرّجل يؤمُّ المرأة في بيته فقال : نعم تقوم و راءه .

٢ ـ جماعة ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن فَضالة ، عن ابن سنان ، عن سليمان بن خالد قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن المرأة تؤمُّ النساء ، فقال : إذا كنَّ جميعاً أمّتهنَّ في النافلة فأمّا المكتوبة فلاولا تقدّمهنَّ ولكن تقوم وسطاً منهنَّ .

٣ ـ أحمد ، عن الحسين ، عن فَضالة ، عن حمّاد بن عثمان ، عن إبراهيم بن ميمون عن أبي عبدالله عليه السلام في الرّجل يؤمُّ النساء ليس معهنَّ رجل في الفريضة قال : نعم وإن كان معه صبيٌّ فليقم إلى جانبه

باب ۵۱

مرد عورتوں کی امامت کرسکتا ہے عورت عورتوں کی

۱۔ میں نے پوچھا کیا مرد عورت کی امامت کرسکتا ہے اپنے گھر کے اندر۔ فرمایا ہاں عورت پیچھے کھڑی ہو۔ (ض)

۲۔ میں نے پوچھا عورت امامت کرسکتی ہے فرمایا اگر وہ سب عورتیں ہی ہوں تو نافلہ میں امامت کرسکتی ہے واجب میں نہیں۔ ان کے بیچ میں کھڑی ہو آگے نہیں۔ (ض)

۳۔ فرمایا نماز فریضہ میں مرد عورتوں کی امامت کرسکتا ہے اور اگر ان کے ساتھ کوئی لڑکا ہو تو وہ امام کے برابر کھڑا ہو۔ (مجہول)

﴿باب ۵۲﴾

✿(الصلاة خلف من يقتدى به والقراءة خلفه وضمانه الصلاة)✿

١ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، ومحمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان

جميعاً ، عن صفوان بن يحيى ، عن عبدالرحمن بن الحجّاج قال : سألت أبا عبدالله عليه‌السلام عن الصلاة خلف الإمام أقرأ خلفه ؟ فقال : أمّا الصلاة الّتي لايجهر فيها بالقراءة فإنّ ذلك جعل إليه فلا تقرأ خلفه وأمّا الصلاة الّتي يجهر فيها فإنّما اُمر بالجهر لينصت من خلفه فإن سمعت فأنصت وإن لم تسمع فاقرأ .

٢ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد بن عثمان ، عن الحلبيّ عن أبي عبدالله عليه‌السلام قال : إذا صلّيت خلف إمام تأتمُّ به فلا تقرأ خلفه سمعت قراءته أولم تسمع إلّا أن تكون صلاة يجهر فيها ولم تسمع فاقرأ .

٣ ـ عليٌّ ، عن أبيه ، عن حمّاد ، عن حريز ، عن زرارة ، عن أحدهما عليهما‌السلام قال : إذا كنت خلف إمام تأتمُّ به فأنصت و سبّح في نفسك .

٤ ـ وعنه ، عن أبيه ، عن عبدالله بن المغيرة ، عن قتيبة ، عن أبي عبدالله عليه‌السلام قال : إذا كنت خلف إمام ترتضي به في صلاة يجهر فيها بالقراءة فلم تسمع قراءته فاقرأ أنت لنفسك وإن كنت تسمع الهمهمة فلا تقرأ .

٥ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليِّ بن حديد ، عن جميل ، عن زرارة قال : سألت أحدهما عليهما‌السلام عن الإمام يضمّن صلاة القوم ، قال : لا .

٦ ـ محمّدٌ ، عن أحمد بن محمّد ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن زرارة ؛ ومحمّد ابن مسلم قالا : قال أبوجعفر عليه‌السلام : كان أمير المؤمنين صلوات الله عليه يقول : من قرأ خلف إمام يأتمُّ به فمات بعث على غير الفطرة .

باب ۵۲

احکام جماعت

۱۔ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے پوچھا جو نماز امام کے ساتھ ہو اس میں قرأت کی جائے یا نہیں۔ فرمایا جس نماز میں جہر (با آواز بلند پڑھنا) اس میں امام کے پیچھے قرأت کرو اور جن میں جہر ہے اگر قرأت امام سن رہے ہو تو خاموش رہو

اگر نہیں سنتے تو قرأت کرو۔ (ص)

۲۔ فرمایا جب تم اس امام کے پیچھے پڑھو جس کی اقتدا ہے تو اس کے پیچھے قرأت نہ کرو چاہے اس کی قرات سنو یا نہ سنو لیکن اگر وہ نماز جہر ہے اور تم قرأت نہیں سنتے تو قرأت کرو۔ (حسن)

۳۔ فرمایا دونوں میں سے کسی امام نے فرمایا جب تم کسی امام کے پیچھے ہو اور اس کی اقتدا ہے تو چپ رہو اور دل ہی میں تسبیح کرو۔ (حسن)

۴۔ فرمایا جب امام کے پیچھے نماز جہریہ پڑھ رہے ہو اور امام کی قرأت نہ سن سکتے ہو تو خود قرأت کرو دل ہی دل میں اور اگر ہمہمہ بھی سنتے ہو تو قرأت نہ کرنا۔ (حسن)

۵۔ دونوں اماموں میں سے کسی سے پوچھا اس امام کے متعلق جو صرف قرأت کا ضامن ہو اور دوسرے افعال بجا نہ لائے فرمایا یہ درست نہیں۔ (ض) فرمایا وہ ایسے امام کے پیچھے جس کی وہ اقتدا کرتا ہے قرأت کرے گا تو قیامت میں غیر فطری طور پر مبعوث ہوگا (م)

﴿ باب ۵۳ ﴾

﴿الرجل يصلي بالقوم وهو على غير طهر أو لغير القبلة﴾

١ ـ عليّ بن إبراهيم بن هاشم ، عن أبيه ؛ و محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان جميعاً ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن محمّد بن مسلم قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الرجل أمّ قوماً وهو على غير طهر فأعلمهم بعد ما صلّوا ، فقال : يعيد هو ولا يعيدون .

٢ ـ عليّ ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام في الأعمى يؤمّ القوم و هو على غير القبلة قال : يعيد ولا يعيدون فإنّهم قد تحرّوا .

٣ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن حديد ، عن جميل ، عن زرارة قال : سألت أحدهما عليهما السلام عن رجل صلّى بقوم ركعتين فأخبرهم أنّه لم يكن على وضوء ؟ قال : يتمّ القوم صلاتهم فإنّه ليس على الإمام ضمان .

٤ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن بعض أصحابه ، عن أبي عبدالله عليه السلام في قوم خرجوا من خراسان أو بعض الجبال و كان يؤمّهم رجل فلمّا صاروا إلى الكوفة علموا أنّه يهوديّ ؟ قال : لا يعيدون .

باب ۵۳

پیش نماز کا طاہر یا رو بقبلہ نہ ہونا

۱۔ حضرت سے پوچھا گیا جو ناپاکی کی حالت میں امامت کرے اور بعد نماز ان کو بتلائے فرمایا امام اعادۂ نماز کرے ماموم نہیں (حسن)

۲۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے اس نابینا کے متعلق جو قبلہ رُخ نہ ہو کر لوگوں کی امامت کرے۔ فرمایا وہ نماز کا اعادہ کرے ماموم نہیں۔ (حسن)

۳۔ میں نے اس شخص کے متعلق پوچھا جس نے دو رکعت لوگوں کے ساتھ پڑھیں اس کے بعد ان کو بتایا کہ وہ باوضو نہ تھا فرمایا لوگوں کو چاہیئے کہ اپنی نمازیں بغیر امام کے تمام کریں کیونکہ اب امام کی ذمہ داری نہیں۔

۴۔ امام سے پوچھا گیا ان لوگوں کے متعلق جو خراسان یا کوہستانی علاقہ سے آئے ہوں اور ان کی امامت ایک ایسا شخص کرے جس کے متعلق کو نہ جا کر معلوم ہوا کہ وہ یہودی تھا۔ فرمایا وہ اعادہ نماز کریں گے (حسن)

﴿باب ٥٤﴾

✡(الرجل يصلي وحده ثم يعيد في الجماعة أو يصلي بقوم)✡
✡(وقد كان صلى قبل ذلك)✡

١ ـ محمد بن إسماعيل، عن الفضل بن شاذان؛ وعليّ بن إبراهيم، عن أبيه جميعاً، عن ابن أبي عمير، عن حفص بن البختري، عن أبي عبدالله عليه السلام في الرّجل يصلّي الصلاة وحده ثمّ يجد جماعة قال: يصلّي معهم و يجعلها الفريضة.

٢ ـ عليّ بن محمد، عن سهل بن زياد، عن محمد بن الوليد، عن يونس بن يعقوب، عن أبي بصير قال: قلت لأبي عبدالله عليه السلام: أُصلّي ثمّ أدخل المسجد فتقام الصلاة وقد صلّيت؟ فقال: صلّ معهم يختار الله أحبّهما إليه.

٣ ـ محمد بن يحيى، عن أحمد بن محمد، عن ابن أبي عمير، عن هشام بن سالم، عن سليمان بن خالد قال: سألت أباعبدالله عليه السلام عن رجل دخل المسجد و افتتح الصلاة فبينا هو قائم يصلّي إذا أذّن المؤذّن و أقام الصلاة، قال: فليصلّ ركعتين ثمّ ليستأنف الصلاة مع الإمام ولتكن الرّكعتان تطوّعاً.

٤ ـ جماعة ، عن أحمدبن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن يعقوب بن يقطين قال : قلت لأبي الحسن عليه السلام : جعلت فداك تحضر صلاة الظهر فلا نقدر أن ننزل في الوقت حتّى ينزلوا وننزل معهم فنصلّي ثمّ يقومون فيسرعون فنقوم فنصلّي العصر ونريهم كأنّا نركع ثمّ ينزلون للعصر فيقدمونّا فنصلّي بهم ؟ فقال : صلّ بهم ، لاصلّى الله عليهم

٥ ـ محمّدبن يحيى ، عن أحمدبن محمّد ، عن محمّدبن إسماعيل قال : كتبت إلى أبي الحسن عليه السلام أنّي أحضر المساجد مع جيرتي وغيرهم فيأمرونّي بالصلاة بهم وقد صلّيت قبل أن آتيهم وربّما صلّى خلفي من يقتدي بصلاتي و المستضعف والجاهل وأكره أن أتقدّم وقد صلّيت بحال من يعلم بصلاتي ممّن سمّيت لك ، فمرني في ذلك بأمرك أنتهي إليه وأعمل به إن شاءالله فكتب عليه السلام صلّ بهم .

٦ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : من صلّى معهم في الصفّ الأوّل كان كمن صلّى خلف رسول‌الله صلّى الله عليه وآله .

٧ ـ محمّدبن يحيى ، عن أحمدبن محمّد ، عن عثمان بن عيسى ، عن سماعة قال : سألته عن رجل كان يصلّي فخرج الإمام وقد صلّى الرّجل ركعة من صلاة فريضة فقال : إن كان إماماً عدلاً فليصلّ اُخرى وينصرف ويجعلهما تطوّعاً وليدخل مع الإمام في صلاته كما هو وإن لم يكن إمام عدل فليبن على صلاته كما هو و يصلّي ركعة اُخرى معه يجلس قدرمايقول : أشهدأن لاإله إلّا الله وحده لاشريك له وأشهد أنّ محمّداً عبده ورسوله صلّى الله عليه وآله ، ثمّ ليتمّ صلاته معه على ما استطاع فإنّ التقيّة واسعة وليس شيء من التقيّة إلّا وصاحبها مأجور عليها إن شاء الله .

٨ ـ جماعة ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن الهيثم بن واقد ، عن الحسين بن عبدالله الأرجانيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : من صلّى في منزله ثمّ أتى مسجداً من مساجدهم فصلّى معهم خرج بحسناتهم .

باب ۵۴

ایک شخص تنہا پڑھتا ہے پھر شریک جماعت ہوتا ہے

۱۔ فرمایا ایک شخص کے بارے میں جو تنہا نماز پڑھ چکا ہو۔ پھر جماعت ہونے لگے تو لوگوں کے ساتھ نماز فریضہ پڑھے لیعنی کوئی قضا نماز۔ (حسن)

۲۔ میں نے کہا میں نماز پڑھ لیتا ہوں پھر مسجد میں آتا ہوں وہاں اقامت ہوئی درآنحالیکہ میں نماز پڑھ چکا ہوں فرمایا ان کے ساتھ نماز فریضہ پڑھ لو دونوں میں جو خدا کو زیادہ محبوب ہوگی اسے انتخاب کرے گا۔ (مق)

۳۔ میں نے پوچھا اس شخص کے بارے میں جو نماز شروع کرے۔ پس جب کھڑا نماز پڑھ رہا ہو، موذن اذان دے اور اقامت کہے تو کیا ہو۔ فرمایا وہ دو رکعت پڑھ کر جماعت میں شریک ہو جائے یہ دو رکعتیں شمار ہوں گی۔ (م)

۴۔ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے پوچھا میں آپ پر فدا ہوں جب نماز ظہر کا وقت آتا ہے تو ہم اس پر قادر نہیں ہوتے کہ فی الوقت نماز پڑھیں یہاں تک کہ وہ لوگ مسجد میں آجاتے ہیں اور ہم ان کے ساتھ آتے ہیں نماز پڑھتے ہیں پھر وہ چلے جاتے ہیں اور جلدی سے آجاتے ہیں ہم کھڑے ہوتے ہیں اور عصر کی نماز پڑھتے ہیں اور ان پر ظاہر کرتے ہیں کہ گویا ہم نافلہ پڑھ رہے ہیں پھر وہ نماز عصر پڑھنے لگتے ہیں اور ہمیں نماز میں شامل کرتے ہیں اور ہم مجبوراً ان کے ساتھ پڑھتے ہیں فرمایا پڑھ لیا کرو، خدا ان پر رحمت نازل نہ کرے۔ (م)

۵۔ میں نے امام رضا علیہ السلام کو لکھا میں مساجد میں جاتا ہوں تو میرے پڑوسی میرے ساتھ ہوتے ہیں وہ مجھ سے نماز پڑھنے کے لئے کہتے ہیں اور میں ان کے آنے سے پہلے نماز پڑھ چکتا ہوں اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ضعیف الایمان اور جاہل لوگ میری اقتدا میں نماز پڑھنے لگتے ہیں میں ان کا امام بننا برا جانتا ہوں میں ان کے ساتھ نماز پڑھتا ہوں جو میری سی نماز پڑھتے ہیں۔ اب فرمایئے میرے متعلق کیا حکم ہے تاکہ میں اس پر عمل کروں۔ حضرت نے لکھا (ازروئے تقیہ ان کے ساتھ نماز پڑھ لو) (صحیح)

۶۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے جو جماعت کی صف اول کے ساتھ نماز پڑھے ایسا ہے گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی۔ (حسن)

۷۔ میں نے اس شخص کے متعلق سوال کیا جو نماز پڑھ رہا ہو اور امام آجائے اور اس نے ابھی ایک رکعت نماز پڑھی ہے فرمایا اگر امام عادل ہے تو دوسری رکعت پڑھ کر ان کو نافلہ قرار دے اور امام کے ساتھ نماز میں شریک ہو جائے اور اگر امام عادل نہ ہو تو اپنی نماز جیسی پڑھ رہا تھا پڑھے اور دوسری رکعت کے بعد بیٹھ جائے جب تک وہ تشہد پڑھے۔ پھر اس کے ساتھ نماز کو قائم کرے جیسے ممکن ہو۔ بے شک تقیہ میں وسعت ہے اور تقیہ کی جو بھی صورت ہوگی اس کے کرنے والے کو

اسں کا اجر ملے گا۔ (موثق)

۸۔ فرمایا حضرت صادق آل محمدؐ نے جو کوئی اپنے گھر میں نماز پڑھ لے اور پھر مخالفین کی کسی مسجد میں جائے تو ان کے ساتھ نماز پڑھ لے اور ان کے نوافل میں شریک نہ ہو۔ (مجہول)

﴿باب ۵۵﴾

☆(الرجل يدرك مع الامام بعض صلاته و يحدث الامام فيقدمه)☆

١ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن صفوان ، عن عبدالرحمن بن الحجّاج قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الرّجل يدرك الرّكعة الثانية من الصلاة مع الإمام وهي له الاُولى كيف يصنع إذا جلس الإمام ؛ قال : يتجافى ولا يتمكّن من القعود فإذا كانت الثالثة للامام وهي له الثانية فليلبث قليلاً إذا قام الإمام بقدر ما يتشهّد ثمّ يلحق بالإمام . قال : وسألته عن الّذي يدرك الرّكعتين الأخيرتين من الصلاة كيف يصنع بالقراءة؟ فقال : اقرأ فيهما فإنّهما لك الاُوليان ولا تجعل أوّل صلاتك آخرها .

٢ ـ محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن ابن أبي عمير ، عن جميل ابن درّاج ، عن محمّد بن مسلم قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : إذا لم تدرك تكبيرة الرُّكوع فلا تدخل في تلك الرّكعة .

٣ ـ عليُّ بن محمّد ، ومحمّد بن الحسن ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن [محمّد بن] أبي نصر ، عن الميثميّ ، عن إسحاق بن يزيد قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : جعلت فداك يسبقني الإمام بالرّكعة فتكون لي واحدة وله ثنتان فأتشهّد كلّما قعدت ؛ فقال : نعم فإنّما التشهّد بركة .

٤ ـ محمّد بن يحيى ، عن عبدالله بن محمّد بن عيسى ، عن عليّ بن الحكم ، عن أبان بن عثمان ، عن عبدالرَّحمن بن أبي عبدالله ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا سبقك الإمام بركعة فأدركت القراءة الأخيرة قرأت في الثالثة من صلاته وهي ثنتان لك وإن لم تدرك معه إلّا ركعة واحدة قرأت فيها وفي الّتي تليها وإن سبقك بركعة جلست في الثانية لك والثالثة له حتّى تعتدل الصّفوف قياماً . قال : وقال : إذا وجدت الإمام ساجداً فاثبت

مكانك حتّى يرفع رأسه وإن كان قاعداً قعدت وإن كان قائماً قمت .

٥ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد بن عثمان ، عن الحلبيِّ عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا أدركت الإمام قد ركع فكبّرت و ركعت قبل أن يرفع رأسه فقد أدركت الركعة فإن رفع الإمام رأسه قبل أن تركع فقد فاتتك الرّكعة .

٦ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليِّ بن النعمان ، عن ابن مسكان ، عن سليمان بن خالد قال : قال أبوعبدالله عليه السلام في الرّجل إذا أدرك الإمام و هو راكع فكبّر وهو مقيم صلبه ثمَّ ركع قبل أن يرفع الإمام رأسه فقد أدرك .

٧ ـ محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الرّجل يأتي المسجد وهم في الصّلاة وقد سبقه الإمام بركعة أو أكثر فيعتلّ الإمام فيأخذ بيده فيكون أدنى القوم إليه فيقدّمه فقال : يتمُّ صلاة القوم ثمَّ يجلس حتّى إذا فرغوا من التشهّد أومأ إليهم بيده عن اليمين والشمال فكان الّذي أومأ إليهم بيده التسليم وانقضاء صلاتهم وأتمَّ هو ما كان فاته أوبقي عليه .

٨ ـ عنه ، عن الفضل ؛ وعليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه جميعاً ، عن حمّاد بن عيسى عن حريز ، عن زرارة قال : قلت لأبي جعفر عليه السلام : رجلٌ دخل مع قوم في صلاتهم وهو لاينويها صلاة فأحدث إمامهم فأخذ بيد ذلك الرّجل فقدَّمه فصلّى بهم أيجزئهم صلاتهم بصلاته وهو لاينويها صلاة ؟ فقال : لا ينبغي للرّجل أن يدخل مع قوم في صلاتهم وهو لا ينويها صلاة بل ينبغي له أن ينويها صلاة فإن كان قد صلّى فإنَّ له صلاة اُخرى وإلّا فلايدخل معهم قد يجزىء عن القوم صلاتهم وإن لم ينوها .

٩ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيِّ قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن رجل أمَّ قوماً فصلّى بهم ركعة ثمَّ مات ؟ قال : يقدّمون رجلاً آخر ويعتدُّون بالرّكعة ويطرحون الميّت خلفهم و يغتسل من مسّه .

١٠ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن مروك بن عبيد ، عن أحمد بن النّضر ، عن رجل ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : قال : أيُّ شيء يقول هؤلاء في الرّجل الّذي يفوته

مع الإمام ركعتان ؟ قلت : يقولون : يقرأ فيهما بالحمد و سورة ، فقال : هذا يقلّب صلاته يجعل أوّلها آخرها ، قلت : كيف يصنع ؟ قال : يقرأ فاتحة الكتاب في كلّ ركعة .

١١ ـ محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن عليّ بن النّعمان ، عن الحسين بن أبي العلاء ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قلت : أجيىء إلى الإمام وقد سبقني بركعة في الفجر فلمّا سلّم وقع في قلبي أنّي أتممت فلم أزل ذاكر الله حتّى طلعت الشّمس فلمّا طلعت نهضت فذكرت أنّ الامام كان سبقني بركعة ؟ فقال : إن كنت في مقامك فأتمّ بركعة وإن كنت قد انصرفت فعليك الإعادة .

١٢ ـ جماعة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن الحسين بن سعيد ، عن فَضالة بن أيّوب ، عن الحسين بن عثمان ، عن سماعة ، عن أبي بصير قال : سألته عن الرّجل صلّى مع قوم وهو يرى أنّها الأولى وكانت العصر ، قال : فليجعلها الأولى وليصلّ العصر .

و في حديث آخر فإن علم أنّهم في صلاة العصر ولم يكن صلّى الأولى فلا يدخل معهم .

١٣ ـ محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن عليّ بن حديد ، عن جميل ، عن زرارة قال : سألت أحدهما صلوات الله عليهما عن إمام أمّ قوماً فذكر أنّه لم يكن على وضوء فانصرف و أخذ بيد رجل و أدخله فقدّمه ولم يعلم الّذي قُدّم ما صلّى القوم ، قال : يصلّي بهم فإن أخطأ سبّح القوم به وبنى على صلاة الّذي كان قبله .

١٤ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عبدالله بن المغيرة ، عن غياث بن إبراهيم قال : سئل أبو عبدالله عليه السلام عن الّذي يرفع رأسه قبل الإمام أيعود فيركع إذا أبطأ الإمام أن يرفع رأسه ، قال : لا .

باب ۵۵

جو شخص امام کے ساتھ نماز کا کچھ حصّہ پائے

۱۔ میں نے اس شخص کے متعلق پوچھا جو دوسری رکعت میں امام کے ساتھ شریک ہو اور اس کی پہلی ہو تو کیا کرے جب امام تشہد کے لیے بیٹھے۔ فرمایا ہاتھ آگے رکھ دے اور پوری طرح نہ بیٹھے اور جب امام کی تیسری ہو اور اس کی دوسری تو جب امام کھڑا ہو تو یہ تھوڑی دیر بیٹھے تاکہ تشہد پڑھ لے پھر امام سے مل جائے۔ پھر میں نے سوال کیا اس کے متعلق جو آخر کی دو رکعتیں پائے تو وہ قرأت کیسے کرے۔ فرمایا ان میں قرأت کرنا ضروری ہے کیونکہ یہ اس کی پہلی دو رکعتیں ہیں۔ تم اپنی نماز کے اوّل کو آخر نہ بناؤ۔ (ص)

۲۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے اگر تم کو رکوع کی تکبیر میں شرکت کا موقع نہ ملے تو پھر اس رکعت میں شامل نہ ہو۔

۳۔ میں نے حضرتؑ سے کہا میں آپ پر فدا ہوں امام کی ایک رکعت ہو چکی ہو جب میں شامل ہوں تو میری پہلی رکعت ہو گی اور امام کی دوسری تو کیا امام کے تشہد کے ساتھ میں بھی بیٹھوں۔ فرمایا تشہد تو بیٹھنے ہی کا نام ہے۔ (ضعیف)

۴۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے جب امام کی ایک رکعت زیادہ ہو اور تم قرأت آخر کو پاؤ تو تم امام کی تیسری اور اپنی دوسری رکعت میں قرأت کرو اور اگر تم کو جماعت کے ساتھ ایک ہی رکعت ملے تو اس میں قرأت کرو اور اس کے بعد والی رکعت میں اور اگر ایک رکعت پہلے شامل ہوئے ہو تو دوسری میں بیٹھو جو امام کی تیسری ہو گی تاکہ بحالت قیام صفوں میں اعتدال رہے اور اگر امام سجدہ میں ہو تو اپنی جگہ ٹھہرے رہو یہاں تک کہ وہ سجدہ سے سر اٹھائے اگر بیٹھا ہو تو تم بھی بیٹھو اور اگر کھڑا ہو تو تم بھی کھڑے ہو جاؤ۔ (مجہول)

۵۔ فرمایا جب امام رکوع میں ہو اور تم تکبیر کہہ کر رکوع میں چلے جاؤ قبل اس کے کہ امام رکوع سے سر اٹھائے اس صورت میں تمہاری رکعت پوری ہو جائے گی اور اگر امام نے رکوع سے سر اٹھا لیا تو تمہاری یہ رکعت گئی۔ (حسن)

۶۔ فرمایا اگر امام رکوع میں ہو تو تکبیر کہہ کر رکوع میں جائے قبل امام کے سر اٹھانے کے تو یہ رکعت اس کو مل گئی۔ (مجہول)

۷۔ میں نے پوچھا اس شخص کے بارے میں جو مسجد میں آئے اور لوگ نماز میں ہوں اور امام نے ایک رکعت یا زیادہ پڑھ لی ہو اور امام کو رکوع میں وجہ ترک نماز معلوم ہو تو جو ماموم سب سے زیادہ قریب ہو اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی جگہ لے آئے۔ فرمایا وہ لوگوں کی نماز کو پورا کرے پھر بیٹھے۔ یہاں تک کہ جب وہ تشہد پڑھ لیں تو داہنی بائیں طرف ان کے اشارہ کرے۔ یہ اشارہ ہو گا ان کے سلام پڑھنے اور نماز ختم کرنے کا پھر جو اس میں کمی رہ گئی ہے اسے پورا کرے۔ (مجہول)

۸۔ میں نے پوچھا ایک شخص شریک جماعت ہوا اس نے نماز کی نیت نہ کی ہو۔ پس امام کو کوئی حادثہ لاحق ہوا اس نے اس کا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھایا اس نے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی آیا یہ ان کی اور اس کی نماز کے لئے کافی ہوگا درآنحالیکہ اس نے نماز کی نیت نہ کی ہو حضرتؑ نے فرمایا اس کو بغیر نیت جماعت میں شامل نہ ہونا چاہیئے اس کو نیت کر لینا چاہیئے۔ اگر اس نے وہ نماز پڑھ لی ہے تو یہ اس کی دوسری نماز ہو گی ورنہ وہ جماعت میں شامل نہ ہو اگر بے نیت اس نے نماز پڑھائی تو ماموین کی نماز درست ہو جائے گی۔ (حسن)

۹۔ میں نے کہا اگر ایک شخص قوم کا امام ہو اور ایک رکعت پڑھنے کے بعد مر جائے۔ فرمایا کسی اور کو آگے بڑھا دیں اور اس کی رکعت کو شمار میں لیں اور میت کو پیچھے رکھیں اور جس نے چھوا ہو وہ غسل کرے۔

۱۰۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے کیا کہتے ہیں لوگ اس شخص کے بارے میں جو دو رکعت بعد جماعت میں شریک ہو میں نے کہا وہ کہتے ہیں حمد و سورہ دونوں پڑھے۔ فرمایا اس سے تو ان کی نماز الٹ جائے گی اور اول نماز آخر نماز بن جائے گی۔

میں نے کہا پھر کیا کرے۔؟

فرمایا دونوں رکعتوں میں صرف سورۂ حمد پڑھے۔ (مرسل)

۱۱۔ میں نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے کہا اگر میں جماعت میں ایسے وقت شریک ہوں کہ امام نے ایک رکعت صبح کی نماز پڑھ لی ہو اور جب امام نے سلام پڑھا تو میرے دل میں آیا کہ میں نے پوری نماز پڑھ لی۔ پھر میں طلوع آفتاب تک ذکر الٰہی کرتا رہا۔ سورج نکلنے پر یاد آیا کہ امام ایک رکعت پڑھ چکا تھا۔

فرمایا اگر تم اپنے مقام پر ہو تو ایک رکعت پوری کر لو۔ اور اگر جگہ سے ہٹ گئے ہو تو نماز کا اعادہ کرو۔ (موثق)

۱۲۔ میں نے پوچھا جو نماز عصر میں یہ سمجھ کر شریک ہوا کہ یہ پہلی رکعت ہے فرمایا اسے پہلی ہی رکعت قرار دے کر اپنی نماز تمام کر لے اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ اگر وہ جان لے کہ نماز عصر پڑھ رہے ہیں اور اس نے پہلے نہیں پڑھی تو ان کے ساتھ شریک جماعت نہ ہو۔ (موثق)

۱۳۔ میں نے دونوں اماموں میں سے کسی سے پوچھا کہ ایک شخص نے لوگوں کی امامت کی۔ اثنائے نماز میں اسے یاد آیا کہ بے وضو ہے پس اس نے پلٹ کر جماعت میں سے ایک شخص کا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھا دیا لیکن جسے بڑھایا ہے وہ نہیں جانتا کہ یہ لوگ کون سی نماز پڑھ رہے ہیں یا کون سی رکعت ہے فرمایا ان کے ساتھ نماز پڑھے اگر بھول چوک ہو جائے تو قوم سبحان اللہ کہے اور اپنی نماز کی بنیاد اسی پر رکھے جو پہلے امام کے ساتھ تھی۔ (ض)

۱۴۔ پوچھا گیا ایک شخص نے رکوع میں امام سے پہلے سر اٹھا لیا پھر رکوع میں گیا تو اگر امام تاخیر کرے تو یہ سر اٹھائے فرمایا نہیں۔ (حسن)

❋ باب ٩٦ ❋

✡(الرجل يخطو الى الصف أويقوم خلف الصف وحده أويكون)✡ ✡(بينه و بين الامام مالايتخطى)✡

١ ـ جماعة ، عن أحمدبن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن حمّاد بن عيسى ، عن معاوية بن وهب قال : رأيت أباعبدالله عليه السلام و دخل المسجد الحرام في صلاة العصر فلمّا كان دون الصّفوف ركعوا فركع وحده و سجد سجدتين، ثمّ قام فمضى حتّى لحق الصّفوف.

٢ ـ محمّدبن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن حمّادبن عيسى ، عن ربعيّ ، عن محمّد بن مسلم قال : قلت له : الرّجل يتأخّر وهو في الصّلاة ؟ قال : لا ، قلت : فيتقدّم ؟ قال : نعم ماشاء إلى القبلة .

٣ ـ محمّدبن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عثمان بن عيسى ، عن سعيد الأعرج قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن الرّجل يأتي الصّلاة فلايجد في الصّف مقاماً أيقوم وحده حتّى يفرغ من صلاته ؟ قال : نعم لابأس أن يقوم بحذاء الإمام .

٤ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن زرارة ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : إن صلّى قوم و بينهم وبين الإمام ما لايتخطّى فليس ذلك الإمام لهم بإمام وأيّ صفّ كان أهله يصلّون بصلاة إمام و بينهم و بين الصفّ الّذي يتقدّمهم قدر مالا يتخطّى فليس تلك لهم فإن كان بينهم سترة أوجدار فليست تلك لهم بصلاة إلّا من كان من حيال الباب

قال : و قال : هذه المقاصير لم يكن في زمان أحد من النّاس و إنّما أحدثها الجبّارون ليست لمن صلّى خلفها مقتدياً بصلاة من فيها صلاة .

قال : و قال أبوجعفر عليه السلام : ينبغي أن يكون الصّفوف تامّة متواصلة بعضها إلى بعض لايكون بين صفّين مالا يتخطّى يكون قدر ذلك مسقط جسد الإنسان .

٥ ـ محمّدبن يحيى ، عن عبدالله بن محمّد بن عيسى ، عن عليّ بن الحكم ، عن أبان ،

عن عبدالرّحمن بن أبي عبدالله، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: إذا دخلت المسجد والإمام راكع فظننت أنّك إن مشيت إليه فيرفع رأسه من قبل أن تدركه فكبّر واركع وإذا رفع رأسه فاسجد مكانك فإن قام فالحق بالصّفّ وإن جلس فاجلس مكانك فإذا قام فالحق بالصّفّ.

٦ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن حمّاد، عن الحلبيّ عن أبي عبدالله عليه السلام قال: لا أرى بالصّفوف بين الأساطين بأساً.

٧ ـ أحمد بن إدريس وغيره، عن محمّد بن أحمد، عن أحمد بن الحسن بن عليّ، عن عمرو بن سعيد، عن مصدّق بن صدقة، عن عمّار السّاباطيّ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: سألته عن الرّجل يدرك الإمام وهو قاعد يتشهّد وليس خلفه إلّا رجلٌ واحد عن يمينه قال: لا يتقدّم الإمام ولا يتأخّر الرّجل ولكن يقعد الّذي يدخل معه خلف الإمام فإذا سلّم الإمام قام الرّجل فأتمّ الصلاة.

٨ ـ محمّد بن يحيى، عن عليّ بن إبراهيم الهاشميّ رفعه قال: رأيت أبا عبدالله عليه السلام يصلّي بقوم وهو إلى زاوية في بيته بقرب الحائط وكلّهم عن يمينه وليس على يساره أحد.

٩ ـ أحمد بن إدريس وغيره، عن محمّد بن أحمد، عن أحمد بن الحسن بن عليّ، عن عمرو بن سعيد، عن مصدّق بن صدقة، عن عمّار الساباطيّ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: سألته عن الرّجل يصلّي بقوم وهم في موضع أسفل من موضعه الّذي يصلّي فيه، فقال: إن كان الإمام على شبه الدّكّان أو على موضع أرفع من موضعهم لم يجز صلاتهم وإن كان أرفع منهم بقدر إصبع أو أكثر أو أقلّ إذا كان الارتفاع ببطن مسيل فإن كان أرضاً مبسوطة أو كان في موضع منها ارتفاع فقام الإمام في الموضع المرتفع وقام من خلفه أسفل منه والأرض مبسوطة إلّا أنّهم في موضع منحدر، قال: لا بأس، قال: وسئل فإن قام الإمام أسفل من موضع من يصلّي خلفه، قال: لا بأس، وقال: إن كان رجلٌ فوق بيت أو غير ذلك دكّاناً كان أو غيره وكان الإمام يصلّي على الأرض أسفل منه جاز للرّجل أن يصلّي خلفه ويقتدي بصلاته وإن كان أرفع منه بشيء كثير.

۱۰ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمدبن محمّد قال : ذكر الحسين أنّه أمر من يسأله عن رجل صلّى إلى جانب رجل فقام عن يساره وهو لا يعلم ثمّ علم و هو في صلاته كيف يصنع ؟ قال : يحوّله عن يمينه .

باب ۵۶

کسی کا صفوف جماعت کی طرف چلنا

۱- میں نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ مسجد الحرام میں داخل ہوئے جب صفوں کے قریب پہنچے تو وہ لوگ رکوع میں گئے حضرتؑ نے رکوع کیا اور دونوں سجدے پھر کھڑے ہوئے اور چل کر صفوں سے جا ملے۔ (صحیح)

توضیح :- علامہ مجلسی اس حدیث کے متعلق مراۃ العقول میں تحریر فرماتے ہیں کہ یہ حدیث مجمل ہے اس میں یہ صراحت نہیں کی گئی کہ قبل اکمال نماز عصر صفوف سے لاحق ہوئے یا بعد نماز عصر یا مراد اوّل ظہر ہے۔

۲- میں نے حضرتؑ سے پوچھا ایک شخص صف کے آخر میں شامل ہوا ہے فرمایا اسے اگلی صف میں قبلہ رو ہو کر شامل ہونا چاہیئے۔ (مجہول)

۳- میں حضرت سے پوچھا ایک شخص شریک جماعت ہونے کے لئے آیا لیکن کسی صف میں اسے جگہ نہ ملی تو کیا وہ آخر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھے۔ فرمایا کوئی حرج نہیں لیکن امام کے مقابل کھڑا ہو۔ (موثق)

۴- فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے اگر لوگ جماعت میں اس طرح ہوں کہ ان کے اور امام کے درمیان ایک قدم کی جگہ نہ ہو تو امام کی امامت ہی ان کے لئے نہ ہوگی وہ کیا صف ہوگی جب مصلیوں اور امام کے درمیان ایک قدم کا فاصلہ بھی نہ ہو ان کی یہ نماز ہی نہ ہوگی اگر پردہ یا دیوار بیچ میں ہو تو بھی نماز نہ ہوگی سوائے اس کے جو دروازہ کے سامنے ہو۔ پھر فرمایا یہ کوتاہیاں لوگوں سے ہوا کرتی تھیں لیکن یہ حجرے ظالموں نے پیدا کیں پس جو ان کے پیچھے پڑھے وہ ان کی اقتدا میں نہ پڑھے۔ ابوجعفر علیہ السلام نے فرمایا کہ نماز میں چاہیئے کہ صفیں پوری ہوں اور ملی ہوئی ہوں ایک دوسرے سے اور ان کے درمیان اتنا فاصلہ ہو کہ انسان اس میں سما سکے۔ (حسن)

۵- فرمایا حضرتؑ نے جب تم مسجد میں داخل ہو اور امام کو رکوع میں پاؤ اور خیال ہو کہ اگر اس کے قریب کی صف تک جاؤ گے تو سجدے سے سر اٹھائے گا تو تکبیر کہہ کر رکوع میں جاؤ اور جب وہ سر اٹھائے تو سجدہ میں جاؤ اپنی جگہ پر پھر جب امام کھڑا ہو تو صف سے مل جاؤ اور جب وہ بیٹھے تو اپنی جگہ بیٹھ جاؤ اور اگر کھڑا ہو تو صف سے مل جاؤ (مجہو

۶۔ فرمایا حضرتؑ نے ستونوں کے درمیان صف بندی نہ ہو۔ (حسن)

۷۔ میں نے کہا ایک شخص دیکھے کہ امام بیٹھ گیا ہے اور تشہد پڑھ رہا ہے اور اس کے داہنی طرف صرف ایک ہی ماموم ہے فرمایا نہ تو امام تقدم کرے اور نہ یہ تاخیر کرے۔ یہ آنے والا بیٹھ جائے اور جب امام سلام پڑھے یہ کھڑے ہو کر اپنی نماز تمام کرے۔

۸۔ میں نے صادق آل محمدؑ کو دیکھا کہ اپنے گھر کے ایک گوشہ میں دیوار کے قریب لوگوں کے ساتھ نماز پڑھ رہے ہیں اور سب آپؑ کے داہنی طرف ہیں بائیں طرف کوئی نہیں۔ (مرفوع)

۹۔ میں نے حضرتؑ سے پوچھا اس شخص کے متعلق جو کچھ لوگوں کے ساتھ نماز پڑھے اور وہ ایسی جگہ ہوں جو امام کی جگہ سے نیچی ہو، فرمایا اگر امام کا مقام ان سے زیادہ بلند ہوگا تو ان کی نماز صحیح نہ ہوگی اگرچہ ان سے بلند بقدر انگشت یا اس سے زیادہ یا اس سے کم ہو۔ اگر یہ بلندی پانی بہنے کی جگہ ہو تو اگر زمین کشادہ ہے یا ایک جگہ اس سے بلند ہے اور امام اس جگہ کھڑا ہو جو بلند ہے اور لوگ اس سے نیچی ہموار جگہ میں ہوں مگر وہ زمین ڈھالو ہو تو مضائقہ نہیں اور فرمایا اگر کوئی مکان کی چھت پر ہو یا دکان وغیرہ کے اوپر ہو اور امام نیچی جگہ میں ہو تو جائز ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا اور نماز میں اس کی اقتدا کرنا اگرچہ وہ اس سے تھوڑا ہی بلند ہو۔ (موثق)

۱۰۔ کسی نے پوچھا اس شخص کے متعلق جو امام کے بائیں جانب کھڑا ہو اور وہ اتفاق مسئلہ نہ ہو تو کیا ہو۔ فرمایا امام اسے داہنی طرف کرلے۔ (مرسل)

﴿باب ۵۷﴾

☆(الصلاة في الكعبة وفوقها وفي البيع والكنائس والمواضع التي)☆
☆(تكره الصلاة فيها)☆

١ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن محمّد بن عيسى ، عن يونس ، عن عبدالله بن سنان قال : سألت أباعبدالله عَلَيْهِ السَّلَامُ عن الصّلاة في البيع والكنائس ، فقال : رشّ وصلِّ قال : و سألته عن بيوت المجوس ، فقال : رشّها وصلِّ .

٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن محمّد بن مسلم قال : سألت أبا عبدالله عَلَيْهِ السَّلَامُ عن الصّلاة في أعطان الإبل فقال : إن تخوّفت الضّيعة على متاعك فاكنسه وانضحه ولا بأس بالصلاة في مرابض الغنم .

٣ ـ عنه ، عن أحمد بن محمّد ؛ ومحمّد بن الحسين ، عن عثمان بن عيسى ، عن سماعة قال : لا تصلّ في مرابط الخيل والبغال والحمير .

٤ ـ عليّ بن محمّد ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر ، عمّن سأل أبا عبدالله عليه السلام عن المسجد ينزّ حائط قبلته من بالوعة يبال فيها فقال : إن كان نزّه من البالوعة فلا تصلّ فيه وإن كان نزّه من غير ذلك فلا بأس به .

٥ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن الصّلاة في مرابض الغنم ، فقال : صلّ فيها ولا تصلّ في أعطان الإبل إلّا أن تخاف على متاعك الضّيعة فاكنسه ورشّه بالماء وصلّ فيه .

وسألته عن الصّلاة في ظهر الطريق ، فقال : لا بأس أن تصلّي في الظواهر الّتي بين الجوادّ فأمّا على الجوادّ فلا تصلّ فيها ، قال : و كره الصلاة في السّبخة إلّا أن يكون مكاناً ليّناً تقع عليه الجبهة مستوية .

قال : و سألته عن الصّلاة في البيعة ، فقال : إذا استقبلت القبلة فلا بأس به .

قال : و رأيته في المنازل الّتي في طريق مكّة يرشّ أحياناً موضع جبهته ثمّ يسجد عليه رطباً كما هو وربّما لم يرشّ الّذي يرى أنّه طيّب .

قال : و سألته عن الرّجل يخوض الماء فتدركه الصّلاة ، فقال : إن كان في حرب فإنّه يجزئه الإيماء وإن كان تاجراً فليقم ولا يدخله حتّى يصلّي .

٦ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن أحمد ، عن محمّد بن عبد الحميد ، عن أبي جميلة ، عن أبي اُسامة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لا تصلّ في بيت فيه مجوسيّ و لا بأس بأن تصلّي وفيه يهوديّ أو نصرانيّ .

٧ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر قال : قلت لأبي الحسن عليه السلام : إنّا كنّا في البيداء في آخر اللّيل فتوضّأت و استكت و أنا أهمّ بالصّلاة ثمّ كأنّه دخل قلبي شيء فهل يصلّى في البيداء في المحمل ؟ فقال : لا تصلّ في البيداء قلت : و أين حدّ البيداء فقال : كان [أبو] جعفر عليه السلام إذا بلغ ذات الجيش جدّ في السّير ثمّ لا يصلّي حتّى يأتي معرّس النّبيّ صلى الله عليه وآله ، قلت : وأين ذات الجيش ؟

فقال : دون الحفيرة ـ بثلاثة أميال .

٨ ـ عنه ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن الفضل قال : قال الرّضا عليه السلام : كلّ طريق يوطأ ويتطرّق كانت فيه جادّة أو لم تكن لا ينبغي الصّلاة فيه ، قلت : فأين اُصلّي ؟ قال : يمنة ويسرة .

٩ ـ محمّد بن يحيى و غيره ، عن محمّد بن أحمد ، عن أيّوب بن نوح ، عن أبي الحسن الأخير عليه السلام قال : قلت له : تحضر الصّلاة والرّجل بالبيداء ؟ فقال : يتنحّى عن الجوادّ يمنة ويسرة و يصلّي .

١٠ ـ الحسين بن محمّد ، عن عبدالله بن عامر ، عن عليّ بن مهزيار ، عن فضالة ابن أيّوب ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّه قال : الصّلاة تكره في ثلاثة مواطن من الطّريق : البيداء وهي ذات الجيش وذات الصّلاصل وضجنان قال : وقال : لا بأس أن يصلّى بين الظّواهر وهي الجوادّ ، جوادّ الطّريق و يكره أن يصلّى في الجوادّ .

١١ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن فضّال ، عن بعض أصحابنا ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لا يصلّى في وادي الشّقرة .

١٢ ـ عليّ بن محمّد بن عبدالله ، عن ابن البرقيّ ، عن أبيه ، عن عبدالله بن الفضل عمّن حدّثه ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : عشرة مواضع لا يصلّى فيها : الطّين والماء والحمّام والقبور و مسانّ الطّريق و قرى النّمل و معاطن الإبل و مجرى الماء والسّبخ والثّلج .

١٣ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن أحمد ، عن أحمد بن الحسن بن عليّ ، عن عمرو بن سعيد ، عن مصدّق بن صدقة ، عن عمّار السّاباطيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن حدّ الطّين الّذي لا يسجد فيه ماهو ؟ قال : إذا غرق الجبهة ولم تثبت على الأرض ؛ وعن الرّجل يصلّي بين القبور ؟ قال : لا يجوز ذلك إلّا أن يجعل بينه و بين القبور إذا صلّى عشرة أذرع من بين يديه و عشرة أذرع من خلفه وعشرة أذرع عن يمينه و عشرة أذرع عن يساره ثمّ يصلّي إن شاء .

١٤ - محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن داود الصّرميّ قال : سألت أبا الحسن عليه السلام قلت : إنّي أخرج في هذا الوجه و ربّما لم يكن موضع أُصلّي فيه من الثّلج ؟ فقال : إن أمكنك أن لا تسجد على الثّلج فلا تسجد و إن لم يمكنك فسوّه واسجد عليه ، و في حديث آخر اسجد على ثوبك .

١٥ - محمّد بن يحيى ، عن عمران بن موسى ؛ ومحمّد بن أحمد ، عن أحمد بن الحسن بن عليّ ، عن عمرو بن سعيد ، عن مصدّق بن صدقة ، عن عمّار السّاباطيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال في الرّجل يصلّي و بين يديه مصحف مفتوح في قبلته ، قال : لا ، قلت : فإن كان في غلاف ؟ قال : نعم ، و قال : لا يصلّي الرّجل و في قبلته نارٌ أو حديد ، و عن الرّجل يصلّي و بين يديه قنديل معلّق و فيه نار إلّا أنّه بحياله ، قال : إذا ارتفع كان شرّاً لا يصلّي بحياله .

١٦ - محمّد ، عن العمركيّ ، عن عليّ بن جعفر ، عن أبي الحسن عليه السلام قال : سألته عن الرّجل يصلّي و السّراج موضوع بين يديه في القبلة ؟ فقال : لا يصلح له أن يستقبل النّار . وروى أيضاً أنّه لا بأس به لأنّ الّذي يصلّى له أقرب إليه من ذلك .

١٧ - محمّد بن الحسن ؛ وعليّ بن محمّد ، عن سهل بن زياد ، عن ابن محبوب ، عن عليّ ابن رئاب ، عن جميل بن صالح ، عن الفضيل بن يسار قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : أقوم في الصلاة فأرى قدامي في القبلة العذرة ؟ فقال : تنحّ عنها ما استطعت ولا تصلّ على الجواد .

١٨ ـ جماعة ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن فضالة بن أيّوب ، عن العلاء ، عن محمّد بن مسلم ، عن أحدهما عليهما السلام قال : لا تصلّي المكتوبة في الكعبة .

وروي في حديث آخر يصلّي في أربع جوانبها إذا اضطرّ إلى ذلك .

١٩ ـ جماعة ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن فُضالة ، عن الحسين ابن عثمان ، عن ابن مسكان ، عن خالد [عن] أبي إسماعيل قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : الرّجل يصلّي على أبي قبيس مستقبل القبلة ؟ فقال : لا بأس .

٢٠ ـ جماعة ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن صفوان بن يحيى

عن العلاء ، عن محمّد بن مسلم قال : سألت أحدهما عليهما السلام عن التّماثيل في البيت ، فقال : لا بأس إذا كانت عن يمينك وعن شمالك وعن خلفك أو تحت رجليك و إن كانت في القبلة فألق عليها ثوباً .

٢١ ـ عليُّ بن محمّد ، عن إسحاق بن محمّد ، عن عبدالسلام بن صالح ، عن الرِّضا عليه السلام في الّذي تدركه الصلاة وهو فوق الكعبة قال : إن قام لم يكن له قبلة و لكنّه يستلقي على قفاه ويفتح عينيه إلى السماء ويعقد بقلبه القبلة الّتي في السماء البيت المعمور ويقرأ فإذا أراد أن يركع غمّض عينيه فإذا أراد أن يرفع رأسه من الرُّكوع فتح عينيه والسجود على نحو ذلك .

٢٢ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن بعض أصحابه ، عن أبي عبدالله عليه السلام في التمثال يكون في البساط فتقع عينك عليه وأنت تصلّي قال : إن كان بعين واحدة فلا بأس وإن كان له عينان فلا .

٢٣ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن حمّاد ، عن حريز ، عن زرارة ، و حديد قالا : قلنا لأبي عبدالله عليه السلام : السطح يصيبه البول أو يبال عليه أيصلّى في ذلك المكان ؟ فقال : إن كان تصيبه الشمس و الرِّيح و كان جافّاً فلا بأس به إلّا أن يكون يتّخذ مبالاً .

٢٤ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن أحمد بن الحسن بن عليّ ، عن عمرو بن سعيد ، عن مصدّق بن صدقة ، عن عمّار الساباطيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لا يصلّى في بيت فيه خمرٌ أو مسكر .

٢٥ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن محمّد بن عيسى ، عن يونس ، عن حمّاد ، عن عامر بن نعيم قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن هذه المنازل الّتي ينزلها الناس فيها أبوال الدّوابّ والسرجين ويدخلها اليهود والنصارى كيف يصلّى فيها ؟ قال : صلِّ على ثوبك .

٢٦ ـ أبو عليّ الأشعريُّ ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن صفوان ، عن ابن مسكان عن محمّد بن مروان ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال رسول الله صلّى الله عليه وآله : إنَّ جبرئيل عليه السلام أتاني فقال : إنّا معشر الملائكة لا ندخل بيتاً فيه كلبٌ ولا تمثال جسد ، ولا إناء

يبال فيه .

٧٢٨٢ـ الحسين بن محمّد ، عن معلّى بن محمّد ، عن الحسن بن عليّ الوشّاء ، عن أبان ، عن عمرو بن خالد ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : قال جبرئيل عليه السلام : يا رسول الله إنّا لا ندخل بيتاً فيه صورة إنسان ولا بيتاً يبال فيه ولا بيتاً فيه كلب .

باب ۵

نماز کعبہ میں اس کی چھت پر اور یہود و نصاریٰ کے معبدوں میں اور ان مقامات پر جہاں نماز مکروہ ہے

۱۔ میں نے پوچھا یہود و نصاریٰ کے عبادت خانوں میں نماز پڑھنے کے متعلق، فرمایا پانی سے دھو کر نماز پڑھو میں نے پوچھا۔ مجوسیوں کے گھروں میں فرمایا اس جگہ کو دھو کر نماز پڑھ لو۔ (ص)

۲۔ میں نے پوچھا کیا اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ میں نماز پڑھ لی جائے۔ فرمایا اگر سامان ضائع ہونے کا خوف ہو تو جھاڑو دے کر وہ جگہ صاف کر دو اور بکریوں کے بیٹھنے کی جگہ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ (ص)

۳۔ فرمایا جہاں گھوڑے خچر اور گدھے بندھتے ہوں وہاں نماز مت پڑھو۔ (موثق)

۴۔ پوچھا اس مسجد کے متعلق جس کی قبلہ والی دیوار میں چربچہ کا پانی سڑ نکلے اور اس میں پیشاب کرتے ہیں فرمایا اگر چربچہ میں پانی ہے تو نہ پڑھو ورنہ پڑھ لو۔ (ح)

۵۔ میں نے سوال کیا بکریوں کے باڑہ میں نماز پڑھ سکتے ہیں فرمایا ہاں لیکن اونٹوں کے بندھنے کی جگہ نہیں۔ مگر جب سامان لٹ جانے کا اندیشہ ہو وہاں جھاڑو دے کر صاف کر لو اور پانی اس پر خوب ڈالو پھر نماز پڑھو، میں نے پوچھا کیا راستے میں نماز پڑھ سکتے ہیں فرمایا جو گزرگاہ عام ہے اس پر نہیں اور کھاری زمین پر نماز پڑھنا مکروہ ہے مگر ایسی صورت میں کہ کوئی نرم جگہ ہو جس پر پیشانی برابر آ جائے۔ میں نے پوچھا یہودیوں کے عبادت خانہ کے متعلق، فرمایا اگر قبلہ رخ ہو کر پڑھ سکتے ہو تو حرج نہیں، میں نے حضرتؑ کو مکہ کے راستہ میں بعض منزلوں پر سجدہ کی جگہ پر غبار دبانے کے لئے پانی چھڑکتے دیکھا اور نم زمین پر نہیں چھڑکتے تھے۔ میں نے پوچھا کوئی دریا میں غوطہ زن ہو اور وقت نماز آ جائے۔ فرمایا اگر جنگ کا وقت ہے تو اشارے سے پڑھنا کافی ہے۔ اور اگر تاجر ہے تو نماز پڑھ کر دریا میں داخل ہو۔ (حسن)

۶۔ فرمایا جس گھر میں مجوسی (آتش پرست) ہوں وہاں نماز نہ پڑھو اور یہودی اور نصرانی کے گھر میں پڑھ لو۔ (ض)

۷۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے کہا۔ ہم بیدار (وہ خطۂ زمین سفیانی لشکر اس ارادہ سے جہاں جمع ہوا تھا کہ مدینہ پر حملہ کرے۔ اللہ نے اس سرزمین کو دھنسا دیا تھا) میں آخر شب داخل ہوئے۔ میں نے نماز کے لئے وضو کیا۔ پھر میرے دل میں کچھ خیال آیا تو کیا میں وہاں محمل میں رہ کر نماز پڑھ سکتا تھا۔ فرمایا بیدار میں نماز نہ پڑھو۔ میں نے کہا بیدار کی حد کہاں تک ہے فرمایا جعفر کا لشکر جہاں تک گیا۔ جب تک تبی کے پڑاؤ کی جگہ نہ آجائے۔ نماز نہ پڑھو، میں نے کہا لشکر کا پھیلاؤ کہاں تک تھا۔ فرمایا مسیر جعفر سے تین میل دور۔ (ص)

۸۔ فرمایا امام رضا علیہ السلام نے ہر راستہ چلا جاتا ہے اور اس میں گزرگاہ ہوتی ہے وہاں نماز نہ پڑھی جائے۔ میں نے کہا پھر کہاں فرمایا داہنے بائیں۔ (مجہول)

۹۔ میں نے کہا ایک شخص بیدار میں ہو اور وقت نماز آجائے۔ فرمایا گزرگاہ سے ہٹ کر داہنی بائیں طرف نماز پڑھ لے۔ (مرسل)

۱۰۔ فرمایا تین مقامات پر نماز مکروہ ہے۔ بیدار میں کہ وہ گزرگاہ لشکر ہے اور گرم تر سخت جگہ ہیں اور ضجنان (مکہ کا پہاڑی علاقہ) پر اور فرمایا کوئی مضائقہ نہیں کھلے مقام میں اگر وہ گزرگاہ ہو اور مکروہ ہے ان راستوں پر جہاں لوگ آتے جاتے ہوں۔ (ص)

۱۱۔ حضرتؑ نے فرمایا لالہ زار میں نماز نہ پڑھو۔ (مرسل)

۱۲۔ فرمایا حضرتؑ نے دس جگہ نماز نہ پڑھنی چاہیئے کیچڑ میں، حمام میں، قبرستان میں اور سر راہ چیونٹیوں کی وادی میں اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ، پانی بہنے کی جگہ، زمین شور اور برف زار میں۔ (مرسل)

۱۳۔ میں نے حضرت سے سوال کیا۔ تر مٹی کی کیا حد ہے جس پر سجدہ نہیں ہو سکتا۔ فرمایا جب پیشانی اس کے اندر سما جائے اور زمین پر نہ رہے۔ پھر پوچھا قبروں کے درمیان نماز پڑھنے کے بارے میں، فرمایا جائز نہیں، مگر اس صورت میں اس کے قبروں کے درمیان چاروں طرف سے دس دس ہاتھ کا فاصلہ ہو۔ (موثق)

۱۴۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے پوچھا اگر نماز کے لئے کوئی جگہ سوائے برف کے نہ ملے فرمایا اگر ممکن ہو دوسری جگہ ملنا تو سجدہ کر لو ورنہ برف کو ہموار کر کے سجدہ کر لو اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ کپڑے پر سجدہ کرو۔ (موثق)

۱۵۔ میں نے کہا ایک شخص نماز پڑھتا ہے درآنحالیکہ قرآن قبلہ کی طرف اس کے سامنے کھلا ہوا ہے فرمایا نہیں پڑھنا چاہیئے میں نے کہا اگر غلاف میں ہو۔ فرمایا تو پڑھ لے اور یہ بھی فرمایا ایسی حالت میں بھی نہ پڑھے جبکہ قبلہ کی طرف آگ روشن ہو یا اسلحہ رکھے ہوں میں نے پوچھا اگر قندیل سامنے لٹکی ہو اور روشن ہو فرمایا اگر وہ سامنے ہو تو نہ پڑھے۔ (مجہول)

۱۶۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے پوچھا اس شخص کے بارے میں جس کے سامنے قبلہ رخ پر چراغ جل رہا ہو فرمایا اچھا نہیں کہ اس کے سامنے آگ ہو۔ اور ایک روایت میں ہے کوئی مضائقہ نہیں، کیونکہ جس کی نماز پڑھی جاتی ہے وہ اس سے

بہت زیادہ قریب ہے۔ (مجہول)

۱۷۔ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا۔ میں ایسی جگہ نماز پڑھوں جہاں منہ کے سامنے ہی پاخانہ ہو۔ فرمایا جہاں تک ممکن ہو اس جگہ سے الگ ہو جاؤ اور گزرگاہوں میں نماز نہ پڑھو۔ (ص)

۱۸۔ فرمایا کعبہ کے اندر نماز واجب نہ پڑھو اور ایک حدیث میں ہے کہ اگر اضطراری کیفیت ہو تو چاروں طرف پڑھ ہو۔ (حسن)

۱۹۔ میں نے حضرتؑ سے پوچھا اگر کوئی کوہ ابوقبیس پر قبلہ رُخ ہو کر نماز پڑھے تو فرمایا کیا مضائقہ ہے۔ (ص)

۲۰۔ میں نے ان مورتیوں کے متعلق پوچھا جو گھر کے اندر ہوں وہاں نماز پڑھ سکتے ہیں فرمایا کوئی مضائقہ نہیں اگر داہنی طرف ہوں یا بائیں طرف یا پیچھے یا قدموں کے نیچے اور قبلہ کی طرف ہوں تو ان پر کپڑا ڈال دو۔ (ثق)

۲۱۔ فرمایا امام رضا علیہ السلام نے جو کعبہ کی چھت پر ہو اور نماز کا وقت آجائے تو اس کا قبلہ نہیں وہ چت لیٹ جائے اور اپنی آنکھیں آسمان کی طرف کھولے اس قبلہ کی طرف رُخ کرنے کے لئے جو بیت المعمور کے نام سے آسمان پر ہے اور قرأت کرے اور جب رکوع کا ارادہ ہو تو آنکھ سے اشارہ کرے اور رکوع سے سر اٹھائے تو آنکھیں کھولے اسی طرح سجدہ بجالائے۔ (ثق)

۲۲۔ فرمایا ان تصویروں کے متعلق جو فرش پر بنی ہوں اور تمہاری نظر بحالت نماز ان پر پڑتی ہو تو اگر تصویر کی ایک آنکھ ہے تو مضائقہ نہیں اور اگر دونوں آنکھیں ہیں تو نماز نہ پڑھی جائے۔ (حسن)

۲۳۔ فرمایا وہ زمین جس پر پیشاب ہو یا پیشاب کیا گیا ہو۔ اس پر نماز کی کیا صورت ہو گی فرمایا جب اس پر سورج چمکا ہو اور وہ جگہ سوکھ گئی ہو اور پیشاب کو دھو دیا ہو تو وہاں نماز صحیح ہو گی۔ (حسن)

۲۴۔ فرمایا حضرتؑ نے اس گھر میں نماز نہ پڑھو جہاں شراب ہو یا کوئی دوسری نشہ والی چیز ہو۔ (موثق)

۲۵۔ میں نے پوچھا ان منازل کے متعلق جہاں لوگ اترتے ہوں اور چوپائے پیشاب پاخانہ کرتے ہوں اور یہود و نصاریٰ آتے جاتے ہوں فرمایا کپڑا بچھا کر نماز پڑھو۔ (ض)

۲۶۔ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا کہ جبرئیل میرے پاس آئے اور کہا ہم ملائکہ اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جہاں انسانی مجسمہ ہو اور نہ اس گھر میں جہاں کتا ہو یا جہاں پیشاب کیا جاتا ہو۔ (مجہول)

۲۷۔ ترجمہ اوپر دیکھیے۔ (ض)

باب ۵۸

(الصلاة في ثوب واحد والمرأة في كم تصلي وصلاة العراة والتوشح)

١ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ ومحمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان جميعاً ،

عن حمّاد بن عيسى، عن حريز، عن محمّد بن مسلم، عن أحدهما عليهما السلام قال: سألته عن الرّجل يصلّي في قميص واحد أو في قباء طاق أو في قباء محشوّ وليس عليه إزار؟ فقال: إذا كان عليه قميصٌ سفيق أو قباء ليس بطويل الفرج فلا بأس به والثوب الواحد يتوشّح به وسراويل كلّ ذلك لا بأس به وقال: إذا لبس السراويل فليجعل على عاتقه شيئاً ولو حبلا.

٢ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن عليّ بن الحكم، عن العلاء بن رزين، عن محمّد بن مسلم قال: رأيت أبا جعفر عليه السلام صلّي في إزار واحد ليس بواسع قد عقده على عنقه، فقلت له: ما ترى للرّجل يصلّي في قميص واحد، فقال: إذا كان كثيفاً فلا بأس به والمرأة تصلّي في الدّرع والمقنعة إذا كان الدّرع كثيفاً يعني إذا كان ستيراً، قلت: رحمك الله الأمة تغطّي رأسها إذا صلّت؟ فقال: ليس على الأمة قناع.

٣ ـ الحسين بن محمّد، عن عبدالله بن عامر، عن عليّ بن مهزيار، عن النضر بن سويد، عن هشام بن سالم، عن سليمان بن خالد قال: سألت أبا عبدالله عليه السلام عن رجل أمّ قوماً في قميص ليس عليه رداء، فقال: لا ينبغي إلّا أن يكون عليه رداء أو عمامة يرتدي بها.

٤ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن حمّاد بن عيسى، عن حريز، عن زرارة، عن أبي جعفر عليه السلام أنّه قال: إيّاك و التحاف الصمّاء، قلت: وما التحاف الصمّاء؟ قال: أن تدخل الثوب من تحت جناحك فتجعله على منكب واحد.

٥ ـ عليّ بن محمّد رفعه، عن أبي عبدالله عليه السلام في رجل يصلّي في سراويل ليس معه غيره قال: يجعل التكّة على عاتقه.

٦ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن عليّ بن حديد، عن جميل قال: سأل مرازم أبا عبدالله عليه السلام وأنا معه حاضر عن الرّجل الحاضر يصلّي في إزار مرتدياً به (٢)، قال: يجعل على رقبته منديلاً أو عمامة يتردّى به.

٧ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن عليّ بن الحكم، عن هشام بن سالم، عن أبي بصير، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: لا ينبغي أن تتوشّح بإزار فوق القميص وأنت تصلّي ولا تتّزر بإزار فوق القميص إذا أنت صلّيت فإنّه من زيّ الجاهليّة.

٨ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن محبوب ، عن ابن رئاب ، عن زياد بن سوقة ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : لا بأس أن يصلّي أحدكم في الثوب الواحد و إزاره محلّلة ، إنَّ دين محمّد صلى الله عليه وآله حنيف .

٩ ـ أحمد بن إدريس ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن صفوان بن يحيى ، عن رفاعة قال : حدَّثني من سمع أبا عبدالله عليه السلام عن الرَّجل يصلّي في ثوب واحد متّزراً به ، قال : لا بأس به إذا رفعه إلى الثندوتين .

١٠ ـ وعنه ، عن محمّد بن أحمد ، عن أحمد بن الحسن بن عليّ ، عن عمرو بن سعيد ، عن مصدّق بن صدقة ، عن عمّار الساباطيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام في الرَّجل يصلّي فيدخل يديه تحت ثوبه قال : إذا كان عليه ثوب آخر إزار أو سراويل فلا بأس وإن لم يكن فلا يجوز له ذلك وإن أدخل يداً واحدة ولم يدخل الاُخرى فلا بأس .

١١ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن عثمان بن عيسى عن ابن مسكان ، عن ابن أبي يعفور قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : تصلّي المرأة في ثلاثة أثواب : إزار ودرع وخمار ولا يضرُّها بأن تقنّع بالخمار فإن لم تجد فثوبين تتّزر بأحدهما و تقنّع بالآخر ، قلت : فإن كان درع و ملحفة ليس عليها مقنعة ؟ فقال : لا بأس إذا تقنّعت بالملحفة فإن لم تكفها فلتلبسها طولاً .

١٢ ـ الحسين بن محمّد ، عن عبدالله بن عامر ، عن عليّ بن مهزيار ، عن حمّاد بن عيسى ، عن شعيب ، عن أبي بصير ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لا بأس بأن يصلّي الرجل وثوبه على ظهره ومنكبيه فيسبله إلى الأرض ولا يلتحف به وأخبرني من رآه يفعل ذلك .

١٣ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن عثمان بن عيسى ، عن سماعة قال : سألته (٢) عن الرَّجل يشتمل في صلاة بثوب واحد قال : لا يشتمل بثوب واحد فأمّا إن يتوشّح فيغطّي منكبيه فلا بأس .

١٤ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لا يصلح للمرأة المسلمة أن تلبس من الخمر والدُّروع مالا

يواري شيئاً .

١٥ ـ جماعة ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن أخيه الحسن ، عن زرعة ، عن سماعة قال : سألته عن رجل يكون في فلاة من الأرض ليس عليه إلّا ثوبٌ واحدٌ و أجنب فيه و ليس عنده ماءٌ كيف يصنع ؟ قال : يتيمّم و يصلّي عرياناً قاعداً يؤمي إيماء .

١٦ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد ، عن حريز ، عن زرارة قال : قلت لأبي جعفر عليه السلام : رجل خرج من سفينة عرياناً أو سلب ثيابه ولم يجد شيئاً يصلّي فيه فقال : يصلّي إيماء فإن كانت امرأة جعلت يدها على فرجها و إن كان رجلاً وضع يده على سوأته ثمّ يجلسان فيؤميان إيماء ولا يسجدان ولا يركعان فيبدو ماخلفهما تكون صلاتهما إيماء برؤوسهما قال : وإن كانا في ماء أو بحر لجّي لم يسجدا عليه وموضوع عنهما التوجّه فيه يؤميان في ذلك إيماء رفعهما توجّه ووضعهما .

باب ۵۸

لباسِ مُصلّی

۱۔ میں نے پوچھا اس نمازی کے متعلق جس کے پاس ایک ہی قمیض ہو یا ایک ہی قبا ہو کرتا ہے اور پاجامہ نہ ہو۔ فرمایا جب ایک ہی قمیض چھیدرے تاروں کی بنی ہوئی ہو اور اس کے دامن بھی لمبے نہ ہوں۔ فرمایا کوئی حرج نہیں اور جب پاجامہ پہنے تو اپنے کندھے پہ کوئی شے ڈالے اگرچہ رسی ہی کا ہو۔ (حسن)

۲۔ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کو ایک تہہ بند میں نماز پڑھتے دیکھا جو زیادہ لمبی چوڑی نہ تھی آپؑ نے اسے گردن سے باندھ لیا تھا میں نے کہا کیا فرماتے ہیں آپ اس کے لیے جو ایک قمیض رکھتا ہو۔ فرمایا وہ خوب گھنی بنی ہوئی ہو تو کوئی مضائقہ نہیں اور عورت اپنے کرتے اور مقنعہ میں جبکہ کرتے کا کپڑا گاڑھا یعنی ساتر بدن ہو۔ میں نے کہا اللہ آپؑ کی حفاظت کرے کیا نماز کے وقت لونڈی اپنا سر ڈھانپے۔ فرمایا لونڈی کے لیے ضروری نہیں ہے۔ (ح)

۳۔ میں نے پوچھا جو شخص لوگوں کی امامت کرے ایک قمیض میں بغیر ردا کے تو کیا کر سکتا ہے فرمایا لازم ہے کہ وقت امامت سر پہ عمامہ اور جسم پہ ردا ہو۔ (حسن)

۴۔ فرمایا حضرت نے اپنے کو نماز صماء سے بچاؤ۔ میں نے کہا یہ کیا ہے فرمایا لنگی کو اس طرح باندھنا کہ اس کے سرے بغلوں کے نیچے سے نکال کر ایک کندھے پر گرہ دی جائے۔ (حسن)

۵۔ فرمایا جس کے پاس سوائے پاجامہ کے دوسرا کپڑا نہ ہو، وہ اپنے ازار بند کو کندھے پر ڈال لے۔ (مرفوع)

۶۔ فرمایا نماز کے لئے جس کے پاس صرف پاجامہ ہی ہو اسے چاہیئے کہ رومال اپنی گردن پر ڈال لے اور عمامہ بطور چادر کے لپیٹے۔ (ضم)

۷۔ فرمایا نمازی کو نہیں چاہیئے کہ تہہ بند کا سرا قمیص کے اوپر داہنی بغل سے نکال بائیں کندھے پر باندھے اور نہ تہہ بند کو قمیص کے اوپر لپیٹے، وقت نماز یہ طریقہ جاہلیت کا ہے۔ (ص)

۸۔ فرمایا اگر کوئی ایک کپڑے میں نماز پڑھے تو کوئی مضائقہ نہیں، درآنحالیکہ اس کی ازار کشادہ ہو بے شک دین محمد کشادہ دین ہے۔ (ص)

۹۔ کسی نے پوچھا ایک شخص ایسے کپڑے میں نماز پڑھتا ہے جو اس کے بدن کو ڈھانپ لے۔ فرمایا اگر چھاتی تک ڈھانپ لے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ (مرسل)

۱۰۔ فرمایا حضرت نے اس شخص کے بارے میں جو نماز پڑھتا ہے اور اپنے ہاتھ کپڑے کے نیچے رکھتا ہے۔ اگر دوسرا تہہ بند اور پاجامہ ہے تو مضائقہ نہیں اور اگر نہیں ہے تو اس کے لئے یہ جائز نہیں اور اگر ایک ہاتھ داخل کرے اور دوسرا نہیں تو مضائقہ نہیں (موثق

۱۱۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے عورت تین کپڑوں میں نماز پڑھے پاجامہ، کرتا اور اوڑھنی اور اگر اوڑھنی کا مقنعہ بنالے تو کوئی حرج نہیں، اور اگر اوڑھنی نہ ہو تو دو کپڑوں میں سے ایک کا ازار بنالے اور دوسرے کا مقنعہ، میں نے کہا اگر کرتا ہو اور اوپر کا لباس مقنعہ نہ ہو۔ فرمایا کوئی حرج نہیں، اوپر والے لباس کا مقنعہ بنالے اگر چوڑائی کافی نہ ہو تو طول میں بنالے۔ (موثو

۱۲۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے اگر کوئی اس طرح نماز پڑھے کہ کپڑا اس کی پشت اور کندھوں پر ہو اور زمین پر لٹک رہا ہو اور جسم سے لپٹا نہ ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔ (صحیح)

۱۳۔ میں نے پوچھا اس شخص کے متعلق جو ایک کپڑے میں نماز پڑھے۔ فرمایا ایسا نہ کرے اور اگر توشح (بغل کے نیچے سے نکال کر کندھے پر گرہ دینا) ہو تو اپنے کندھوں کو ڈھانپ لے۔ (موثق)

۱۴۔ فرمایا مسلمان عورت کو زیبا نہیں ایسا لباس پہننا جس سے اس کا بدن نہ چھپے۔ (ضعیف)

۱۵۔ میں نے کہا ایک شخص جنگل میں ہے اور اس کے پاس ایک ہی کپڑا ہے اور وہ جنب ہو جائے اور پانی موجود نہ ہو تو کیا کرے فرمایا تیمم کرے۔ برہنہ بیٹھ کر نماز پڑھے اور اشارہ سے ارکان بجالائے۔ (موثق)

۱۶۔ اگر کشتی سے کوئی اس طرح نکلے کہ اس کے کپڑے چھین لئے گئے ہو فرمایا اشارہ سے پڑھے، اگر عورت ہے تو اپنی شرمگاہ پر ہاتھ رکھے۔ اور اگر مرد ہے تو اپنی شرمگاہ پر بیٹھ کر پڑھے رکوع اور سجدہ نہ کریں۔ ان کی نماز سر کے اشارہ سے ہوگی

اور اگر پانی میں ہے یا گہرے دریا میں ہے تو ان پر سجدہ نہیں صرف اشارہ کافی ہے اشارہ ہی سے سر اٹھائے اور رکھے۔ (حسن)

﴿ باب ٥٩ ﴾

۞(اللباس الذی تكره الصلاة فيه وما لا تكره)۞

١ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن ابن بكير قال : سأل زرارة أبا عبدالله عليه السلام عن الصلاة في الثعالب والفنك والسنجاب وغيره من الوبر فأخرج كتاباً زعم أنّه إملاء رسول الله صلى الله عليه وآله : أنَّ الصلاة في وبر كلِّ شيء حرام أكله فالصلاة في وبره وشعره وجلده وبوله وروثه وألبانه وكلِّ شيء منه فاسدة لا تقبل تلك الصلاة حتّى تصلّي في غيره ممّا أحلّ الله أكله .

ثمَّ قال : يا زرارة هذا عن رسول الله صلى الله عليه وآله فاحفظ ذلك يا زرارة فإن كان ممّا يؤكل لحمه فالصلاة في وبره وبوله وشعره وروثه وألبانه وكلِّ شيء منه جائزة إذا علمت أنّه ذكيٌّ قد ذكّاه الذّبح فإن كان غير ذلك ممّا قد نهيت عن أكله وحرم عليك أكله فالصلاة في كلِّ شيء منه فاسدة ذكّاه الذبح أو لم يذكّه .

٢ ـ عليُّ بن محمّد ، عن عبدالله بن إسحاق العلويِّ ، عن الحسن بن عليٍّ عن محمّد بن سليمان الدّيلمي ، عن عيثم بن أسلم النجاشي ، عن أبي بصير قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الصلاة في الفراء قال : كان عليُّ بن الحسين صلوات الله عليهما رجلاً صرداً لا تدفئه فراء الحجاز لأنَّ دباغتها بالقرظ فكان يبعث إلى العراق فيؤتى ممّا قبلهم بالفرو فيلبسه فإذا حضرت الصلاة ألقاه وألقى القميص الّذي تحته الّذي يليه ، فكان يسأل عن ذلك فقال : إنَّ أهل العراق يستحلّون لباس الجلود الميتة ويزعمون أنَّ دباغه ذكاته .

٣ ـ وبهذا الإسناد ، عن محمّد بن سليمان ، عن عليِّ بن أبي حمزة قال : سألت أبا عبدالله وأبا الحسن عليهما السلام عن لباس الفراء والصّلاة فيها فقال : لا تصلِّ فيها إلّا فيما كان منه ذكيّاً ، قال : قلت : أوليس الذّكي ممّا ذكّي بالحديد ؟ فقال : بلى إذا كان ممّا يؤكل لحمه قلت : وما يؤكل لحمه من غير الغنم ؟ قال : لا بأس بالسنجاب فإنّه دابّة لا تأكل اللّحم وليس هو ممّا نهى عنه رسول الله صلى الله عليه وآله إذ نهى عن كلِّ ذي ناب ومخلب .

٤ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن حمّاد، عن الحلبيّ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: تكره الصّلاة في الفراء إلّا ما صنع في أرض الحجاز أو[م]ما علمت منه ذكاة.

٥ ـ عليُّ بن محمّد، عن عبدالله بن إسحاق العلويّ، عن الحسن بن عليّ، عن محمّد ابن عبدالله بن هلال، عن عبدالرحمن بن الحجّاج قال: قلت لأبي عبدالله عليه السلام: إنّي أدخل سوق المسلمين أعني هذا الخلق الّذين يدّعون الإسلام فأشتري منهم الفراء للتجارة فأقول لصاحبها: أليس هي ذكيّة؟ فيقول: بلى، فهل يصلح لي أن أبيعها على أنّها ذكيّة فقال: لا ولكن لابأس أن تبيعها وتقول: قد شرط لي الّذي أشتريتها منه أنّها ذكيّة قلت: وما أفسد ذلك؟ قال: استحلال أهل العراق للميتة وزعموا أنّ دباغ جلد الميتة ذكاته ثمّ لم يرضوا أن يكذبوا في ذلك إلّا على رسول الله صلى الله عليه وآله.

٦ ـ محمّد بن يحيى وغيره، عن أحمد بن محمّد، عن ابن محبوب، عن عاصم بن حميد، عن عليّ بن المغيرة قال: قلت لأبي عبدالله عليه السلام: جعلت فداك الميتة ينتفع بشيء منها قال: لا، قلت: بلغنا أنّ رسول الله صلى الله عليه وآله مرّ بشاة ميتة، فقال: ما كان على أهل هذه الشاة إذلم ينتفعوا بلحمها أن ينتفعوا بإهابها قال: تلك شاة لسودة بنت زمعة زوج النّبي صلى الله عليه وآله وكانت شاة مهزولة لاينتفع بلحمها فتركوها حتّى ماتت فقال رسول الله صلى الله عليه وآله: ما كان على أهلها إذلم ينتفعوا بلحمها أن ينتفعوا بإهابها أن تذكّى.

٧ ـ عليُّ بن محمّد، عن سهل بن زياد، عن عليّ بن مهزيار، عن محمّد بن الحسين الأشعريّ قال: كتب بعض أصحابنا إلى أبي جعفر الثاني صلوات الله عليه: ما تقول في الفرو يشترى من السّوق، فقال: إذا كان مضموناً فلابأس.

٨ ـ أحمد بن إدريس، عن محمّد بن عبدالجبّار، عن عليّ بن مهزيار، عن رجل سأل الماضي عليه السلام عن الصّلاة في الثّعالب فنهى عن الصّلاة فيها وفي الثّوب الّذي يليها؟ فلم أدر أيّ الثّوبين الّذي يلصق بالوبر أو الّذي يلصق بالجلد فوقّع عليه السلام بخطّه الّذي يلصق بالجلد، قال: وذكر أبوالحسن [عليه السلام] أنّه سأله عن هذه المسألة فقال: لاتصلّ في الثّوب الّذي فوقه ولا في الّذي تحته.

٩ ـ عليّ بن مهزيار : قال كتب إليه إبراهيم بن عقبة عندنا جوارب وتكك تعمل من وبر الأرانب فهل تجوز الصّلاة في وبر الأرانب من غير ضرورة ولا تقيّة ؟ فكتب عليه السلام : لاتجوز الصلاة فيها .

١٠ ـ أحمد بن إدريس ، عن محمّد بن عبدالجبّار قال : كتبت إلى أبي محمّد عليه السلام أسأله هل يصلّي في قلنسوة حرير محض أو قلنسوة ديباج ؟ فكتب عليه السلام : لاتحلّ الصّلاة في حرير محض .

١١ ـ عليّ بن محمّد ، عن عبدالله بن إسحاق العلويّ ، عن الحسن بن عليّ ، عن محمّد بن سليمان الدّيلمي ، عن فريت ، عن ابن أبي يعفور قال : كنت عند أبي عبدالله عليه السلام إذ دخل عليه رجل من الخزّازين فقال له : جعلت فداك ماتقول في الصّلاة في الخزّ ؟ فقال : لابأس بالصّلاة فيه ، فقال له الرّجل : جعلت فداك إنّه ميّت وهو علاجي وأنا أعرفه ؟ فقال أبوعبدالله عليه السلام : أنا أعرف به منك ، فقال له الرّجل : إنّه علاجيّ وليس أحد أعرف به منّي ، فتبسّم أبوعبدالله عليه السلام ثمّ قال له : أتقول : إنّه دابّة تخرج من الماء أو تصاد من الماء فتخرج فإذا فقد الماء مات ؟ فقال الرّجل : صدقت جعلت فداك هكذا هو ، فقال له أبوعبدالله عليه السلام : فإنّك تقول : إنّه دابّة تمشي على أربع وليس هو على حدّ الحيتان فيكون ذكاته خروجه من الماء ؟ فقال الرّجل : إي والله هكذا أقول ، فقال له أبوعبدالله عليه السلام : فإنّ الله تبارك و تعالى أحلّه وجعل ذكاته موته كما أحلّ الحيتان و جعل ذكاتها موتها .

١٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن خالد ، عن إسماعيل بن سعد الأحوص قال : سألت أبا الحسن الرّضا عليه السلام عن الصّلاة في جلود السّباع ، فقال : لا تصلّ فيها ، قال : و سألته هل يصلّي الرّجل في ثوب أبريسم ؟ فقال : لا .

١٣ ـ محمّد بن يحيى ، عن بعض أصحابنا ، عن عليّ بن عقبة ، عن موسى بن اُكيل النّميريّ عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن الرّجل يكون في السّفر ومعه السّكّين في خفّه لايستغني عنها أو في سراويله مشدوداً والمفتاح يخاف عليه الضّيعة أو في وسطه المنطقة فيها حديد ؟ قال : لابأس بالسّكّين والمنطقة للمسافر في وقت ضرورة و كذلك

المفتاح يخاف عليه أو في النّسيان ولا بأس بالسّيف وكذلك آلة السّلاح في الحرب وفي غير ذلك لاتجوز الصّلاة في شيء من الحديد فإنّه نجس ممسوخ.

١٤ ـ عليُّ بن محمّد، و محمّد بن الحسن، عن سهل بن زياد، عن عليّ بن مهزيار، عن أبي عليّ بن راشد قال: قلت لأبي جعفر عليه السلام: ماتقول في الفراء أيّ شيء يصلّى فيه؟ فقال: أيُّ الفراء؟ قلت: الفنك والسّنجاب والسّمّور، قال: فصلّ في الفنك والسّنجاب فأمّا السمّور فلاتصلّ فيه، قلت: فالثعالب نصلّي فيها؟ قال: لاولكن تلبس بعد الصّلاة، قلت: أُصلّي في الثّوب الّذي يليه؟ قال: لا.

١٥ ـ عليُّ بن إبراهيم، عن أحمد بن عبديل، عن ابن سنان، عن عبدالله بن جندب، عن سفيان بن السّمط، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: الرّجل إذا اتّزر بثوب واحد إلى ثندوته صلّى فيه؛ قال: وقرأت في كتاب محمّد بن إبراهيم إلى أبي الحسن عليه السلام يسأله عن الفنك يصلّى فيه، فكتب: لابأس به؛ وكتب يسأله عن جلود الأرانب فكتب عليه السلام: مكروه؛ وكتب يسأله عن ثوب حشوه قزّ يصلّى فيه، فكتب: لابأس به.

١٦ ـ عليّ بن محمّد، عن عبدالله بن إسحاق، عمّن ذكره، عن مقاتل بن مقاتل قال: سألت أباالحسن عليه السلام عن الصّلاة في السّمّور والسنجاب والثعلب فقال: لاخير في ذلك كلّه ماخلا السنجاب فإنّه دابّة لاتأكل اللّحم.

١٧ ـ عليُّ بن إبراهيم، عن محمّد بن عيسى، عن يونس، عن عبدالله بن سنان، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّه كره أن يصلّي وعليه ثوبٌ فيه تماثيل

١٨ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد؛ ومحمّد بن الحسين، عن عثمان بن عيسى، عن سماعة، عن أبي بصير، عن أبي جعفر عليه السلام قال: قلت له: الطيلسان يعمله المجوس أُصلّي فيه؟ قال: أليس يغسل بالماء؟ قلت: بلى، قال: لابأس، قلت: الثّوب الجديد يعمله الحائك أُصلّي فيه؟ قال: نعم.

١٩ ـ الحسين بن محمّد، عن عبدالله بن عامر، عن عليٍّ بن مهزيار، عن فضالة بن أيّوب، عن حمّاد بن عثمان قال: سألت أباعبدالله عليه السلام عن الدّراهم السّود الّتي فيها التّماثيل أيصلّي الرّجل وهي معه؟ فقال: لابأس إذا كانت مواراة.

و في رواية عبدالرحمن بن الحجّاج عنه قال: قال: لابدّ للنّاس من حفظ بضايعهم فإن صلّى وهي معه فلتكن من خلفه ولا يجعل شيئاً منها بينه و بين القبلة.

٢٠ ـ محمد بن إسماعيل، عن الفضل بن شاذان، عن صفوان بن يحيى، عن العيص ابن القاسم قال: سألت أباعبدالله عليه السلام عن الرّجل يصلّي في ثوب المرأة و في إزارها و يعتمّ بخمارها، قال: نعم إذا كانت مأمونة.

٢١ ـ محمد بن يحيى رفعه، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: صلّ في منديلك الّذي تتمندل به ولا تصلّ في منديل يتمندل به غيرك.

٢٢ ـ محمد بن يحيى رفعه قال: قال أبوعبدالله عليه السلام: لاتصلّ فيما شفّ أو سفّ. يعني الثوب المصيقل.

٢٣ ـ و روي لاتصلّ في ثوب أسود فأمّا الخفّ أو الكساء أو العمامة فلابأس.

٢٤ ـ أحمد بن إدريس، عن محمد بن أحمد، عن السيّاريّ، عن أبي يزيد القسمي ـ و قسم حيّ من اليمن بالبصرة ـ، عن أبي الحسن الرّضا عليه السلام أنّه سأله عن جلود الدّارش الّتي يتّخذ منها الخفاف قال: فقال: لا تصلّ فيها فإنّها تدبغ بخرء الكلاب.

٢٥ ـ عدّة من أصحابنا، عن أحمد بن محمد رفعه، عن أبي عبدالله عليه السلام في الخزّ الخالص أنّه لا بأس به فأمّا الّذي يخلط فيه وبر الأرانب أو غير ذلك ممّا يشبه هذا فلا تصلّ فيه.

٢٦ ـ عدّة من أصحابنا، عن أحمد بن محمد البرقيّ، عن أبيه، عن النّضر بن سويد، عن القاسم بن سليمان، عن جرّاح المدائنيّ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّه كان يكره أن يلبس القميص المكفوف بالدّيباج و يكره لباس الحرير و لباس الوشي و يكره الميثرة الحمراء فإنّها ميثرة إبليس.

٢٧ ـ محمد بن إسماعيل، عن الفضل بن شاذان، عن صفوان بن يحيى، عن ابن مسكان، عن الحلبيّ قال: قلت لأبي عبدالله عليه السلام: الخفاف عندنا في السّوق نشتريها فما ترى في الصّلاة فيها؟ فقال: صلّ فيها حتّى يقال لك: إنّها ميتة بعينها.

٢٨ ـ عدّة من أصحابنا، عن أحمد بن محمد رفعه، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: يكره

الصلاة إلّا في ثلاثة : الخفّ والعمامة والكساء .

٢٩ ~~٣٠~~ـ عليُّ بن محمّد ، عن سهل بن زياد ، عن محسن بن أحمد ، عمّن ذكره ، عن أبي‌عبدالله عليه السلام قال : قلت له : اُصلّي في القلنسوة السّوداء ؟ فقال : لاتصلّ فيها فإنّها لباس أهل النّار .

٣٠ ~~٣١~~ـ عليٌّ ، عن سهل ، عن بعض أصحابه ، عن الحسن بن الجهم قال : قلت لأبي‌الحسن عليه السلام : أعترض السوق فأشتري خفّاً لاأدري أذكيٌّ هو أم لا ؟ قال : صلّ فيه ، قلت : فالنعل ؟ قال : مثل ذلك ، قلت : إنّي أضيق من هذا ، قال : أترغب عمّا كان أبوالحسن عليه السلام يفعله ! .

٣١ ~~٣٢~~ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن أحمد ، عن إبراهيم بن مهزيار قال : سألته عن الصّلاة(١) في جُرموق وأتيته بجرموق فبعثت به إليه ، فقال : يصلّى فيه .

٣٢ ~~٣٣~~ـ محمّد بن يحيى ، عن العمركيّ ، عن عليّ بن جعفر ، عن أخيه أبي‌الحسن عليه السلام قال : سألته عن رجل صلّى وفي كمّه طير ، قال : إن خاف الذّهاب عليه فلا بأس ، قال : و سألته عن الخلاخل هل يصلح للنّساء والصّبيان لبسها ، فقال : إذا كانت صمّاء فلابأس و إن كانت لها صوت فلا .

٣٤ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن أحمد بن محمّد بن أبي‌الفضل المدائني ، عمّن حدّثه ، عن أبي‌عبدالله عليه السلام قال : لا يصلّ الرّجلُ وفي تكّته مفتاح حديد .

٣٥ـ عليٌّ ، عن أبيه ، عن النّوفليّ ، عن السكونيّ ، عن أبي‌عبدالله عليه السلام قال : قال رسول‌الله صلّى الله عليه وآله : لايصلّ الرّجل وفي يده خاتم حديد . و روي إذا كان المفتاح في غلاف فلا بأس .

باب ۵۹

کس لباس میں نماز مکروہ ہے

۱۔ زرارہ نے حضرت جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا لومڑی فنک (لومڑی سے چھوٹا جانور) اور سنجاب (چوہے کے برابر ایک

جانور جس کی گتھے دار ہوتی ہے) وغیرہ کے اون سے بُنے ہوئے کپڑے پہ نماز کیسی ہے۔ حضرت نے ایک کتاب نکالی جس کے متعلق حضرت کا خیال تھا کہ یہ رسول اللہ کی لکھوائی ہوئی ہے اس میں تھا کہ ہر جانور کی اون جو ماکول اللحم نہیں، بال، جلد پیشاب، پاخانہ اور اس کی ہر شے فاسد ہے اس پہ نماز مقبول نہ ہوگی۔ قبول ہوگی جن کا گوشت کھانا اللہ نے حلال کیا ہے اس پر نماز ان کے اون، پیشاب، بال، گوبر اور دودھ ہر شے درست ہے جبکہ اس کا علم ہو کہ اس کو ذبح کیا گیا ہے اور اگر یہ چیزیں ان جانوروں کی ہوں جن کا گوشت حرام ہے تو ان کی کسی چیز پہ نماز نہ ہوگی۔ خواہ اسے ذبح کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ (حسن)

۲۔ میں نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے پوچھا کہ جنگلی گدھے کی کھال پر نماز پڑھ سکتے ہیں۔ فرمایا علی بن الحسینؑ سردی زیادہ محسوس کرتے تھے حجاز کی کھال سردی کو نہیں دبا سکتی، کیونکہ وہ اس کی دباغت قرظ (درخت کا نام) کی چھال سے کرتے تھے حضرتؑ عراق سے منگا کر پہنتے تھے لیکن نماز کے وقت اتار دیتے تھے اور وہ قمیص بھی جو اس کے نیچے ہوتی تھی سبب پوچھا گیا۔ فرمایا اہل عراق اسے حلال جانتے ہیں مردہ کی کھال کو اور ان کا گمان ہے کہ پکنے کے بعد کھال پاک ہو جاتی ہے۔ (حسن)

۳۔ میں نے حضرت ابوعبداللہ اور امام موسیٰ کاظم علیہما السلام سے پوچھا کہ جنگلی گدھے کی پوستین پر نماز ہو سکتی ہے فرمایا اس پر نماز نہ پڑھو جب تک کہ باقاعدہ ذبح نہ ہو، میں نے کہا کیا ذبیحہ کے لئے لوہے سے ذبح کرنا ضروری ہے فرمایا ہاں جبکہ اس کا گوشت حلال ہو۔ میں نے کہا بکری کے علاوہ جس کا گوشت کھایا جاتا ہو۔ فرمایا ایک سنجاب ایسا جانور ہے کہ باوجود ماکول اللحم نہ ہونے کے رسولؐ اللہ نے اس کے متعلق منع نہیں فرمایا حالانکہ ہر دانت اور پنجہ والے جانور کی کھال پہ نماز کو منع فرمایا ہے (م)

۴۔ فرمایا جنگلی گدھے کی کھال پر نماز مکروہ ہے سوائے اس کھال کے جس کی دباغت حجاز میں ہو اور تم کو اس کے ذبیحہ ہونے کا علم ہو۔ (حسن)

۵۔ میں نے کہا اگر میں مسلمانوں کے یعنی ان لوگوں کے جو مدعی اسلام ہیں بازار میں جاؤں اور ان سے بغرض تجارت ایک کھال خریدوں اور فروخت کرنے والے سے پوچھوں۔ کیا یہ ذبیحہ کی کھال نہیں ہے وہ کہے ہاں تو کیا یہ کہہ کر میرے لئے بیچنا درست ہے کہ یہ ذبیحہ کی ہے۔ فرمایا نہیں کوئی حرج نہیں کہ اگر یہ کہہ کر بیچو کہ بیچنے والے نے مجھے پاک کہہ کر دی ہے میں نے کہا یہ تو بڑی خراب بات ہے۔ فرمایا اس لئے نہیں کہ عراق والے مردار کی کھال کو دباغت کے بعد پاک جانتے ہیں یہ لوگ اس پہ راضی ہو گئے ہیں کہ رسولؐ اللہ پہ جھوٹ بولیں۔ (مجہول)

۶۔ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے کہا کیا مردار کی کسی چیز سے فائدہ حاصل کیا جا سکتا ہے فرمایا نہیں، میں نے کہا مجھے یہ خبر ملی ہے کہ آنحضرت مردہ بکری کی طرف سے گزرے اور فرمایا اس بکری والوں کو کیا ہو گیا ہے اگر گوشت سے فائدہ حاصل نہیں کر سکتے تو کھال سے کیوں نہیں کرتے۔ کسی نے کہا یہ بکری سودہ بنت زمعہ زوجہ رسولؐ اللہ کی تھی بہت لاغر تھی اس کا

گوشت کھانے کے قابل نہ تھا اس لئے بے ذبح کئے چھوڑ دیا یہاں تک کہ وہ مرگئی حضرت رسولؐ اللہ نے فرمایا ان بکری والوں کی عقل کہاں گئی اگر گوشت سے فائدہ حاصل نہیں کر سکتے تھے تو دباغ کر کے اس کی کھال سے فائدہ کیوں نہ حاصل کیا۔ (حسن)

۷۔ کسی نے امام محمد تقی علیہ السلام سے پوچھا آپؑ اس کھال کے متعلق کیا فرماتے ہیں جو بازار سے خریدی گئی ہو۔ فرمایا اگر مسلمان سے خریدی ہے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ (ض)

۸۔ پوچھا گیا لومڑی کی کھال پر نماز پڑھنے کے متعلق، حضرتؑ نے منع کیا اور اس کپڑے پر بھی جو اس سے متصل ہو اور اگر نہ جانے کہ کونسا کپڑا اس سے متصل تھا اور کونسا جلد سے، تو حضرتؑ نے اپنے دست مبارک سے تحریر فرمایا جو کپڑا جلد سے متصل ہو۔

۹۔ اسی سند کے جواب میں امام رضا علیہ السلام نے فرمایا مت نماز پڑھو اس کپڑے پر جو اس پوستین کے اوپر یا نیچے ہو۔ (ض)

۱۰۔ ابراہیم بن عقبہ نے لکھا کہ ہمارے پاس ایسی جرابیں ہیں جو خرگوش کے اون سے بنی گئی ہیں کیا بغیر ضرورتؔ اور تقیہ کے نماز جائز ہے۔ حضرتؑ نے جواب میں لکھا جائز نہیں۔ (ص)

۱۱۔ پوچھا گیا خالص ریشم یا دیبا کی ٹوپی میں نماز جائز ہے فرمایا حریر محض یعنی خالص ریشم میں نماز جائز نہیں۔ (ض)

۱۲۔ میں حضرتؑ کی خدمت میں حاضر تھا کہ خز (دریائی جانور) والا ایک شخص آیا اور کہنے لگا کیا خز کی پوستین پر نماز درست ہے فرمایا کوئی مضائقہ نہیں اگر اس پر نماز پڑھی جائے اس نے کہا اگر وہ مرگیا ہو اور میں پہچانتا ہوں کہ وہ خزانی ہے حضرتؑ نے فرمایا تجھ سے زیادہ میں واقف ہوں اس نے کہا یہ خزانی ہے اور مجھ سے زیادہ کوئی اس کا جاننے والا نہیں، یہ سن کر حضرتؑ مسکرائے اور فرمایا کیا تم یہ کہتے ہو کہ وہ چوپایہ ہے اور پانی سے نکلا ہے پانی سے شکار ہوتا ہے، جب وہ پانی سے باہر نکلتا ہے تو مر جاتا ہے اس نے کہا ایسا ہی ہے خدا کی قسم میں بھی یہی کہتا ہوں تم کہتے ہو وہ چوپایہ ہے اور مچھلی جیسا نہیں تو پھر بغیر ذبح کے اس کی کھال پر نماز کیسے ہوگی فرمایا اس کا پانی سے نکلنا ہی اس کا ذبح ہونا ہے اس نے کہا خدا کی قسم میں بھی یہی کہتا ہوں فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس کو حلال کیا ہے اور اس کی موت اس کا پاک ہونا ہے جیسے مچھلی کو حلال کیا ہے اس کی موت اس کا ذبح ہونا ہے۔ (ص)

۱۳۔ میں نے پوچھا درندوں کی کھال پر نماز درست ہے فرمایا نہیں۔ میں نے کہا اور ریشمی لباس پر فرمایا نہیں۔ (مرسل)

۱۴۔ میں نے حضرتؑ سے اس شخص کے متعلق پوچھا جو سفر میں ہو اور اس کے موزہ کے اندر چاقو ہو جس کا رکھنا ضروری ہو یا اس کے ازار بند میں بندھا ہو یا کنجی جس کے ضائع ہونے کا خوف ہو یا کمر کے پٹکے میں لوہا ہو فرمایا وقت ضرورت یا پٹکے میں گرہ لینے میں کوئی حرج نہیں ایسے ہی جب کنجی کھو جانے کا خوف ہو اسی طرح لڑائی کے وقت آلاتِ حرب یا تلوار رکھنے میں کوئی حرج نہیں لیکن نماز جائز نہیں لوہے کہ کسی چیز پر کیونکہ وہ نجس اور ممسوخ ہے۔

۱۵۔ میں نے پوچھا فنک (لومڑی کی قسم کا ایک جانور) سنجاب (دریائی جانور) اور سمور کی پوستین پہ نماز پڑھی جائے فرمایا فنک اور سنجاب کی پوستین پہ پڑھ لو سمور پہ نہیں اور نہ اس کپڑے پر جو اس سے متصل ہو۔

۱۶۔ فرمایا حضرت نے جب ایک ہی چادر تہہ بند کی ہو اور سینہ تک پہنچے تو اس میں نماز پڑھ لے۔ راوی کہتا ہے میں نے پڑھی وہ تحریر جس میں پوچھا گیا تھا کہ فنک جانور کی کھال پر نماز درست ہے یا نہیں فرمایا کوئی مضائقہ نہیں، پھر راوی نے سوال کیا خرگوش کی کھال کے متعلق فرمایا مکروہ ہے اور سوال کیا ایسے کپڑے کے متعلق جس کا استر فر کا ہو۔ فرمایا کوئی مضائقہ نہیں اگر نماز پڑھے۔ (ض)

۱۷۔ میں نے پوچھا سمور و سنجاب و لومڑی کے پوستین پر نماز جائز ہے یا نہیں۔ فرمایا سوائے سنجاب اور کسی میں بہتری کیونکہ وہ گوشت نہیں کھاتا۔ (ض)

۱۸۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام مکروہ جانتے تھے نماز ایسے کپڑے پر جس پر تصویریں بنی ہوں۔ (موثق)
فرمایا حضرتؑ نے اس چادر کے متعلق جو مجوسی جلاہے کی بنی ہوئی ہو کہ اگر اسے دھو دیا جائے تو نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں، میں نے پوچھا ایسا کپڑا جسے جلاہے نے بنا ہو میں اس پر نماز پڑھ لوں۔ فرمایا کیا حرج ہے۔

۱۹۔ میں نے ان پیسوں کے متعلق پوچھا جن پر صورت بنی ہوئی ہو اور وہ نماز میں پاس ہوں۔ فرمایا تو کوئی مضائقہ نہیں بشرطیکہ چھپے ہوئے ہوں۔ ایک اور روایت میں ہے کہ انسان اپنی بضاعت کی حفاظت ضروری ہے پس اگر نماز میں وہ سکے اس کے پاس ہوں تو پیچھے کی طرف رکھے کوئی شے سامنے قبلہ کی طرف نہ ہو۔ (مرسل)

۲۰۔ میں نے پوچھا ایسے شخص کے متعلق جو عورت کے کپڑوں پر نماز پڑھے اس کی ازار پہنے اس کی اوڑھنی کا عمامہ باندھے۔ فرمایا پڑھ سکتا ہے اگر ان کپڑوں کی طہارت کی طرف سے اطمینان ہو۔ (صحیح)

۲۱۔ فرمایا اپنے مندیل (بڑا رومال سر پر لپیٹنے کا) پر نماز پڑھ سکتے ہو لیکن اس پر نہیں جسے غیر باندھتا ہو۔ (مرفوع)

۲۲۔ فرمایا ایسے کپڑوں میں نماز نہ پڑھو جن میں جسم نظر آتا ہو۔ (مرسل)

۲۳۔ کالے کپڑوں میں نماز نہ پڑھو لیکن موزہ، چادر، عمامہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔

۲۴۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے پوچھا سیاہ کھالوں کے متعلق، جن سے موزے بنائے جاتے ہیں۔ فرمایا ان میں نماز نہ پڑھو ان کی دباغت کتے کے فضلہ سے ہوتی ہے۔

۲۵۔ فرمایا خز خالص میں نقص نہیں، پس اگر یہ خرگوش یا اس سے مشابہ جانوروں کی اون مخلوط ہو تو نہیں۔ (مرفوع)

۲۶۔ فرمایا مکروہ ہے وہ قمیص پہننا جس میں ریشم کی گوٹ لگی ہو اور مکروہ ہے ریشمی لباس اور رنگ برنگ کا لباس اور مکروہ ہے وہ سرخ گوٹ والی گدی جسے اونٹ پر لوگ بطور بچھونے فرش کے پیروں تلے رکھتے ہیں کیونکہ وہ فرش ابلیس ہے۔ (مجہول)

۲۷۔ میں نے کہا چرمی موزے ہم بازار سے خرید کر نماز پڑھ لیں تو نماز صحیح ہوگی۔ فرمایا نماز پڑھو جب تک تم سے یہ نہ کہا جائے کہ یہ مردار کی کھال کا ہے۔ (مجہول)

۲۸۔ فرمایا سیاہ مکروہ ہے سوائے موزے عمامے اور چادر کے۔ (مرفوع)

۲۹۔ میں نے پوچھا کال ٹوپی میں نماز پڑھنا کیسا ہے فرمایا مت پڑھو وہ دوزخیوں کا لباس ہے۔ (صحیح)

۳۰۔ میں نے پوچھا اگر میں بازار سے چمڑے کے موزے خریدوں اور مجھے معلوم نہیں کہ پاک ہے یا ناپاک۔ فرمایا پڑھو۔ میں نے کہا میرا دل گوارا نہیں کرتا فرمایا تم اس چیز سے نفرت کرتے ہو جسے ابوالحسن کرتا ہے۔ (ض)

۳۱۔ میں نے حضرتؑ سے جرموق (ایک قسم کا چرمی موزہ) کے متعلق سوال کیا وہ منگا کر حضرتؑ کے پاس معائنہ کو بھیج دیا فرمایا اس میں نماز پڑھ لو۔ (ح)

۳۲۔ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا اس شخص کی نماز کے متعلق جس کی آستین میں چڑیا ہو۔ فرمایا اگر اس کے چلے جانے کا خوف ہو تو پڑھ لے۔ میں نے عورتوں اور لڑکیوں کے پازیب کے متعلق پوچھا۔ فرمایا اگر وہ بے آواز ہیں تو کوئی مضائقہ نہیں اور اگر آواز ہے تو نہیں۔ (ح)

۳۳۔ فرمایا اگر کمربند میں لوہے کی کنجیاں ہوں تو وہ نماز نہ پڑھے۔ (مجہول)

۳۴۔ فرمایا رسول اللہ نے فرمایا ہے جس کے ہاتھ میں لوہے کی انگوٹھی ہو اسے نماز نہ پڑھنی چاہیے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اگر غلاف کے اندر ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔ (ح)

﴿باب ۶﴾

☆(الرجل يصلي في الثوب وهو غير طاهر عالماً أو جاهلا)☆

١ ـ الحسين بن محمّد ، عن عبدالله بن عامر ، عن عليّ بن مهزيار ، عن صفوان ، عن العيص بن القاسم قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن رجل صلّى في ثوب رجل أيّاماً ثمّ إنّ صاحب الثّوب أخبره أنّه لايصلّي فيه قال : لايعيد شيئاً من صلاته .

٢ ـ و بهذا الإسناد ، عن عليّ بن مهزيار ، عن فضالة بن أيّوب ، عن عبدالله بن سنان قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن الرّجل يصلّي وفي ثوبه عذرة من إنسان أو سنّور أو كلب أيعيد صلاته ؟ فقال : إن كان لم يعلم فلايعيد .

٣ ـ أحمد بن إدريس ، عن محمّد بن أحمد ، عن محمّد بن عيسى ، عن النّضر بن سويد ، عن أبي سعيد المكاريّ ، عن أبي بصير ، عن أبي عبدالله أو أبي جعفر صلوات الله عليهما قال : لاتعاد الصّلاة من دم لم تبصره غير دم الحيض فإنّ قليله و كثيره في الثّوب إن رآه أولم يره سواء .

٤ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن محمّد بن عيسى ، عن يونس ، عن بعض من رواه ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا أصاب ثوبك خمر أو نبيذ مسكر فاغسله إن عرفت موضعه فإن لم تعرف موضعه فاغسله كلّه و إن صلّيت فيه فأعد صلاتك .

٥ ـ عليّ بن محمّد ، عن سهل بن زياد ، عن خيران الخادم قال : كتبت إلى الرّجل صلوات الله عليه أسأله عن الثّوب يصيبه الخمر ولحم الخنزير أيصلّى فيه أم لا ؟ فإنّ أصحابنا قد اختلفوا فيه ، فقال بعضهم : صلّ فيه فإنّ الله إنّما حرّم شربها وقال بعضهم: لاتصلّ فيه ، فكتب عليه السلام : لاتصلّ فيه فإنّه رجس . قال : و سألت أباعبدالله عليه السلام عن الّذي يعير ثوبه لمن يعلم أنّه يأكل الجرّي أو يشرب الخمر فيردّه أيصلّي فيه قبل أن يغسله؟ قال : لايصلّ فيه حتّى يغسله .

٦ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن محمّد بن عيسى ، عن يونس بن عبدالرحمن ، عن ابن مسكان ، عن أبي بصير ، عن أبي عبدالله عليه السلام في رجل صلّى في ثوب فيه جنابة ركعتين ثمّ علم به قال : عليه أن يبتدىء الصّلاة ، قال : وسألته عن رجل صلّى وفي ثوبه جنابة أودم حتّى فرغ من صلاته ثمّ علم ، قال : قدمضت صلاته ولاشيء عليه .

٧ ـ محمّد بن يحيى ، عن الحسن بن عليّ بن عبدالله ، عن عبدالله بن جبلة ، عن سيف ، عن منصور الصّيقل ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قلت له : رجل أصابته جنابة باللّيل فاغتسل فلمّا أصبح نظر فإذا في ثوبه جنابة ، فقال : الحمد لله الّذي لم يدع شيئاً إلّا وله حدّ إن كان حين قام نظر فلم يرشيئاً فلا إعادة عليه وإن كان حين قام لم ينظر فعليه الإعادة .

٨ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن الحكم ، عن العلاء ، عن محمّد ابن مسلم ، عن أحدهما عليهما السلام قال : سألته عن الرّجل يرى في ثوب أخيه دماً وهو يصلّي ، قال : لايؤذنه حتّى ينصرف .

٩ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عبدالله بن المغيرة ، عن عبدالله بن سنان قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن رجل أصاب ثوبه جنابة أودم قال : إن كان علم أنّه أصاب ثوبه جنابة قبل أن يصلّي ثمّ صلّى فيه ولم يغسله فعليه أن يعيد ماصلّى وإن كان لم يعلم به فليس عليه إعادة ؛ وإن كان يرى أنّه أصابه شيء فنظر فلم ير شيئاً أجزأه أن ينضحه

بالماء .

١٠ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن سنان ، عن ابن مسكان قال : بعثت بمسألة إلى أبي عبدالله عليه السلام مع إبراهيم بن ميمون قلت : سله عن الرّجل يبول فيصيب فخذه قدر نكتة من بوله فيصلّي ويذكر بعد ذلك أنّه لم يغسلها ، قال : يغسلها ويعيد صلاته .

١١ ـ الحسين بن محمّد ، عن عبدالله بن عامر ، عن عليّ بن مهزيار ، عن فضالة ، عن أبان ، عن عبدالرحمن بن أبي عبدالله قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الرجل يصلّي و في ثوبه عذرة من إنسان أو سنّور أو كلب أيعيد صلاته ؟ فقال : إن كانّ لم يعلم فلا يعيد .

١٢ ـ عليّ بن محمّد ، عن عبدالله بن سنان ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : اغسل ثوبك من بول كلّ ما لا يؤكل لحمه .

١٣ ـ أحمد بن إدريس ، عن محمّد بن أحمد ، عن أحمد بن الحسن بن عليّ ، عن عمرو ابن سعيد ، عن مصدّق بن صدقة ، عن عمّار قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الرّجل يتقيّأ في ثوبه يجوز أن يصلّي فيه ولا يغسله ؟ قال : لا بأس به .

١٤ ـ الحسين بن محمّد ، عن عبدالله بن عامر ، عن عليّ بن مهزيار ؛ ومحمّد بن يحيى عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ ؛ و عليّ بن محمّد ، عن سهل بن زياد ، عن عليّ بن مهزيار قال : قرأت في كتاب عبدالله بن محمّد إلى أبي الحسن عليه السلام : جعلت فداك روى زرارة ، عن أبي جعفر وأبي عبدالله صلوات الله عليهما في الخمر يصيب ثوب الرّجل أنّهما قالا : لا بأس بأن يصلّى فيه إنّما حرّم شربها . وروى غير زرارة ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّه قال : إذا أصاب ثوبك خمر أو نبيذ ـ يعني المسكر ـ فاغسله إن عرفت موضعه وإن لم تعرف موضعه فاغسله كلّه وإن صلّيت فيه فأعد صلاتك . فأعلمني ما آخذ به ؟ فوقّع بخطّه عليه السلام : خذ بقول أبي عبدالله عليه السلام .

١٥ ـ محمّد بن يحيى ، عن بعض أصحابنا ، عن أبي جميل البصريّ قال : كنت مع يونس ببغداد وأنا أمشي معه في السوق ففتح صاحب الفقّاع فقّاعه فقفز فأصاب ثوب يونس فرأيته قد اغتمّ بذلك حتّى زالت الشمس فقلت له : يا أبا محمّد ألا تصلّي ؟

قال : فقال : ليس أُريد أن أُصلّي حتّى أرجع إلى البيت و أُغسل هذا الخمر من ثوبي فقلت له : هذا رأيٌ رأيته أوشيء ترويه ؟ فقال : أخبرني هشام بن الحكم أنّه سأل أبا عبدالله عليه السلام عن الفقّاع فقال : لا تشربه فإنّه خمر مجهول فإذا أصاب ثوبك فاغسله .

١٦ ـ الحسين بن محمّد ، عن معلّى بن محمّد ، عن محمّد بن عبدالله الواسطيّ ، عن قاسم الصيقل قال : كتبت إلى الرّضا عليه السلام : أنّي أعمل أغماد السيوف من جلود الحمر الميتة فيصيب ثيابي فأُصلّي فيها فكتب عليه السلام إليّ : اتّخذ ثوباً لصلاتك ، فكتبت إلى أبي جعفر الثاني عليه السلام كنت كتبت إلى أبيك عليه السلام بكذا وكذا فصعب عليّ ذلك فصرت أعملها من جلود الحمر الوحشيّة الذّكيّة فكتب عليه السلام إليّ : كلّ أعمال البرّ بالصّبر يرحمك الله فإن كان ما تعمل وحشيّاً ذكيّاً فلابأس .

باب ۶۰

ناپاک لباس میں نماز

۱۔ میں نے اس شخص کے متعلق سوال کیا جو کسی دوسرے کے کپڑے پر چند دن نماز پڑھے پھر کپڑے والا اسے بتائے کہ اس پر نماز نہیں پڑھنی چاہیے تھی۔ فرمایا اس پر کسی نماز کا اعادہ نہیں۔ (ح)

۲۔ فرمایا حضرتؑ نے اس شخص کے متعلق جس کے لباس میں آدمی بلّی یا کتّے کا پاخانہ لگا ہو اور اس میں نماز پڑھ لے آیا نماز دوبارہ پڑھے یا نہیں۔ فرمایا اگر علم نہ ہو تو دوبارہ نہ پڑھے۔ (صحیح)

۳۔ فرمایا حضرتؑ نے اعادہ نماز نہ کیا جائے اگر خون کپڑے پر ہو۔ سوائے خون حیض کے کہ کم ہو یا زیادہ دیکھا ہو یا نہ دیکھا ہو اگر کپڑے پر ہوگا تو نماز نہ ہوگی۔ (ض)

۴۔ فرمایا اگر نمازی کے لباس پر شراب یا نشیلی نبیذ ہو (جو کی شراب) تو اس جگہ کو دھو ڈالے اور اگر معلوم نہ ہو تو کل کپڑے کو دھوئے اور اگر نماز پڑھ لی ہے تو نماز کا اعادہ کرے۔ (مرسل)

۵۔ راوی نے لکھا کہ کوئی شخص ایک ایسے کپڑے پر جس پر شراب لگی ہو یا سور کا گوشت ہو نماز پڑھے یا نہیں۔ ہمارے اصحاب کا اس میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں پڑھو کیونکہ اللہ نے اس کا پینا حرام کیا ہے۔ اور بعض کہتے ہیں نہ پڑھو۔ حضرتؑ نے جواب میں

لکھا مت پڑھو وہ نجس ہے اور ایک راوی نے حضرت ابو عبداللہ علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے عاریتاً ایک شخص سے کپڑا لیا جس کے متعلق اسے معلوم ہے کہ وہ بام مچھلی جو حرام ہے کھاتا ہے اور شراب پیتا ہے آیا اس پر قبل دھونے کے نماز پڑھے فرمایا نہیں۔ (۴)

۶۔ میں نے پوچھا ایسے شخص کے بارے میں جو ایسے لباس میں نماز پڑھے جو جنابت ہوا اور دو رکعت بعد اس کا علم ہو۔ فرمایا اعادہ نماز کرے۔ کسی نے پوچھا اس شخص کے متعلق جس کے لباس پر جنابت اور خون ہو اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد پتہ چلے اس کی نماز ہو گئی اب اس پر کوئی شے نہیں۔ (صحیح)

۷۔ میں نے کہا ایک شخص رات کو جنب ہوا اور اس نے غسل کیا صبح کو اس نے دیکھا تو کپڑوں پر نشان پایا جنب کا، حضرت نے فرمایا حمد ہے اس خدا کے لئے جس نے کسی چیز کی حد بتائے بغیر نہیں چھوڑا۔ جب بیدار ہوا اور کوئی نشان نہ پائے تو اس پر اعادہ غسل نہیں اور اگر اٹھ بیٹھے اور نظر ہی نہ کرے تو اعادہ غسل ہو گا۔ (مجہول)

۸۔ میں نے کہا ایک شخص نے اپنے بھائی کے لباس میں خون دیکھا ہے درآنحالیکہ وہ مشغول نماز ہو۔ فرمایا ختم نماز سے پہلے آگاہ نہ کرے۔ (۴)

۹۔ میں نے کہا ایک شخص کے لباس پر قبل نماز جنابت ہے پھر وہ نماز پڑھ لیتا ہے اور اسے دھویا نہیں۔ فرمایا جو نمازیں اس نے پڑھی ہیں ان کا اعادہ لازم ہے اور اگر علم نہ ہو تو اعادہ کی ضرورت نہیں اور اگر خواب میں دیکھے کہ احتلام ہوا ہے اور بیدار ہو کر کوئی نشان نہ دیکھے تو احتیاطاً جہاں شبہ ہو وہ جگہ دھو ڈالے۔ (حسن)

۱۰۔ پوچھا حضرت سے ایک شخص پیشاب کرتا ہے۔ بقدر ایک نقطہ کے اس کی چھینٹ ران پر پڑ جاتی ہے اور وہ اسی حالت میں نماز پڑھ لیتا ہے فرمایا اسے دھوئے اور نماز کا اعادہ کرے۔ (موثق)

۱۱۔ پوچھا ایک شخص کے لباس میں انسان، بلی یا کتے کا پاخانہ لگا ہے اور وہ نماز پڑھ رہا ہے۔ فرمایا اگر لاعلمی ہے تو اعادہ نہ کرے۔ (موثق)

۱۲۔ اگر کسی ایسے جانور کا پیشاب لگ گیا ہے جس کا گوشت نہیں کھایا جاتا تو اس کپڑے کو دھونا چاہیئے۔ (موثق)

۱۳۔ پوچھا ایسے شخص کے متعلق جو اپنے کپڑوں پر قے کرے آیا جائز ہے کہ وہ اپنے کپڑوں کو بے دھوئے نماز پڑھ لے فرمایا کوئی حرج نہیں۔ (موثق)

۱۴۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے کہا زرارہ نے امام محمد باقر علیہ السلام اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ اگر شراب کسی کے کپڑے کو لگ جائے تو کیا کرے ان دونوں نے فرمایا اس لباس میں نماز پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ اس کا پینا حرام کیا گیا ہے اور دوسرے راوی نے بیان کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ جب تمہارے لباس پر شراب یا نشہ دینے والی نبیذ لگ جائے تو اسے دھو ڈالو اور اگر اس جگہ کا پتہ نہ چلے تو پورا کپڑا

دھو ڈ۔ اور اگر ایسے لباس میں نماز پڑھی ہے تو اعادہ کرو، میں نے کہا ان دونوں حدیثوں میں سے کس پر عمل کروں فرمایا ابو عبداللہ علیہ السلام والی پر۔ (۴)

۱۵۔ حضرتؑ سے فقاع (جَو کی شراب) کے متعلق پوچھا۔ فرمایا اسے مت خریدو وہ ایک قسم کی مجہول شراب ہے اگر تمہارے کپڑے پر لگ جائے تو اسے دھو ڈالو۔ (حسن)

۱۶۔ میں نے امام رضا علیہ السلام کو لکھا۔ میں تلواروں کی نیام مردار گدھوں کی کھالوں سے بناتا ہوں وہ میرے کپڑوں سے لگ جاتے ہیں انہی کپڑوں سے نماز پڑھ لیتا ہوں۔ حضرت نے جواب میں لکھا کہ نماز کے وقت وہ کپڑے اتار دیا کرو۔ میں نے امام محمد تقی علیہ السلام کو لکھا کہ میں نے آپ کے والد کو ایسا ایسا لکھا تھا انھوں نے جو جواب دیا اس کی تعمیل میرے لئے دشوار ہوئی لہٰذا میں نے ذبح کئے ہوئے وحشی گدھوں کی کھالوں سے بنانے شروع کر دیئے حضرتؑ نے لکھا پورا پورا عمل نیک صبر ہے اللہ تم پر رحم کرے۔ اگر تم مذبوح وحشیوں کی کھالوں سے بناتے ہو تو حرج نہیں۔ (ص)

﴿ باب ٦١ ﴾

☼(الرجل يصلي وهو متلثم أو مختضب أو لا يخرج يديه)☼
☼(من تحت الثوب في صلاته)☼

١ ـ محمد بن إسماعيل، عن الفضل بن شاذان، عن حمّاد بن عيسى، عن ربعيّ، عن محمد بن مسلم، عن أبي جعفر عليه السلام قال: قلت له: أيصلّي الرّجل وهو متلثّم؟ فقال: أمّا على الأرض فلا وأمّا على الدابّة فلا بأس.

٢ ـ محمد بن يحيى، عن أحمد بن محمد، عن الحسين بن سعيد، عن فضالة بن أيّوب عن الحسين بن عثمان، عن ابن مسكان، عن أبي بكر الحضرمي قال: سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الرّجل يصلّي وعليه خضابه، قال: لا يصلّي وهو عليه ولكن ينزعه إذا أراد أن يصلّي، قلت: إنّ حنّاه وخرقته نظيفة؟ فقال: لا يصلّي وهو عليه والمرأة أيضاً لا تصلّي وعليها خضابها.

٣ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن عبدالرّحمن بن الحجّاج قال: كنت عند أبي عبدالله عليه السلام فدخل عليه عبدالملك القمّيّ فقال: أصلحك الله أسجد ويدي في ثوبي؟ فقال: إن شئت، قال: ثمّ قال: إنّي والله ما من هذا وشبهه أخاف عليكم.

٤ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن النعمان ، عمّن رواه ، عن أبي عبدالله عليه السلام في الرّجل يصلّي وهو يؤمي على دابّته قال : يكشف موضع السجود

٥ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن محبوب ، عن مصادف ، عن أبي عبدالله عليه السلام في رجل صلّى فريضة وهو معقّص الشعر ، قال : يعيد صلاته .

باب ٦١

متلثم اور مختضب مصلّی کے متعلق

۱۔ میں نے پوچھا امام محمد باقر علیہ السلام سے کہ ڈھاٹا باندھ کر نماز پڑھ سکتے ہیں فرمایا زمین کے اوپر نہیں چوپایہ پر مضائقہ نہیں۔ (مجہول)

۲۔ میں نے حضرتؑ سے اس شخص کے بارے میں جو خضاب لگائے ہو۔ فرمایا اس حالت میں نماز نہ پڑھے بلکہ جب نماز کا ارادہ کرے تو اسے کھول دے۔ میں نے کہا اگر مہندی لگائے ہو اور کپڑا باریک ہو۔ فرمایا جب تک مہندی سر پہ لگی ہے نماز نہ پڑھے اسی طرح عورت اگر خضاب لگائے ہو تو نماز نہ پڑھے۔ (حسن)

۳۔ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا ناگاہ عبدالملک قمی داخل ہوا۔ اس نے کہا اللہ آپ کی حفاظت کرے میں اس طرح سجدہ کرتا ہوں کہ میرا ہاتھ کپڑوں کے اندر ہوتا ہے۔ فرمایا تمہاری مرضی۔ پھر فرمایا میں یہ اور ایسی باتوں کے متعلق نہیں ڈراتا ہوں۔ (حسن)

۴۔ میں نے اس شخص کے متعلق پوچھا جو سواری پر اشارہ سے نماز پڑھے فرمایا اپنے سجدہ کا مقام کھلا رکھے۔ (مرسل)

۵۔ فرمایا اس شخص کے بارے میں جو نماز واجب اس طرح پڑھے کہ بالوں کا گچھا اس کے ماتھے پر ہو فرمایا نماز کا اعادہ کرے (۴)

﴿باب ٦٢﴾

✿(صلاة الصبيان و متى يؤخذون بها)✿

١ ـ عليّ ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عن أبيه عليهما السلام قال : إنّا نأمر صبياننا بالصلاة إذا كانوا بني خمس سنين فمروا صبيانكم

بالصلاة إذا كانوا بني سبع سنين ونحن نأمر صبياننا بالصّوم إذا كانوا بني سبع سنين بما أطاقوا من صيام اليوم إن كان إلى نصف النهار أو أكثر من ذلك أو أقلّ فإذا غلبهم العطش والغرث أفطروا حتّى يتعوّدوا الصّوم و يطيقوه فمروا صبيانكم إذا كانوا بني تسع سنين بالصوم ما استطاعوا من صيام اليوم فإذا غلبهم العطش أفطروا .

٢ ـ محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن حمّاد بن عيسى ، عن ربعيّ بن عبدالله ، عن الفضيل بن يسار قال : كان عليّ بن الحسين صلوات الله عليهما يأمر الصبيان يجمعون بين المغرب والعشاء ويقول : هو خيرٌ من أن يناموا عنها .

٣ ـ الحسين بن محمّد ، عن معلّى بن محمّد ، عن الوشّاء ، عن المفضّل بن صالح ، عن جابر ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : سألته عن الصّبيان إذا صفّوا في الصلاة المكتوبة قال : لا تؤخّروهم عن الصلاة المكتوبة وفرّقوا بينهم .

باب ۳

بچوں کی نماز اور ان سے مواخذہ کا وقت

۱۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے ہم اپنے لڑکوں کو حکم دیتے ہیں جب وہ پانچ سال کے ہوں اور تم اپنے لڑکوں کو حکم دو جب وہ سات سال کے ہوں۔ جتنی طاقت ہوتی ہے اتنے وقت تک روزہ رکھتے ہیں نصف دن تک یا اس سے کم یا اس سے زیادہ جب بھوک پیاس کا غلبہ ہوتا ہے تو افطار کر لیتے ہیں یہاں تک کہ وہ روزہ کے عادی ہو جاتے ہیں پس تم اپنے بچوں کو روزہ رکھنے کا حکم دو جب وہ سات سال کے ہوں جتنی دیر نہ کھانے پینے کی برداشت کر سکتے ہوں کریں جب پیاس غالب ہو افطار کر لیں ۔ (حسن)

۲۔ علی بن الحسین علیہ السلام اپنے لڑکوں کو مغرب و عشار کے درمیان جمع کر کے کہتے تھے یہ بہتر ہے اس سے کہ سو جائیں ۔ (مجہول)

۳۔ میں نے پوچھا امام محمد باقر علیہ السلام سے لڑکوں کے متعلق جب نماز واجب میں صف باندھ لیں فرمایا انھیں پیچھے نہ رکھو اور انھیں متفرق کر دو۔ (ض)

٦٣
«باب»

(صلاة الشيخ الكبير والمريض)

١ ـ عليٌّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن حنان بن سدير، عن أبيه قال: قلت لأبي جعفر عليه السلام: أتصلّي النوافل وأنت قاعد؟ فقال: ما اُصلّيها إلّا وأنا قاعدٌ منذ حملت هذا اللّحم وبلغت هذا السنّ.

٢ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن الحسين بن سعيد، عن القاسم بن محمّد، عن عليّ بن أبي حمزة، عن أبي بصير، عن أبي جعفر عليه السلام قال: قلت له: إنّا نتحدّث نقول: من صلّى وهو جالسٌ من غير علّة كانت صلاته ركعتين بركعة وسجدتين بسجدة فقال: ليس هو هكذا هي تامّة لكم.

٣ ـ عليٌّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن جميل بن درّاج أنّه سأل أبا عبدالله عليه السلام ما حدّ المريض الّذي يصلّي قاعداً؟ فقال: إنّ الرّجل ليوعك ويحرج ولكنّه هو أعلم بنفسه ولكن إذا قوي فليقم.

٤ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن حمّاد بن عيسى، عن حريز، عن محمّد بن مسلم قال: سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الرجل والمرأة يذهب بصره فيأتيه الأطباء فيقولون: نداويك شهراً أو أربعين ليلة مستلقياً كذلك يصلّي فرخّص في ذلك وقال: «فمن اضطرّ غير باغ ولا عاد فلا إثم عليه».

٥ ـ عليٌّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن حمّاد، عن الحلبيّ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: سألته عن المريض إذا لم يستطع القيام و السجود قال: يؤمي برأسه إيماء وإن يضع جبهته على الأرض أحبّ إليّ.

٦ ـ الحسين بن محمّد، عن عبدالله بن عامر، عن عليّ بن مهزيار، عن فضالة، عن أبان، عن زرارة، عن أبي جعفر عليه السلام قال: قلت: الرّجل يصلّي و هو قاعدٌ فيقرء السورة فإذا أراد أن يختمها قام فركع بآخرها؟ قال: صلاته صلاة القائم.

٧ ـ عليٌّ بن محمّد، عن سهل زياد، عن ابن أبي نصر، عن ابن بكير، عن محمّد بن

مسلم قال: سألت أبا جعفر عليه السلام عن المبطون، فقال: يبني على صلاته.

٨ - الحسين بن محمّد، عن عبدالله بن عامر رفعه، عن جميل بن درّاج، عن زرارة، عن أبي جعفر عليه السلام قال: المريض يؤمي إيماء.

٩ - عليُّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن عبدالله بن المغيرة، عن معاوية بن ميسرة أنَّ سناناً سأل أبا عبدالله عليه السلام عن الرَّجل يمدُّ [في الصلاة] إحدى رجليه بين يديه وهو جالسٌ، قال: لا بأس ولا أراه إلّا قال في المعتلّ والمريض.

وفي حديث آخر يصلّي متربّعاً ومادّاً رجليه كلُّ ذلك واسع.

١٠ - عليٌّ، عن أبيه، عن ابن محبوب، عن أبي حمزة، عن أبي جعفر عليه السلام في قول الله عزَّ وجلَّ: «الّذين يذكرون الله قياماً وقعوداً وعلى جنوبهم» قال: الصحيح يصلّي قائماً وقعوداً، المريض يصلّي جالساً «وعلى جنوبهم» الّذي يكون أضعف من المريض الّذي يصلّي جالساً.

١١ - عليٌّ، عن أبيه، عن محمّد بن إبراهيم، عمّن حدَّثه، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: يصلّي المريض قاعداً فإن لم يقدر صلّى مستلقياً يكبّر ثمَّ يقرء فإذا أراد الركوع غمّض عينيه ثمَّ سبّح ثمَّ يفتح عينيه فيكون فتح عينيه رفع رأسه من الرُّكوع فإذا أراد أن يسجد غمّض عينيه ثمَّ سبّح فإذا سبّح فتح عينيه فيكون فتح عينيه رفع رأسه من السجود ثمَّ يتشهّد وينصرف.

١٢ - أحمد بن إدريس، عن محمّد بن أحمد، عن أحمد بن الحسن، عن عمرو بن سعيد عن مصدّق بن صدقة، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: سألته، عن المريض أيحلُّ له أن يقوم على فراشه ويسجد على الأرض؟ قال: فقال: إذا كان الفراش غليظاً قدر آجرة أو أقلّ استقام له أن يقوم عليه ويسجد على الأرض وإن كان أكثر من ذلك فلا.

باب ۶۳

نماز مرد پیر و مریض

۱۔ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کیا آپ نوافل بیٹھ کر پڑھتے ہیں فرمایا۔ میں جب سے اس سن کو پہنچا ہوں میں نے نافلہ بیٹھ کر ہی پڑھی ہے۔ (حسن)

۲۔ میں نے حضرتؑ سے کہا ہم آپس میں یہ گفتگو کرتے ہیں کہ آپؑ یہ فرماتے ہیں جو بیٹھ کر نماز پڑھے گا اس کی دو رکعت ایک رکعت کے برابر ہوگی اور دو سجدے ایک سجدے کے برابر، فرمایا ایسا نہیں ہے تم بوڑھوں کے لئے دو ہی رکعت ہوگی (ض)

۳۔ حضرت سے پوچھا گیا مریض کے لئے وہ کیا حد ہے کہ بیٹھ کر نماز پڑھے۔ فرمایا جب وہ شدت گرما میں نکلے تو اپنے نفس کا خود ہی اندازہ کرے۔ اگر کھڑے ہونے کی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر پڑھے اور اگر طاقت ہو تو کھڑے ہو کر۔ (حسن)

۴۔ میں نے پوچھا اس مرد و عورت کے متعلق جس کی بینائی جاتی رہے اور اطبا اس سے کہیں کہ ہم تیرا علاج چت لٹا کر ایک مہینہ یا چالیس دن کریں گے اسی حالت میں پڑھیں ان کو اجازت ہے۔ خدا فرماتا ہے جو کوئی بغیر سرکشی اور بغاوت کے اضطراری حالت میں ہو تو اس پر الزام نہیں یعنی گنہگار نہ ہوگا۔ (ص)

۵۔ فرمایا اس مریض کے متعلق جو قیام کی طاقت رکھتا ہو نہ سجدہ کی اسے چاہیئے کہ اشارہ سے کرے اور ہمارے نزدیک یہ زیادہ پسندیدہ ہے کہ پیشانی زمین پر رکھی جائے۔ (مرفوع)

۶۔ میں نے کہا ایک شخص بیٹھ کر نماز پڑھ رہا ہے اور سورۂ حمد کے ختم کے قریب کھڑا ہو گیا اور سورہ پڑھ کر اس نے رکوع کیا۔ فرمایا اس کی نماز ایسی ہی ہوگی جیسے کھڑے ہو کر پڑھنے والے کی۔ (موثق)

۷۔ میں نے ریاح کے بیمار کے متعلق پوچھا فرمایا وہ اپنی نماز جاری رکھے (ص)

۸۔ فرمایا مریض اشارہ سے نماز پڑھے۔

۹۔ پوچھا گیا اس شخص کے متعلق جو اپنے دونوں پیر نماز میں اپنے سامنے پھیلا دے در آنحالیکہ وہ بیٹھا ہو فرمایا کوئی مضائقہ نہیں۔ راوی کہتا ہے حضرتؑ نے ایسا فرمایا ہے کسی صاحب آزار اور مریض کے لئے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ اگر پالتی مار کر بیٹھے یا دونوں پاؤں پھیلا کر تو معذور کے لئے ہر صورت میں اجازت ہے۔ (مجہول)

۱۰۔ آیہ یذکرون اللہ الخ کے متعلق فرمایا۔ تندرست نماز کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر پڑھے اور مریض بیٹھ کر اور پہلوؤں پہ وہ پڑھے جو اس مریض سے زیادہ کمزور ہو جو نماز بیٹھ کر پڑھ سکتا ہے۔

۱۱۔ فرمایا جب مریض بیٹھ کر نماز پڑھے اور بیٹھ نہ سکے تو لیٹ کر پڑھے تکبیر کہہ قرأت کرے جب رکوع کرنا ہو تو آنکھ سے اشارہ

کرے پھر تسبیح کرے پھر آنکھیں کھول دے یہ اشارہ ہوگا سجدہ سے سر اٹھانے کا پھر تشہد پڑھ کر نماز تمام کرے۔ (موثق)

۱۲۔ فرمایا اس مریض کے لیے جو فرش پر کھڑے ہو کر زمین پر سجدہ کر سکے کہ اگر فرش بقدر ایک اینٹ یا اس سے کم ہو تو کھڑا ہو جائے اور زمین پر سجدہ کرے ورنہ نہیں۔ (ضعیف)

«باب ٦٤»

✡(صلاة المغمى عليه والمريض الذى تفوته الصلاة)✡

١ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن حديد ، عن مرازم قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن المريض لا يقدر على الصلاة ، قال : فقال : كلّ ما غلب الله عليه فالله أولى بالعذر .

٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحجّال ، عن ثعلبة بن ميمون ، عن معمر ابن عمر قال : سألت أبا جعفر عليه السلام عن المريض يقضي الصّلاة إذا اُغمي عليه ، فقال : لا .

٣ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن محمّد بن عيسى ، عن يونس ، عن إبراهيم الخزّاز أبي أيّوب ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن رجل اُغمي عليه أيّاماً لم يصلّ ثمّ أفاق أيصلّي مافاته ؟ قال : لاشيء عليه .

٤ ـ عليّ بن محمّد ؛ ومحمّد بن الحسن ، عن سهل بن زياد ، عن ابن محبوب ، عن ابن رئاب ، عن أبي بصير ، عن أحدهما عليهما السلام قال : سألته عن المريض يغمى عليه ثمّ يفيق كيف يقضي صلاته ؟ قال : يقضي الصلاة الّتي أدرك وقتها .

٥ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد ، عن حريز ، عن محمّد بن مسلم قال : قلت له : رجل مرض فترك النافلة ؟ فقال : يا محمّد ليست بفريضة إن قضاها فهو خيرٌ يفعله وإن لم يفعل فلا شيء عليه .

٦ ـ جماعة ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن صفوان ، عن العيص بن القاسم قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن رجل اجتمع عليه صلاة السنة من مرض قال : لا يقضي .

۷ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ ومحمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان جميعاً ، عن ابن أبي عمير ، عن حفص بن البختريّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سمعته يقول في المغمى عليه قال : ما غلب الله عليه فالله أولى بالعذر .

باب ۶۴

بیہوش اور اس مریض کی نماز جس کی قضا ہو جائے

۱۔ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس مریض کے متعلق پوچھا جو نماز پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ فرمایا جس خدا نے اس پر مرض کو غالب کیا ہے وہ عذر قبول کرے گا۔ (ص)

۲۔ میں نے پوچھا اس مریض کے متعلق جس پر غشی طاری ہو جاتی ہو کیا وہ ایسی حالت میں نماز پڑھے۔ فرمایا نہیں۔ (مجہول)

۳۔ میں نے پوچھا حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے کہ اگر کسی پر چند روز غشی طاری رہے اور ان دنوں وہ نماز نہ پڑھے تو آیا افاقہ کے بعد وہ قضا بجالائے۔ فرمایا نہیں۔

۴۔ میں نے اس مریض کے متعلق پوچھا جس پر غشی طاری ہو پھر افاقہ ہو جائے۔ وہ نماز قضا بجالائے یا نہیں۔ فرمایا اسی نماز کی جس کا وقت باقی ہو۔ (ص)

۵۔ میں نے کہا ایک شخص بیمار ہے اس نے نماز نافلہ کو ترک کیا تو کیا ہو۔ فرمایا اے محمد بن مسلم اگر نماز نافلہ قضا ہو جائے تو اس کی قضا واجب نہیں ہے اگر پڑھ لے تو بہتر ہے۔ (حسن)

۶۔ میں نے پوچھا جس پر مرض میں سنت نمازیں جمع ہو گئی ہوں وہ کیا کرے فرمایا اس پر قضا نہیں۔ (ص)

۷۔ فرمایا بے ہوشی میں جو نمازیں قضا ہو جائیں تو جس اللہ نے بیہوشی کو غالب کیا ہے وہ عذر کو قبول کرنے والا ہے۔ (حسن)

باب ۶۵

(فضل يوم الجمعة وليلته)

۱ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن حمّاد بن عيسى ، عن الحسين بن المختار عن أبي بصير قال : سمعت أبا جعفر عليه السلام يقول : ما طلعت الشمس يوم أفضل من يوم الجمعة .

٢ ـ عنه، عن أحمد بن محمّد، عن الحسين بن سعيد، عن النضر بن سويد، عن عبدالله بن سنان، عن حفص بن البختريّ، عن محمّد بن مسلم، عن أبي جعفر عليه السلام قال: إذا كان يوم الجمعة نزل الملائكة المقرّبون معهم قراطيس من فضّة وأقلام من ذهب فيجلسون على أبواب المسجد على كراسيّ من نور فيكتبون النّاس على منازلهم الأوّل والثّاني حتّى يخرج الإمام فإذا خرج الإمام طووا صحفهم ولا يهبطون في شيء من الأيّام إلّا في يوم الجمعة. يعني الملائكة المقرّبين.

٣ ـ أحمد، عن الحسين، عن النضر بن سويد، عن عبدالله بن سنان، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: كان رسول الله صلى الله عليه وآله يستحبّ إذا دخل وإذا خرج في الشتاء أن يكون ذلك في ليلة الجمعة، وقال أبوعبدالله عليه السلام: إنّ الله اختار من كلّ شيء شيئاً فاختار من الأيّام يوم الجمعة.

٤ ـ وعنه، عن النضر، عن عبدالله بن سنان، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: الساعة الّتي يستجاب فيها الدّعاء يوم الجمعة مابين فراغ الإمام من الخطبة إلى أن يستوي النّاس في الصّفوف وساعة اُخرى من آخر النّهار إلى غروب الشمس.

٥ ـ عليّ بن محمّد، عن سهل بن زياد، عن ابن أبي نصر، عن أبي الحسن الرّضا عليه السلام قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله: إنّ يوم الجمعة سيّد الأيّام يضاعف الله فيه الحسنات ويمحو فيه السيّئات ويرفع فيه الدرجات ويستجيب فيه الدّعوات ويكشف فيه الكربات ويقضي فيه الحوائج العظام وهو يوم المزيد لله فيه عتقاء وطلقاء من النار مادعا به أحدٌ من النّاس وقد عرف حقّه وحرمته إلّا كان حقّاً على الله عزّ وجلّ أن يجعله من عتقائه وطلقائه من النّار فإن مات في يومه وليلته مات شهيداً وبعث آمناً وما استخفّ أحدٌ بحرمته وضيّع حقّه إلّا كان حقّاً على الله عزّ وجلّ أن يصليه نار جهنّم إلّا أن يتوب.

٦ ـ محمّد بن يحيى، عن عبدالله بن محمّد، عن عليّ بن الحكم، عن أبان، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: إنّ للجمعة حقّاً وحرمة فإيّاك أن تضيّع أو تقصّر في شيء من عبادة الله والتقرّب إليه بالعمل الصّالح وترك المحارم كلّها فإنّ الله يضاعف فيه

الحسنات ويمحو فيه السيّئات ويرفع فيه الدّرجات ، قال : وذكر أنّ يومه مثل ليلته فإن استطعت أن تحييها بالصلاة والدّعاء فافعل فإنّ ربّك ينزل في أوّل ليلة الجمعة إلى سماء الدّنيا فيضاعف فيه الحسنات ويمحو فيه السيئات وإنّ الله واسعٌ كريم .

٧ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن موسى ، عن العبّاس بن معروف ، عن ابن أبي نجران ، عن عبدالله بن سنان ، عن ابن أبي يعفور ، عن أبي حمزة ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : قال له رجل : كيف سمّيت الجمعة ؟ قال : إنّ الله عزّ وجلّ جمع فيها خلقه لولاية محمّد ووصيّه في الميثاق فسمّاه يوم الجمعة لجمعه فيه خلقه .

٨ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن عليّ بن النعمان ، عن عمر بن يزيد ، عن جابر ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : سئل عن يوم الجمعة وليلتها فقال : ليلتها غرّاء ويومها يوم زاهر وليس على الأرض يوم تغرب فيه الشمس أكثر معافاً من النّار ، من مات يوم الجمعة عارفاً بحقّ أهل هذا البيت كتب الله له براءة من النّار و براءة من العذاب ومن مات ليلة الجمعة أُعتق من النّار .

٩ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن خالد ، عن النضر بن سويد ، عن عبدالله بن سنان قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : فضّل الله الجمعة على غيرها من الأيّام و إنّ الجنان لتزخرف وتزيّن يوم الجمعة لمن أتاها وإنّكم تتسابقون إلى الجنّة على قدر سبقكم إلى الجمعة وإنّ أبواب السماء لتفتح لصعود أعمال العباد .

١٠ ـ عليّ بن محمّد ؛ ومحمّد بن الحسن ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد ، عن المفضّل بن صالح ، عن جابر بن يزيد ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : قلت له : قول الله عزّ وجلّ : «فاسعوا إلى ذكر الله» قال : اعملوا وعجّلوا فإنّه يوم مضيّق على المسلمين فيه وثواب أعمال المسلمين فيه على قدر ما ضيّق عليهم والحسنة و السيّئة تضاعف فيه . قال : وقال أبو جعفر عليه السلام : والله لقد بلغني أنّ أصحاب النبيّ صلّى الله عليه وآله كانوا يتجهّزون للجمعة يوم الخميس لأنّه يوم مضيّق على المسلمين .

١١ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن إبراهيم بن أبي البلاد ، عن بعض أصحابه ، عن أبي جعفر أو أبي عبدالله عليهما السلام قال : ما طلعت الشمس

بيوم أفضل من يوم الجمعة وإن كلام الطّير فيه إذ التقى بعضها بعضاً سلام سلام يوم صالح.

١٢ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن ابن أبي نصر، عن معاوية بن عمّار قال: قلت لأبي عبدالله عليه السلام: الساعة الّتي في يوم الجمعة الّتي لايدعو فيها مؤمن إلّا استجيب له؟ قال: نعم إذا خرج الإمام، قلت: إنّ الإمام يعجّل ويؤخّر، قال: إذا زاغت الشمس.

١٣ ـ عليّ بن محمّد، عن سهل بن زياد، عن عمرو بن عثمان، عن محمّد بن عذافر، عن عمر بن يزيد قال: قال لي أبو عبدالله عليه السلام: يا عمر إنّه إذا كان ليلة الجمعة نزل من السماء ملائكة بعدد الذّرّ في أيديهم أقلام الذّهب وقراطيس الفضّة لايكتبون إلى ليلة السّبت إلّا الصّلاة على محمّد وآل محمّد صلّى الله عليه وعليهم فأكثر منها. وقال: يا عمر إنّ من السنّة أن تصلّي على محمّد وعلى أهل بيته في كلّ يوم جمعة ألف مرّة وفي سائر الأيّام مائة مرّة.

١٤ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أخيه إسحاق بن إبراهيم، عن محمّد بن إسماعيل بن بزيع، عن الرّضا عليه السلام قال: قلت له: بلغني أنّ يوم الجمعة أقصر الأيّام؟ قال: كذلك هو، قلت: جعلت فداك كيف ذاك؟ قال: إنّ الله تبارك وتعالى يجمع أرواح المشركين تحت عين الشمس فإذا ركدت الشمس عذّب الله أرواح المشركين بركود الشمس ساعة فإذا كان يوم الجمعة لا يكون للشمس ركود رفع الله عنهم العذاب لفضل يوم الجمعة فلا يكون للشمس ركود.

باب ۵۲

فضیلت روزِ جمعہ اور شبِ جمعہ

۱۔ فرمایا روزِ جمعہ سے بہتر کوئی دن نہیں۔ (موثق)

۲۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے روزِ جمعہ ملائکہ مقربین نازل ہوتے ہیں اور ان کے پاس چاندی کے کاغذ اور سونے کے قلم ہوتے ہیں وہ مسجد کے دروازہ پر نور کی کرسیوں پر بیٹھتے ہیں اور لوگوں کے درجات اول و دوم کو لکھتے ہیں جب امام

مسجد سے باہر آجاتا ہے تو وہ اپنے صحیفے لپیٹ لیتے ہیں اور یہ ملائکہ مقربین جمعہ کے علاوہ کسی اور دن نہیں اترتے۔ (م)

۳۔ فرمایا رسول اللہ نے جب مدینہ سے نکلتے یا داخل ہوتے تو مستحب جانتے تھے کہ وہ شب جمعہ ہو اور فرمایا ابوعبداللہؑ نے اللہ تعالیٰ نے ہر جنس سے ایک شے کو منتخب کیا ہے اور ایام سے روز جمعہ کو۔ (م)

۴۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے وہ وقت جس میں دعا قبول ہوتی ہے جمعہ کے روز خطبوں سے فارغ ہو کر صفوں کے درست ہونے تک اور روز کے آخری حصہ میں غروب آفتاب تک ہے۔ (م)

۵۔ فرمایا امام رضا علیہ السلام نے کہ رسول اللہ نے فرمایا جمعہ سید الایّام ہے اللہ تعالیٰ اس میں حسنات زیادہ کرتا ہے درجات بلند کرتا ہے دعا قبول کرتا ہے سختیوں کو دور کرتا ہے امیدوں کو بر لاتا ہے اس روز گناہوں سے آزادی ملتی ہے اور نار جہنم سے آزاد ہوگا اور جو کوئی حق و حرمت جمعہ کو پہچانتے ہوئے دعا کرے گا تو اللہ پر یہ حق ہوگا کہ وہ اسے آتش دوزخ سے آزاد کر دے اگر جمعہ کے دن یا اس کی رات کو کوئی مر جائے تو وہ شہادت کا مرتبہ پائے گا اور روز بعثت امن و سلامتی سے اٹھے گا اور جس نے اسے حرمت سے گرایا اور اس کا حق ضائع کیا اللہ کے لئے سزاوار ہے کہ اسے دوزخ میں ڈال دے۔ مگر یہ کہ توبہ کرے۔ (ق)

۶۔ فرمایا جمعہ کا دن حق اور صاحب حرمت ہے اپنے کو اس کے ضائع کرنے اور تقرب الی اللہ اور عمل صالح اور ترک محارم میں کوتاہی کرنے سے بچاؤ۔ خدا اس دن حسنات کو زیادہ کرتا ہے اور برائیوں سے بچاتا ہے اور درجات بلند کرتا ہے اور اس کی رات مثل دن کے ہے اگر ممکن ہو تو رات میں نمازیں پڑھو اور دعا کرو تمہارے رب کی رحمت کا نزول شب جمعہ میں آسمان دنیا پر ہوتا ہے جس سے لوگوں کے حسنات زیادہ ہوتے ہیں برائیاں محو ہوتی ہیں اللہ بڑا کریم ہے۔

۷۔ کسی نے پوچھا جمعہ کا نام جمعہ کیوں ہوا فرمایا اس دن اللہ نے جمع کیا تھا اپنی مخلوق کو ولایت محمدؐ و وصی محمد کے لیے اس لئے جمعہ نام رکھا گیا۔ (مجہول)

۸۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ شب جمعہ روشن تر ہے اور دن بھی روشن ہے دنیا میں کہ اس کا سورج غروب ہوا ہو اس طرح کہ جمعہ سے زیادہ اس میں لوگوں کو آتش جہنم سے نجات ملی ہو ان میں جو حق اہلبیت کے عارف ہیں اور عذاب سے بچے ہوں جو شب جمعہ میں مرے گا وہ آتش دوزخ سے آزاد رہے گا۔

۹۔ فرمایا صادق آل محمدؐ نے اللہ نے فضیلت دی ہے جمعہ کے دن کو دوسرے ایام پر اللہ نے فضیلت دی ہے اور روز جمعہ جنت سجائی جاتی ہے اس میں آنے والے کے لئے، روز جمعہ تم لوگ سبقت کرو جنت کی طرف، سبقت کرنے میں نماز کے ذریعہ سے، روز جمعہ آسمان کے دروازے لوگوں کے اعمال بلند کرنے کے لئے کھل جاتے ہیں۔ (م)

۱۰۔ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کے متعلق پوچھا فاسعوا الی ذکر اللہ۔ فرمایا عمل کرو اور جلدی کرو کیوں کہ مسلمانوں کے لئے جمعہ کا دن تنگ ہوتا ہے اس میں مسلمانوں کو اعمال کا ثواب ملتا ہے بقدر تنگی وقت کے اور اس میں

نیکی و بدی دوچند ہو جاتی ہے اور ابوجعفر علیہ السلام نے فرمایا مجھے یہ خبر ملی ہے کہ آنحضرتؐ کے اصحاب جمعرات سے ہی جمعہ کی تیاری کرنے لگتے تھے کیونکہ روزِ جمعہ تنگ ہوتا ہے بلحاظ عمل۔ (ص)

۱۱۔ فرمایا جمعہ کے دن سے بہتر کوئی دن نہیں جمعہ کے روز پرندے جب ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اس نیک دن میں سلامتی ہو۔ (مرسل)

۱۲۔ میں نے پوچھا جمعہ کے دن وہ کون سی ساعت ہے جس میں دعا قبول ہوتی ہے فرمایا جب امام مسجد سے نکلتا ہے۔ میں نے کہا امام کے نکلنے میں جلدی بھی ہو سکتی ہے اور تاخیر بھی، فرمایا جب سورج مغرب کی طرف جھک جائے۔ (ص)

۱۳۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے سنت ہے کہ روزِ جمعہ ایک ہزار بار محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود بھیجے اور باقی ایّام میں سو مرتبہ۔ (حسن)

۱۴۔ میں نے پوچھا مجھے خبر ملی ہے کہ روزِ جمعہ اقصر ایام ہے فرمایا ہاں۔ میں نے کہا یہ کیسے۔ فرمایا اللہ جمع کرتا ہے ارواحِ مشرکین کو تحت شعاعِ شمس۔ جب سورج بے حرکت ہوتا ہے تو خدا عذاب کرتا ہے ارواحِ مشرکین کو، سورج کے ٹھہراؤ سے ایک ایک ساعت تک، جب جمعہ آتا ہے تو ٹھہراؤ نہیں ہوتا اور اللہ اس دن کی فضیلت کی وجہ سے عذاب ان سے اٹھا لیتا ہے۔ (مجہول)

توضیح:- علامہ مجلسی علیہ الرحمہ اس حدیث کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ خالی از اشکال نہیں اور اقصر ایام سے غالباً مراد یہ ہے کہ مشرکین پر بہ نسبت اور ایام کے اس روز عذاب کم ہوتا ہے اور مومنین اپنے اعمالِ خیر کے لیے اس دن کو چھوٹا پاتے ہیں۔ اشکال ہے سورج کے ٹھہراؤ میں۔

﴿باب ۶۶﴾

☆(التزين يوم الجمعة)☆

١ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن محمّد بن عيسى ، عن يونس بن عبدالرحمن ، عن هشام بن الحكم ، قال : قال أبوعبدالله عليه السلام : ليتزيّن أحدكم يوم الجمعة يغتسل و يتطيّب و يسرح لحيته و يلبس أنظف ثيابه وليتهيّأ للجمعة وليكن عليه في ذلك اليوم السكينة و الوقار و ليحسن عبادة ربّه و ليفعل الخير ما استطاع فإنّ الله يطلع على [أهل] الأرض ليضاعف الحسنات .

٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن محمّد بن الحصين

عن عمر الجرجاني، عن محمد بن العلاء، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: سمعته يقول: من أخذ من شاربه وقلّم [من] أظفاره يوم الجمعة، ثمّ قال: «بسم الله على سنّة محمد و آل محمد» كتب الله له بكلّ شعرة وكلّ قلامة عتق رقبة ولم يمرض مرضاً يصيبه إلّا مرض الموت.

٣ ـ محمد بن يحيى، عن محمد بن الحسين، عن صفوان بن يحيى، عن منصور بن حازم، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: الغسل يوم الجمعة على الرّجال و النساء في الحضر وعلى الرّجال في السفر.

٤ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن حمّاد بن عيسى، عن حريز، عن زرارة قال: قال أبو جعفر عليه السلام: لا تدع الغسل يوم الجمعة فإنّه سنّة وشمّ الطيب وألبس صالح ثيابك وليكن فراغك من الغسل قبل الزّوال فإذا زالت فقم وعليك السكينة والوقار، وقال: الغسل واجب يوم الجمعة.

٥ ـ عليّ، عن أخيه، عن إسماعيل بن عبدالخالق، عن محمد بن طلحة، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: أخذ الشارب والأظفار وغسل الرّأس بالخطميّ يوم الجمعة ينفي الفقر ويزيد في الرّزق.

٦ ـ محمد بن يحيى، عن محمد بن الحسين، عن موسى بن سعدان، عن عبدالله بن سنان، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: من أخذ من شاربه وقلّم من أظفاره وغسل رأسه بالخطميّ يوم الجمعة كان كمن أعتق نسمة.

٧ ـ محمد بن إسماعيل، عن الفضل بن شاذان، عن ابن أبي عمير، عن حفص بن البختريّ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: أخذ الشارب والأظفار من الجمعة إلى الجمعة أمان من الجذام.

٨ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه؛ ومحمد بن إسماعيل، عن الفضل بن شاذان جميعاً، عن حمّاد بن عيسى، عن حريز، عن زرارة والفضيل قالا: قلنا له: أيجزىء إذا اغتسلت بعد الفجر للجمعة؟ قال: نعم.

٩ ـ حمّاد، عن حريز، عن بعض أصحابنا، عن أبي جعفر عليه السلام قال: لابدّ من غسل يوم الجمعة في الحضر و السفر فمن نسي فليعد من الغد، و روي فيه رخصة

للعليل .

١٠ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن أحمدبن محمّد ، عن ابن فضّال ، عن ابن بكير ، عن أبي عبدالله علیه‌السلام قال : غسل الرأس بالخطميّ في كلّ جمعة أمان من البرص و الجنون .

باب ۶۶

روز جمعہ زینت کرنا

۱۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے چاہیئے کہ ہر ایک روز جمعہ زینت کرے، غسل کرے، خوشبو لگائے، داڑھی درست کرے، پاکیزہ لباس پہنے اور نماز جمعہ کی تیاری کرے اور سکینہ و وقار سے رہے اور اچھی طرح عبادت کرے اور حسب استطاعت خیرات کرے۔ (م ۲)

۲۔ فرمایا حضرتؑ نے جو کوئی روز جمعہ مونچھیں کتروائے، ناخن کٹوائے، پھر کہے بسم اللہ وعلیٰ سنت محمدؐ و آل محمدؑ تو اللہ اس کے ہر بال اور ہر ناخن کے تراشنے کے بدلے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب دیتا ہے اور اسے سوائے مرض الموت کے اور کوئی مرض لاحق نہ ہوگا۔ (مجہول)

۳۔ فرمایا روز جمعہ مرد و عورت دونوں کو حضر میں کرنا چاہیئے اور سفر میں صرف مردوں کو۔ (م)

۴۔ فرمایا غسل روز جمعہ ترک نہ کرو، خوشبو سونگھو عمدہ لباس پہنو اور قبل زوال غسل سے فارغ ہو جاؤ اور جب زوال ہو جائے تو سکینہ و وقار پر قائم رہو اور فرمایا غسل جمعہ واجب ہے۔ (حسن)

۵۔ فرمایا روز جمعہ مونچھیں اور ناخن کٹواؤ اور خطمی سے اپنا سر دھوؤ، یہ باعث ہوگا فقر دور کرنے اور رزق کو بڑھانے کا۔

۶۔ فرمایا حضرتؑ نے جو اپنے ناخن کٹوائے اور اپنا سر خطمی سے دھوئے روز جمعہ تو ایسا ہے گویا اس نے ایک غلام آزاد کیا۔ (ضعیف)

۷۔ فرمایا مونچھیں کٹوانا اور ناخن ترشوانا ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک جذام سے بچاتا ہے۔ (مجہول)

۸۔ میں نے پوچھا کیا روز جمعہ صبح کو غسل کرنا کافی ہوگا فرمایا ہاں۔ (حسن)

۹۔ فرمایا روز جمعہ غسل کرنا ضروری ہے حضر میں ہو یا سفر میں جو بھول جائے وہ دوسرے روز غسل کرے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ بیمار غسل نہ کرنے کی اجازت ہے۔

۱۰۔ فرمایا روز جمعہ خطمی سے سر دھونا امان ہے برص اور جنون سے۔ (موثق)

﴿باب ٦٧﴾

☼(وجوب الجمعة و على كم تجب)☼

١ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن الحسين بن سعيد، عن النضر بن سويد، عن عاصم بن حميد، عن أبي بصير؛ ومحمّد بن مسلم، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: إنّ الله عزّ و جلّ فرض في كلّ سبعة أيّام خمساً و ثلاثين صلاة منها صلاة واجبة على كلّ مسلم أن يشهدها إلّا خمسة: المريض والمملوك والمسافر والمرأة و الصبيّ.

٢ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن جميل بن درّاج، عن محمّد بن مسلم؛ وزرارة، عن أبي جعفر عليه السلام قال: تجب الجمعة على من كان منها على فرسخين.

٣ ـ عليّ، عن أبيه، عن حمّاد، عن حريز، عن ابن مسلم قال: سألت أباعبدالله عليه السلام عن الجمعة فقال: تجب على من كان منها على رأس فرسخين فإذا زاد على ذلك فليس عليه شيء.

٤ ـ عليّ، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن ابن اُذينة، عن زرارة قال: كان أبو جعفر عليه السلام يقول: لاتكون الخطبة والجمعة وصلاة ركعتين على أقلّ من خمسة رهط الإمام وأربعة.

٥ ـ الحسين بن محمّد، عن عبدالله بن عامر، عن عليّ بن مهزيار، عن فُضالة، عن أبان بن عثمان، عن أبي العبّاس، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: أدنى ما يجزىء في الجمعة سبعة أو خمسة أدناه.

٦ ـ محمّد بن إسماعيل، عن الفضل بن شاذان؛ و عليّ بن إبراهيم، عن أبيه جميعاً عن حمّاد بن عيسى، عن حريز، عن زرارة، عن أبي جعفر عليه السلام قال: فرض الله على الناس من الجمعة إلى الجمعة خمساً وثلاثين صلاة منها صلاة واحدة فرضها الله في جماعة وهي الجمعة ووضعها عن تسعة: عن الصغير والكبير (١) والمجنون و المسافر والعبد و المرأة والمريض والأعمى ومن كان على رأس فرسخين.

٧ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن عبدالله بن المغيرة، عن جميل، عن محمّد بن مسلم، عن أبي جعفر عليه السلام قال: يكون بين الجماعتين ثلاثة أميال يعني لايكون جمعة إلّا فيما بينه

وبين ثلاثة أميال ، وليس تكون جمعة إلا بخطبة ، قال : فإذا كان بين الجماعتين في الجمعة
ثلاثة أميال فلا بأس بأن يجمّع هؤلاء ويجمّع هؤلاء .

باب ۹۷

وجوب نماز جمعہ اور کس پر واجب ہے

۱۔ فرمایا اللہ نے فرض کیا ہے ہفتہ کے سات دن میں ۳۵ نمازیں اور یہ واجب ہیں ہر مسلمان پر اور ان تمام ایام میں ایک ایسی نماز واجبہ ہے کہ سوائے مریض، غلام، مسافر، عورت اور بچہ کے ہر ایک کو اس میں حاضر ہونا چاہیے۔ (م)

۲۔ فرمایا نماز جمعہ ہر اس شخص پر واجب ہے جو مقام نماز سے دو فرسخ کے فاصلہ پر رہتا ہو۔ (حسن)

۳۔ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نماز جمعہ کے متعلق پوچھا فرمایا واجب ہے ہر اس شخص پر جو دو فرسخ کے اندر رہو۔ اور جب اس کا ارادہ کرے تو پھر اس کے سوا اس پر اور کچھ نہیں۔ (حسن)

۴۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ جمعہ کا خطبہ اور دو رکعت نماز پانچ آدمیوں سے کم میں نہ ہوگی۔ امام اور چار اور۔ (حسن)

۵۔ فرمایا نماز جمعہ میں سات یا کم سے کم پانچ آدمی ہونے ضروری لازم ہیں۔ (موثق)

۶۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ اللہ نے فرض کیا ہے لوگوں پر ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک ۳۵ نمازوں کو اور ایسی نمازوں کو جو جماعت کے ساتھ فرض ہے نماز جمعہ ہے جو نو آدمیوں سے ساقط ہے بچہ، بوڑھا، مجنون، مسافر، غلام، عورت، مریض اور اندھا اور وہ شخص جو دو فرسخ سے آگے رہتا ہو۔ (حسن)

۷۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ نماز جمعہ کی دو جماعتوں میں تین میل کا فاصلہ ہو۔ تو کوئی حرج نہیں اگر لوگ دونوں جگہ جمع ہوں۔ (حسن)

﴿باب ۹۸﴾

☆(وقت صلاة الجمعة و وقت صلاة العصر يوم الجمعة)☆

١ ـ محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن حمّاد بن عيسى ، عن ربعيّ ؛ و
محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن عثمان بن عيسى ، عن سماعة جميعاً ، عن أبي عبدالله

عليه السلام قال : وقت الظّهر يوم الجمعة حين تزول الشّمس .

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن محمّد بن عيسى ، عن يونس بن عبدالرّحمن ، عن عبدالله بن سنان قال : قال أبو عبدالله عليه السلام إذا زالت الشّمس يوم الجمعة فابدأ بالمكتوبة .

٣ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن النّضر بن سويد ، عن محمّد بن أبي حمزة ، عن سفيان بن السّمط قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن وقت صلاة العصر يوم الجمعة فقال : في مثل وقت الظّهر في غير يوم الجمعة .

٤ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن خالد ، عن القاسم بن عروة ، عن محمّد بن أبي عمير قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن الصّلاة يوم الجمعة فقال : نزل بها جبرئيل عليه السلام مضيّقة إذا زالت الشّمس فصلّها ، قال : قلت : إذا زالت الشمس صلّيت ركعتين ثمّ صلّيتها ، فقال : قال أبوعبدالله عليه السلام : أمّا أنا إذا زالت الشّمس لم أبدأ بشيء قبل المكتوبة ، قال القاسم : وكان ابن بكير يصلّي الرّكعتين وهو شاكّ في الزّوال فإذا استيقن الزّوال بدأ بالمكتوبة في يوم الجمعة .

باب ٦٨

وقت نمازِ جمعہ و وقت عصر روز جمعہ

۱۔ فرمایا جمعہ کی نماز کا وقت زوالِ آفتاب کے وقت ہوتا ہے۔ (ح)

۲۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے جب زوال شمس ہو جائے تو نماز جمعہ شروع کر دو۔ (صحیح)

۳۔ حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا روزِ جمعہ وقت عصر مثل وقت ظہر کے ہے اور جمعہ کے سوا جیسے اور دنوں میں ہوتا ہے۔ (ح)

۴۔ میں نے نماز جمعہ کے متعلق حضرت صادق علیہ السلام سے پوچھا فرمایا جبرئیل نے نازل ہو کر بتایا جب زوالِ آفتاب ہو تو نماز پڑھو۔ میں نے کہا زوال آفتاب ہونے کے بعد اگر میں دو رکعت سنت پڑھ کے نماز جمعہ پڑھوں حضرتؑ نے فرمایا جب زوال آفتاب ہو جائے تو نماز واجب سے پہلے اور کوئی نماز نہ پڑھو۔ قاسم نے کہا ابن بکیر نے دو رکعت سنت پڑھیں کیونکہ اسے زوال میں شک تھا جب یقین ہو گیا۔ تب روز جمعہ اس نے نماز واجب ادا کی۔ فرمایا مضائقہ نہیں۔ (مجہول)

«باب ٧٩»

(تهيئة الامام للجمعة و خطبته والانصات)

١ ـ محمّد بن يحيى، عن محمّد بن الحسين؛ وأحمد بن محمّد جميعاً، عن عثمان بن عيسى، عن سماعة قال: قال أبوعبدالله عليه السلام: ينبغي للإمام الّذي يخطب النّاس يوم الجمعة أن يلبس عمامة في الشّتاء والصّيف ويتردّى ببرد يمنيّ أو عدنيّ ويخطب وهو قائم يحمد الله ويثني عليه ثمّ يوصي بتقوى الله ويقرء سورة من القرآن صغيرة ثمّ يجلس ثمّ يقوم فيحمد الله ويثني عليه ويصلّي على محمّد صلى الله عليه وآله وعلى أئمّة المسلمين ويستغفر للمؤمنين والمؤمنات فإذا فرغ من هذا أقام المؤذّن فصلّى بالنّاس ركعتين يقرء في الاُولى بسورة الجمعة و في الثّانية بسورة المنافقين.

٢ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن الحسين بن سعيد، عن صفوان بن يحيى، عن العلاء، عن محمّد بن مسلم، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: إذا خطب الإمام يوم الجمعة فلا ينبغي لأحد أن يتكلّم حتّى يفرغ الإمام من خطبته وإذا فرغ الإمام من الخطبتين تكلّم ما بينه و بين أن تقام الصّلاة فإن سمع القراءة أو لم يسمع أجزأه.

٣ ـ الحسين بن محمّد، عن عبدالله بن عامر، عن عليّ بن مهزيار، عن عثمان بن عيسى، عن أبي مريم، عن أبي جعفر عليه السلام قال: سألته عن خطبة رسول الله صلى الله عليه وآله أقبل الصّلاة أو بعد؟ فقال: قبل الصّلاة يخطب ثمّ يصلّي.

٤ ـ محمّد بن يحيى، عن محمّد بن الحسين، عن عثمان بن عيسى، عن سماعة قال: سألت أباعبدالله عليه السلام عن الصّلاة يوم الجمعة، فقال: أمّا مع الإمام فركعتان و أمّا من يصلّي وحده فهي أربع ركعات بمنزلة الظّهر. يعني إذا كان إمام يخطب فأمّا إذا لم يكن إمام يخطب فهي أربع ركعات و إن صلّوا جماعة.

٥ ـ محمّد بن يحيى، عن محمّد بن الحسين، عن محمّد بن يحيى الخزّاز، عن حفص بن غياث، عن جعفر، عن أبيه عليهما السلام قال: الأذان الثّالث يوم الجمعة بدعة.

٦ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن الحسين بن سعيد، عن النّضر بن سويد،

عن يحيى الحلبيّ ، عن بريد بن معاوية ، عن محمّد بن مسلم ، عن أبي جعفر عليه السلام في خطبة يوم الجمعة الخطبة الاُولى :

الحمدلله نحمده و نستعينه و نستغفره و نستهديه و نعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيّئات أعمالنا ، من يهدي الله فلا مضلّ له ومن يضلل فلاهادي له .

وأشهد أن لاإله إلّا الله وحده لاشريك له وأشهد أنّ محمّداً عبده و رسوله انتجبه لولايته واختصّه برسالته و أكرمه بالنبوّة ، أميناً على غيبه و رحمة للعالمين و صلّى الله على محمّد و آله وعليهم السلام .

اُوصيكم عباد الله بتقوى الله و اُخوّفكم من عقابه فإنّ الله ينجي من اتّقاه بمفازتهم لايمسّهم السّوء ولاهم يحزنون ويكرم من خافه يقيهم شرّ ماخافوا ويلقّيهم نضرة و سروراً و اُرغّبكم في كرامة الله الدّائمة و اُخوّفكم عقابه الّذي لاانقطاع له ولا نجاة لمن استوجبه فلاتغرّنّكم الدّنيا ولا تركنوا إليها فإنّها دار غرور ، كتب الله عليها و على أهلها الفناء فتزوّدوا منها الّذي أكرمكم الله به من التّقوى والعمل الصّالح فإنّه لايصل إلى الله من أعمال العباد إلّا ماخلص منها ولا يتقبّل الله إلّا من المتّقين وقد أخبركم الله عن منازل من آمن وعمل صالحاً و عن منازل من كفر و عمل في غير سبيله و قال : « ذلك يوم مجموعٌ له النّاس و ذلك يوم مشهود ✡ و ما نؤخّره إلّا لأجل معدود ✡ يوم يأتي لاتكلّم نفس إلّا بإذنه فمنهم شقيٌّ و سعيدٌ ✡ فأمّا الّذين شقوا ففي النّار لهم فيها زفير وشهيق ✡ خالدين فيها مادامت السّموات و الأرض إلّا ماشاء ربّك إنّ ربّك فعّال لما يريد ✡ و أما الّذين سعدوا ففي الجنّة خالدين فيها مادامت السّموات و الأرض إلّا ماشاء ربّك عطاءً غير مجذوذ » نسأل الله الّذي جمعنا لهذا الجمع أن يبارك لنا في يومنا هذا وأن يرحمنا جميعاً إنّه على كلّ شيء قدير

إنّ كتاب الله أصدق الحديث وأحسن القصص وقال الله عزّوجلّ : « و إذا قرىء القرآن فاستمعوا له و أنصتوا لعلّكم ترحمون » فاسمعوا طاعة [ل]لله وأنصتوا ابتغاء رحمته .

ثمّ اقرء سورة من القرآن وادع ربّك و صلّ على النّبيّ صلى الله عليه وآله وادع للمؤمنين والمؤمنات . ثمّ تجلس قدر ماتمكّن هنيهة ثمّ تقوم فتقول :

خطبۂ ثانیہ

الحمدلله نحمده ونستعينه ونستغفره ونستهديه ونؤمن به ونتوكّل عليه ونعوذبالله من شرور أنفسنا ومن سيّئات أعمالنا ، من يهدي الله فلامضلّ له ومن يضلل فلاهادي له .

وأشهد أن لاإله إلّا الله وحده لاشريك له وأشهد أنّ محمّداً عبده و رسوله أرسله بالهدى و دين الحقّ ليظهره على الدّين كلّه ولوكره المشركون و جعله رحمة للعالمين بشيراً و نذيراً وداعياً إلى الله باذنه و سراجاً منيراً من يطع الله و رسوله فقد رشد ومن يعصهما فقدغوى .

أُوصيكم عبادالله بتقوى الله الّذي ينفع بطاعته من أطاعه والّذي يضرّ بمعصيته من عصاه ، الّذي إليه معادكم وعليه حسابكم فإنّ التقوى وصيّة الله فيكم وفي الّذين من قبلكم قال الله عزّوجلّ : « ولقد وصّينا الّذين اوتوا الكتاب من قبلكم و إيّاكم أن اتّقوا الله وأن تكفروا فإنّ لله ما في السّموات وما في الأرض وكان الله غنيّاً حميداً » انتفعوا بموعظة الله وألزموا كتابه فإنّه أبلغ الموعظة وخيرالأمور في المعاد عاقبة ولقد اتّخذ الله الحجّة فلايهلك من هلك إلّا عن بيّنة ولا يحيى من حيّ إلّا عن بيّنة وقد بلّغ رسول الله صلى الله عليه وآله الّذي أرسل به فألزموا وصيّته وماترك فيكم من بعده من الثّقلين كتاب الله و أهل بيته اللّذين لايضلّ من تمسّك بهما ولايهتدي من تركهما ، اللّهمّ صلّ على محمّد عبدك و رسولك سيّد المرسلين و إمام المتّقين و رسول ربّ العالمين ـ ثمّ تقول ـ : اللّهمّ صلّ على أميرالمؤمنين ووصيّ رسول ربّ العالمين ـ ثمّ تسمّي الأئمة حتّى تنتهي إلى صاحبك ، ثمّ تقول ـ : افتح له فتحاً يسيراً وانصره نصراً عزيزاً ، اللّهمّ أظهر به دينك و سنّة نبيّك حتّى لايستخفي بشيء من الحقّ مخافة أحد من الخلق اللّهمّ إنّا نرغب إليك في دولة كريمة تعزّ بها الإسلام وأهله وتذلّ بها النّفاق وأهله وتجعلنا فيها من الدّعاة إلى طاعتك و القادة في سبيلك و ترزقنا بها كرامة الدّنيا والآخرة اللّهمّ ما حمّلتنا من الحقّ فعرّفناه وما قصرنا عنه فعلّمناه .

ثمّ يدعوالله على عدوّه و يسأل لنفسه وأصحابه ثمّ يرفعون أيديهم فيسألون الله حوائجهم كلّها حتّى إذا فرغ من ذلك قال : اللّهمّ استجب لنا ـ و يكون آخر كلامه أن يقول ـ : إنّ الله يأمر بالعدل والإحسان وإيتاء ذي القربى و ينهى عن الفحشاء والمنكر

والبغي يعظكم لعلّكم تذكّرون . ـ ثمّ يقول ـ : اللّهمّ اجعلنا ممّن تذكّر فتنفعه الذّكرى . ثمّ ينزل .

٧ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن محمّد بن مسلم قال : سألته عن الجمعة فقال : بأذان و إقامة يخرج الإمام بعد الأذان فيصعد المنبر ويخطب ، لايصلّي النّاس مادام الإمام على المنبر ثمّ يقعد الإمام على المنبر قدر ما يقرء قل هوالله أحد ثمّ يقوم فيفتتح خطبته ثمّ ينزل فيصلّي بالنّاس ثمّ يقرء بهم في الرّكعة الأولى بالجمعة وفي الثّانية بالمنافقين .

٨ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن الحسين بن سعيد ، عن فضالة ابن أيّوب ، عن ابن سنان ، عن أبي عبدالله عليه السلام في قول الله عزّ وجلّ : « خذوا زينتكم عند كلّ مسجد » قال : في العيدين والجمعة .

٩ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن النّوفليّ ، عن السّكونيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال رسول الله صلّى الله عليه وآله : كلّ واعظ قبلة . يعني إذا خطب الإمام النّاس يوم الجمعة ينبغي للنّاس أن يستقبلوه .

باب ۶۹

نمازِ جمعہ کے لئے امام کا تہیّہ کرنا اور خطبہ پڑھنا

۱۔ فرمایا جمعہ کے لئے جو خطبہ پڑھے یہ لازم ہے کہ سردی ہو یا گرمی عمامہ باندھے اور ردائے یمنی یا عدنی اوڑھے اور کھڑے ہو کر خطبہ پڑھے۔ خدا کی حمد و ثنا کرے پھر لوگوں کو اللہ سے ڈرائے اور قرآن کی کوئی چھوٹی سی سورۃ پڑھے اور بیٹھ جائے اور پھر کھڑے ہو کر حمد و ثنائے الٰہی کرے اور محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیجے اور مومنین و مومنات کے لئے استغفار کرے اس کے بعد لوگوں کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھے پہلی رکعت میں سورہ جمعہ اور دوسری میں سورہ منافقون پڑھے۔ (موثق)

۲۔ فرمایا جب روز جمعہ امام خطبہ پڑھ رہا ہو تو کسی کو کلام نہیں کرنا چاہیئے اس کے بعد قیام نماز کے متعلق بات کرے۔ نماز میں قرأت امام سنے یا نہ سنے کافی ہے۔ (۳)

۳۔ پوچھا گیا رسولؐ اللہ کے خطبہ کے متعلق قبل نمازِ جمعہ پڑھتے تھے یا بعد میں فرمایا نماز سے پہلے خطبہ پڑھتے تھے پھر نماز۔ (موثق)

۴۔ میں نے پوچھا نمازِ جمعہ کے متعلق فرمایا امام کے ساتھ جو نماز پڑھی جائے وہ دو رکعت ہے اور تنہا پڑھی جائے (ظہر) وہ چار رکعت ہے جو ایک پڑھے یا ایک جماعت۔ (موثق)

۵۔ روزِ جمعہ تیسری اذان بدعت ہے۔ (موثق)

۶۔ فرمایا روزِ جمعہ کا خطبہ، پہلا خطبہ یہ ہے۔

ہم خدا کی حمد کرتے ہیں اور اسی سے مدد چاہتے ہیں اور استغفار کرتے ہیں اور اسی سے ہدایت چاہتے ہیں اور پناہ مانگتے ہیں اپنے نفسوں کی شرارتوں سے، اور جسے اللہ ہدایت کرے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسے وہ گمراہی میں چھوڑے اسے کوئی ہدایت نہیں کر سکتا۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ وحدہٗ لا شریک ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے عبد اور رسولؐ ہیں اللہ نے اپنی ولایت کے لئے ان کا انتخاب کیا اور اپنی رسالت کے لئے مخصوص کیا اور اپنی نبوت دے کر صاحبِ کرامت بنایا اور اپنے غیب کا امین اور مومنوں کے لئے رحمت بنایا۔ اللہ کے بندو میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اور اس کے عذاب سے ڈراتا ہوں، اللہ نجات دیتا ہے اس کو جو اس پر اعتماد کرے اپنی کامیابیوں پر، اور ایسے لوگوں کو برائی چھوتی تک نہیں اور نہ وہ رنجیدہ ہوتے ہیں جو اللہ سے ڈرا اس نے عزت پائی، خدا ان کو بچاتا ہے ان چیزوں سے جن سے وہ ڈرتے ہیں اور تازگی اور خوشی ان سے ملتی ہے اور میں رغبت دلاتا ہوں اللہ کی کرامت دائمہ کی طرف اور اس کے اس عذاب سے ڈراتا ہوں جس کا انقطاع نہیں اور مستحقِ عذاب ہو اس کے لئے نجات نہیں دیتا ہے۔ دھوکہ نہ کھاؤ اس پر بھروسہ نہ کرو، وہ غرور کا گھر ہے اس کے باشندے فانی ہیں پس تقوے کا زادِ راہ اپنے لئے مہیا کرو، اعمالِ صالحہ بجا لاؤ خدا تک صرف عمل خالص پہنچتا ہے۔ اللہ نے ان منازل کی خبر دی ہے۔ جو ایمان لائے اور جنھوں نے اعمالِ صالحہ کئے اور اس نے کافروں اور غیر صالح عمل کرنے والوں کو بھی بتایا ہے اور فرمایا ہے اس روز سب جمع کئے جائیں گے بہت تھوڑی سی مہلت دی جائے گی۔ اس دن کوئی نفس بغیر حکم خدا نام نہ کر سکے گا ان میں کچھ شقی ہوں گے کچھ سعید ہوں گے جو شقی ہوں گے وہ دوزخ میں ڈالے جائیں گے اور ان کی چیخ و پکار ہوگی اور اس آگ میں رہیں گے جب تک آسمان و زمین ہیں مگر ہاں خدا چاہے تو اس عذاب سے بچا لے بے شک تیرا رب جو ارادہ کرتا ہے اسے پورا کرتا ہے اور جو لوگ نکوکار ہوں گے وہ جنت میں رہیں گے جب تک آسمان و زمین ہیں مگر تیرا رب جو چاہے کرے تمہارے رب کی عطا غیر محدود ہے ہم سوال کرتے ہیں اس ذات سے جس نے ہم کو جمع کیا کہ وہ اس دن میں ہمیں برکت دے اور سب پر رحم کرے بے شک وہ ہر شے پر قادر ہے بے شک کتابِ خدا سب سے زیادہ سچا کلام ہے، اور سب سے زیادہ بہتر قصے اس کے اندر ہیں خدا فرماتا ہے جب قرآن پڑھا جائے تو کان لگا کر سنو ممکن ہے اللہ تم پر رحم

کرے۔ سنو اللہ کی اطاعت کے لئے اور کان لگاؤ اس کی رحمت چاہنے کے لئے۔

پھر قرآن کا کوئی سورہ پڑھے اور اپنے رب سے دعا مانگے اور نبی پر درود بھیجے اور مومنین و مومنات کے لئے دعا مانگے پھر تھوڑی دیر بیٹھے پھر کھڑے ہو کر پڑھے۔

خطبہ ثانیہ

حمد اللہ ہی کے لئے ہے ہم اسی کی حمد کرتے ہیں اسی سے مدد چاہتے ہیں اسی سے طالب مغفرت ہیں اسی سے ہدایت کے خواستگار ہیں ہم اسی پر ایمان لائے ہیں ہم اسی پر اعتماد رکھتے ہیں اور اپنے نفسوں کی شرارت اور اپنے اعمال بد کی بنا پر اس سے پناہ مانگتے ہیں جسے خدا ہدایت کرے، اسے گمراہ کرنے والا کون اور جسے گمراہی میں چھوڑ دے اس کا ہدایت کرنے والا کون اور میں گواہی دیتا ہوں کہ خدائے وحدہٗ لاشریک کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد اللہ کے رسول ہیں ان کو اللہ نے ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ اس دین کو تمام ادیان پہ غالب کرے اگرچہ مشرکوں کو برا معلوم ہو اور اللہ نے آنحضرتؐ کو تمام عالموں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا اور بشیر و نذیر بنایا اور اللہ کے حکم سے اللہ کی طرف لوگوں کو بلانے والا بنایا اور سراج منیر بنایا جس نے اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کی ہدایت پائی اور جس نے نافرمانی کی وہ گمراہ ہوا۔

اے بندگان خدا میں تم کو اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اس کی اطاعت میں نفع ہے اور معصیت میں نقصان، اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے اور وہی تمہارا حساب لینے والا ہے اللہ کی وصیت تمہارے لئے پرہیزگاری اختیار کرتا ہے جو لوگ تم سے پہلے تھے یہی وصیت ان کے لئے بھی تھی کہ تقویٰ اختیار کرو اور اگر کفران نعمت کروگے تو اللہ کو کیا پروا۔ آسمان و زمین جو کچھ ہے وہ سب اللہ ہی کا ہے اور اللہ غنی اور حمید ہے لوگو اللہ کے موعظہ سے نفع حاصل کرو اور اس کی کتاب کو لپٹے رہو کیونکہ وہ بہترین موعظہ اور خیر الامور اور قیامت کے لئے عاقبت ہے اور خدا نے اس سے حجت قائم کی ہے پس جو ہلاک ہو وہ دلیل سے ہو اور جو زندہ ہے وہ دلیل سے زندہ رہے اور رسولؐ اللہ نے احکام الٰہی ہم تک پہنچا دیئے جو ان پر نازل ہوئے تھے لہذا ان کی وصیت کو لازم جانو اور وہ چیز جو رسولؐ نے اپنے بعد بصورت ثقلین چھوڑا ہے اور وہ اللہ کی کتاب اور ان کے اہل بیت ہیں جنہوں نے ان سے تمسک رکھا وہ گمراہ نہ ہوئے اور جنہوں نے چھوڑ دیا وہ ہدایت سے دور رہے۔

یا اللہ درود بھیج محمدؐ پر جو تیرے بندے اور تیرے رسولؐ اور رسولوں کے سردار اور متقیوں کے امام اور رب العالمین خدا کے رسولؐ ہیں پھر کہو

یا اللہ درود بھیج امیر المومنین وصی رسولؐ پر پھر تمام آئمہ کے نام لینے چاہئیں اور صاحب الامر تک پہنچے پھر کہے یا اللہ حضرتؑ کو سہولت والی فتح دے اور ان کی پوری پوری مدد کر یا اللہ ان کی وجہ سے اپنے دین کو قوت دے اور اپنے نبی کی

کی سنت کو بھی۔ یہاں تک کہ کسی کے خوف سے کوئی بات چھپی نہ رہے دنیا والوں پر، یا اللہ ہم راغب ہیں تیری طرف اس دولت کریمہ کی بنا پر جس سے اسلام اور اس کے اہل کی عزت ہوئی اور نفاق اور اس کے اہل کی ذلت ہوئی جو اس زمانہ میں اپنی اطاعت کی طرف بلانے والے بنائے گا جو رہنما ہوں گے تیرے راستے کے اور اس کی وجہ سے ہم دنیا و آخرت میں بزرگی عطا فرمانا، خداوندا امر حق سے جو تو نے ہم کو دیا اس کی معرفت ہم نے حاصل کی اور جو ہم نے کوتاہی کی اس کو ہم نے جانا، پھر اپنے دشمنوں کے لئے بددعا کرے اور اپنے لئے خدا سے تمام حاجتوں کو طلب کرے۔ جب فارغ ہو تو کہے۔ بے شک اللہ عدل و احسان کا رشتہ داروں کو دینے اور بدکاری و سرکشی سے بچنے کا حکم دیتا ہے اور تم کو نصیحت کرتا ہے تاکہ تم اس کو یاد کرنے والے بن جاؤ۔ پھر کہے ہم کو ان لوگوں میں سے قرار دے جو نصیحت کو یاد رکھتے ہیں اور وہ یاد رکھنا ان کو فائدہ دیتا ہے پھر منبر سے اُتر آئے۔ (ص)

۷۔ میں نے جمعہ کی نماز کے متعلق پوچھا۔ فرمایا وہ اذان و اقامت کے ساتھ ہے اذان کے بعد امام منبر پر جائے اور خطبہ پڑھے۔ جب تک امام منبر پر رہے مسجد میں کوئی نماز نہ پڑھے۔ پہلے خطبہ کے بعد امام منبر پر بیٹھے۔ بقدر سورۂ قل ہو اللہ احد پڑھے۔ پھر کھڑا ہو اور خطبۂ ثانیہ پڑھے۔ پہلی رکعت میں سورہ جمعہ پڑھے اور دوسری میں سورۂ منافقون۔ (حسن)

۸۔ فرمایا اس آیت کے متعلق کہ ہر نماز کے وقت زینت کرو، مراد عیدین اور جمعہ کی نماز ہے۔ (م)

۹۔ فرمایا ہر واعظ قبلہ ہے یعنی جب امام روز جمعہ خطبہ پڑھے تو لوگوں کو چاہیئے کہ اس کی طرف رخ کریں۔ (م)

﴿باب﴾

☆(القراءة يوم الجمعة و ليلتها في الصلوات)☆

١ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن صفوان بن يحيى ، عن منصور بن حازم ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : ليس في القراءة شيء موقّت إلّا الجمعة تقرء بالجمعة والمنافقين .

٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ؛ و محمّد بن الحسين ، عن عثمان بن عيسى ، عن سماعة ، عن أبي بصير قال : قال أبوعبدالله عليه السلام : اقرء في ليلة الجمعة بالجمعة وسبّح اسم ربّك الأعلى وفي الفجر بسورة الجمعة وقل هو الله أحد وفي الجمعة بالجمعة والمنافقين .

٣ ـ الحسين بن محمّد ، عن عبدالله بن عامر ، عن عليّ بن مهزيار ، عن فضالة بن أيّوب ، عن الحسين بن أبي حمزة قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : بما أقرء في صلاة الفجر

في يوم الجمعة ؟ فقال : اقرء في الاُولى بسورة الجمعة وفي الثّانية بقل هو الله أحد ثمّ اقنت حتّى تكونا سواء .

٤ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عبدالله بن المغيرة ، عن جميل ، عن محمّد بن مسلم ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : إنّ الله أكرم بالجمعة المؤمنين فسنّها رسول الله صلى الله عليه وآله بشارة لهم والمنافقين توبيخاً للمنافقين ولا ينبغي تركها فمن تركها متعمّداً فلاصلاة له .

٥ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ قال: سألت أباعبدالله عليه السلام عن القراءة في الجمعة إذاصلّيت وحدي أربعاً أجهر بالقراءة ؟ فقال : نعم وقال : اقرء بسورة الجمعة والمنافقين في يوم الجمعة .

٦ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليِّ بن الحكم ، عن العلاء ، عن محمّد بن مسلم ، عن أحدهما عليهما السلام في الرّجل يريد أن يقرء بسورة الجمعة في الجمعة فيقرأ قل هو الله أحد قال : يرجع إلى سورة الجمعة .

وروي أيضاً يتمّها ركعتين ثمّ يستأنف .

٧ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار ، عن عمر ابن يزيد قال : قال أبوعبدالله عليه السلام : من صلّى الجمعة بغير الجمعة والمنافقين أعاد الصلاة في سفر أو حضر . وروي لا بأس في السفر أن يقرء بقل هو الله أحد .

باب

نماز جمعہ میں سورتوں کا تعیّن

۱۔ فرمایا سوائے نماز جمعہ میں اور کسی نماز میں سورہ کا تعین نہیں، پہلی رکعت میں سورہ جمعہ پڑھے اور دوسری میں منافقون۔ (م)

۲۔ فرمایا شب جمعہ نماز میں سورہ جمعہ اور سبح اسم ربک الاعلیٰ اور فجر کی نماز میں سورۂ جمعہ اور قل ہو اللہ پڑھے اور جمعہ کی نماز میں سورۂ جمعہ اور منافقون پڑھے۔ (موثق)

۳۔ میں نے کہا روز جمعہ صبح کی نماز میں کیا پڑھا جائے۔ فرمایا رکعت اوّل میں سورہ جمعہ اور رکعت ثانی میں قل ہو اللہ احد اور پھر قنوت تاکہ دونوں رکعتوں میں قرأت برابر ہو جائے۔ (۲)

۴۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے اللہ نے مومنین کو روز جمعہ صاحب کرامت بنایا ہے اور رسول اللہ نے اسے اپنی سنت قرار دیا ہے اور مومنین کے لیے بشارت ہے اور منافقین کے لیے توبیخ ہے۔ پس اسے ترک نہ کرنا چاہیئے اور جو عمداً ترک کرے گا اس کی نماز نہ ہوگی۔ (حسن)

۵۔ میں نے پوچھا اگر میں روز جمعہ چار رکعت نماز تنہا پڑھوں تو کیا جہر سے پڑھوں۔ فرمایا ہاں اور فرمایا جمعہ کی نماز میں سورۂ جمعہ اور منافقون پڑھو۔ (حسن)

۶۔ میں نے پوچھا اس شخص کے متعلق جو پڑھنا چاہتا تھا سورۂ جمعہ اور پڑھنے لگا قل ہو اللہ۔ فرمایا وہ سورۂ جمعہ پڑھے۔ (۲)

۷۔ فرمایا جو کوئی نماز جمعہ بغیر سورۂ جمعہ اور منافقون کے پڑھے تو وہ نماز کا اعادہ کرے سفر میں ہو یا حضر میں اور ایک روایت میں ہے کہ بحالتِ سفر اگر دوسری رکعت میں قل ہو اللہ احد پڑھ لے تو حرج نہیں۔ (حسن)

﴿باب﴾

☆(القنوت في صلاة الجمعة و الدعاء فيه)☆

١ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن بعض أصحابنا ، عن سماعة ، عن أبي بصير ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : القنوت ـ قنوت يوم الجمعة ـ في الرَّكعة الأولى بعد القراءة تقول في القنوت : لا إله إلّا الله الحليم الكريم ، لا إله إلّا الله العليُّ العظيم ، لا إله إلّا الله ربُّ السماوات السبع و[ربُّ] الأرضين السبع وما فيهنَّ وما بينهنَّ وربُّ العرش العظيم والحمد لله ربِّ العالمين ، اللّهمَّ صلِّ على محمّد كما هديتنا به ، اللّهمَّ صلِّ على محمّد كما أكرمتنا به ، اللّهمَّ اجعلنا ممّن اخترته لدينك و خلقته لجنّتك ، اللّهمَّ لا تزغ قلوبنا بعد إذ هديتنا وهب لنا من لدنك رحمة إنّك أنت الوهّاب .

٢ ـ الحسين بن محمّد ، عن عبدالله بن عامر ، عن عليِّ بن مهزيار ، عن فضالة بن أيّوب ، عن معاوية بن عمّار قال : سمعت أباعبدالله عليه السلام يقول في قنوت الجمعة إذا كان إماماً قنت في الرَّكعة الأولى وإن كان يصلّي أربعاً ففي الرَّكعة الثانية قبل الرُّكوع .

٣ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن محمّد بن عيسى ، عن يونس ، عن أبان ، عن إسماعيل الجعفيِّ ، عن عمر بن حنظلة قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : القنوت يوم الجمعة ؟ فقال : أنت رسولي إليهم في هذا إذا صلّيتم في جماعة ففي الرَّكعة الأولى و إذا صلّيتم وحداناً ففي الرَّكعة الثانية [قبل الرُّكوع] .

باب

نماز جمعہ میں قنوت

۱۔ فرمایا نماز جمعہ کا قنوت پہلی رکعت میں سورۂ جمعہ کی قرأت کے بعد پڑھے اور یہ کہے۔

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ علی وعظیم ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ حلیم وکریم ہے اللہ سات آسمانوں اور سات زمینوں کا پالنے والا ہے اور ہر وہ چیز جو ان میں اور ان کے درمیان ہے ان کا بھی اور وہ عرش عظیم کا پالنے والا ہے اور حمد ہے رب العالمین کے لئے، یا اللہ رحمت نازل کر محمدؐ پر جن کے ساتھ تو نے ہدایت کی ہے اور درود بھیج محمدؐ و آل محمدؐ پر جس کی وجہ سے تو نے ہم کو صاحب بزرگی بنایا، یا اللہ ہم کو ان لوگوں میں سے قرار دینا، جن کو تو نے اپنے دین کے لئے انتخاب کیا ہے اور اپنی جنت کے لئے پیدا کیا ہے یا اللہ ہدایت کے بعد ہمارے قلوب کو کج نہ کر اور اپنی بارگاہ سے رحمت عطا کر تو بڑا بخشنے والا ہے۔ (مرسل)

۲۔ فرمایا صادق آل محمد علیہ السلام نے امام کو نماز جمعہ میں پہلی رکعت میں قنوت پڑھنا چاہیئے اور چو رکعتی نماز میں دوسری رکعت میں۔ (ص)

۳۔ فرمایا اگر نماز جمعہ جماعت سے پڑھو تو قنوت پہلی رکعت میں پڑھو اور اگر ظہر کی تنہا پڑھو تو دوسری رکعت میں (موثق)

﴿باب ۲﴾

☆(من فاته الجمعة مع الامام)☆

١ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد بن عثمان ، عن الحلبيِّ قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عمّن لم يدرك الخطبة يوم الجمعة ، قال : يصلّي ركعتين فإن فاتته الصلاة فلم يدركها فليصلِّ أربعاً ، وقال : إذا أدركت الإمام قبل أن يركع الرَّكعة الأخيرة فقد أدركت الصلاة وإن كنت أدركته بعدما ركع فهي الظهر أربع .

باب ۷۲

جو نماز جمعہ میں شریک نہ ہو

۱۔ میں نے پوچھا ایک شخص جمعہ کے خطبوں میں شریک نہیں ہو سکا۔ فرمایا وہ جمعہ کی نماز میں شریک ہو جائے اور اگر نماز بھی نہ ملے تو ظہر کی چار رکعت پڑھے اور دوسری رکعت کے آخری رکوع میں بھی شرکت ہو جائے تو پوری نماز کا ثواب مل جائے گا اور اگر امام رکوع آخر سے اٹھ کھڑا ہو تو پھر نماز ظہر پڑھے۔ (حسن)

باب ۷۳

(التطوع يوم الجمعة)

١ ـ عليُّ بن محمّد وغيره ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر قال : قال أبو الحسن عليه السلام : الصلاة النافلة يوم الجمعة ستّ ركعات بكرة وستّ ركعات صدر النهار وركعتان إذا زالت الشّمس ثمّ صلِّ الفريضة وصلِّ بعدها ستُّ ركعات

٢ ـ جماعة ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن الحسين بن سعيد ، عن حمّاد بن عيسى عن الحسين بن المختار ، عن عليّ بن عبد العزيز ، عن مراد بن خارجة قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : أمّا أنا فإذا كان يوم الجمعة وكانت الشمس من المشرق بمقدارها من المغرب في وقت صلاة العصر صلّيت ستّ ركعات فإذا انتفخ النّهار صلّيت ستّاً فإذا زاغت الشّمس أو زالت صلّيت ركعتين ، ثمّ صلّيت الظّهر ، ثمّ صلّيت بعدها ستّاً .

٣ ـ جماعة ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن فَضالة أو عن محمّد بن سنان ، عن ابن مسكان ، عن عبدالله بن عجلان قال : قال أبو جعفر عليه السلام : إذا كنت شاكّاً في الزّوال فصلِّ ركعتين فإذا استيقنت فابدأ بالفريضة .

باب ۴۳

روز جمعہ کے نوافل

۱۔ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا نوافل روز جمعہ چھ رکعت ہیں چھ رکعت علی الصبح اور چھ رکعت دن چڑھے اور دو رکعت بعد زوال پھر فریضہ ادا کرو پھر چھ رکعت اس کے بعد پڑھو۔ (ض)

۲۔ فرمایا ابو عبداللہ علیہ السلام نے لیکن میں روز جمعہ جب سورج اتنا بلند ہوتا ہے جتنا مغرب میں وقت نماز عصر تو میں چھ رکعت نماز پڑھتا ہوں۔ جب دن چڑھتا ہے تو چھ رکعت پڑھتا ہوں جب زوال ہو جاتا ہے تو دو رکعت پڑھتا ہوں پھر نماز ظہر پڑھتا ہوں پھر چھ رکعت۔

۳۔ فرمایا حضرتؑ نے جب زوال میں شک ہو تو دو رکعت نماز پڑھو جب یقین ہو جائے تو نماز واجب ادا کرو۔ (ض)

﴿ باب ٤٣ ﴾

☆(نوادر الجمعة)☆

١ ـ الحسين بن محمد، عن عبدالله بن عامر؛ عن عليّ بن مهزيار، عن النّضر بن سويد، عن عبدالله بن سنان، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: تقول في آخر سجدة من النوافل بعد المغرب ليلة الجمعة: «اللّهمّ إنّي أسألك بوجهك الكريم و اسمك العظيم أن تصلّي على محمّد وآل محمّد وأن تغفر لي ذنبي العظيم» سبعاً.

٢ ـ عليّ بن محمد؛ و محمد بن الحسن، عن سهل بن زياد، عن جعفر بن محمد الأشعريّ عن القدّاح، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله: أكثروا من الصلاة عليّ في اللّيلة الغرّاء واليوم الأزهر ليلة الجمعة ويوم الجمعة، فسئل إلى كم الكثير؟ قال: إلى مائة وما زادت فهو أفضل.

٣ ـ محمد بن أبي عبدالله، عن محمد بن حسّان، عن الحسن بن الحسين، عن عليّ ابن عبدالله، عن يزيد بن إسحاق، عن هارون بن خارجة، عن المفضّل، عن أبي جعفر عليه السلام قال: ما من شيء يعبد الله به يوم الجمعة أحبّ إليّ من الصلاة على محمد وآل محمد.

٤ ـ عليّ بن محمّد ، عن سهل بن زياد رفعه قال : قال : إذا صلّيت يوم الجمعة فقل : «اللّهمّ صلّ على محمّد وآل محمّد الأوصياء المرضيّين بأفضل صلواتك وبارك عليهم بأفضل بركاتك والسلام عليه وعليهم ورحمة الله وبركاته» فإنّه من قالها في دبر العصر كتب الله له مائة ألف حسنة ومحى عنه مائة ألف سيّئة وقضى له بها مائة ألف حاجة و رفع له بها مائة ألف درجة .

٥ ـ وبهذا الإسناد ، عن عليّ بن مهزيار ، عن أيّوب بن نوح ، عن محمّد بن أ
قال : قال أبو عبدالله عليه السلام من قرء الكهف في كلّ ليلة جمعة كانت كفّارة ما بين ال
إلى الجمعة .

قال وروى غيره أيضاً فيمن قرأها يوم الجمعة بعد الظهر والعصر مثل ذلك .

٦ ـ الحسين بن محمّد ، عن عبدالله بن عامر ، عن عليّ بن مهزيار ، عن محمّد بن يحيى ، عن حمّاد بن عثمان قال : سمعت أباعبدالله عليه السلام يقول : يستحبّ أن تقرء في دبر الغداة يوم الجمعة : الرحمن كلّها ثمّ تقول كلّما قلت : «فبأيّ آلاء ربّكما تكذّبان» : لا بشيء من آلائك ربّ أكذّب .

٧ ـ أبوعليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن سالم ، عن أحمد بن النضر ، عن عمرو بن شمر عن جابر قال : كان أبوجعفر عليه السلام يبكّر إلى المسجد يوم الجمعة حين تكون الشمس قدر رمح فإذا كان شهر رمضان يكون قبل ذلك وكان يقول : إنّ لجمع شهر رمضان على جمع سائر الشهور فضلاً كفضل شهر رمضان على سائر الشهور .

٨ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ وعليّ بن محمّد القاسانيّ ، عن القاسم بن محمّد ، عن سليمان بن داود المنقريّ ، عن حفص بن غياث قال ؛ سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول في رجل أدرك الجمعة وقد ازدحم النّاس فكبّر مع الإمام وركع ولم يقدر على السجود وقام الإمام والناس في الركعة الثانية وقام هذا معهم فركع الإمام ولم يقدر هذا على الرّكوع في الرّكعة الثانية من الزّحام وقدر على السجود كيف يصنع ؛ فقال : أبوعبدالله عليه السلام : أمّا الرّكعة الأولى فهي إلى عند الرّكوع تامّة فلمّا لم يسجد لها حتّى دخل في الثانية لم يكن له ذلك فلمّا سجد في الثانية إن كان نوى هذه السجدة الّتي هي الرّكعة الأولى فقد تمّت له الأولى وإذا سلّم الإمام قام فصلّى ركعة ثمّ يسجد فيها ثمّ يتشهّد ويسلّم وإن كان لم ينو أن تكون تلك السجدة للرّكعة الأولى لم تجز

عنه الأولى ولا الثانية .

(۱۰ — ۹ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أحمد بن أبي عبدالله رفعه قال : قيل لأبي عبدالله عليه السلام : يزعم بعض الناس أنَّ النّورة يوم الجمعة مكروهة فقال : ليس حيث ذهب أيُّ طهور أطهر من النّورة يوم الجمعة .

باب

نوادر جمعہ

۱۔ نوافل کے سجدہ آخر میں شب جمعہ سات بار کہے اللّهمَّ إنّي أسألك بوجهك الكريم و اسمك العظيم أن تصلّي على محمد و آل محمد وأن تغفر لي ذنبي العظيم سبعاً .

۲۔ فرمایا حضرت نے کہ مجھ پر صلوٰۃ زیادہ بھیجا کرو، چاندنی رات میں روشن دن میں اور شب جمعہ اور روز جمعہ سائل نے پوچھا کتنی بار فرمایا سو بار اور اگر زیادہ ہو تو باعث فضیلت ہے۔ (ف)

۳۔ فرمایا اللہ کی عبادت جو روز جمعہ کی جاتی ہے میرے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ محمد و آل محمد پر صلوات ہے

۴۔ روز جمعہ نماز کے بعد کہو۔ «اللّهمَّ صلِّ على محمد و آل محمد الأوصياء المرضيّين بأفضل صلواتك وبارك عليهم بأفضل بركاتك والسلام عليه وعليهم ورحمة الله وبركاته» جو نماز عصر کے بعد یہ دعا پڑھے اللہ اس کے لیے سو نیکیاں لکھتا ہے اور ایک لاکھ گناہ محو کرتا ہے اور ایک لاکھ حاجتیں بر لاتا ہے اور ایک لاکھ درجے بلند کرتا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے جو سات مرتبہ کہے جماعت کے ہر بندہ کی طرف سے ایک حسنہ اس کے نامۂ اعمال میں لکھا جاتا ہے۔ اور اس دن اس کا ہر عمل مقبول ہوتا ہے۔ (ف)

۵۔ فرمایا جو کوئی سورۂ کہف کو شب جمعہ میں پڑھے تو وہ کفارہ ہوگی ایک شب جمعہ سے دوسری شب جمعہ تک کے گناہوں کا اور یہ بھی روایت ہے جو اس سورہ کو روز جمعہ بعد ظہر و عصر پڑھے تو اس کا ثواب بھی ایسا ہی ہوگا۔ (م)

۶۔ فرمایا روز جمعہ طلوع صبح کے بعد کل سورۂ رحمٰن پڑھے اور کہے تو نے کہا ہے میری کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے تو میں تیری نعمت کو نہیں جھٹلاؤں گا۔ (حسن)

۷۔ جابر سے مروی ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام ہر روز جمعہ صبح ہی مسجد میں جاتے اور جب تک سورج ایک نیزہ بلند ہوتا مسجد ہی میں رہتے اور رمضان کے مہینہ میں اس سے پہلے جاتے اور فرمایا کرتے رمضان کے جمعوں کو تمام مہینوں کے جمعوں پر وہی فضیلت ہے جو ماہ صیام کو تمام مہینوں پر ہے۔ (ف)

۸۔ فرمایا جو کوئی نماز میں شرکت کے لیے آئے اور لوگوں کا ہجوم زیادہ ہو اور امام کے ساتھ تکبیر کہے اور رکوع میں جائے اور سجدہ پر قادر نہ ہو اور امام اور لوگ سجدہ کر کے اٹھ کھڑے ہوں رکعت ثانیہ کے لیے اور یہ ان کے ساتھ کھڑا ہو جائے اور جب امام رکوع کرے تو یہ لوگوں کے ہجوم کی وجہ سے رکوع نہ کر سکے اور سجدہ کرے تو اس کی پہلی رکعت رکوع تک پوری ہوئی لیکن اس نے سجدہ نہیں کیا اور دوسری رکعت میں داخل ہو گیا تو یہ پوری نہ ہوئی۔ جب رکعت ثانیہ میں سجدہ کرے تو یہ نیت ہو کہ یہ رکعت اولیٰ کا ہے تو پہلی رکعت ہوگی اور جب امام سلام پڑھے تو یہ شخص کھڑا ہو جائے اور تشہد و سلام کے بعد نماز تمام کرے اور اگر اس نے یہ نیت نہ کی کہ یہ سجدہ پہلی رکعت کا ہے تو دوسری کا ہوگا۔ (مرفوع)

۹۔ حضرت سے کہا گیا کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ جمعہ کو نورہ لگانا مکروہ ہے فرمایا ان کا خیال غلط ہے جمعہ نورہ لگانا سب سے زیادہ پاک صاف کرنے والا ہے۔

«ابوابُ السفر»

«باب»

(وقت الصلاة في السفر والجمع بين الصلاتين)

١ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن ابن أبي نصر، عن صفوان الجمّال، قال: صلّيت خلف أبي عبدالله عليه السلام عند الزّوال فقلت: بأبي وأمّي وقت العصر؟ فقال: وقت ما تستقبل إبلك، فقلت: إذا كنت في غير سفر؟ فقال: على أقلّ من قدم ثلثي قدم وقت العصر.

٢ ـ عليّ بن محمّد، عن سهل بن زياد، عن محمّد بن الحسن بن شمّون، عن عبدالله ابن القاسم، عن مسمع أبي سيّار قال: سألت أبا عبدالله عليه السلام عن وقت الظهر في يوم الجمعة في السفر، فقال: عند زوال الشمس و ذلك وقتها يوم الجمعة في غير السّفر.

٣ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير؛ عن حمّاد، عن الحلبيّ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: كان رسول الله صلّى الله عليه وآله إذا كان في سفر أو عجّلت به حاجة يجمع بين الظّهر والعصر وبين المغرب والعشاء، قال: وقال أبو عبدالله عليه السلام: لا بأس بأن تعجّل عشاء الآخرة في السفر قبل أن يغيب الشفق.

٤ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن ابن فضّال، عن ابن بكير، عن عبيد ابن زرارة قال: كنت أنا ونفر من أصحابنا مترافقين ـ فيهم ميسر ـ فيما بين مكّة والمدينة فارتحلنا ونحن نشكّ في الزّوال فقال بعضنا لبعض: فامشوا بنا قليلاً حتّى نتيقّن الزّوال ثمّ نصلّي ففعلنا فما مشينا إلّا قليلاً حتّى عرض لنا قطار أبي عبدالله عليه السلام فقلت: أتى القطار فرأيت محمّد بن إسماعيل فقلت له: صلّيتم؟ فقال لي: أمرنا جدّي فصلّينا الظهر والعصر جميعاً ثمّ ارتحلنا فذهبت إلى أصحابي فأعلمتهم ذلك.

٥ ـ الحسين بن محمّد، عن عبدالله بن عامر، عن عليّ بن مهزيار، عن فضالة بن أيّوب، عن أبان، عن عمر بن يزيد قال: قال أبو عبدالله عليه السلام: وقت المغرب في السفر إلى ثلث اللّيل؛ وروي أيضاً إلى نصف اللّيل.

باب

ابواب السفر

۱۔ میں نے حضرتؑ کے پیچھے زوال کے بعد نماز ظہر پڑھی۔ پھر میں نے کہا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں اب وقت عصر آگیا فرمایا عصر کا وقت وہ ہوگا جس کا استقبال سفر میں تیرا اونٹ کرے۔ میں نے کہا اگر سفر نہ ہو فرمایا۔ وقت عصر ہوگا دو تہائی قدم سے کم سایہ بڑھنے پر۔ (ض)

۲۔ میں نے حضرت سے سفر میں روز جمعہ نماز ظہر کا وقت پوچھا فرمایا زوال شمس کے بعد روز جمعہ نماز کا وقت ہوتا ہے۔ (ض)

۳۔ فرمایا ابو عبداللہ علیہ السلام نے رسول اللہ جب سفر میں ہوتے یا کسی حاجت میں جلدی ہوتی تو ظہر و عصر کی نماز ایک ساتھ پڑھتے اسی طرح مغرب و عشاء کی، حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کوئی مضائقہ نہیں اگر سفر میں شفق کے غائب ہونے سے پہلے عشاء کی نماز پڑھ لی جائے۔ (حسن)

۴۔ راوی کہتا ہے کہ ہم تھوڑے سے ہی دور چلے تھے کہ سامنے سے ابو عبداللہ علیہ السلام کے اونٹوں کی قطار آتی دکھائی دی جس میں محمد بن اسماعیل تھے جب ہمارے پاس آئے تو میں نے پوچھا کیا آپ نے نماز عصر پڑھ لی انھوں نے کہا ہم نے اپنے جد (امام جعفر صادقؑ) کے حکم کے مطابق ظہر و عصر دو نمازیں ایک ساتھ پڑھیں راوی کہتا ہے جب میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا تو میں نے ان کو بتلا دیا۔ (موثق)

۵۔ فرمایا سفر میں مغرب کا وقت ایک تہائی رات تک رہتا ہے اور ایک روایت میں نصف رات تک۔

﴿ باب ٧٦ ﴾

☼(حدالمسير الذی تقصر فيه الصلاة)☼

١ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن جميل ، عن زرارة ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : التقصير في بريد والبريد أربعة فراسخ .

٢ ـ وعنه ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن أبي أيّوب قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : أدنى مايقصّر فيه المسافر ؟ فقال : بريد .

٣ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن محمّد بن يحيى الخزّاز ، عن بعض أصحابنا ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : بينا نحن جلوس وأبي عند والٍ لبني اُميّة على المدينة إذ جاء أبي فجلس فقال : كنت عند هذا قبيل فسألهم عن التقصير فقال قائل منهم : في ثلاث وقال قائل منهم : يوم وليلة وقال قائل منهم : روحة فسألني فقلت له : إنّ رسول الله صلى الله عليه وآله لما نزل عليه جبرئيل عليه السلام بالتقصير قال له النبيّ صلى الله عليه وآله : في كم ذاك ؟ فقال : في بريد ، قال : وأيّ شيء البريد ؟ قال : ما بين ظلّ عير إلى فيىء وعير قال : ثمّ عبرنا زماناً ثمّ رأي بنو اُميّة يعملون أعلاماً على الطريق وانّهم ذكروا ما تكلّم به أبو جعفر عليه السلام فذرعوا ما بين ظلّ عير إلى فيىء وعير ثمّ جزّؤه إلى اثنى عشر ميلاً فكان ثلاثة آلاف و خمسمائة ذراع كلّ ميل ، فوضعوا الأعلام فلمّا ظهر بنو هاشم غيّروا أمر بني اُميّة غيرة لأنّ الحديث هاشميّ فوضعوا إلى جنب كلّ علم علماً .

٤ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن بعض أصحابه ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سئل عن حدّ الأميال الّتي يجب فيها التقصير فقال أبوعبدالله عليه السلام : إنّ رسول الله صلى الله عليه وآله جعل حدّ الأميال من ظلّ عير إلى ظلّ وعير وهما جبلان بالمدينة فإذا طلعت الشمس وقع ظلّ عير إلى ظلّ وعير و هو الميل الّذي وضع رسول الله صلى الله عليه وآله عليه التقصير .

٥ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد البرقيّ ، عن محمّد بن أسلم الجبليّ ، عن صباح الحذّاء ، عن إسحاق بن عمّار قال : سألت أبا الحسن عليه السلام عن قوم خرجوا في سفر فلمّا انتهوا إلى الموضع الّذي يجب عليهم فيه التقصير قصّروا من الصلاة فلمّا

صاروا على فرسخين أوعلى ثلاثةفراسخ أوأربعة تخلّف عنهم رجل لايستقيم لهم سفرهم إلّا به فأقاموا ينتظرون مجيئه إليهم وهم لا يستقيم لهم السفر إلّا بمجيئه إليهم فأقاموا على ذلك أيّاماً لايدرون هل يمضون في سفرهم أو ينصرفون هل ينبغي لهم أن يتمّوا الصّلاة أويقيموا على تقصيرهم ؟ قال : إن كانوا بلغوا مسيرة أربعة فراسخ فليقيموا على تقصيرهم أقاموا أم انصرفوا وإن كانوا ساروا أقلّ من أربعة فراسخ فليتمّوا الصّلاة أقاموا أوانصرفوا فإذا مضوا فليقصّروا .

باب ۷

وہ مسافت جس میں نماز قصر ہوتی ہے

۱۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ نماز قصر ہوگی ایک برید پر اور ہر برید چار فرسخ کا ہوتا ہے (منجد میں ہے ہا تین میل ہاشمی ، بارہ ہزار گز یا آٹھ کلومیٹر)۔ (موثق)

۲۔ میں نے حضرت سے پوچھا کہ کم سے کم کتنی مسافت پر قصر ہے فرمایا ایک برید پر۔ (حسن)

۳۔ ہم ابوعبداللہ کے پاس بیٹھے تھے میرے باپ حاکم مدینہ کے پاس گئے تھے۔ جب واپس آئے تو فرمایا میں قبیلہ بنی امیہ کے پاس بیٹھا تھا کہ کسی نے مسافت قصر کے متعلق پوچھا۔ ایک نے کہا ایک تہائی رات کی مسافت، دوسرے نے کہا ایک دن اور ایک رات کی مسافت، تیسرے نے کہا ایک رات کی مسافت، پھر مجھ سے پوچھا۔ میں نے کہا کہ جب جبرئیل رسول اللہ کے پاس قصر حکم لائے تو کہا ایک برید۔

حضرت نے پوچھا ایک برید کیا ہے۔ فرمایا جو مسافت کوہ عیر سے کوہ عیر تک ہے پھر اس کو بارہ میل پر تقسیم کیا اور ہر میل تین ہزار پانچ سو ہاتھ لمبا رکھا اور میل کے نشانات بنا دیئے جب بنی ہاشم کو بنی امیہ پر فتح حاصل ہوئی تو انھوں نے بنی امیہ کے نشانات بدل دیئے کیونکہ ہاشمی حدیث کی رو سے ان کا تعین ہونا چاہیئے تھا انھوں نے ہر نشان کے پہلو میں ایک نشان بنایا۔ (مرسل)

۴۔ پوچھا ابوعبداللہ علیہ السلام سے ان میلوں کی حدود کو جن پر قصر ہوتا ہے حضرت نے فرمایا رسول اللہؐ میلوں کی حد عیر کے سایہ سے غیر کے سایہ تک بتائی ہے اور یہ دونوں مدینہ کے پہاڑ ہیں جب سورج نکلتا ہے تو غیر کا سایہ وعیر کے سایہ پر پڑتا ہے یہ ہے وہ میل جسے رسول اللہ نے قصر کی حد بتایا ہے۔ (حسن)

۵۔ میں نے پوچھا ان لوگوں کے متعلق جو سفر کے لیے نکلے جب وہ اس حد پر پہنچے جہاں سے ان کو قصر کرنا چاہیئے تو انھوں نماز قصر کی جب وہ دو یا تین یا چار فرسخ آگے بڑھے تو اس شخص نے جو رہنما تھا ساتھ چھوڑ دیا وہ لوگ اس کے واپس آنے کے انتظار میں ٹھہر گئے کیونکہ بغیر اس کے اپنا سفر جاری نہیں رکھ سکتے تھے چند روز ان کا قیام رہا اور ان کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ سفر جاری رکھیں یا پلٹ جائیں ایسی صورت میں کیا کرنا چاہیئے پوری نمازیں پڑھیں یا قصر کریں۔ فرمایا اگر وہ چار فرسخ مسافت تک پہنچ گئے ہیں تو قصر کریں گے خواہ وہاں مقیم ہوں یا پلٹیں اور اگر مسافت چار فرسخ سے کم ہے تو نماز پوری پڑھیں قیام کریں یا لوٹیں جب آگے بڑھیں تو قصر کریں۔ (ض)

﴿باب﴾

☆(من يريد السفر أو يقدم من سفر متى يجب عليه التقصير او التمام)☆

١ ـ محمّد بن يحيى، عن محمّد بن الحسين، عن صفوان بن يحيى، عن العلاء بن رزين، عن محمّد بن مسلم قال: قلت لأبي عبدالله عليه السلام: الرّجل يريد السفر متى يقصّر؟ قال: إذا توارى من البيوت، قال: قلت: الرّجل يريد السّفر فيخرج حين تزول الشّمس قال: إذا خرجت فصلّ ركعتين.

وروى الحسين بن سعيد، عن صفوان وفضالة، عن العلاء مثله.

٢ ـ الحسين بن محمّد، عن معلّى بن محمّد، عن الحسن بن عليّ الوشّاء قال: سمعت الرّضا عليه السلام يقول: إذا زالت الشّمس وأنت في المصر وأنت تريد السّفر فأتمّ فإذا خرجت بعد الزّوال قصّر العصر.

٣ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن ابن فضّال، عن داود بن فرقد، عن بشير النبّال قال: خرجت مع أبي عبدالله عليه السلام حتّى أتينا الشّجرة، فقال لي أبو عبدالله عليه السلام: يا نبّال: قلت: لبّيك، قال: إنّه لم يجب على أحد من أهل هذا العسكر أن يصلّي أربعاً غيري وغيرك وذلك أنّه دخل وقت الصّلاة قبل أن نخرج.

٤ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن حمّاد، عن حريز، عن محمّد بن مسلم قال: سألت أبا عبدالله عليه السلام عن رجل يدخل من سفره وقد دخل وقت الصّلاة قال: يصلّي ركعتين فإذا خرج إلى سفر وقد دخل وقت الصّلاة فليصلّ أربعاً.

٥ ـ أحمد بن إدريس، عن محمّد بن عبدالجبّار؛ و محمّد بن إسماعيل، عن الفضل ابن شاذان جميعاً، عن صفوان بن يحيى، عن إسحاق بن عمّار، عن أبي إبراهيم عليه السلام قال: سألته عن الرّجل يكون مسافراً ثمّ يقدم فيدخل بيوت الكوفة أيتمّ الصّلاة أم يكون مقصّراً حتّى يدخل أهله؟ قال: بل يكون مقصّراً حتّى يدخل أهله.

٦ ـ محمّد بن يحيى، عن محمّد بن الحسين، عن صفوان، عن العيص بن القاسم قال: سألت أبا عبدالله عليه السلام عن رجل صلّى وهو مسافر فأتمّ الصّلاة قال: إن كان في وقت فليعد وإن كان الوقت قد مضى فلا.

٧ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن حمّاد، عن حريز، عن زرارة قال: قلت له: رجل فاتته صلاة من صلاة السّفر فذكرها في الحضر؟ قال: يقضي مافاته كما فاته إن كانت صلاة السفر أدّاها في الحضر مثلها وإن كانت صلاة الحضر فليقض في السّفر صلاة الحضر كما فاتته.

٨ ـ عليّ، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن عليّ بن يقطين، عن أبي الحسن عليه السلام قال: سألته عن رجل خرج في سفر ثمّ تبدوله الإقامة وهو في صلاته، قال: يتمّ إذا بدت له الإقامة.

باب

جو سفر کا ارادہ رکھتا ہو یا سفر سے واپس آئے

۱۔ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا ایک شخص سفر کرنا چاہتا ہے تو وہ قصر کب سے کرے۔ فرمایا جب اس کی آبادی کے مکانات نظر سے چھپ جائیں۔ میں نے کہا ایک شخص سفر کا ارادہ رکھتا ہے وہ زوال شمس کے وقت گھر سے نکلتا ہے تو کیا کرے۔ فرمایا دو رکعت نماز پڑھے ایک اور روایت میں بھی یہی ہے۔ (م)

۲۔ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا جب زوال آفتاب ہو جائے اور تم شہر میں ہو اور سفر کرنا چاہتے ہو اور بعد زوال نکلو تو نماز عصر قصر پڑھو۔

۳۔ میں حضرت صادق آل محمدؐ کے ساتھ نکلا جب ہم ایک درخت خاص تک پہنچے تو مجھ سے فرمایا اے نبال ان لشکر والوں میں کسی پر واجب ہے کہ میرے اور تیرے سوا چار رکعت نماز پڑھے۔ یہ اس لئے فرمایا کہ خروج سے پہلے نماز کا وقت

داخل ہو گیا تھا۔ (حسن)

۴۔ میں نے پوچھا اس شخص کے بارے میں جو سفر کی مسافت میں ایسے وقت داخل ہو جب نماز کا وقت آگیا ہو؟ فرمایا دو رکعت پڑھے اور اگر سفر سے ایسے وقت اپنے شہر میں پہنچے کہ نماز کا وقت آگیا ہو تو چار رکعت پڑھے (حسن

۵۔ میں نے پوچھا ایک شخص مسافر تھا وہ حدود کوفہ میں داخل ہوتا ہے آیا پوری نماز پڑھے یا اپنے گھر والوں تک پہنچنے سے پہلے قصر کرے۔ فرمایا قصر کرے۔ (موثق)

۶۔ میں نے پوچھا اس شخص کے متعلق جو بحالت سفر پوری نماز پڑھے فرمایا اگر وقت ہو تو اعادہ کرے۔ اگر وقت گزر گیا ہے تو نہیں۔ (م)

۷۔ میں نے کہا ایک شخص سے سفر میں نماز قضا ہوئی اور وطن میں یاد آئی۔ فرمایا جہاں قضا ہوئی اسی طرح بجا لائے سفر کی قضا نماز حضر میں قصر پڑھے اور حضر کی نماز سفر میں پوری۔ (حسن)

۸۔ میں نے پوچھا ایک شخص سفر کے لیے نکلا۔ پھر جب وہ نماز میں تھا اسے پتہ چلا کہ اسے قیام کرنا ہوگا فرمایا جب اقامت ظاہر ہو تو پوری نماز پڑھے۔ (حسن)

۸
باب

(المسافر يقدم البلدة كم يقصر الصلاة)

١ ـ عليٌّ بن إبراهيم، عن أبيه؛ ومحمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد بن عيسى؛ ومحمّد بن إسماعيل، عن الفضل بن شاذان جميعاً، عن حمّاد بن عيسى، عن حريز بن عبدالله، عن زرارة؛ عن أبي جعفر عليه السلام قال: قلت له: أرأيت من قدم بلدة إلى متى ينبغي له أن يكون مقصّراً ومتى ينبغي له أن يتمّ؟ قال: إذا دخلت أرضاً فأيقنت أنَّ لك بها مقاماً عشرة أيّام فأتمّ الصلاة وإن لم تدر ما مقامك بها تقول غداً أخرج أو بعد غد فقصّر ما بينك وبين أن يمضي شهر فإذا تمَّ لك شهر فأتمَّ الصلاة وإن أردت أن تخرج من ساعتك.

٢ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد بن عيسى، عن ابن فضّال، عن عبدالله بن بكير قال: سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الرَّجل يكون بالبصرة وهو من أهل الكوفة له بها

دار ومنزل فيمرُّ بالكوفة و إنّما هو مجتاز لا يريد المقام إلّا بقدر ما يتجهّز يوماً أو يومين ، قال : يقيم في جانب المصر ويقصّر ، قلت : فإن دخل أهله ؟ قال : عليه التّمام .

۳ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن أبي أيّوب قال : سأل محمّد بن مسلم أبا عبدالله عليه السلام وأنا أسمع عن المسافر إن حدَّث نفسه بإقامة عشرة أيّام ، قال : فليتمَّ الصلاة وإن لم يدرما يقيم يوماً أو أكثر فليعدَّ ثلاثين يوماً ثمَّ ليتمَّ وإن كان أقام يوماً أو صلاة واحدة . فقال له محمّد بن مسلم : بلغني أنّك قلت : خمساً ؟ فقال : قد قلت ذاك ، قال أبو أيّوب : فقلت أنا : جعلت فداك يكون أقلُّ من خمس ؟ فقال : لا

باب ۸

مسافر کسی شہر میں کب تک قصر کرے

۱۔ میں نے پوچھا اگر کوئی کسی شہر میں وارد ہو تو کب تک قصر کرے اور کب تک پوری نماز پڑھے۔ فرمایا جب تم کسی زمین پر داخل ہو اور یہ یقین ہو جائے کہ وہاں دس روز قیام رہے گا تو پوری نماز پڑھو اور اگر یہ طے نہ ہو کہ کب تک وہاں سے جانا ہوگا اور آج کل میں وقت گزر رہا ہو تو ایک ماہ تک قصر ہوگا اس کے بعد پوری نماز۔ اگر بعد میں ایک گھڑی بعد ہی کوچ ہو جائے۔ (ع)

۲۔ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا جو کوئی بصرہ میں ہو اور کوفہ کا رہنے والا ہو، وہیں اس کا گھر ہو، وہ کوفہ کی طرف سے گزرے اور کوفہ میں اس کا ارادہ قیام کا نہ ہو مگر سامان کی فراہمی میں ایک یا دو دن رہے تو اس کے لئے کیا حکم ہے۔ فرمایا وہ پوری نماز پڑھے اور قصر بھی کرے۔ میں نے کہا اگر وہ اپنے اہل وعیال میں پہنچ جائے۔ فرمایا تب وہ پوری نماز پڑھے۔ (موثق)

۳۔ محمد بن مسلم نے صادق آل محمدؑ سے پوچھا اگر کوئی اپنے دل میں دس دن قیام کی نیت کرے۔ فرمایا اسے پوری نماز پڑھنی چاہیئے اور اگر یہ طے نہ ہو کہ ایک دن قیام کرے گا یا زیادہ تو تیس دن تک قصر کرے اس کے بعد پوری نماز پڑھے اگرچہ ایک دن یا ایک ہی نماز تک قیام ہو۔ محمد بن مسلم نے کہا مجھے خبر ملی ہے کہ آپؑ نے پانچ دن کے قیام کے لئے فرمایا ہے۔ فرمایا ہاں میں نے ایسا کہا ہے ابو ایوب نے کہا اگر اس سے کم ہو۔ فرمایا نہیں۔ (حسن)

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اتمام کے لئے بجائے دس دن کے پانچ دن کا ذکر محل تامل ہے غالباً مراد مکہ یا مدینہ کا قیام ہے۔

« باب »

☆(صلاة الملاحين و المكاريين واصحاب الصيد و الرجل)☆
☆(يخرج الى ضيعته)☆

١ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ ومحمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان جميعاً ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن زرارة قال : قال أبوجعفر عليه السلام : أربعة قد يجب عليهم التمام في السفر كانوا أو الحضر : المكاري و الكري والرّاعي والاشتقان لأ نّه عملهم .

٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن صفوان بن يحيى ، عن العلاء ، عن محمّد بن مسلم ، عن أحدهما عليهما السلام قال : ليس على الملاّحين في سفينتهم تقصير ولا على المكاري والجمّال .

وفي رواية اُخرى المكاري إذا جدَّ به السيّر فليقصّر ؛ قال : ومعنى جدَّ به السيّر يجعل منزلين منزلاً .

٣ ـ محمّد بن الحسن وغيره ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر قال سألت الرّضا عليه السلام عن الرّجل يخرج إلى ضيعته ويقيم اليوم واليومين والثلاثة أيقصّر أم يتمُّ ؛ قال : يتمُّ الصلاة كلّما أتى ضيعة من ضياعه .

٤ ـ محمّد بن الحسن ، عن سهل بن زياد ، عن عليِّ بن أسباط ، عن ابن بكير قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الرجل يتصيّد اليوم واليومين والثلاثة أيقصّر الصلاة ؛ قال : لا ، إلّا أن يشيّع الرّجل أخاه في الدّين وإنَّ التصيّد مسير باطل لا تقصّر الصلاة فيه وقال : يقصّر إذا شيّع أخاه .

عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد البرقيِّ ، عن بعض أصحابه ، عن عليِّ بن أسباط مثله .

٥ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد بن خالد ، عن أبيه ، عن سليمان بن جعفر الجعفريِّ ، عمّن ذكره ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : الأعراب لا يقصّرون و ذلك

أنَّ منازلهم معهم .

٦ ـ محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن محمّد بن أبي عمير ، عن عبدالرَّحمن ابن الحجّاج قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : الرَّجل يكون له الضياع بعضها قريب من بعض يخرج فيقيم فيها يتمُّ أو يقصّر ؟ قال : يتمُّ .

٧ ـ الحسين بن محمّد ، عن معلّى بن محمّد ، عن الوشّاء ، عن حمّاد بن عثمان ، عن أبي عبدالله عليه السلام في قول الله عزَّ وجلَّ : « فمن اضطرَّ غير باغ ولا عاد » قال : الباغي باغي الصيد والعادي : السّارق ليس لهما أن يأكلا الميتة إذا اضطرَّا إليها ، هي حرام عليهما ليس هي عليهما كما هي على المسلمين وليس لهما أن يقصّرا في الصلاة .

٨ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن فضّال ، عن ابن بكير ، عن عبيد بن زرارة قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الرَّجل يخرج إلى الصيد أيقصّر أم يتمُّ ؟ قال : يتمُّ لأنّه ليس بمسير حقّ .

٩ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن محمّد بن عيسى ، عن يونس ، عن إسحاق بن عمّار قال : سألته⁽²⁾ عن الملاّحين والأعراب هل عليهم تقصير ؟ قال : لا ، بيوتهم معهم .

١٠ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن عمران بن محمّد ، عن عمران القمّيّ عن بعض أصحابنا ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قلت له : الرَّجل يخرج إلى الصيد مسيرة يوم أو يومين يقصّر أو يتمّ ؟ فقال : إن خرج لقوته وقوت عياله فليفطر و ليقصّر وإن خرج لطلب الفضول فلا ولا كرامة .

١١ ـ محمّد بن يحيى ، عن عبدالله بن جعفر ، عن محمّد بن جزك⁽³⁾ قال : كتبت إليه : جعلت فداك إنَّ لي جمالاً ولي قوّام عليها وقد أخرج فيها إلى طريق مكّة لرغبة في الحجّ أو في الندرة إلى بعض المواضع فهل يجب عليَّ التقصير في الصلاة و الصيام ؟ فوقّع عليه السلام : إن كنت لا تلزمها ولا تخرج معها في كلّ سفر إلّا إلى مكّة فعليك تقصير وفطور .

باب

ملاحوں، مکاریوں اور شکاریوں کے متعلق

۱۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے چار آدمی سفر میں پوری نماز پڑھیں اور چوپاؤں کا کرایہ پر چلانے والا دوسرے

خود کرایہ لے کر مسافروں کے ساتھ چلنے والے، تیسرے چرواہے چوتھے قاصد کیونکہ ان کا مستقل کام یہی ہے۔ (ح)

۲۔ فرمایا ملاحوں پر جب وہ اپنی کشتیوں پر جا رہے ہوں قصر نہیں ہے اور چوپاؤں اور اونٹوں کو کرایہ پر چلانے والوں پر۔ (ح)

۳۔ ایک روایت میں ہے کہ مکاری کا مقصد اگر سیر ہو تو قصر کرے گا اور جب وہ اپنے سفر میں جیسے حج وغیرہ دو منزلوں کو ایک منزل بنا رہا ہو۔

۴۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے پوچھا اس شخص کے متعلق جو اپنی ملکیت کی زمینوں پر جائے اور ایک دن، دو دن یا تین دن قیام کرے تو وہ قصر کرے یا پوری نماز پڑھے۔ فرمایا جب کبھی کسی ملکیت پر جائے تو پوری نماز پڑھے۔ (صح)

۵۔ میں نے پوچھا اس شخص کے متعلق جو سیر کو جائے ایک دن دو دن یا تین دن آیا قصر کرے یا پوری پڑھے۔ فرمایا قصر نہیں کرے گا مگر اس صورت میں کہ اپنے دینی بھائی کو سیر کرانے کے لئے نکلا ہو اگر محض شکار کو گیا ہے تو قصر نہیں کرے گا۔ (م)

اور علی بن سباط سے بھی ایسی ہی حدیث مروی ہے۔

۶۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے بدو عرب قصر نہ کریں گے کیوں کہ ان کی منزلیں ان کے اختیار میں ہوتی ہیں۔ (مرسل)

۷۔ میں نے پوچھا ایک شخص کی زمینیں قریب ہیں وہ ان پر جاتا ہے قیام کرتا ہے آیا وہ پوری نماز پڑھے یا قصر کرے۔ فرمایا پوری نماز پڑھے۔ (مجہول)

۸۔ میں نے حضرتؑ سے پوچھا اس آیت کے متعلق جو مضطر ہو سوائے باغی اور عادی کے، فرمایا باغی سے مراد ہے باغی صید اور عادی سے مراد ہے چور بحالت اضطرار بھی ان کو مردار کھانے کی اجازت نہیں وہ دونوں پر حرام ہے عام مسلمانوں کی طرح نہ ان کو کھانے کی اجازت ہے اور نہ نماز قصر کرنے کی۔ (ضع)

۹۔ میں نے پوچھا اس شخص کے متعلق جو شکار کے لئے نکلے، آیا وہ پوری نماز پڑھے یا قصر، فرمایا پوری، کیونکہ اس کا سفر حق پر نہیں۔ (موثق)

۱۰۔ میں نے ملاحوں اور بدو عربوں کے متعلق پوچھا، فرمایا وہ پوری نماز پڑھیں گے کیونکہ ان کے گھر ان کے ساتھ ہوتے ہیں۔ (موثق)

۱۱۔ میں نے پوچھا ایک شخص شکار کے لئے نکلے اور ایک دن یا دو دن کی مسافت پر آئے وہ قصر کرے گا یا نہیں، فرمایا اگر وہ اپنے یا اپنے عیال کی قوت کے لئے نکلا ہے تو روزہ بھی قصر کرے گا اور نماز بھی اور اگر تفریح کے لئے نکلا ہے تو نہیں اور نہ یہ اس کے لئے باعث کرامت ہے۔ (مرسل)

۱۲۔ میں نے لکھا میرے پاس اونٹوں کا گلہ ہے اور میری سواری ان پر ہوتی ہے میں ان کو لے کر جاتا ہوں مکہ کے راستے میں حج کے لیے یا کسی نذر کو پورا کرنے کے لیے بعض راستوں میں نماز روزہ قصر کروں حضرتؑ نے لکھا اگر تم ہمیشہ ان کے ساتھ

سفر میں نہیں نکلے سوائے مکہ کے تو قصر کرو۔ (م)

﴿باب ۸﴾

☼(المسافر يدخل في صلاة المقيم)☼

١ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام في المسافر يصلّي خلف المقيم قال : يصلّي ركعتين و يمضي حيث شاء .

٢ ـ الحسين بن محمّد ، عن معلّى بن محمّد ، عن الوشّاء ، عن أبان بن عثمان ، عن عمر بن يزيد قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن المسافر يصلّي مع الإمام فيدرك من الصلاة ركعتين أيجزىء ذلك عنه ؟ فقال : نعم .

باب ۸۰

مسافر کا مقیم کی نماز میں شریک ہونا

ا۔ فرمایا اگر مسافر، مقیم کے پیچھے نماز پڑھے تو دو رکعت پڑھ کر جہاں چاہے جائے۔ (حسن)

۲۔ میں نے اس مسافر کے متعلق پوچھا جو امام کے ساتھ نماز پڑھے اور دو رکعت اسے مل جائیں تو یہ اس کے لیے کافی ہیں فرمایا ہاں۔ (حسن)

﴿باب ۸۱﴾

☼(التطوع في السفر)☼

١ ـ الحسين بن محمّد ، عن عبدالله بن عامر ، عن عليّ بن مهزيار ، عن الحسين بن سعيد ، عن زرعة بن محمّد ، عن سماعة قال : سألته عن الصلاة في السفر ، قال : ركعتين ليس قبلهما ولا بعدهما شيء إلّا أنّه ينبغي للمسافر أن يصلّي بعد المغرب أربع ركعات وليتطوّع باللّيل ماشاء إن كان نازلاً وإن كان راكباً فليصلّ على دابّته وهو راكب و

لتكن صلاته إيماء وليكن رأسه حيث يريد السجود أخفض من ركوعه .

٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن النضر بن سويد ، عن يحيى الحلبيّ ، عن الحارث بن المغيرة قال : قال أبوعبدالله عليه السلام : أربع ركعات بعد المغرب لا تدعهنّ في حضر ولا سفر .

٣ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن محمّد بن عيسى بن عبيد ، عن يونس بن عبد الرّحمن ، عن ابن مسكان ، عن أبي بصير ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : الصلاة في السفر ركعتان ليس قبلهما ولا بعدهما شيء إلّا المغرب فإنّ بعدها أربع ركعات لا تدعهنّ في حضر ولا سفر وليس عليك قضاء صلاة النّهار وصلّ صلاة اللّيل واقضه .

٤ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن صفوان بن يحيى ، عن ذريح قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : فاتتني صلاة اللّيل في السفر فأقضيها في النهار ؟ فقال : نعم إن أطقت ذلك .

٥ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن سنان ، عن ابن مسكان ، عن الحلبيّ أنّه سأل أبا عبدالله عليه السلام عن صلاة النافلة على البعير و الدّابّة ، فقال : نعم حيثما كنت متوجّها ، قال : فقلت : على البعير والدّابّة ؟ قال : نعم حيثما كنت متوجّهاً قلت : أستقبل القبلة إذا أردت التكبير ؟ قال : لا ولكن تكبّر حيثما كنت متوجّهاً و كذلك فعل رسول الله صلى الله عليه وآله .

٦ ـ محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن صفوان بن يحيى ، عن منصور ابن حازم ، عن أبان بن تغلب قال : خرجت مع أبي عبدالله عليه السلام فيما بين مكّة والمدينة فكان يقول : أمّا أنتم فشباب تؤخّرون و أمّا أنا فشيخ اُعجّل ، فكان يصلّي صلاة اللّيل أوّل اللّيل .

٧ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن صفوان بن يحيى ، عن يعقوب بن شعيب قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الرّجل يصلّي على راحلته ، قال : يؤمي إيماء يجعل السجود أخفض من الرّكوع ، قلت : يصلّي وهو يمشي ؟ قال : نعم يؤمي إيماءً و ليجعل السجود أخفض من الرّكوع .

٨ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن عبدالرّحمن بن الحجّاج عن أبي عبدالله عليه السلام في الرّجل يصلّي النوافل في الأمصار وهو على دابّته حيث توجّهت

به ؟ فقال : نعم لا بأس .

٩ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد ، عن حريز ، عمّن ذكره ، عن أبي جعفر عليه السلام أنّه لم يكن يرى بأساً أن يصلّي الماشي و هو يمشي ولكن لا يسوق الإبل .

١٠ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن سنان ، عن ابن مسكان ، عن الحلبيّ قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن صلاة اللّيل و الوتر في أوّل اللّيل في السفر إذا تخوّفت البرد و كانت علّة ، فقال : لا بأس ، أنا أفعل ذلك . . .

١١ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن سليمان ، عن سعد بن سعد ، عن مقاتل بن مقاتل عن أبي الحارث قال : سألته ـ يعني الرّضا عليه السلام ـ عن الأربع ركعات بعد المغرب في السفر يعجلني الجمّال ولا يمكنّي الصلاة على الأرض هل اُصلّيها في المحمل ؟ فقال : نعم صلّها في المحمل .

١٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن أبي نجران ، عن صفوان ، عن أبي الحسن الرّضا عليه السلام قال : صلّ ركعتي الفجر في المحمل .

باب ۱۸

سفر میں نوافل

۱۔ میں نے سفر میں نماز کے متعلق پوچھا۔ فرمایا صرف دو رکعت نہ ان کے قبل کچھ اور نہ بعد میں، ہاں مسافر کو چاہیئے کہ بعد نماز مغرب چار رکعت پڑھے نافلہ اور رات کو چاہے پڑھے ورنہ نہیں، اگر سواری پر ہو تو اشارہ سے نماز پڑھ لے جب سجدے کا ارادہ کرے تو رکوع سے زیادہ اپنا سر جھکائے۔ (موثق)

۲۔ فرمایا مغرب کے بعد چار رکعت نافلہ نہ سفر میں ترک کرے نہ حضر میں۔ (ح)

۳۔ فرمایا سفر میں نماز دو رکعت ہے نہ اس سے پہلے کوئی نماز نہ بعد میں، ہاں نماز مغرب کے بعد چار رکعت نافلہ ترک نہ کرو۔ نہ سفر میں نہ حضر میں، دن کی نوافل کی قضا لازم نہیں۔ البتہ رات کی نوافل کی ہے (ح)

۴۔ میں نے کہا رات کی نماز نافلہ قضا ہو جاتی ہے۔ سفر میں تو کیا دن میں قضا بجا لاؤں۔ فرمایا ہاں اگر طاقت ہو (صحیح)

۵۔ میں نے پوچھا کیا نافلہ اونٹ پر یا چوپایہ پر پڑھی جا سکتی ہے جس طرف بھی تم جا رہے ہو۔ میں نے کہا کیا استقبال قبلہ وقت تکبیر ضروری ہے۔ فرمایا نہیں۔ لیکن جدھر بھی رُخ ہو تکبیر کہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ (م)

۶۔ میں حضرت ابوعبداللہ کے ساتھ مکہ اور مدینہ کے درمیان سفر کر رہا تھا حضرت نے فرمایا تم جوان نمازیں تاخیر کرتے ہو اور میں بوڑھا ہو کر جلدی کرتا ہوں۔ حضرت نماز شب اول شب میں پڑھتے تھے۔ (مجہول)

۷۔ میں نے اس شخص کے متعلق پوچھا جو اپنی سواری پر نماز پڑھے۔ فرمایا اشارہ سے پڑھے اور سجدہ کے لئے رکوع سے زیادہ جھکے۔ میں نے کہا اگر چلتے ہوئے نماز پڑھے۔ فرمایا اشارہ سے اور سجدہ کے لئے رکوع سے زیادہ جھکے (م)

۸۔ میں نے پوچھا اس شخص کے متعلق جو نماز نافلہ شہروں کے اندر چوپایہ پر پڑھے۔ جدھر وہ چاہے لے جائے۔ فرمایا کوئی مضائقہ نہیں۔ (حسن)

۹۔ امام محمد باقر علیہ السلام کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے اس میں اگر کوئی چلتے ہوئے نماز پڑھے (نافلہ) مہار اونٹ کو کھینچتا ہوا نہ چلے۔ (مرسل)

۱۰۔ میں نے پوچھا جب کہ سردی کا موسم ہو اور بیماری بھی ہو نماز شب اور نماز وتر اوّل شب میں پڑھ لی جائے فرمایا کوئی مضائقہ نہیں میں بھی ایسا ہی کرتا ہوں۔ (ض)

۱۱۔ میں نے پوچھا سفر میں مغرب کی چار رکعت نافلہ کے متعلق جبکہ اونٹ والا بے چلنے میں جلدی کر رہا ہو اور زمین پر نماز پڑھنا ممکن نہ ہو۔ فرمایا محمل ہی میں پڑھ لے۔ (ض)

۱۲۔ فرمایا امام رضا علیہ السلام نے کہ صبح کی دو رکعت محمل میں پڑھ سکتے ہیں۔ (ص)

﴿باب ۸۲﴾

✿(الصلاة في السفينة)✿

١ ـ علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى قال : سمعت أباعبدالله عليه السلام يسئل عن الصلاة في السفينة فيقول : إن استطعتم أن تخرجوا إلى الجدد فاخرجوا فإن لم تقدروا فصلّوا قياماً فإن لم تستطيعوا فصلّوا قعوداً وتحرّوا القبلة .

٢ ـ علي ، عن أبيه ؛ ومحمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد جميعاً ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد بن عثمان ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّه سئل عن الصلاة في السفينة فقال : يستقبل

القبلة فإذا دارت واستطاع أن يتوجّه إلى القبلة فليفعل وإلّا فليصلّ حيث توجّهت به قال : فإن أمكنه القيام فليصلّ قائماً وإلّا فليقعد ثمّ ليصلّ .

٣ ـ عليٌّ ، عن أبيه ، عن عبدالله بن المغيرة ، عن بعض أصحابه ، عن أبي عبدالله عليه السلام في الرّجل يكون في السفينة فلا يدري أين القبلة قال : يتحرّى فإن لم يدر صلّى نحو رأسها .

٤ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن يزيد بن إسحاق ، عن هارون بن حمزة الغنويّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن الصلاة في السفينة فقال : إذا كانت محملة ثقيلة إذا قمت فيها لم تحرّك فصلّ قائماً وإن كانت خفيفة تكفى فصلّ قاعداً .

٥ ـ عليُّ بن محمّد ، عن سهل بن زياد ، عن أبي هاشم الجعفريّ قال : كنت مع أبي الحسن عليه السلام في السفينة في دجلة فحضرت الصلاة فقلت : جعلت فداك نصلّي في جماعة ؟ قال : فقال : لا تصلّ في بطن واد جماعة .

باب ۸۴

کشتی میں نماز

۱۔ حضرتؑ سے کشتی میں نماز کے متعلق پوچھا گیا۔ فرمایا اگر ممکن ہو تو زمین پر آ کر پڑھ لو اور اگر ممکن نہ ہو تو کشتی ہی میں قبلہ رخ ہو کر بیٹھ کر پڑھ لو۔ (حسن)

۲۔ حضرتؑ سے کشتی میں نماز کے متعلق پوچھا۔ فرمایا قبلہ رو ہو کر پڑھے اگر کشتی گھوم جائے اور قبلہ رو رہ سکتا ہو تو رہے ورنہ جدھر کشتی کا رخ ہو نماز پڑھے اگر کھڑے ہو کر نہیں پڑھ سکتا تو بیٹھ کر پڑھے۔ (م)

۳۔ پوچھا اگر کشتی میں قبلہ کا رخ معلوم نہ ہو تو کیا کرے۔ فرمایا جستجو کرے اور اگر پتہ نہ چلے تو جدھر کشتی کا اگلا حصہ ہو اسی طرف رخ کر کے نماز پڑھ لے۔ (مرسل)

۴۔ فرمایا حضرتؑ نے کشتی میں نماز کے متعلق اگر کشتی میں وزن زیادہ ہو اور کھڑے ہونے سے ہلے ڈلے نہیں تو کھڑے ہو کر پڑھو اور اگر ہلکی ہو اور جھک جانے کا اندیشہ ہو تو بیٹھ کر پڑھے۔ (ض)

۵۔ میں امام رضا علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں تھا دریائے دجلہ میں کہ نماز کا وقت آگیا۔ میں نے کہا کیا آپؑ نماز جماعت سے پڑھیں گے فرمایا نہیں۔ نماز جماعت خشکی زمین پر پڑھی جائے گی۔ (ضعیف)

﴿باب ۸۳﴾

✿(صلاة النوافل)✿

١ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن فضّال ، عن ابن بكير ، عن زرارة قال : دخلت على أبي جعفر عليه السلام وأنا شابٌّ فوصف لي التطوّع والصوم ، فرأى ثقل ذلك في وجهي فقال لي : إنّ هذا ليس كالفريضة من تركها هلك إنّما هو التطوّع إن شغلت عنه أو تركته قضيته ، إنّهم كانوا يكرهون أن ترفع أعمالهم يوماً تامّاً ويوماً ناقصاً إنّ الله عزّ وجلّ يقول : «الّذينهم على صلوتهم دائمون » وكانوا يكرهون أن يصلّوا حتّى يزول النّهار ، إنّ أبواب السماء تفتح إذا زال النهار .

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن ابن اُذينة ، عن فضيل ابن يسار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : الفريضة والنّافلة أحدٌ وخمسون ركعة منها ركعتان بعد العتمة جالساً تعدّان بركعة وهو قائمٌ ، الفريضة منها سبعة عشر ركعة و النافلة أربع وثلاثون ركعة .

٣ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن ابن اُذينة ، عن الفضيل ابن يسار ؛ والفضل بن عبدالملك ؛ وبكير قالوا : سمعنا أبا عبدالله عليه السلام يقول : كان رسول الله صلى الله عليه وآله يصلّي من التطوّع مثلي الفريضة ويصوم من التطوّع مثلي الفريضة .

٤ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن سنان ، عن ابن مسكان ، عن محمّد بن أبي عمير قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن أفضل ما جرت به السنّة من الصلاة ، فقال : تمام الخمسين .

و روى الحسين بن سعيد ، عن محمّد بن سنان مثله .

٥ ـ محمّد ، عن محمّد بن الحسين ، عن محمّد بن إسماعيل بن بزيع ، عن حنان قال : سأل عمرو بن حريث أبا عبد الله عليه السلام و أنا جالسٌ فقال له : جعلت فداك أخبرني عن صلاة رسول الله صلى الله عليه وآله ، فقال : كان النبيّ صلى الله عليه وآله يصلّي ثماني ركعات الزّوال وأربعاً الاُولى وثماني بعدها وأربعاً العصر وثلاثاً المغرب وأربعاً بعد المغرب و العشاء الآخرة أربعاً وثماني صلاة اللّيل وثلاثاً الوتر وركعتي الفجر وصلاة الغداة ركعتين ، قلت :

جعلت فداك وإن كنت أقوي على أكثر من هذا يعذّب الله على كثرة الصلاة؟ فقال: لا و لكن يعذّب على ترك السنّة.

٦ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن حمّاد، عن الحلبيّ قال: سألت أباعبدالله عليه السلام هل قبل العشاء الآخرة وبعدها شيء؟ قال: لا غير أنّي اُصلّي بعدها ركعتين ولست أحسبهما من صلاة اللّيل.

٨ ـ محمّد بن الحسن، عن سهل، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر قال: قلت لأبي الحسن عليه السلام: إنّ أصحابنا يختلفون في صلاة التطوّع بعضهم يصلّي أربعاً و أربعين و بعضهم يصلّي خمسين فأخبرني بالّذي تعمل به أنت كيف هو حتّى أعمل بمثله، فقال: اُصلّي واحدة وخمسين ثمّ قال: أمسك ـ و عقد بيده ـ الزّوال ثمانية و أربعاً بعد الظهر وأربعاً قبل العصر و ركعتين بعد المغرب وركعتين قبل عشاء الآخرة و ركعتين بعد العشاء، من قعود تعدّان بركعة من قيام وثماني صلاة اللّيل والوتر ثلاثاً و ركعتي الفجر والفرائض سبع عشرة فذلك أحد وخمسون.

٧ ـ محمّد بن يحيى، عن سلمة بن الخطّاب، عن الحسين بن سيف، عن محمّد بن يحيى، عن حجّاج الخشّاب، عن أبي الفوارس قال: نهاني أبوعبدالله عليه السلام أن أتكلّم بين الأربع ركعات الّتي بعد المغرب.

٩ ـ الحسين بن محمّد الأشعريّ، عن عبدالله بن عامر، عن عليّ بن مهزيار، عن فَضالة بن أيّوب، عن حمّاد بن عثمان قال: سألته عن التطوّع بالنّهار، فذكر أنّه يصلّي ثمان ركعات قبل الظهر وثمان بعدها.

١٠ ـ عنه، عن معلّى بن محمّد، عن الحسن بن عليّ الوشّاء، عن أبان بن عثمان عن يحيى بن أبي العلاء، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: قال أمير المؤمنين صلوات الله عليه: صلاة الزوال صلاة الأوّابين.

١١ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن حمّاد بن عيسى، عن حريز، عن زرارة، عن أبي جعفر عليه السلام قال: قلت له: «آناء اللّيل ساجداً وقائماً يحذر الآخرة ويرجو رحمة ربّه» قال: يعني صلاة اللّيل قال: قلت له: «وأطراف النهار لعلّك ترضى» قال: يعني تطوّع بالنّهار، قال: قلت له: «وإدبار النجوم» قال: ركعتان قبل الصّبح قلت: «وإدبار السجود» قال: ركعتان بعد المغرب.

١٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد ، عن حريز ، عن زرارة ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : إذا قمت باللّيل من منامك فقل : «الحمد لله الّذي ردّ عليّ روحي لأحمده وأعبده» فإذا سمعت صوت الدّيوك فقل : «سبّوح قدّوس ربّ الملائكة والرّوح سبقت رحمتك غضبك لا إله إلّا أنت وحدك لا شريك لك عملت سوءاً و ظلمت نفسي فاغفر لي وارحمني إنّه لا يغفر الذّنوب إلّا أنت» فإذا قمت فانظر في آفاق السماء وقل : «اللّهمّ إنّه لا يواري عنك ليل ساج ولا سماء ذات أبراج ولا أرض ذات مهاد ولا ظلمات بعضها فوق بعض ولا بحر لجّيّ تدلج بين يدي المدلج من خلقك : تعلم خائنة الأعين وما تخفي الصدور غارت النجوم ونامت العيون وأنت الحيّ القيّوم ، لا تأخذك سنة ولا نوم ، سبحان ربّ العالمين وإله المرسلين والحمد لله ربّ العالمين» ثم اقرء الخمس الآيات من آخر آل عمران : «إنّ في خلق السموات والأرض ـ إلى قوله : ـ إنّك لا تخلف الميعاد» ثمّ استك وتوضّأ فإذا وضعت يدك في الماء فقل : «بسم الله وبالله اللّهمّ اجعلني من التوّابين واجعلني من المتطهّرين» فإذا فرغت فقل : «الحمد لله ربّ العالمين» فإذا قمت إلى صلاتك فقل : «بسم الله وبالله وإلى الله ومن الله وماشاء الله ولا حول ولا قوّة إلّا بالله ، اللّهمّ اجعلني من زوّار بيتك وعمّار مساجدك وافتح لي باب توبتك وأغلق عنّي باب معصيتك وكلّ معصية ، الحمد لله الّذي جعلني ممّن يناجيه ، اللّهمّ أقبل عليّ بوجهك جلّ ثناؤك» ثمّ افتتح الصلاة بالتكبير.

١٣ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إنّ رسول الله صلى الله عليه وآله كان إذا صلّى العشاء الآخرة أمر بوضوئه و سواكه يوضع عند رأسه مخمّراً فيرقد ماشاء الله ثمّ يقوم فيستاك ويتوضّأ ويصلّي أربع ركعات ثمّ يرقد ثمّ يقوم فيستاك ويتوضّأ ويصلّي أربع ركعات ثمّ يرقد حتّى إذا كان في وجه الصّبح قام فأوتر ثمّ صلّى الرّكعتين ثمّ قال : «لقد كان لكم في رسول الله أسوة حسنة» قلت : متى كان يقوم؟ قال : بعد ثلث اللّيل وقال : في حديث آخر بعد نصف اللّيل.

و في رواية أُخرى يكون قيامه و ركوعه و سجوده سواء ويستاك في كلّ مرّة قام من نومه و يقرء الآيات من آل عمران : «إنّ في خلق السّموات و الارض ـ إلى قوله : ـ إنّك لا تخلف الميعاد».

١٤ - محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن ابن فضّال ، عن ابن بكير ، عن زرارة ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : كان رسول الله صلى الله عليه وآله يصلّي من اللّيل ثلاث عشرة ركعة منها الوتر و ركعتا الفجر في السّفر والحضر .

١٥ - عنه ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن حديد ، عن عليّ بن النّعمان ، عن الحارث بن المغيرة النّصريّ قال : سمعت أباعبدالله عليه السلام يقول : صلاة النّهار ستّ عشرة ركعة ثمان إذا زالت الشّمس وثمان بعد الظّهر و أربع ركعات بعد المغرب ياحارث لاتدعهنّ في سفر ولا حضر و ركعتان بعد العشاء الآخرة كان أبي يصلّيهما وهو قاعدٌ وأنا اُصلّيهما وأنا قائم وكان رسول الله صلى الله عليه وآله يصلّي ثلاث عشرة ركعة من اللّيل .

١٦ - عليّ بن إبراهيم ، عن محمّد بن عيسى ، عن يونس قال : حدّثني إسماعيل بن سعد الأحوص قال : قلت للرّضا عليه السلام : كم الصّلاة من ركعة ؟ فقال : إحدى و خمسون ركعة .

١٧ - محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن أبي عمير ، عن هشام بن سالم ، عن أبي عبدالله عليه السلام في قول الله عزّ وجلّ : «إنّ ناشئة اللّيل هي أشدّ وطاءً وأقوم قيلاً » قال : يعني بقوله : « وأقوم قيلاً » قيام الرّجل عن فراشه يريد به الله لايريد به غيره .

١٨ - عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن أبي أيّوب الخزّاز ، عن محمّد بن مسلم قال : سمعت أباعبدالله عليه السلام يقول : إنّ العبد يوقظ ثلاث مرّات من اللّيل فإن لم يقم أتاه الشّيطان فبال في اُذنه ؛ قال : وسألته عن قول الله عزّ وجلّ : « كانوا قليلاً من اللّيل مايهجعون » قال . كانوا أقلّ اللّيالي تفوتهم لايقومون فيها .

١٩ - عنه ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن عمر بن اُذينة ، عن عمر بن يزيد أنّه سمع أباعبدالله عليه السلام يقول : إنّ في اللّيل لساعة مايوافقها عبدٌ مسلم يصلّي و يدعو الله فيها إلّا استجيب له في كلّ ليلة ، قلت : أصلحك الله فأيّ ساعة هي من اللّيل قال : إذا مضى نصف اللّيل في السّدس الأوّل من النّصف الباقي .

٢٠ - عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن حمّاد بن عيسى ، عن معاوية بن وهب ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قلت له : إنّ رجلاً من مواليك من صلحائهم شكى إليّ مايلقى من النّوم وقال : إنّي اُريد القيام إلى الصّلاة باللّيل فيغلبني النّوم حتّى أصبح وربّما قضيت صلاتي الشّهر متتابعاً و الشّهرين أصبر على

ثقله، فقال: قرّة عين له والله، قال: ولم يرخّص له في الصّلاة في أوّل اللّيل، وقال: القضاء بالنّهار أفضل. قلت: فإنّ من نسائنا أبكاراً الجارية تحبّ الخير و أهله و تحرص على الصّلاة فيغلبها النّوم حتّى ربّما قضت و ربّما ضعفت عن قضائه و هي تقوى عليه أوّل اللّيل فرخّص لهنّ في الصّلاة أوّل اللّيل إذا ضعفن وضيّعن القضاء.

٢١ ـ أحمد بن إدريس، عن محمّد بن عبدالجبّار، عن صفوان، عن ابن بكير قال: قال أبوعبدالله عليه السلام: ما كان يحمد الرّجل أن يقوم من آخر اللّيل فيصلّي صلاته ضربة واحدة ثمّ ينام ويذهب.

٢٢ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن عبدالله بن المغيرة، عن ابن مسكان، عن الحسن الصّيقل، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: قلت له: الرّجل يصلّي الركعتين من الوتر ثمّ يقوم فينسى التشهّد حتّى يركع ويذكر وهو راكع، قال: يجلس من ركوعه فيتشهّد ثمّ يقوم فيتمّ، قال: قلت: أليس قلت في الفريضة إذا ذكره بعد ما ركع: مضى ثمّ سجد سجدتي السّهو بعد ما ينصرف و يتشهّد فيهما؟ قال: ليس النّافلة مثل الفريضة.

٢٣ ـ الحسين بن محمّد الأشعريّ، عن عبدالله بن عامر، عن عليّ بن مهزيار، عن فضالة بن أيّوب وحمّاد بن عيسى، عن معاوية بن وهب قال: سألت أباعبدالله عليه السلام عن أفضل ساعات الوتر، فقال: الفجر أوّل ذلك.

٢٤ ـ محمّد بن يحيى، عن محمّد بن الحسين، عن ابن أبي عمير: عن إسماعيل بن أبي سارة قال: أخبرني أبان بن تغلب قال: قلت لأبي عبدالله عليه السلام: أيّة ساعة كان رسول الله صلى الله عليه وآله يوتر؟ فقال: على مثل مغيب الشمس إلى صلاة المغرب.

٢٥ ـ عليّ بن محمّد، عن سهل بن زياد، عن ابن أسباط، عن إبراهيم بن أبي البلاد قال: صلّيت خلف الرّضا عليه السلام في المسجد الحرام صلاة اللّيل فلمّا فرغ جعل مكان الضجعة سجدة

٢٦ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن ابن أذينة، عن زرارة قال: قلت لأبي جعفر عليه السلام: الرّكعتان اللّتان قبل الغداة أين موضعهما؟ فقال: قبل طلوع الفجر فإذا طلع الفجر فقد دخل وقت الغداة.

٢٧ ـ وعنه ، عن محمّد بن الحسين ، عن الحجّال ، عن عبدالله بن الوليد الكنديّ عن إسماعيل بن جابر أو عبدالله بن سنان قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : إنّي أقوم آخر اللّيل وأخاف الصّبح ، قال : اقرء الحمد و اعجل واعجل .

ـ الحسين بن محمّد ، عن عبدالله بن عامر ، عن عليّ بن مهزيار ، عن فضالة بن أيّوب ، عن القاسم بن بزيد ، عن محمّد بن مسلم ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : سألته عن الرّجل يقوم من آخر اللّيل وهو يخشى أن يفجأه الصّبح أيبدء بالوتر أو يصلّي الصلاة على وجهها حتّى يكون الوتر آخر ذلك ؟ قال : بل يبدء بالوتر ؛ وقال : أنا كنت فاعلاً ذلك .

٢٨ ـ أحمد بن إدريس ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن محبوب ، عن أبي ولّاد حفص ابن سالم قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن التسليم في ركعتي الوتر فقال : نعم وإن كانت لك حاجة فاخرج واقضها ثمّ عد واركع ركعة .

٢٩ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن محمّد بن عيسى ، عن يونس ، عن ابن سنان قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الوتر ما يقرء فيهنّ جميعاً ؟ قال : بقل هو الله أحد ، قلت : في ثلاثهنّ ؟ قال : نعم .

٣٠ ـ عليّ ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام [أنّه سئل] عن القنوت في الوتر هل فيه شيء موقّت يتّبع ويقال ؟ فقال : لا ، اثن على الله عزّ وجلّ وصلّ على النبيّ صلى الله عليه وآله واستغفر لذنبك العظيم ، ثمّ قال : كلّ ذنب عظيم .

٣١ ـ الحسين بن محمّد ، عن معلّى بن محمّد ، عن أبان ، عن عبدالرّحمن بن أبي عبدالله قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : القنوت في الوتر الاستغفار وفي الفريضة الدعاء .

٣٢ ـ محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن صفوان بن يحيى ، عن منصور ابن حازم ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : استغفر الله في الوتر سبعين مرّة .

٣٣ ـ محمّد بن يحيى ، عن عمران بن موسى ، عن الحسن بن عليّ بن النّعمان ، عن أبيه ، عن بعض رجاله قال : جاء رجل إلى أمير المؤمنين عليّ بن أبي طالب صلوات الله عليه فقال : يا أمير المؤمنين إنّي قد حرمت الصّلاة باللّيل ! فقال أمير المؤمنين عليه السلام : أنت رجل قد قيّدتك ذنوبك .

٣٤ - عليٌّ بن محمّد، عن سهل بن زياد، عن عليّ بن مهزيار قال: قرأت في كتاب رجل إلى أبي عبدالله عليه السلام: الرّكعتان اللّتان قبل صلاة الفجر من صلاة اللّيل هي أم من صلاة النّهار وفي أيّ وقت اُصلّيها؟ فكتب بخطّه احشها في صلاة اللّيل حشواً.

باب ۸۳

نماز نوافل

۱۔ جب میں جوان تھا تو امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھ سے نماز نافلہ اور مستحب روزہ کے فضائل بیان کئے جب آپؑ نے میرے چہرے پر گرانی محسوس کی تو فرمایا یہ فریضہ نہیں ہے جس کا ترک باعث ہلاکت ہو۔ خوشی خاطر کا سودا ہے اگر ترک کر دو یا غافل ہو جاؤ تو بعد میں ادا کر دو یا غافل ہو جاؤ تو بعد میں ادا کر دو، لوگ بُرا جانتے ہیں اس بات کو کہ ان کے اعمال اس طرح بلند ہوں کہ ایک دن پورے ہوں تو ایک دن ناقص۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ لوگ اپنی نمازوں میں ہمیشہ قائم رہتے ہیں اور بُرا جانتے ہیں اس بات کو کہ وہ اس وقت پڑھیں جب زوال ہو جائے۔ بے شک وقت زوال آسمانوں کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ (موثق)

۲۔ فرمایا حضرتؑ نے فریضہ اور نافلہ اکیاون رکعت ہے ان میں دو رکعت نافلہ عشاء بیٹھ کر ہیں یہ دو رکعتیں ایک رکعت شمار ہوتی ہیں واجب کی رکعتیں ۱۷ ہیں اور نافلہ کی ۳۴۔ (حسن)

۳۔ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت رسولؐ خدا نافلہ نمازیں بھی واجب کی طرح پڑھتے تھے اور سنت روزہ واجب کی طرح رکھتے تھے۔

۴۔ میں نے پوچھا نمازیں میں افضل سنت کیا ہے فرمایا پچاس رکعت سنت پڑھنا۔ عشاء کی دو رکعت نماز نافلہ ایک رکعت شمار کی جاتی ہے۔ دوسرے راوی نے بھی یہی روایت کی ہے۔

۵۔ میں نے رسولؐ کی نماز کے متعلق پوچھا۔ فرمایا آٹھ رکعت قبل نماز ظہر پڑھتے تھے وقتِ زوال پھر چار رکعت ظہر اس کے آٹھ رکعت پھر نماز عصر چار رکعت پھر مغرب کی تین پھر عشاء کی چار رکعت۔ اور آٹھ رکعت نماز شب، تین رکعت نماز وتر اور دو رکعت نماز صبح اور دو رکعت نماز واجب صبح، میں نے کہا اگر مجھ میں اس سے زیادہ نمازیں پڑھنے کی طاقت ہو تو کیا مجھے عذاب کرے گا۔ فرمایا نہیں، مگر ترک سنت پر۔ (موثق)

۶۔ میں نے پوچھا نماز عشاء کے قبل یا بعد بھی کچھ اور عبادت ہے فرمایا نہیں مگر میں اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھتا ہوں اور ان کو نماز شب میں شمار نہیں کرتا۔ (حسن)

۷۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے کہا ہمارے ساتھی نماز ہائے نوافل کے بارے میں اختلاف رکھتے ہیں بعض ۴۴ رکعت رکھتے ہیں اور بعض ۵۰، مجھے اپنا عمل بتا دیجئے کہ میں اس پر کاربند ہوں فرمایا میں اکیاون رکعت پڑھتا ہوں پھر حضرت خاموش ہو گئے اور اپنی انگلیوں پر گننے لگے ۸ اور ۴ بعد ظہر اور ۴ قبل عصر اور دو رکعت بعد مغرب اور دو رکعت قبل عشاء اور دو رکعت بعد عشاء بیٹھ کر جو رکعت واحد شمار ہوں گی بلحاظ قیام اور ۸ رکعت نماز شب اور ۳ رکعت وتر اور دو رکعت نماز صبح اور واجب رکعت سترہ ہیں یہ سب مل کر ۵۱ رکعات ہوئیں (یہ حدیث ضعیف ہے تقسیم رکعات عمل جمہور شیعہ کے خلاف ہے۔ (ض)

۸۔ مجھے حضرتؑ نے نافلہ مغرب کی چار رکعت کے درمیان کلام کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (ض)

۹۔ میں نے دن کے نوافل کے متعلق پوچھا۔ فرمایا ۸ رکعت قبل ظہر اور ۸ رکعت بعد ظہر۔ (ص)

۱۰۔ فرمایا حضرتؑ نے امیر المومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ زوال کے وقت نماز پڑھنا خدا کی طرف رجوع کرنے والوں کی نماز ہے۔ (حسن)

۱۱۔ میں نے کہا رات میں سجدہ کرنا اور کھڑا رہنا آخرت سے ڈراتا اور رحمت رب کی امید دلاتا ہے۔ فرمایا اس سے مراد نماز شب ہے، میں نے کہا اطراف نہار سے کیا مراد ہے فرمایا نوافل روز، میں نے کہا ادبار النجوم سے کیا مراد ہے فرمایا دو رکعت قبل صبح اور ادبار السجود سے مراد دو رکعت بعد نماز مغرب۔ (حسن)

۱۲۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے جب رات کو خواب سے بیدار ہو تو کہو۔

جب مرغوں کی آواز سنو تو کہو۔

«الحمدلله الّذي ردّ عليّ روحي لأحمده وأعبده»

فإذا سمعت صوت الدّيوك فقل: «سبّوح قدّوس ربّ الملائكة والرّوح سبقت رحمتك غضبك لا إله إلّا أنت وحدك لا شريك لك عملت سوءاً و ظلمت نفسي فاغفرلي وارحمني إنّه لايغفر الذّنوب إلّا أنت»

جب کھڑے ہو تو آسمان کے کناروں پر نظر کر کے کہو۔ «اللّهمّ إنّه لايواري

عنك ليل ساج ولا سماء ذات أبراج ولاأرض ذات مهاد ولاظلمات بعضها فوق بعض ولا بحر لجّيّ تدلج بين يدي المدلج من خلقك: تعلم خائنة الأعين وما تخفي الصدور

غارت النجوم ونامت العيون وأنت الحيّ القيّوم ، لا تأخذك سنة ولا نوم ، سبحان رب العالمين وإله المرسلين والحمد لله رب العالمين

پھر سورۂ آلِ عمران کی پانچ آیتیں پڑھو۔

«إنّ في خلق السموات الأرض۔ إلى قوله :۔ إنّك لاتخلف الميعاد»

پھر بیٹھو اور وضو کرو اور جب اپنا ہاتھ پانی میں ڈالو تو کہو۔

«بسم الله وبالله اللّهمّ اجعلني من التوّابين واجعلني من المتطهّرين»

جب وضو کر چکو تو کہو۔

«الحمد لله رب العالمين»

جب نماز کو کھڑے ہو تو کہو۔

«بسم الله وبالله وإلى الله ومن الله وماشاء الله ولاحول ولاقوّة إلّا بالله ، اللّهمّ اجعلني من زوّار بيتك وعمّار مساجدك وافتح لي باب توبتك وأغلق عنّي باب معصيتك وكلّ معصية ، الحمد لله الّذي جعلني ممّن يناجيه ، اللّهمّ أقبل عليّ بوجهك جلّ ثناؤك»

پھر تکبیر کہہ کر نماز شروع کرو۔

۱۳۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ حضرت رسولؐ خدا نماز عشاء پڑھنے کے بعد حکم دیتے کہ وضو کے لئے پانی اور مسواک حضرتؐ کے سر کے قریب ڈھک کر رکھا جائے تاکہ کوئی نجاست نہ مل جائے۔ پھر سو جاتے جتنی دیر چاہتے، پھر بیدار ہو کر مسواک کرتے اور وضو کر کے چار رکعات نماز پڑھ کر سو جاتے، جب صبح قریب ہوتی تو کھڑے ہو کر نماز وتر پڑھتے پھر دو رکعت نماز پڑھتے، امام علیہ السلام نے فرمایا۔ تم لوگوں کو رسولؐ اللہ کے عمل کی پیروی کرنی چاہیئے۔ میں نے کہا آنحضرتؐ کب سے عمل شروع کرتے۔ فرمایا تہائی رات کے بعد سے اور ایک روایت میں ہے نصف شب کے بعد سے (حسن)

۱۴۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپؐ کا قیام رکوع و سجود برابر ہوتا تھا اور جب نیند سے بیدار ہوتے تو مسواک ضرور کرتے اور سورۂ آلِ عمران کی آخری آیتیں لاتخلف المیعاد تک پڑھتے۔ (موثق)

۱۵۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز شب تیرہ رکعت پڑھتے تھے۔ ان میں نماز وتر اور دو رکعت صبح شامل تھیں دونوں میں یہی صورت تھی۔ (م)

۱۶۔ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے سنا کہ دن کی نماز نافلہ ۱۶ رکعات ہیں وقت زوال آٹھ اور بعد ظہر آٹھ اور ۴ رکعت بعد نماز مغرب، اے حارث سفر ہو یا حضر ان چار رکعت کو نہ چھوڑنا، میرے والد یہ دو رکعت بعد عشاء بیٹھ کر پڑھتے تھے اور میں کھڑے ہو کر پڑھتا ہوں اور رسولؐ اللہ تیرہ رکعات نماز شب پڑھتے تھے۔ (م)

۱۷۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے پوچھا نمازوں میں کل کتنی رکعات ہیں فرمایا اکیاون۔ (ض)

۱۸۔ امام علیہ السلام نے آیہ ناشئۃ الیل (الخ) کے متعلق پوچھا۔ فرمایا بے شک رات کا اٹھنا نفس کو پامال کرنے والا اور ٹھکانہ کا ذکر ہے کسی کا اپنے بستر سے اٹھنا اس لیے کہ خدا کے سوا کسی کے ذکر کا ارادہ نہیں رکھتا۔ (حسن)

۱۹۔ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے سنا کہ بندہ رات میں تین بار جگایا جاتا ہے اگر اس پر بھی وہ نہیں اٹھتا تو شیطان اس کے کان میں پیشاب کر دیتا ہے۔ میں نے اس آیت کا مطلب پوچھا۔ وہ رات میں بہت کم سوتے ہیں فرمایا راتوں کے بہت کم حصے ایسے ہوتے ہیں جن میں وہ عبادت نہ کرتے ہوں۔

۲۰۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہ رات میں ایک گھڑی ایسی بھی ہے کہ اگر مرد مسلمان رات میں نماز پڑھتا اور دعا کرتا ہے تو اس کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے میں نے کہا اللہ آپؑ کی حفاظت کرے وہ کون سی ساعت ہے فرمایا جب نصف رات گزر جائے تو نصف باقی کے ابتدائی چھٹے حصے میں۔ (موثق)

۲۱۔ میں نے حضرتؑ سے کہا آپؑ کے دوستوں میں سے ایک نے جو نکوکاروں میں سے ہے مجھ سے اپنی نیند کی شکایت کی ہے کہا میں نماز شب پڑھنے کا ارادہ کرتا ہوں مگر نیند غالب آجاتی ہے تاآنکہ صبح ہو جاتی ہے اور ایک ماہ یا دو ماہ تک متواتر نمازیں قضا ہوتی رہتی ہیں۔ فرمایا ان کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں۔ پھر فرمایا اول شب میں نماز کی اجازت نہیں اور فرمایا دن میں قضا بجالانا افضل ہے۔ میں نے کہا ہماری عورتیں باکرہ کنیزیں نیک ہیں نکوکار پسند ہیں اور نماز شب کی شوقین ہیں لیکن نیند ان پر غالب آجاتی ہے اکثر نماز قضا ہو جاتی ہے اور ان کی کمزوری کی وجہ سے قضا ادا نہیں ہوتی۔ آپؑ نے ان کو اجازت دی اوّل شب پڑھنے کی۔ جبکہ کمزور ہوں اور قضا بجا نہ لاسکیں۔ (موثق)

۲۲۔ فرمایا وہ شخص قابلِ تعریف نہیں جو آخر شب میں اٹھے اور ایک ساتھ تمام رکعات پڑھنے کے بعد سو جائے یا کہیں چلا جائے۔ (مجہول)

۲۳۔ میں نے کہا ایک شخص وتر کی دو رکعت نماز پڑھتا ہے پھر کھڑا ہو جاتا ہے اور تشہد بھول جاتا ہے یہاں تک کہ رکوع میں چلا جاتا ہے تب اسے یاد آتا ہے فرمایا رکوع چھوڑ کر بیٹھ جائے اور تشہد پڑھے پھر کھڑے ہو کر نماز تمام کرے۔ میں نے کہا کیا آپؑ نے نماز فریضہ کے متعلق نہیں فرمایا تھا کہ رکوع کے بعد اگر یاد آئے تو نماز جاری رکھے پھر دو سجدہ سہو بجالائے ختم نماز کے بعد فرمایا نماز نافلہ نماز فریضہ کی طرح نہیں ہوتی۔ (مجہول)

۲۴۔ میں نے نماز وتر کے متعلق پوچھا کہ سب سے بہتر وقت اس کے لیے کیا ہے فرمایا اوّل فجر۔ (صحیح)

۲۵۔ میں نے کہا رسولؐ اللہ نماز وتر کس وقت تک پڑھتے تھے فرمایا جیسے غروب آفتاب کے بعد مغرب کا وقت ہوتا ہے اسی طرح طلوع فجر اول نماز وتر کا وقت ہے۔ (حسن)

۲۶۔ میں نے امام رضا علیہ السلام کے پیچھے مسجد الحرام میں نماز شب پڑھی جب فارغ ہوئے تو اضطجاع (داہنے ہاتھ پر

داہنا رُخسارہ رکھنا) کے مقام پر سجدہ کیا ۔ (مجہول)

۲۷۔ میں نے پوچھا ان دو رکعتوں کے متعلق جو نماز صبح سے پہلے پڑھی جاتی ہیں کہ ان کا وقت کیا ہے۔ فرمایا قبل طلوع فجر جب صبح ظاہر ہو تو وہی نماز صبح کا وقت ہے۔ (حسن)

۲۸۔ میں نے کہا میں رات کو دیر سے اٹھتا ہوں اور جلد صبح کے طلوع ہونے کا خوف ہوتا ہے تو نماز وتر کی کیا صورت ہو۔ فرمایا صرف سورۂ الحمد پڑھ کر نماز ختم کر دو۔

میں نے اس شخص کے متعلق پوچھا جو آخر شب میں بیدار ہوتا ہے اور اس کو صبح کے طلوع ہونے کا خوف ہو ایسی صورت میں نماز وتر پوری پڑھے کہ شب کی آخر نماز وتر ہے فرمایا وتر سے شروع کرے۔ میں بھی ایسا ہی کرتا ہوں۔

۲۹۔ میں نے وتر کی دو رکعتوں میں سلام پڑھنے کے متعلق پوچھا۔ فرمایا ہاں اگر تمہیں ضرورت لاحق ہو تو نماز ختم کر کے وہ کام انجام دے لو پھر مصلے پر آ کر باقی ایک رکعت پڑھ لو۔ (م)

۳۰۔ میں نے پوچھا وتر کی کل رکعتوں میں کیا پڑھا جائے فرمایا۔ قل ہو اللہ احد، میں نے کہا۔ تینوں رکعتوں میں فرمایا ہاں (م)

۳۱۔ میں نے کہا کیا نماز وتر میں کوئی قانون خاص ہے۔ فرمایا نہیں۔ اللہ کی حمد و ثنا کرو، درود بھیجو اور استغفار کرو گناہ عظیم کے لیے۔ پھر فرمایا ہر گناہ عظیم ہی ہوتا ہے۔ (حسن)

۳۲۔ فرمایا وتر کا قنوت استغفار ہے اور نماز واجب میں دعا ہے۔ (ض)

۳۳۔ فرمایا نماز وتر میں ستر بار استغفار ہے۔ (مجہول)

۳۴۔ ایک شخص امیر المومنین علیہ السلام سے کہنے لگا میں نماز شب سے محروم ہوں فرمایا تیرے گناہوں نے تجھے قید کر لیا ہے

۳۵۔ میں نے ایک شخص کے خط میں جو امام محمد باقر علیہ السلام کو لکھا گیا تھا یہ پڑھا اس نے پوچھا تھا۔ جو نماز، نماز صبح سے پہلے پڑھی جائے اس کا شمار نماز شب میں ہے یا دن میں۔ فرمایا۔ میں اسے نماز شب میں شمار کرتا ہوں۔

﴿باب ۴۸﴾

(تقديم النوافل وتأخيرها و قضائها وصلاة الضحى)

١ ـ الحسين بن محمد ، عن عبدالله بن عامر ، عن علي بن مهزيار ، عن الحسين بن سعيد ، عن حماد بن عيسى ، عن بريد بن ضمرة الليثي ، عن محمد بن مسلم قال : سألت أبا جعفر عليه السلام عن الرجل يشتغل عن الزوال أيعجل من أول النهار ؟ فقال : نعم إذا

علم أنّه يشتغل فيجعلها في صدر النّهار كلّها

٢ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن محمّد بن عيسى ، عن يونس بن عبد الرَّحمن ، عن معاوية بن وهب قال : لمّا كان يوم فتح مكّة ضربت على رسول الله صلّى الله عليه وآله خيمة سوداء من شعر بالأبطح ثمّ أفاض عليه الماء من جفنة يرى فيها أثر العجين ثمّ تحرّى القبلة ضحى فركع ثماني ركعات لم يركعها رسول الله صلّى الله عليه وآله قبل ذلك ولا بعد .

٣ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار قال : قال أبوعبدالله عليه السلام : اقض مافاتك من صلاة النّهار بالنّهار ومافاتك من صلاة اللّيل باللّيل قلت : أقضي وترين في ليلة ؟ فقال : نعم اقض وتراً أبداً .

٤ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن مرازم قال : سأل إسماعيل ابن جابر أبا عبدالله عليه السلام فقال : أصلحك الله إنَّ عليَّ نوافل كثيرة فكيف أصنع ؟ فقال : اقضها ، فقال له : إنّها أكثر من ذلك ، قال : اقضها ، قلت : لا اُحصيها قال : توخّ ، قال مرازم : وكنت مرضت أربعة أشهر لم أتنفّل فيها ، قلت : أصلحك الله وجعلت فداك مرضت أربعة أشهر لم اُصلّ نافلة ، فقال : ليس عليك قضاء إنَّ المريض ليس كالصّحيح كلّما غلب الله عليه فالله أولى بالعذر فيه .

٥ ـ محمّد بن يحيى ، عن عبدالله بن محمّد ، عن عليِّ بن الحكم ، عن أبان بن عثمان ، عن إسماعيل الجعفي قال : قال أبوجعفر عليه السلام : أفضل قضاء النّوافل قضاء صلاة اللّيل باللّيل وصلاة النّهار بالنّهار . قلت : فيكون وتران في ليلة ؟ قال : لا ، قلت : ولم تأمرني أن أوتر وترين في ليلة ؟ فقال عليه السلام : أحدهما قضاء .

٦ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيِّ قال : سئل أبو عبدالله عليه السلام عن رجل فاتته صلاة النّهار متى يقضيها ؟ قال : متى ماشاء إن شاء بعد المغرب وإن شاء بعد العشاء

٧ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن صفوان بن يحيى ، عن العلاء ، عن محمّد بن مسلم قال : سألته عن الرَّجل تفوته صلاة النّهار قال : يصلّيها إن شاء بعد المغرب وإن شاء بعد العشاء .

٨ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن إسماعيل القميِّ ، عن عليِّ بن الحكم ، عن سيف

ابن عميرة رفعه قال : مرّ أمير المؤمنين صلوات الله عليه برجل يصلّي الضّحى في مسجد الكوفة فغمز جنبه بالدّرة وقال : نحرت صلاة الأوّابين نحرك الله ، قال : فأتركها ؟ قال : فقال : « أرأيت الّذي ينهى عبداً إذا صلّى » فقال أبو عبدالله عليه السلام : وكفى بإنكار عليّ عليه السلام نهياً .

٩ علىّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن زرارة ، و الفضيل ، عن أبي جعفر ، و أبي عبدالله صلوات الله عليهما أنّ رسول الله صلى الله عليه وآله قال : صلاة الضّحى بدعة .

١٠ ـ الحسين بن محمّد ، عن معلّى بن محمّد ، عن الحسن بن عليّ الوشّاء ، عن أبان ، عن سليمان بن خالد قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن قضاء الوتر بعد الظهر ، فقال : اقضه وتراً أبداً كما فاتك . قلت : وتران في ليلة ؟ قال : نعم ، أليس إنّما أحدهما قضاء (١) .

١١ ـ عليّ ، عن أبيه ، عن ابن المغيرة ، عن أبي جرير القمّيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : كان أبوجعفر عليه السلام يقضي عشرين وتراً في ليلة .

١٢ ـ عنه ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن زرارة ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : إذا اجتمع عليك وتران أو ثلاثة أو أكثر من ذلك فاقض ذلك كما فاتك تفصل بين كلّ وترين بصلاة لأنّ الوتر الآخر ، لا تقدّمن شيئاً قبل أوّله ، الأوّل فالأوّل ، تبدء إذا أنت قضيت صلاة ليلتك ثمّ الوتر ، قال : وقال أبوجعفر عليه السلام : لايكون وتران في ليلة إلّا وأحدهما قضاء . وقال : إن أوترت من أوّل اللّيل وقمت في آخر اللّيل فوترك الأوّل قضاء وما صلّيت من صلاة في ليلتك كلّها فليكن قضاء إلى آخر صلاتك فإنّها لليلتك وليكن آخر صلاتك الوتر وتر ليلتك .

١٣ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عمرو بن عثمان ، عن عليّ بن عبدالله ، عن عبدالله بن سنان قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : رجل عليه من صلاة النّوافل مالايدري ماهو من كثرته كيف يصنع ؟ قال : فليصلّ حتّى لايدري كم صلّى من كثرته فيكون قد قضى بقدر علمه ، قلت : فإنّه لايقدر على القضاء من كثرة شغله ؟ فقال : إن كان شغله في طلب معيشة لابدّ منها أو حاجة لأخ مؤمن فلاشيء عليه وإن كان شغله لدنيا تشاغل بها عن الصّلاة فعليه القضاء و إلّا لقى الله مستخفّاً متهاوناً مضيّعاً لسنّة رسول الله صلى الله عليه وآله

قلت : فإنّه لايقدر على القضاء فهل يصلح له أن يتصدّق ؟ فسكت مليّاً ثمّ قال : نعم فليتصدّق بصدقة ، قلت : وما يتصدّق ؟ فقال : بقدر طوله و أدنى ذلك مدٌّ لكلّ مسكين مكان كلّ صلاة ، قلت : وكم الصّلاة الّتي تجب علية فيها مدٌّ لكلّ مسكين ؟ فقال : لكلّ ركعتين من صلاة اللّيل وكلّ ركعتين من صلاة النّهار . فقلت : لا يقدر ، فقال : مدٌّ لكلّ أربع ركعات ، فقلت :لايقدر ، فقال : مدٌّ لكلّ صلاة اللّيل ومدٌّ لصلاة النّهار والصّلاة أفضل والصّلاة أفضل .

١٤ ـ عليُّ بن محمّد ، عن سهل بن زياد ، عن عمرو بن عثمان ، عن محمّد بن عذافر ، عن عمر بن يزيد ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال : اعلم أنَّ النّافلة بمنزلة الهديّة متى ما اُتي بها قبلت .

١٥ ـ الحسين بن محمّد ، عن معلّى بن محمّد ، عن عليّ بن أسباط ، عن عدّة من أصحابنا أنَّ أبا الحسن الأوَّل عليه السلام كان إذا اهتمَّ ترك النّافلة .

١٦ ـ وعنه ، عن عليّ بن معبد أو غيره ، عن أحدهما عليهما السلام قال : قال النّبيُّ صلّى الله عليه وآله : إنَّ للقلوب إقبالاً وإدباراً فإذا أقبلت فتنفّلوا وإذا أدبرت فعليكم بالفريضة .

١٧ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن محمّد بن يحيى بن حبيب قال : كتبت إلى أبي الحسن الرّضا عليه السلام يكون عليَّ الصّلاة النّافلة متى أقضيها ؟ فكتب عليه السلام : أيّة ساعة شئت من ليل أو نهار .

١٨ ـ وبهذا الإسناد ، عن محمّد بن الحسين ، عن الحكم بن مسكين ، عن عبدالله بن عليّ السرّاد قال : سأل أبو كهمس أباعبدالله عليه السلام فقال : يصلّي الرّجل نوافله في موضع أو يفرّقها ؟ فقال : لابل يفرّقها ههنا وههنا فإنّها تشهد له يوم القيامة .

١٩ ـ عليُّ بن محمّد ، عن سهل بن زياد ، عن محمّد بن الرّيّان قال : كتبت إلى أبي جعفر عليه السلام رجل يقضي شيئاً من صلاته الخمسين في المسجد الحرام أو في مسجد الرسول صلى الله عليه وآله أو في مسجد الكوفة أتحسب له الرّكعة على تضاعف ماجاء عن آبائك عليهم السلام في هذه المساجد حتّى يجزئه إذا كانت عليه عشرة آلاف ركعة أن يصلّي مائة ركعة أو أقلّ أو أكثر و كيف يكون حاله ؟ فوقّع عليه السلام : يحسب له بالضّعف فأمّا ان يكون تقصيراً من الصّلاة بحالها فلا يفعل ، هو إلى الزّيادة أقرب منه إلى النّقصان .

٢٠ - أحمد بن عبدالله، عن أحمد بن أبي عبدالله، عن أبيه، عن عبدالله بن الفضل النّوفلي، عن عليّ بن أبي حمزة قال: سألت أبا الحسن عليه السلام عن الرّجل المستعجل ما الّذي يجزئه في النّافلة؟ قال: ثلاث تسبيحات في القراءة و تسبيحة في الرّكوع و تسبيحة في السّجود.

باب ۸

تقدیم و تاخیر نوافل، قضائے نوافل اور نماز چاشت

۱۔ میں نے پوچھا اس شخص کے بارے میں جو زوال کے وقت کاموں میں مصروف رہتا ہو آیا وہ دن کے اوّل حصہ میں نوافل پڑھ لے، ہاں اگر وہ جانتا ہے کہ وقت زوال مشغول رہے گا۔ (مجہول)

۲۔ راوی کہتا ہے یوم فتح مکہ میں نے رسول اللہؐ کے لیے ایک سیاہ رنگ کا خیمہ نصب کیا اس پر ایسے پیالہ سے پانی چھڑکا گیا جس پر خمیر کا اثر تھا پس حضرتؐ نے رو بقبلہ ہو کر وقت چاشت آٹھ رکعت نماز پڑھی، نہ اس سے پہلے پڑھی نہ بعد میں۔ (ع)

۳۔ فرمایا جو نمازیں دن میں قضا ہوتی ہیں ان کو دن میں ادا کرو، جو رات میں قضا ہوتی ہیں انھیں رات میں ادا کرو میں نے کہا دونوں وتر رات میں ادا کروں فرمایا ہاں وتر کی قضا ہمیشہ بجا لاؤ۔

۴۔ کسی نے کہا میرے اوپر بہت سی نوافل قضا ہیں میں کیا کروں۔

فرمایا قضا بجا لاؤ۔

میں نے کہا وہ تو بہت زیادہ ہیں

فرمایا انھیں ادا کرو۔

میں نے کہا مجھے تو ان کا شمار بھی یاد نہیں۔

فرمایا پتہ لگاؤ۔

راوی نے کہا میں چار ماہ بیمار رہا ان میں نافلہ نہیں پڑھیں۔ میں نے کہا اللہ آپؑ کی حفاظت کرے۔ میں چار ماہ بیمار رہا۔ اب میں کیا کروں جبکہ مجھے ان کا شمار بھی یاد نہیں۔ حضرتؑ نے فرمایا تم پر قضا نہیں۔ کیونکہ مریض مثل تندرست کے نہیں ہوتا۔ جب اس پر مرض غالب ہو تو اللہ اس کا عذر قبول کرنے والا ہے

۵۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے نوافل میں نماز شب کی قضا افضل ہے رات کی رات میں اور دن کی دن میں، میں نے یوں تو دو وتر نمازیں ایک شب میں ہو جائیں گی۔ فرمایا نہیں، میں نے کہا پھر آپ دو وتروں کا حکم کیوں دیتے ہیں۔ فرمایا ان میں ایک تو قضا ہو گی۔ (مجہول)

۶۔ پوچھا گیا جس کی دن کی نماز قضا ہو گئی ہو وہ کب ادا کرے۔ فرمایا جب چاہے خواہ بعد مغرب خواہ بعد عشاء۔ (حسن)

۷۔ میں نے پوچھا جس کی دن کی نماز نافلہ فوت ہو گئی ہو کب ادا کرے۔ خواہ بعد مغرب خواہ بعد عشاء۔

۸۔ راوی نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے بیان کیا کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے ایک شخص کو دیکھا کہ مسجد کوفہ میں چاشت کے وقت (بجائے زوال کے بعد نماز پڑھنے کے) نماز نافلہ وقت سے بہت پہلے پڑھ رہا ہے۔ حضرتؑ نے اپنے پہلو میں دُرّہ تلاش کیا اور فرمایا تو نے اللہ کی طرف رجوع کرنے والوں کی نماز کو ذبح کیا خدا تجھے ذبح کرے۔ راوی کہتا ہے میں نے یہ آیت پڑھی (ترجمہ) اے رسولؐ کیا تم نے دیکھا اس کو جس نے خدا کی نماز سے بندہ کو روکا۔ حضرت ابوعبداللہؑ نے راوی سے فرمایا۔ حضرت علیؑ کا فرمانا اس کے رک جانے کے لیے کافی تھا۔ (مرفوع)

۹۔ فرمایا دونوں حضراتؑ نے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا ہے کہ نماز چاشت بدعت ہے۔

۱۰۔ میں نے پوچھا بعد ظہر نماز وتر کی قضا کے متعلق، فرمایا ہمیشہ اسے ادا کرو، جب بھی قضا ہو جائے۔ میں نے کہا رات میں ادا کرے گا تو دو وتر ہو جائیں گی فرمایا ایک تو ان میں قضا ہی ہو گی۔ (حسن)

۱۱۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام ہر رات میں بیس وتر نمازیں پڑھتے تھے۔ (حسن)

۱۲۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے جب تم پر دو وتر نمازیں یا اس سے زیادہ جمع ہو جائیں جیسے وہ قضا ہوئی ہیں ہر دو وتروں کے درمیان ایک نماز کا فاصلہ دو تاکہ وتر آخر کے پہلے کوئی نماز نہ رہے وہ اوّل رہے شروع کرو رات کی قضا نماز سے، اس کے بعد وتر پڑھو، حضرتؑ نے یہ بھی فرمایا کہ ایک رات میں دو وتر نہ ہوں گی مگر یہ کہ ایک ان میں قضا والی ہو اور یہ بھی فرمایا جب تم نماز وتر اوّل شب میں پڑھو اور پھر نماز کے لیے کھڑے ہو آخر شب میں تو پہلی وتر قضا نماز ہو پوری رات پس جب تم نماز پڑھو تو وہ قضا والی ہوں جو رات میں فوت ہوئی ہوں اور رات میں تمہاری آخری نماز وتر ہو۔ (حسن)

۱۳۔ میں نے حضرتؑ سے کہا کہ ایک شخص پر نافلہ نمازیں قضا ہیں اور وہ ان کی کثرت کی وجہ سے نہیں بتا سکتا کہ کتنی ہیں تو کیا کرے فرمایا اتنی پڑھے کہ ان کی کثرت کی وجہ سے نہ بتا سکے کہ کتنی پڑھی ہیں تو بقدر اس کے علم کے ادا ہو جائیں گی۔ میں نے کہا اگر وہ ادا کرنے پر قادر نہ ہو زیادتی کی وجہ سے، فرمایا اگر اس کی یہ مشغولیت طلب معاش کے لیے ضروری ہے یا کسی مومن کی حاجت براری میں ہے تو اس پر کچھ نہیں اور اگر دُنیوی مشاغل میں قضا ہوئی ہیں تو اس پر قضا ہے ورنہ روز قیامت مستحق ذلت ہو گا اور سنت رسولؐ اللہ کا ضائع کرنے والا ہو گا۔ میں نے کہا اگر

قادر نہ ہو اور صدقہ دے دے۔ حضرت خاموش رہے پھر فرمایا ہاں۔ پھر صدقہ دے میں نے کہا کیا صدقہ دے بقدر اپنی وسعت کے اور کم سے کم ہر نماز کے لیے ایک مد کسی مسکین کو دے۔ میں نے کہا اور کتنی نمازوں تک فرمایا جتنی قضا اس پر واجب ہیں ہر مسکین کو ایک مُد دے رات اور دن کی ہر دو رکعت کے بدلے ایک مُد، میں نے کہا اگر قادر نہ ہو فرمایا تو رات دن کی کل نمازوں کے بدلے ایک مُد، لیکن نماز پڑھنی افضل ہے نماز پڑھنی افضل ہے۔ (مجہول)

۱۴۔ فرمایا میں جانتا ہوں کہ نافلہ بمنزلہ ہدیہ ہے اور ہدیہ جب بھی دیا جاتا ہے قبول کر لیا جاتا ہے۔ (ح)

۱۵۔ ہمارے بعض اصحاب نے بیان کیا کہ امام رضا علیہ السلام کو کوئی امر اہم پیش آتا تھا تو نماز نافلہ ترک کر دیتے تھے۔ (ح)

۱۶۔ فرمایا لوگوں میں کبھی شوق پیدا ہوتا ہے اور کبھی افسردگی جب شوق ہو تو نافلہ پڑھو اور جب رنج و غم سے افسردگی ہو تو صرف فریضہ۔ (مرسل)

۱۷۔ میں نے امام رضا علیہ السلام کو لکھا میرے اوپر نافلہ نمازیں ہیں کب ادا کروں آپ نے فرمایا جب چاہو دن میں یا رات میں۔ (مجہول)

۱۸۔ فرمایا نافلہ نمازیں الگ الگ مقام پر پڑھنی چاہییں، کچھ ایک جگہ کچھ دوسری جگہ، یہ سب مقام قیامت کے روز گواہی دیں گے۔

۱۹۔ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کو لکھا کہ ایک شخص پچاس نافلہ نمازیں مسجد الحرام، مسجد رسولؐ اور مسجد کوفہ میں پڑھتا ہے تو اس کی ایک رکعت کئی گنا ثواب زیادہ پائے گی اور کافی ہوں گی ان دس نمازوں کے لیے جو اس پر ہیں یعنی دو رکعتیں برابر ہوں گی سو رکعتوں کی یا اس سے کچھ کم یا زیادہ تو اس کی کیا صورت ہو گی۔
(م) حضرتؑ نے جواب میں لکھا یہ اضافہ محسوب ہو گا۔ لیکن اگر نمازیں کوتاہی ہو گی تو یہ زیادتی نقصان سے زیادہ قریب ہو گی

۲۰۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے اس شخص کے متعلق پوچھا جو جلدی میں ہو تو اس کی نافلہ کی کیا صورت فرمایا قرأت میں تین تسبیحات پڑھے اور رکوع و سجود میں ایک ایک بار۔ (موثق)

﴿باب ۸۵﴾

☆(صلاة الخوف)☆

١ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيِّ قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن صلاة الخوف ، قال : يقوم الإمام وتجيء طائفة من أصحابه فيقومون خلفه و طائفة بإزاء العدوِّ فيصلّي بهم الإمام ركعة ثمَّ يقوم و يقومون معه

فيمثل قائماً و يصلّون هم الرّكعة الثّانية ثمّ يسلّم بعضهم على بعض ثمّ ينصرفون فيقومون في مقام أصحابهم و يجيىء الآخرون فيقومون خلف الإمام فيصلّي بهم الركعة الثّانية ثمّ يجلس الإمام فيقومون هم فيصلّون ركعة اُخرى، ثمّ يسلّم عليهم فينصرفون بتسليمه، قال: و في المغرب مثل ذلك يقوم الإمام و تجيىء طائفة فيقومون خلفه ثمّ يصلّي بهم ركعة ثمّ يقوم و يقومون فيمثل الإمام قائماً و يصلّون الركعتين فيتشهّدون و يسلّم بعضهم على بعض ثمّ ينصرفون فيقومون في موقف أصحابهم و يجيىء الآخرون ويقومون خلف الإمام فيصلّي بهم ركعة يقرء فيها ثمّ يجلس فيتشهّد ثمّ يقوم ويقومون معه ويصلّي بهم ركعة اُخرى ثمّ يجلس و يقومون هم فيتمّون ركعة اُخرى ثمّ يسلّم عليهم.

۲ ـ محمّد بن يحيى، عن عبدالله بن محمّد بن عيسى، عن عليّ بن الحكم، عن أبان، عن عبدالرحمن بن أبي عبدالله، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: صلّى رسول الله صلّى الله عليه وآله بأصحابه في غزوة ذات الرّقاع صلاة الخوف ففرّق أصحابه فرقتين أقام فرقة بإزاء العدوّ، و فرقة خلفه فكبّر وكبّروا فقرء و أنصتوا و ركع فركعوا وسجد فسجدوا ثمّ استتمّ رسول الله صلّى الله عليه وآله قائما وصلّوا لأنفسهم ركعة ثمّ سلّم بعضهم على بعض ثمّ خرجوا إلى أصحابهم فقاموا بإزاء العدوّ وجاء أصحابهم فقاموا خلف رسول الله صلّى الله عليه وآله فصلّى بهم ركعة ثمّ تشهّد وسلّم عليهم فقاموا فصلّوا لأنفسهم ركعة ثمّ سلّم بعضهم على بعض

۳ ـ الحسين بن محمّد، عن معلّى بن محمّد، عن الحسن بن عليّ الوشّاء، عن حمّاد بن عثمان، عن أبي بصير قال: سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول: إن كنت في أرض مخافة فخشيت لصّاً أو سبعاً فصلّ على دابّتك.

۴ ـ عدّة من أصحابنا، عن أحمد بن محمّد بن خالد، عن أبيه، عن زرعة، عن سماعة قال: سألته عن الأسير يأسره المشركون فتحضره الصّلاة فيمنعه الّذي أسره منها، قال: يؤمي إيماء.

۵ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن محمّد بن إسماعيل قال: سألته قلت: أكون في طريق مكّة فننزل للصّلاة في مواضع فيها الأعراب أنصلّي المكتوبة على الأرض فنقرء اُمّ الكتاب وحدها أم نصلّي على الرّاحلة فنقرء فاتحة الكتاب والسّورة؟ فقال: إذا خفت فصلّ على الرّاحلة المكتوبة وغيرها و إذا قرأت الحمد و سورة أحبّ إليّ

ولا أرى بالّذي فعلت بأساً .

٦ - أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن الحكم ، عن أبان ، عن عبدالرحمن بن أبي عبدالله قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن قول الله عزّ وجلّ : «فإن خفتم فرجالاً أو ركباناً» كيف يصلّي وما يقول إذا خاف من سبع أو لصّ كيف يصلّي ؟ قال : يكبّر ويومئ إيماء برأسه .

باب ۸۵

نمازِ خوف

۱۔ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا نمازِ خوف کے متعلق، فرمایا امام کھڑا ہو اور اس کے ساتھیوں کا ایک گروہ آئے اور وہ اس کے پیچھے کھڑے ہوں اور دوسرا گروہ دشمن کے مقابل رہے امام ان کے ساتھ ایک رکعت نماز پڑھے پھر کھڑا ہو اور اس کے وہ بھی کھڑے ہوں اور وہ دوسری رکعت پڑھیں اور ایک دوسرے پر سلام بھیجیں پھر نماز ختم کر کے وہ ہٹ جائیں اور دشمن کے مقابل جو گروہ ہے اس کی جگہ جائیں اور دوسرا گروہ امامؑ کے پیچھے کھڑا ہو اور دوسری رکعت امام ان کے ساتھ پڑھے پھر امام بیٹھ جائے اور وہ کھڑے ہو کر دوسری رکعت پڑھیں پھر امام ان پر سلام پڑھے اور اس طرح وہ نماز ختم کریں اور نمازِ مغرب میں اسی طرح امام کھڑا ہو اور ایک گروہ آ کر اس کے پیچھے کھڑا ہو ان کے ساتھ ایک رکعت پڑھے پھر کھڑا ہو اور وہ بھی اس کے ساتھ کھڑے ہوں امام کھڑا رہے اور وہ دو رکعتیں تشہد پڑھ کر ختم کریں اس کے بعد وہ ہٹ جائیں اور دوسرا گروہ امام کے پیچھے کھڑا ہو اور امام ان کے ساتھ ایک رکعت پڑھے اور قرأت کرے اور تشہد پڑھ کر کھڑا ہو اور وہ بھی کھڑے ہوں اور دوسری رکعت اس کے ساتھ پڑھیں پھر امام کے پیچھے وہ کھڑے ہوں اور دوسری رکعت پڑھ کر تمام کریں (حسن)

۲۔ فرمایا حضرت صادق علیہ السلام نے غزوات ذات الرقاع میں رسول اللہؐ نے اپنے اصحاب کے ساتھ نمازِ خوف اس طرح پڑھی کہ اپنے اصحاب کے دو حصے کئے ایک گروہ کو دشمن کے مقابل رکھا اور ایک گروہ حضرت کے پیچھے کھڑا ہوا حضرتؐ کے ساتھ تکبیر کہی اور قرأت کو خاموشی سے سنا اور حضرتؐ کے ساتھ رکوع و سجدہ کیا۔ پھر رسول اللہؐ کھڑے رہے اور لوگوں نے بطور خود ایک رکعت پڑھی اور ایک نے دوسرے کو سلام کیا اور اس کے بعد یہ گروہ دشمن کے مقابلے کو چلا گیا اور دوسرا گروہ حضرت کے پیچھے آ کر کھڑا ہوا اور رسولؐ نے ان کے ساتھ ایک رکعت پڑھی اور بعد تشہد و

سلام نماز تمام کی اور لوگوں نے بطور خود دوسری رکعت پڑھی اور ایک دوسرے کو سلام کیا۔

٣۔ فرمایا اگر تم خوف کی جگہ ہو اور چور کے سامان چرانے یا درندہ کا خوف ہو تو اپنے چوپایہ پر ہی نماز پڑھ لو۔ (ض)

٤۔ میں نے اس شخص کے متعلق پوچھا جسے مشرکوں نے قید کر لیا ہو اور نماز کا وقت آ جائے اور قید کرنے والا مانع ہو، فرمایا وہ اشارہ سے پڑھ لے۔ (موثق)

٥۔ میں نے پوچھا اگر مکہ کے راستہ میں ہوں اور ہم نماز کے لئے اترتے ہیں ایسے مقامات پر جہاں بدو عرب ہوں آیا نماز واجب ہم سواری سے اتر کر پڑھیں اور حمد و سورہ کے ساتھ پڑھیں فرمایا اگر خوف ہے تو نماز واجب سواری ہی پر پڑھ لو اور میرے ساتھ حمد و سورہ پڑھنا زیادہ محبوب ہے۔ اور جو تم نے کیا اس میں بھی کوئی خوف نہیں یعنی سواری ہی پر پڑھ لو۔ (ح)

٦۔ میں نے اس آیت کا مطلب پوچھا اگر تمہیں خوف ہو تو پیادہ یا سوار، تو کیسے نماز پڑھے آپ نے یہ نہ بتایا کہ درندے ۔ یا چور کا خوف ہو تو کیسے پڑھے فرمایا تکبیر کہے اور سر سے اشارہ کرے۔ (موثق)

«باب ٨٦»

✿(صلاة المطاردة والمواقفة والمسايفة)✿(٣)

١ـ عليّ بن إبراهيم بن هاشم القمّيّ ، عن أبيه ، عن عمرو بن عثمان ، عن محمّد بن عذافر ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا جالت الخيل تضطرب السّيوف أجزأه تكبيرتان فهذا تقصير آخر .

٢ ـ عليّ ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن ابن اُذينة ، عن زرارة ؛ وفضيل ؛ و محمّد بن مسلم ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : في صلاة الخوف عند المطاردة و المناوشة يصلّي كلّ إنسان منهم بالإيماء حيث كان وجهه و إن كانت المسايفة والمعانقة و تلاحم القتال فإنّ أمير المؤمنين صلوات الله عليه صلّى ليلة صفّين وهي ليلة الهرير لم تكن صلاتهم الظّهر والعصر والمغرب والعشاء عند وقت كلّ صلاة إلّا التكبير والتّهليل و التسبيح والتّحميد والدّعاء فكانت تلك صلاتهم لم يأمرهم بإعادة الصّلاة .

٣ ـ عنه ، عن أبيه ، عن عبدالله بن المغيرة قال : سمعت بعض أصحابنا يذكر أنّ أقلّ مايجزىء في حدّ المسايفة من التكبير تكبيرتان لكلّ صلاة إلّا المغرب فإنّ لها ثلاثا .

٤ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ و أحمد بن إدريس ؛ و محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد جميعاً ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن أبي عبدالله عليه السلام في قول الله عزّ وجلّ : « فليس عليكم جناح أن تقصروا من الصّلاة إن خفتم أن يفتنكم الّذين كفروا » قال : في الرّكعتين تنقص منهما واحدة .

٥ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عثمان بن عيسى ، عن سماعة قال : سألته عن صلاة القتال ، فقال : إذا التقوا فاقتتلوا فإنّ الصّلاة حينئذ التكبير و إن كانوا وقوفاً(٥) لايقدرون على الجماعة فالصّلاة إيماء .

٦ ـ محمّد ، عن أحمد ، عن حمّاد ، عن حريز ، عن زرارة ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : قلت له : أرأيت إن لم يكن المواقف على وضوء كيف يصنع ولايقدر على النّزول قال : يتيمّم من لبده أو سرجه أو معرفة دابّته فإنّ فيها غباراً و يصلّي و يجعل السّجود أخفض من الرّكوع ولا يدور إلى القبلة ولكن أينما دارت دابّته غير أنّه يستقبل القبلة بأوّل تكبيرة حين يتوجّه .

٧ ـ محمّد بن يحيى ، عن العمركيّ بن عليّ ، عن عليّ بن جعفر ، عن أخيه أبي الحسن عليه السلام قال : سألته عن الرّجل يلقى السبع و قد حضرت الصّلاة ولا يستطيع المشي مخافة السّبع فإن قام يصلّي خاف في ركوعه و سجوده السّبع والسّبع أمامه على غير القبلة فإن توجّه إلى القبلة خاف أن يثب عليه الأسد كيف يصنع ؟ قال : فقال : يستقبل الأسد ويصلّي و يؤمي برأسه إيماء و هو قائم وإن كان الأسد على غير القبلة .

باب ۸۶

گھمسان کی جنگ میں نماز

۱۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے جب گھوڑے دوڑ رہے ہوں تلواریں چل رہی ہوں تو صرف دو تکبیریں کافی ہیں اور یہ کمی کی حد آخر ہے۔ (حسن)

۲۔ فرمایا حضرتؑ نے کہ نمازِ خوف ایسی صورت میں جبکہ گھمسان کی جنگ ہو رہی ہو ہر شخص نماز اشارے سے پڑھے، جدھر بھی رُخ ہو اگر دست بدست ہوا ور دشمن کا سامنا ہو تو اس طرح پڑھے جیسے امیر المومنینؑ نے صفین میں اس رات کی جنگ میں پڑھی جو لیلۃ الہریر کی جنگ کہلاتی ہے۔ سب ساتھیوں نے ظہر و عصر و مغرب و عشا کی نماز صرف تکبیر و تہلیل تحمید و دعا سے ادا کی اور حضرت نے ان کو اعادہ کا حکم نہیں دیا۔ (حسن)

۳۔ میں بعض اصحاب سے سنا جہاں تلوار چل رہی ہو وہاں نماز کے لئے ایک تکبیر یا دو تکبیریں کافی ہیں سوائے مغرب کی نماز کے لئے کہ اس میں تین ہیں۔ (حسن)

۴۔ میں نے حضرت ابوعبد اللہ علیہ السلام سے اس آیت کا مطلب پوچھا۔ فرمایا اگر کفار سے فتنہ کا خوف ہو تو دو رکعت میں سے ایک رکعت کم کر دو۔ (م)

۵۔ میں نے وقت قتال نماز کے متعلق پوچھا فرمایا اگر دونوں لشکر ملے ہوئے لڑ رہے ہوں تو صرف تکبیر کافی ہے اور اگر وقفہ ہو اور جماعت پر قادر نہ ہوں تو اشارہ سے پڑھیں۔ (م)

۶۔ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے کہا اگر جنگ میں وضو کرنے کا موقع نہ ملے تو کیا کرے در آنحالیکہ زمین پر اتر بھی نہ سکتا ہو۔ فرمایا نمدزین پر یا گھوڑے کے ایال پر تیمم کرے بشرطیکہ ان پر غبار ہو۔ اور نماز پڑھے اور سجدہ کے لیے بہ نسبت رکوع کے زیادہ جھکے اور قبلہ کی طرف نہ گھومے بلکہ جدھر گھوڑا گھومے اُدھر ہی پڑھے لیکن تکبیر کے وقت رو بقبلہ ہونا چاہیئے۔ (م)

۔ فرمایا امام رضا علیہ السلام نے جو شخص کے مقابل شیر ہو قبلہ کے خلاف اور صورت یہ ہو کہ اگر رُخ پھیرے گا تو شیر حملہ کرے گا اس کو چاہیئے کہ شیر کے مقابل ڈٹا رہے اور کھڑے ہونے کی صورت میں سر کے اشارے سے نماز پڑھے۔ اگر شیر کا سامنا قبلہ کے خلاف ہو تو بھی۔ (م)

﴿باب ۸۹﴾

۞(صلاة العيدين والخطبة فيهما)۞

١ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن عمر بن أُذينة ، عن زرارة قال : قال أبو جعفر عليه السلام : ليس في يوم الفطر والأضحى أذان و لا إقامة أذانهما طلوع الشمس إذا طلعت خرجوا وليس قبلهما ولا بعدهما صلاة ومن لم يصلِّ مع إمام في جماعة فلا صلاة له ولا قضاء عليه .

٢ - الحسين بن محمّد، عن معلّى بن محمّد، عن الوشّاء، عن حمّاد بن عثمان، عن معمر بن يحيى، عن أبي جعفر عليه السلام قال: لاصلاة يوم الفطر والأضحى إلّا مع إمام.

٣ - عليُّ بن محمّد عن محمّد بن عيسى، عن يونس، عن معاوية قال: سألته عن صلاة العيدين، فقال: ركعتان ليس قبلهما ولا بعدهما شيء، وليس فيهما أذان ولا إقامة يكبّر فيهما اثنتي عشر تكبيرة يبدء فيكبّر ويفتتح الصّلاة ثمَّ يقرء فاتحة الكتاب، ثمَّ يقرء والشمس وضحيها، ثمَّ يكبّر خمس تكبيرات، ثمَّ يكبّر و يركع فيكون يركع بالسّابعة، ثمَّ يسجد سجدتين، ثمَّ يقوم فيقرء فاتحة الكتاب وهل أتيك حديث الغاشية ثمَّ يكبّر أربع تكبيرات ويسجد سجدتين ويتشهّد ويسلّم، قال: وكذلك صنع رسول الله صلى الله عليه وآله والخطبة بعد الصلاة وإنّما أحدث الخطبة قبل الصّلاة عثمان و إذا خطب الإمام فليقعد بين الخطبتين قليلاً و ينبغي للإمام أن يلبس يوم العيدين برداً و يعتمّ شاتياً كان أو قايظاً ويخرج إلى البرّ حيث ينظر إلى أفاق السّماء ولا يصلّي على حصير ولا يسجد عليه وقد كان رسول الله صلى الله عليه وآله يخرج إلى البقيع فيصلّي بالنّاس.

٤ - محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن ابن فضّال، عن المفضّل بن صالح، عن ليث المراديّ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: قيل لرسول الله صلى الله عليه وآله يوم فطر أو يوم أضحى: لو صلّيت في مسجدك فقال: إنّي لأحبُّ أن أبرز إلى آفاق السماء.

٥ - عليُّ بن إبراهيم، عن محمّد بن عيسى، عن يونس، عن عليِّ بن أبي حمزة، عن أبي عبدالله عليه السلام في صلاة العيدين قال: يكبّر ثمَّ يقرء، ثمَّ يكبّر خمساً ويقنت بين كلِّ تكبيرتين، ثمَّ يكبّر السّابعة ويركع بها، ثمَّ يسجد، ثمَّ يقوم في الثانية فيقرء ثمَّ يكبّر أربعاً فيقنت بين كلِّ تكبيرتين، ثمَّ يكبّر ويركع بها.

٦ - عليُّ بن محمّد، عن سهل بن زياد، عن النّوفليِّ، عن السّكونيِّ، عن جعفر، عن أبيه عليهما السلام قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وآله أن يخرج السّلاح في العيدين إلّا أن يكون عدوٌّ حاضر[١].

٧ - محمّد بن إسماعيل، عن الفضل بن شاذان، عن حمّاد بن عيسى، عن ربعيِّ بن عبدالله، عن الفضل بن يسار، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: أُتي أبي بالخمرة يوم الفطر فأمر بردّها ثمَّ قال: هذا يوم كان رسول الله صلى الله عليه وآله يحبُّ أن ينظر إلى آفاق السماء و

يضع وجهه على الأرض .

٨ ـ الحسين بن محمد ، عن معلّى بن محمد ، عن الوشّاء ، عن أبان بن عثمان ، عن سلمة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : اجتمع عيدان على عهد أمير المؤمنين صلوات الله عليه فخطب النّاس ثمّ قال : هذا يوم اجتمع فيه عيدان فمن أحبّ أن يجمع معنا فليفعل و من لم يفعل فإنّ له رخصة .يعني من كان متنحّياً .

٩ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن محمّد بن عيسى ، عن يونس ، عن العلاء بن رزين ، عن محمّد ابن مسلم قال : سألته عن رجل فاتته ركعة مع الإمام من الصّلاة أيام التشريق ، قال : يتمّ الصّلاة ويكبّر .

١٠ ـ محمّد بن يحيى رفعه ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : السّنّة على أهل الأمصار أن يبرزوا من أمصارهم في العيدين إلّا أهل مكّة فإنّهم يصلّون في المسجد الحرام .

١١ ـ محمّد ، عن الحسن بن عليّ بن عبدالله ، عن العبّاس بن عامر ، عن أبان ، عن محمّد بن الفضل الهاشميّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : ركعتان من السّنّة ليس تصلّيان في موضع إلّا بالمدينة ، قال : يصلّى في مسجد رسول الله صلى الله عليه وآله في العيد قبل أن يخرج إلى المصلّى ليس ذلك إلّا بالمدينة لأنّ رسول الله صلى الله عليه وآله فعله .

باب ۸

نماز عیدین اور خطبے

۱۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ نماز کے لیے اذان و اقامت نہیں کیونکہ یہ دونوں طلوع شمس کے وقت ہوتی ہیں جب طلوع ہو تو لوگ نماز کے لئے نکلیں اور ان نمازوں کے قبل اور بعد کوئی نماز نہیں اور جو امام کے ساتھ نماز نہ پڑھے تو اس کی نماز نہیں اور نہ اس پر قضا ہے۔ (حسن)

۲۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ نماز عید الفطر اور عید الاضحیٰ امام ہی کے ساتھ ہوتی ہے۔ (ض)

۳۔ میں نے پوچھا نماز عیدین کے متعلق، فرمایا دو رکعت ہیں ان سے پہلے اور بعد کچھ نہیں، اور ان نمازوں کے لیے نہ اذان ہے نہ اقامت، بارہ تکبیریں پہلے کہے، پھر تکبیر کہہ کر نماز شروع کرے اوّل سورہ الحمد پڑھے پھر سورہ والشمس پھر

تکبیر کہے پانچ تکبیریں، پھر تکبیر کہہ کر رکوع کرے یہ رکوع ساتویں تکبیر کے بعد ہوگا۔

پھر دو سجدے کرے۔

پھر کھڑا ہو اور سورۂ الحمد کے بعد سورہ ہل اتاک حدیث الغاشیہ پڑھے پھر چار تکبیریں کہے اور دو سجدے کرے اور تشہد و سلام کے بعد نماز ختم کرے۔ رسولؐ اللہ اسی طرح نماز پڑھتے تھے اور خطبہ بعد نماز پڑھے۔ قبل نماز خطبہ کا حکم عثمان نے دیا۔ جب امام پہلا خطبہ پڑھ لے تو ذرا دیر کے لئے بیٹھے پھر دوسرا خطبہ پڑھے اور امام کو چاہیے کہ روز عید عبا پہنے اور عمامہ باندھے گرمی ہو یا سردی اور صحرا کی طرف نکلے۔ جہاں آسمان نظر آئے اور بوریئے پر نہ تو نماز پڑھے نہ سجدہ کرے۔ (زمین پر نماز و سجدہ ہو) رسولؐ اللہ روز عید بقیع میں جاتے تھے اور لوگوں کے ساتھ نماز پڑھتے۔ (ح)

۴۔ فرمایا حضرتؑ نے روز عید فطر یا عید اضحیٰ رسولؐ اللہ سے کہا گیا اگر میں آپ کی مسجد میں نماز پڑھوں۔ فرمایا میں آسمان کے نیچے پڑھنے کو پسند کرتا ہوں۔ (ض)

۵۔ فرمایا حضرتؑ نے نماز عیدین کے متعلق کہ تکبیر کہے پھر حمد و سورہ پڑھے اور پانچ تکبیریں اور ہر دو تکبیر کے درمیان قنوت پڑھے اور ساتویں تکبیر کے بعد رکوع میں جائے پھر سجدہ کرے پھر دوسری رکعت میں حمد و سورہ پڑھ کر چار تکبیروں کے بعد قنوت پڑھے پھر تکبیر کہہ کر رکوع میں جائے۔ (ض)

۶۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا عیدین کی نماز میں ہتھیار بدن سے کھول دے مگر جب دشمن سامنے موجود ہو۔

۷۔ فرمایا حضرتؑ نے روز عید میرے والد کے لئے خمرہ (کھجور کی چھال سے بنی ہوئی سجدہ گاہ) لائی گئی۔ آپؑ نے اسے لوٹا دیا اور فرمایا آج کے دن رسولؐ اللہ کھلے مقام پر نماز پڑھتے اور اپنے چہرے کو زمین پر رکھنے کو پسند کرتے تھے۔ (ض)

۸۔ فرمایا حضرتؑ نے عہد امیرالمومنین علیہ السلام میں دو عیدیں جمع ہوئیں آپ نے لوگوں کے سامنے خطبہ پڑھا اور فرمایا۔ یہ وہ دن ہے کہ دو عیدیں جمع ہوگئی ہیں پس جو چاہے ہمارے ساتھ نماز پڑھے اور جو نہ چاہے وہ علیحدہ ہو جائے۔ دو عیدوں سے مراد جمعہ اور عید ہے۔ (ح)

۹۔ میں نے اس شخص کے متعلق پوچھا ایام تشریق (عید الاضحیٰ کے بعد تین دن) کی نماز میں جو امام کے ساتھ تھی ایک رکعت فوت ہوگئی۔ فرمایا وہ اپنی نماز تمام کرے اور تکبیر کہے۔ (مرفوع)

۱۰۔ فرمایا کہ سنت ہے کہ شہر والے اپنے شہروں سے نکل کر نماز عیدین پڑھیں سوائے اہل مکہ کے کہ وہ مسجد الحرام میں نماز پڑھیں۔ (مجہول)

۱۱۔ فرمایا دو رکعت سنت ایسی ہیں کہ سوائے مدینہ کے اور جگہ نہیں پڑھی جاتیں یہ عید کے دن مسجد رسولؐ میں مصلّی چھوڑنے سے پہلے پڑھی جاتی ہیں رسولؐ اللہ نے ایسا ہی کیا ہے۔ (ح)

﴿ باب ٨٨ ﴾

☆(صلاة الاستسقاء)☆

١ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن محمّد بن عيسى ، عن يونس ، عن محمّد بن مسلم ؛ والحسين ابن محمّد ، عن عبدالله بن عامر ، عن عليِّ بن مهزيار ، عن فَضالة بن أيّوب ، عن أحمد بن سليمان جميعاً ، عن مرَّة مولى محمّد بن خالد قال : صاح أهل المدينة إلى محمّد بن خالد في الإستسقاء فقال لي : انطلق إلى أبي عبدالله عليه السلام فسله مارأيك فإنَّ هؤلاء قد صاحوا إليَّ ، فأتيته فقلت له ، فقال لي : قل له : فليخرج ، قلت له : متى يخرج جعلت فداك قال : يوم الإثنين ، قلت : كيف يصنع ؟ قال يخرج المنبر ثمَّ يخرج يمشي كما يمشي يوم العيدين وبين يديه المؤذِّنون في أيديهم عنزهم حتّى إذا انتهى إلى المصلّى يصلّي بالنّاس ركعتين بغير أذان ولا إقامة ، ثمَّ يصعد المنبر فيقلب رداءه فيجعل الّذي على يمينه على يساره والّذي على يساره على يمينه ، ثمَّ يستقبل القبلة فيكبّر الله مائة تكبيرة رافعاً بها صوته ، ثمَّ يلتفت إلى الناس عن يمينه فيسبّح الله مائة تسبيحة رافعاً بها صوته ، ثمَّ يلتفت إلى النّاس عن يساره فيهلّل الله مائة تهليلة رافعاً بها صوته . ثمَّ يستقبل الناس فيحمدالله مائة تحميدة ، ثمَّ يرفع يديه فيدعو ، ثمَّ يدعون فإنّي لأرجو أن لايخيبوا قال : ففعل فلمّا رجعنا [جاء المطر] قالوا : هذا من تعليم جعفر .

وفي رواية يونس فما رجعنا حتّى أهمّتنا أنفسنا .

٢ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن هشام بن الحكم ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : سألته عن صلاة الاستسقاء ، فقال : مثل صلاة العيدين يقرء فيها ويكبّر فيها كما يقرء ويكبّر فيها ، يخرج الإمام ويبرز إلى مكان نظيف في سكينة ووقار وخشوع ومسكنة ويبرز معه الناس فيحمدالله ويمجّده ويثني عليه و يجتهد في الدّعاء ويكثر من التسبيح والتهليل والتكبير ويصلّي مثل صلاة العيدين ركعتين في دعاء ومسألة واجتهاد ، فإذا سلّم الإمام قلب ثوبه وجعل الجانب الّذي على المنكب الأيمن على الأيسر والّذي على الأيسر على الأيمن فإنَّ النبيَّ صلى الله عليه وآله كذلك صنع .

. محمّد بن يحيى ، رفعه ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن تحويل النبيِّ

صلی الله علیه ردائه إذا استسقى فقال : علامة بينه وبين أصحابه يحوّل الجدب خصباً .

۴ - وفي رواية ابن المغيرة قال: يكبّر في صلاة الاستسقاء كما يكبّر في العيدين في الأولى سبعاً وفي الثانية خمساً و يصلّي قبل الخطبة و يجهر بالقراءة و يستسقى وهو قاعدٌ .

باب ۸۸

نماز استسقاء

۱۔ اہلِ مدینہ جو قحط زدہ تھے روتے پیٹتے محمد بن خالد کے پاس طلب باراں کے لیے گئے اور مجھ سے کہا حضرت ابوعبداللہ سے چل کر معلوم کریں کیا کریں۔ میں نے حضرت سے کہا۔ فرمایا اس سے کہو شہر سے باہر نکلے۔ میں نے کہا کب۔ فرمایا پیر کے روز۔ میں نے کہا پھر۔ فرمایا منبر کو نکالے اور لوگ اس طرح بیرون شہر جائیں جیسے نماز عید کو جاتے ہیں اذان دینے والے ان کے آگے ہوں۔ ان کے ہاتھوں میں عصا ہوں پھر دو رکعت نماز بغیر اذان و اقامت کے پڑھیں۔ پھر امام منبر پر جائے اور اپنی ردا کو الٹ لے اور جو لوگ اس کی داہنی طرف ہوں انھیں بائیں طرف لائے اور بائیں طرف والوں کو داہنی طرف پھر قبلہ رُخ ہو کر بلند آواز سے سو تکبیریں کہے پھر داہنی طرف والوں کی طرف ہو کر سو مرتبہ سبحان اللہ بلند آواز سے کہے پھر طرف رُخ کر کے بلند آواز سے سو مرتبہ لا الٰہ الا اللہ کہے پھر سامنے کی طرف رُخ کر کے بلند آواز سے سو مرتبہ الحمد للہ کہے پھر ہاتھ اٹھا کر دعا کرے اور سب لوگ دعا کریں۔ مجھے امید ہے ناکام نہ ہوں گے راوی نے کہا یہ وہ تعلیم ہے جو امام جعفر صادق علیہ السلام سے حاصل ہوئی۔ (مجہول)

۲۔ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے نماز استسقاء کے متعلق پوچھا۔ فرمایا وہ مثل نماز عیدین کے ہے اس میں قرأت و تکبیر ہے جیسے عیدین میں، امام نکلے اور کسی پاک جگہ پر پہنچے سکینہ و وقار اور خضوع اور خشوع اور ذلت و مسکنت کے ساتھ اور لوگ بھی اس کے ساتھ نکلیں، پس وہ خدا کی حمد و ثنا کرے اور پوری توجہ سے دعا کرے اور بکثرت تسبیح و تہلیل و تکبیر کہے اور عیدین کی نماز کی طرح دو رکعت نماز، دعا اور سوال کے ساتھ پوری توجہ سے پڑھے اور جب امام سلام پڑھ چکے تو اپنے لباس کو الٹے اور داہنا حصہ بائیں کندھے پر ڈالے اور بایاں داہنے پر، کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ (حسن)

۳۔ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے نماز استسقاء کے وقت لباس الٹنے کے متعلق پوچھا۔ فرمایا یہ علامت تھی قحط کو خوشحالی

ہیں بدلنے کے لئے ایک روایت ہے کہ نماز عیدین کی طرح نماز استسقاء میں پہلی رکعت میں سات تکبیریں کہے اور دوسری میں پانچ اور خطبہ سے پہلے نماز پڑھے اور قرأت بلند آواز سے کرے اور پھر بیٹھ کر طلب باراں کرے۔ (مرفوع)

«باب ۸۹»

☆(صلاة الكسوف)☆

١ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عمرو بن عثمان ، عن عليّ بن عبدالله قال : سمعت أبا الحسن موسى عليه السلام يقول : إنّه لمّا قبض إبراهيم ابن رسول الله صلى الله عليه وآله جرت فيه ثلاث سنن أمّا واحدة فإنّه لمّا مات انكسفت الشمس فقال النّاس : انكسفت الشمس لفقد ابن رسول الله صلى الله عليه وآله فصعد رسول الله صلى الله عليه وآله المنبر فحمد الله و أثنى عليه ثمّ قال : يا أيّها النّاس إنّ الشمس والقمر آيتان من آيات الله تجريان بأمره مطيعان له لا تنكسفان لموت أحد ولا لحياته فإذا انكسفتا أو واحدة منهما فصلّوا ، ثمّ نزل فصلّى بالنّاس صلاة الكسوف .

٢ ٣ ـ حمّاد ، عن حريز ، عن زرارة ؛ ومحمّد بن مسلم قالا : قلنا لأبي جعفر عليه السلام : هذه الرياح والظلم الّتي تكون هل يصلّى لها ؟ فقال : كلّ أخاويف السماء من ظلمة أو ريح أو فزع فصلّ له صلاة الكسوف حتّى يسكن .

١ ٢ ـ عليّ ، عن أبيه ؛ ومحمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان جميعاً ، عن حمّاد ابن عيسى ، عن حريز ، عن زرارة ؛ و محمّد بن مسلم قالا : سألنا أبا جعفر عليه السلام عن صلاة الكسوف كم هي ركعة وكيف نصلّيها ؟ فقال : عشر ركعات وأربع سجدات تفتتح الصلاة بتكبيرة وتركع بتكبيرة وترفع رأسك بتكبيرة إلّا في الخامسة الّتي تسجد فيها وتقول : سمع الله لمن حمده وتقنت في كلّ ركعتين قبل الرّكوع وتطيل القنوت والرّكوع على قدر القراءة و الرّكوع و السجود فإن فرغت قبل أن ينجلي فاقعد وادع الله عزّ وجلّ حتّى ينجلي وإن انجلى قبل أن تفرغ من صلاتك فأتمّ ما بقي وتجهر بالقراءة قال : قلت : كيف القراءة فيها ؟ فقال : إن قرأت سورة في كلّ ركعة فاقرء فاتحة الكتاب وإن نقصت من السورة شيئاً فاقرء من حيث نقصت ولا تقرء فاتحة الكتاب .

قال : و كان يستحب أن يقرء فيها بالكهف و الحجر إلّا أن يكون إماماً يشقّ على من خلفه وإن استطعت أن تكون صلاتك بارزاً لا يجنّك بيت فافعل و صلاة كسوف الشمس أطول من صلاة كسوف القمر وهما سواء في القراءة والرّكوع والسجود .

٤ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن أبي عمير ، عن جميل بن درّاج ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : قال : وقت صلاة الكسوف في الساعة الّتي تنكسف عند طلوع الشمس وعند غروبها ، قال : وقال أبو عبدالله عليه السلام هي فريضة .

٥ ـ عنه ، عن محمّد بن الحسين ، عن صفوان بن يحيى ، عن العلاء بن رزين ، عن محمّد ابن مسلم ، عن أحدهما عليهما السلام قال : سألته عن صلاة الكسوف في وقت الفريضة ، فقال: ابدء بالفريضة ، فقيل له : في وقت صلاة اللّيل ؛ فقال : صلّ صلاة الكسوف قبل صلاة اللّيل .

٦ ـ عنه ، عن أحمد بن محمّد ، عن حمّاد ، عن حريز ، عن زرارة ؛ و محمّد بن مسلم ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا انكسفت الشمس كلّها و احترقت ولم تعلم ثمّ علمت بعد ذلك فعليك القضاء وإن لم تحترق كلّها فليس عليك قضاء .

وفي رواية اُخرى إذا علم بالكسوف ونسي أن يصلّي فعليه القضاء و إن لم يعلم به فلا قضاء عليه ، هذا إذا لم يحترق كلّه .

٧ ـ محمّد بن يحيى ، عن عمران بن موسى ، عن محمّد بن عبد الحميد ، عن عليّ بن الفضل الواسطيّ قال : كتبت إليه إذا انكسفت الشمس أو القمر وأنا راكب لا أقدر على النّزول ؟ قال : فكتب إليّ صلّ على مركبك الّذي أنت عليه .

باب ۸۹

نمازِ کسوف

۱۔ فرمایا امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے جب ابراہیم بن رسولؐ اللہ کا انتقال ہوا تو تین امر ظاہر ہوئے ایک ان میں سے سورج گرہن تھا رسولؐ اللہ کے فرزند کے مرنے کی وجہ سے حضرتؐ نے حمد و ثنا کے بعد فرمایا لوگو چاند اور سورج خدا کی آیات میں سے

دو آیتیں ہیں جو اس کے حکم سے گردش کرتے ہیں اور اس کے مطیع ہیں ان کو گرہن نہ کسی کی موت سے ہوتا ہے نہ کسی کی زندگی سے جب ان میں سے کسی کو گرہن ہو تو نماز پڑھو۔ پس حضرتؐ نے لوگوں کے ساتھ نمازِ کسوف پڑھی۔ (مجہول)

۲۔ ہم نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا یہ آندھیاں اور تاریکیاں جو ہوتی ہیں کیا ان میں نماز پڑھی جائے۔ فرمایا تمام خوفناک حوادثِ آسمانی میں خواہ تاریکی ہو یا آندھی ہو یا کوئی اور خوف کی صورت ہو اس میں نمازِ گرہن کی طرح نماز پڑھی جائے اس کے ساکن ہونے تک۔

۳۔ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے کسوف کے متعلق پوچھا کہ کتنی رکعات ہیں اور ہم کیسے پڑھیں فرمایا دس رکعات ہیں اور چار سجدے سے شروع کرو تکبیر سے رکوع کرو تکبیر سے سر اٹھاؤ مگر پانچویں کے بعد سمع اللہ کہہ کر سجدے میں جاؤ اور ہر دو رکعت میں قبل رکوع قنوت ہے اور قنوت کو طول دو اور رکوع کو بھی۔ اگر تم فارغ ہو جاؤ قبل سورج کے روشن ہونے کے تو بیٹھو اور اللہ سے اس وقت تک دعا مانگو کہ وہ روشن ہو جائے اگر فارغ ہونے سے پہلے ہی روشن ہو جائے تو باقی نماز کو تمام کرو اور قرأت باآواز بلند کرو۔

میں نے کہا قرأت کی کیا صورت ہے اگر تم پورا سورہ ہر رکعت میں تو سورہ فاتحہ پڑھو اور اگر سورۂ فاتحہ سے تم نے کم کیا تو جہاں سے کم کیا ہے پڑھو اور سورۂ فاتحہ نہ پڑھو اور مستحب یہ ہے کہ سورۂ کہف یا سورۂ الحجر پڑھو لیکن اگر امام ہو اور اس کے پیچھے کھڑے ہونے والوں پر دشوار ہو تو نہ پڑھو اور اگر ممکن ہو کھلی جگہ میں پڑھو اور نمازِ سورج گرہن بہ نسبت چاند گرہن کے طولانی ہو لیکن قرأت و رکوع و سجود میں دونوں برابر ہیں (حسن)

۴۔ فرمایا صادقِ آلِ محمدؐ نے کسوف کا وقت اس وقت ہے جب کسوف شروع ہو طلوعِ شمس سے غروبِ شمس کے درمیان اور یہ نماز فرض ہے۔ (ص)

۵۔ میں نے کہا اگر گرہن وقتِ فریضہ میں ہو تو، فرمایا پہلے فریضہ پڑھ لو۔ پوچھا اگر نمازِ شب کے وقت چاند گرہن ہو۔ فرمایا پہلے نمازِ گرہن پڑھو۔ (ص)

۶۔ فرمایا حضرتؑ نے جب سورج پورا گہنا جائے اور اس کا قرص سیاہی میں چلا جائے اور تمہیں علم نہ ہو بعد کو پتہ چلے تو نمازِ گرہن کا پڑھنا بطورِ قضا ادا کرنا ہوگی اور اگر پورا گرہن نہ ہو تو قضا لازم نہیں۔ (ص)

۷۔ میں نے پوچھا جب سورج یا چاند گرہن ہو اور میں سواری پر ہوں اور اترنا ناممکن ہو، حضرت نے فرمایا سواری ہی پر پڑھ لو۔ (مجہول)

«باب»٩

☆(صلاة التسبيح)☆ (٣)

١ - عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن يحيى الحلبيّ، عن هارون بن خارجة، عن أبي بصير، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله لجعفر: يا جعفر ألا أمنحك ألا اُعطيك ألا أحبوك فقال له جعفر: بلى يا رسول الله، قال: فظنّ الناس أنّه يعطيه ذهباً أو فضّة، فتشرّف الناس لذلك، فقال له: إنّي اُعطيك شيئاً إن أنت صنعته في كلّ يوم كان خيراً لك من الدُّنيا وما فيها و إن صنعته بين يومين غفر لك ما بينهما أو كلّ جمعة أو كلّ شهر أو كلّ سنة غفر لك ما بينهما، تصلّي أربع ركعات تبتدىء فتقرء وتقول إذا فرغت: «سبحان الله و الحمد لله ولا إله إلّا الله والله أكبر» تقول ذلك خمس عشرة مرّة بعد القراءة فإذا ركعت قلته عشر مرّات فإذا رفعت رأسك من الرُّكوع قلته عشر مرّات فإذا سجدت قلته عشر مرّات فإذا رفعت رأسك من السجود فقل بين السّجدتين عشر مرّات فإذا سجدت الثانية فقل عشر مرّات فإذا رفعت رأسك من السجدة الثانية قلت عشر مرّات وأنت قاعد قبل أن تقوم فذلك خمس و سبعون تسبيحة في كلّ ركعة ثلاثمائة تسبيحة في أربع ركعات ألف و مائتا تسبيحة و تهليلة وتكبيرة وتحميدة إن شئت صلّيتها بالنّهار وإن شئت صلّيتها باللّيل.

٢ - و في رواية إبراهيم بن عبد الحميد، عن أبي الحسن عليه السلام تقرء في الاُولى إذا زلزلت، وفي الثانية و العاديات، و في الثالثة إذا جاء نصر الله، وفي الرابعة بقل هو الله أحد. قلت: فما ثوابها؟ قال: لو كان عليه مثل رمل عالج ذنوباً غفر [الله] له، ثمّ نظر إليّ فقال: إنّما ذلك لك ولأصحابك.

وروي عن ابن أبي عمير، عن يحيى بن عمران الحلبيّ، عن ذريح، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: تصلّيها باللّيل وتصلّيها في السّفر باللّيل و النّهار وإن شئت فاجعلها من نوافلك.

٣ - عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن محسن بن أحمد، عن أبان قال: سمعت أبا

عبدالله عليه السلام يقول : من كان مستعجلاً يصلّي صلاة جعفر مجرّدة ثمّ يقضي التسبيح وهو ذاهبٌ في حوائجه .

٤ ـ أحمد بن إدريس ، عن محمّد بن أحمد ، عن عليّ بن سليمان قال : كتبت إلى الرّجل عليه السلام : ما تقول في صلاة التّسبيح في المحمل ؟ فكتب عليه السلام : إذا كنت مسافراً فصلّ .

٥ ـ عليّ بن محمّد ، عن بعض أصحابنا ، عن ابن محبوب رفعه قال : قال : تقول في آخر ركعة من صلاة جعفر عليه السلام : «يامن لبس العزّ والوقار يامن تعطّف بالمجد و تكرّم به ، يامن لاينبغي التسبيح إلّا له يامن أحصى كلّ شيء علمه ، ياذا النعمة والطول ياذا المنّ والفضل ، ياذا القدرة والكرم أسألك بمعاقد العزّ من عرشك و بمنتهى الرّحمة من كتابك وباسمك الأعظم الأعلى وكلماتك التّامّة(٥) أن تصلّي على محمّد وآل محمّد وأن تفعل بي كذا وكذا » .

٦ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عبدالله بن أبي القاسم ، ذكره ، عمّن حدّثه عن أبي سعيد المدائنيّ قال : قال لي أبو عبدالله عليه السلام : ألا اُعلّمك شيئاً تقوله في صلاة جعفر ؟ فقلت : بلى ، فقال : إذا كنت في آخر سجدة من الأربع ركعات فقل إذا فرغت من تسبيحك : «سبحان من لبس العزّ والوقار ، سبحان من تعطّف بالمجد وتكرّم به ، سبحان من لاينبغي التسبيح إلّا له ، سبحان من أحصى كلّ شيء علمه ، سبحان ذي المنّ والنعم ، سبحان ذي القدرة والكرم ، اللّهمّ إنّي أسألك بمعاقد العزّ من عرشك و منتهى الرّحمة من كتابك واسمك الأعظم وكلماتك التّامّة الّتي تمّت صدقاً و عدلاً صلّ على محمّد وأهل بيته وافعل بي كذا وكذا » .

٧ ـ محمّد بن الحسن ، عن سهل بن زياد ، عن عليّ بن أسباط ، عن الحكم بن مسكين ، عن إسحاق بن عمّار قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : من صلّى صلاة جعفر كتب الله عزّ وجلّ له من الأجر مثل ماقال رسول الله صلّى الله عليه وآله لجعفر ؟ قال : إي والله .

باب ۹۰

نماز تسبیح

۱۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا جعفر طیار کیا تم کو نہ دوں کیا تم کو عطا نہ کروں ایسی چیز کہ سب لوگ تمہیں دوست رکھیں۔ جعفر نے کہا یا رسولؐ اللہ ضرور دیجئے۔ لوگوں نے سمجھا سونا یا چاندی دیں گے تاکہ لوگ اس کی وجہ سے عزت کریں۔ فرمایا میں تمہیں ایسی چیز دوں گا کہ اگر تم ہر روز کرو تو یہ دنیا و مافیہا میں تمہارے لئے بہتر ہوگا اور اگر دو دن میں ایک بار کرو گے تو جو گناہ ان دو دنوں میں کئے ہونگے وہ معاف ہو جائیں گے یا اگر ہر جمعہ یا ہر ماہ یا ہر سال کرو گے تو ان کے بیچ کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ اے جعفر وہ چار رکعت نماز ہے حمد و سورہ سے شروع کرو جب پڑھ چکو تو سبحان اللہ و الحمد للہ لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر پندرہ بار کہو، جب رکوع میں جاؤ تو دس بار جب رکوع سے اٹھو تو دس بار، سجدہ میں جاؤ تو دس بار، سجدہ سے سر اٹھاؤ تو دس بار، دوسرے سجدہ میں دس بار، سجدہ سے سر اٹھاؤ تو کھڑے ہونے سے پہلے دس بار کہو۔ یہ سب تسبیحیں ۷۵ ہوئیں اور چار رکعت میں بارہ سو تسبیح و تہلیل و تکبیر و تحمید ہوئیں۔

پس چاہو تو یہ نمازیں دن میں پڑھو چاہے رات میں۔ (حسن)

۲۔ فرمایا حضرت نے پہلی رکعت میں سورۂ اذا زلزلت الارض دوسری میں والعادیات تیسری میں اذا جاء نصر اللہ چوتھی میں قل ہو اللہ۔ میں نے کہا ثواب کیا ہے فرمایا اگر ایک صحرا کے برابر گناہ ہوں گے تو بخشے جائیں گے پھر فرمایا یہ تمہارے اور تمہارے اصحاب کے لئے ہے یہ نماز رات میں پڑھو اور سفر میں رات دن، چاہو نوافل میں داخل کر لو۔

۳۔ فرمایا حضرتؑ نے جو کسی کام میں مستعجل ہو وہ نماز جعفر طیار پڑھے۔ پھر تسبیح پڑھتا ہوا اپنی حاجت کے لئے جائے۔ (مجہول)

۴۔ میں نے امام علیہ السلام کو نماز تسبیح پڑھنے کے لئے لکھا حضرت نے جواب میں لکھا اگر مسافر ہو تو پڑھ لو۔

۵۔ اور کہو "یامن لبس العزّ والوقار یامن تعطّف بالمجد وتكرّم به، یامن لاینبغي التسبيح إلّا له یامن أحصى كلّ شيء علمه، یاذاالنعمة والطول یاذا المنّ والفضل، یاذا القدرة والكرم أسألك بمعاقد العزّ من عرشك وبمنتهى الرّحمة من كتابك وباسمك الأعظم الأعلى وكلماتك التامّة(۵) أن تصلّي على محمّد وآل محمّد" پھر اپنی حاجت طلب کرو۔ (مرفوع)

۶۔ فرمایا میں تمہیں ایک دعا تعلیم کرتا ہوں نماز ظہر کی چوتھی رکعت کے سجدہ میں جاؤ اور تسبیح سے فارغ ہو کہو

«سبحان من لبس العزّ والوقار، سبحان من تعطّف بالمجد وتكرّم به، سبحان من لاينبغي التسبيح إلّا له، سبحان من أحصى كلّ شيء علمه، سبحان ذي المنّ والنعم، سبحان ذي القدرة والكرم، اللّهمّ إنّي أسألك بمعاقد العزّ من عرشك و منتهى الرّحمة من كتابك واسمك الأعظم وكلماتك التّامّة الّتي تمّت صدقاً و عدلاً صلّ على محمّد وأهل بيته» پھر دعا مانگے۔

۷۔ میں نے پوچھا کیا اجر ہے نماز جعفر طیار پڑھنے کا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ وہی اجر اس کو دے گا جو رسول اللہؐ نے فرمایا (اس کا بیان پہلی حدیث میں آچکا) خدا کی قسم وہی اجر دے گا۔

«باب ۹»

(صلاة فاطمة سلام الله عليها وغيرها من صلاة الترغيب)

۱ ـ عليّ بن محمّد و غيره، عن سهل بن زياد، عن عليّ بن الحكم، عن مثنّى الحنّاط، عن أبي بصير قال: سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول: من صلّى أربع ركعات بمائتي مرّة قل هو الله أحد في كلّ ركعة خمسون مرّة لم ينفتل وبينه وبين الله ذنب إلّا غفر له.

۲ ـ عدّة من أصحابنا، عن أحمد بن محمّد، عن البرقي، عن سعدان، عن عبدالله ابن سنان، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: من صلّى أربع ركعات يقرء في كلّ ركعة قل هو الله أحد خمسين مرّة لم ينفتل وبينه وبين الله ذنب.

۳ ـ محمّد بن يحيى بإسناده رفعه، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: من صلّى ركعتين بقل هو الله أحد في كلّ ركعة ستّين مرّة انفتل وليس بينه وبين الله ذنب.

۴ ـ عليّ بن محمّد، عن بعض أصحابنا، عن أبي الحسن الرّضا عليه السلام قال: من صلّى المغرب وبعدها أربع ركعات ولم يتكلّم حتّى يصلّي عشر ركعات يقرء في كلّ ركعة بالحمد وقل هو الله أحد كانت عدل عشر رقاب.

۵ ـ عدّة من أصحابنا، عن أحمد بن محمّد بن عيسى، عن ابن أبي عمير، عن محمّد

ابن كردوس ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : من تطهّر ثمّ أوى إلى فراشه بات و فراشه كمسجده فإن قام من اللّيل فذكر الله تناثرت عنه خطاياه فإن قام من آخر اللّيل فتطهّر و صلّى ركعتين و حمدالله و أثنى عليه و صلّى على النبيّ صلّى الله عليه و آله لم يسأل الله شيئاً إلّا أعطاه إمّا أن يعطيه الّذي يسأله بعينه وإمّا أن يدّخر له ماهوخير له منه .

٦ ـ عليّ بن محمّد بإسناده ، عن بعضهم عليه السلام في قول الله عزّ وجلّ : « إنّ ناشئة اللّيل هي أشدّ وطأ وأقوم قيلا » قال : هي ركعتان بعد المغرب تقرء في أوّل ركعة بفاتحة الكتاب وعشر من أوّل البقرة و آية السخرة ومن قوله : « وإلهكم إله واحد لا إله إلّا هو الرّحمن الرّحيم ۞ إنّ في خلق السموات و الأرض ـ إلى قوله ـ : لآيات لقوم يعقلون » وخمس عشرة مرّة قل هوالله أحد و في الركعة الثّانية فاتحة الكتاب و آية الكرسي و آخر البقرة من قوله : « لله ما في السموات وما في الأرض ـ إلى أن تختم السورة ـ » وخمس عشرة مرّة قل هوالله أحد ، ثمّ ادع بعد هذا بما شئت ، قال : ومن واظب عليه كتب له بكلّ صلاة ستمائة ألف حجّة .

٧ ـ عليّ بن محمّد رفعه ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا كان النّصف من شعبان فصل أربع ركعات تقرء في كلّ ركعة الحمد و قل هوالله أحد مائة مرّة فإذا فرغت فقل : « اللّهمّ إنّي إليك فقير وإنّي عائذ بك ومنك خائف وبك مستجير ، ربّ لا تبدّل اسمي ربّ لاتغيّر جسمي ، ربّ لاتجهد بلائي أعوذ بعفوك من عقابك و أعوذ برضاك من سخطك وأعوذ برحمتك من عذابك وأعوذ بك منك جلّ ثناؤك أنت كما أثنيت على نفسك وفوق ما يقول القائلون » ، قال : وقال أبوعبدالله عليه السلام : يوم سبعة و عشرين من رجب نبّيء فيه رسول الله صلّى الله عليه وآله من صلّى فيه أيّ وقت شاء اثنتى عشرة ركعة يقرء في كلّ ركعة بامّ القرآن وسورة ما تيسّر فإذا فرغ و سلّم جلس مكانه ثمّ قرء امّ القرآن أربع مرّات والمعوّذات الثلاث كلّ واحدة أربع مرّات فإذا فرغ و هو في مكانه قال : « لا إله إلّا الله والله أكبر والحمد لله وسبحان الله ولاحول ولاقوّة إلّا بالله » أربع مرّات ثمّ يقول : « الله الله ربّي لا اُشرك به شيئاً » أربع مرّات ، ثمّ يدعو فلا يدعو بشيء إلّا استجيب له في كلّ حاجة إلّا أن يدعو في جايحة قوم أو قطيعة رحم .

باب ۹

نماز فاطمہؑ زہرا وغیرہ

۱۔ فرمایا حضرت نے جو چار رکعت نماز دو سو مرتبہ قل ہو اللہ احد کے ساتھ پڑھے ہر رکعت میں پچاس مرتبہ تو اللہ ہر وہ گناہ بخش دے گا جو اس کے اور خدا کے درمیان ہوگا۔ (مجہول)

۲۔ فرمایا جو چار رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں پچاس بار قل ہو اللہ احد پڑھے تو اپنی جگہ سے نہ اٹھے گا کہ اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ (مجہول)

۳۔ فرمایا جو کوئی دو رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں ساٹھ مرتبہ قل ہو اللہ احد پڑھے تو یہ افضل ہے اس کے اور خدا کے درمیان کوئی گناہ باقی نہ رہے گا۔ (مرفوع)

۴۔ فرمایا امام رضا علیہ السلام نے جو نماز مغرب کے بعد چار رکعت نماز پڑھے اور بغیر کلام کے دس رکعت اور پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد و قل ہو اللہ پڑھے تو یہ دس غلام آزاد کرنے کے برابر ہوگا۔ (مرسل)

۵۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے جو کوئی طہارت کے بعد اپنے بستر پر سوئے تو ایسے سوئے گا جیسے اپنی مسجد میں اور اگر رات کو بیدار ہو کر ذکر خدا کرے تو اس کے گناہ بکھر جائیں گے اور اگر آخر شب میں طہارت کرکے دو رکعت نماز پڑھے اور اللہ کی حمد و ثنا کرے اور محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیجے تو جو سوال کرے گا اللہ اسے عطا کرے گا یا بعینہ اس کے لیے نیکی کا ذخیرہ کر دے گا۔ (مجہول)

۶۔ فرمایا آیہ إنّ ناشئة اللیل کے متعلق کہ وہ دو رکعت نماز ہے بعد مغرب پہلی رکعت میں سورہ الحمد پڑھے اور دس آیات سورۂ بقر کی پہلی اور یہ آیات إنّ في خلق السموات و الأرض تا لقوم يعقلون، اور پندرہ بار قل ہو اللہ احد پڑھے اور رکعت ثانیہ میں سورۂ حمد آیۃ الکرسی اور سورہ بقر کی آخری آیتیں۔ لله ما في السموات وما في الأرض سے آخری سورہ تک اور پندرہ بار سورۂ قل ہو اللہ پڑھے پھر جو چاہے دعا مانگے جو کوئی اس کا وظیفہ کرے اس کو ہر نماز کے بدلے چھ ہزار حج کا ثواب ملتا ہے۔ (مرفوع)

۷۔ فرمایا حضرت نے جب نصف شعبان ہو تو چار رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں الحمد و قل ہو اللہ سو بار پڑھے اور کہے اللّٰهمّ إنّي إليك فقير وإنّي عائذ بك ومنك خائف وبك مستجير، ربّ لا تبدّل اسمي ربّ لا تغيّر جسمي، ربّ لا تجهد بلائي أعوذ بعفوك من عقابك و أعوذ برضاك من سخطك وأعوذ برحمتك من عذابك وأعوذ بك منك جلّ ثناؤك أنت كما أثنيت على نفسك وفوق ما يقول القائلون

اور حضرتؑ نے فرمایا ۲۷ رجب کو حضرت رسولؐ خدا نے آگاہ کیا کہ جس وقت چاہے ۱۲ رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں سورۂ الحمد اور جو سورہ آسان ہو پڑھے، جب پڑھ چکے تو اپنی جگہ بیٹھ کر سورۂ الحمد چار مرتبہ اور تینوں معوذ چار چار بار اس کے بعد نہایت خضوع وخشوع سے کہے اللہ ربی لا اشرک بہ شیئاً چار بار پھر جو چاہے دعا مانگے ہر حاجت قبول ہوگی سوائے کسی پر ظلم کرنے یا قطع رحم کرنے کے۔ (مرفوع)

﴿باب ۹۲﴾

(صلاة الاستخارة)

١ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن محمّد بن خالد، عن النضر بن سويد، عن يحيى الحلبيّ، عن عمرو بن حريث قال: قال أبو عبدالله عليه السلام: صلّ ركعتين واستخر الله فوالله ما استخار الله مسلم إلاّ خار له البتّة.

٢ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن عثمان بن عيسى، عن عمرو بن شمر، عن جابر، عن أبي جعفر عليه السلام قال: كان عليّ بن الحسين صلوات الله عليهما إذا همّ بأمر حجّ أو عمرة أو بيع أو شراء أو عتق تطهّر ثمّ صلّى ركعتي الاستخارة فقرء فيهما بسورة الحشر وبسورة الرّحمن ثمّ يقرء المعوّذتين وقل هو الله أحد إذا فرغ وهو جالس في دبر الرّكعتين، ثمّ يقول: «اللّهمّ إن كان كذا وكذا خيراً لي في ديني ودنياي وعاجل أمري وآجله فصلّ على محمّد وآله ويسّره لي على أحسن الوجوه وأجملها اللّهمّ وإن كان كذا وكذا شرّاً لي في ديني ودنياي وآخرتي وعاجل أمري وآجله فصلّ على محمّد وآله واصرفه عنّي، ربّ صلّ على محمّد وآله واعزم لي على رشدي وإن كرهت ذلك أو أبته نفسي».

٣ ـ غير واحد، عن سهل بن زياد، عن أحمد بن محمّد البصريّ، عن القاسم بن عبدالرّحمن الهاشميّ، عن هارون بن خارجة، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: إذا أردت أمراً فخذ ستّ رقاع فاكتب في ثلاث منها: بسم الله الرّحمن الرّحيم خيرة من الله العزيز الحكيم لفلان بن فلانة افعله، وفي ثلاث منها: بسم الله الرّحمن الرّحيم خيرة من الله العزيز الحكيم لفلان بن فلانة لا تفعل، ثمّ ضعها تحت مصلاّك ثمّ صلّ ركعتين فإذا

فرغت فاسجد سجدة وقل فيها مائة مرّة : «أستخير الله برحمته خيرة في عافية » ثمّ استو جالساً وقل : «اللّهمّ خرلي واخترلي في جميع اُموري في يسر منك و عافية ثمّ اضرب بيدك إلى الرّقاع فشوّشها و أخرج واحدة ، فإن خرج ثلاث متواليات افعل فافعل الأمر الّذي تريده و إن خرج ثلاث متواليات لا تفعل فلا تفعله و إن خرجت واحدة افعل والاُخرى لا تفعل فاخرج من الرّقاع إلى خمس فانظر أكثرها فاعمل به ودع السّادسة لا تحتاج إليها .

٤ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن فضّال قال : سأل الحسن بن الجهم أبا الحسن عليه السلام لابن أسباط فقال : ما ترى له ـ وابن أسباط حاضر ونحن جميعاً ـ يركب البرّ أو البحر إلى مصر فأخبره بخير طريق البرّ فقال : البرّ وأت المسجد في غير وقت صلاة الفريضة فصلّ ركعتين واستخر الله مائة مرّة ، ثمّ انظر أيّ شيء يقع في قلبك فاعمل به . وقال له الحسن : البرّ أحبّ إليّ له ، قال : وإليّ (٢) .

٥ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أسباط ؛ ومحمّد بن أحمد ، عن موسى بن القاسم البجليّ ، عن عليّ بن أسباط قال : قلت لأبي الحسن الرضا عليه السلام : جعلت فداك ماترى آخذ برّاً أو بحراً . فإنّ طريقنا مخوف شديد الخطر ؟ فقال : اخرج برّاً ولاعليك أن تأتي مسجد رسول الله صلى الله عليه وآله وتصلّي ركعتين في غير وقت فريضة ، ثمّ لتستخير الله مائة مرّة ومرّة ثمّ تنظر فإن عزم الله لك على البحر فقل الّذي قال الله عزّ و جلّ : « وقال اركبوا فيها بسم الله مجريها ومرسيها إنّ ربي لغفور رحيم » فإن اضطرب بك البحر فاتّك على جانبك الأيمن وقل : بسم الله اسكن بسكينة الله وقرّ بوقار الله واهدء بإذن الله ولاحول ولاقوّة إلّا بالله » .

قلنا : أصلحك الله ماالسكينة ريح تخرج من الجنّة لها صورة كصورة الإنسان و رائحة طيّبة وهي الّتي نزلت على إبراهيم فأقبلت تدور حول أركان البيت وهو يضع الأساطين قيل له : هي من الّتي قال الله عزّ وجلّ : «فيه سكينة من ربّكم وبقيّة ممّا ترك آل موسى و آل هرون » قال : تلك السكينة في التابوت و كانت فيه طشت تغسل فيها قلوب الأنبياء و كان التّابوت يدور في بني إسرائيل مع الأنبياء ثمّ أقبل علينا فقال : ماتابوتكم؟ قلنا : السّلاح ، قال: صدقتم هو تابوتكم وإن خرجت برّاً فقل : الّذي قال الله عزّ وجلّ : « سبحان الّذي سخّر لنا هذا وما كنّا له مقرنين ❊ و إنّا إلى ربّنا لمنقلبون

فإنّه ليس من عبد يقولها عند ركوبه فيقع من بعير أو دابّة فيصيبه شيء بإذن الله، ثمّ قال: فإذا خرجت من منزلك فقل: «بسم الله آمنت بالله، توكّلت على الله، لاحول ولا قوّة إلّا بالله» فإنّ الملائكة تضرب وجوه الشياطين ويقولون: قد سمّى الله و آمن بالله وتوكّل على الله وقال: لاحول ولا قوّة إلّا بالله.

٦ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن عليّ بن حديد، عن مرازم قال: قال لي أبوعبدالله عليه السلام: إذا أراد أحدكم شيئاً فليصلّ ركعتين ثمّ ليحمد الله وليثن عليه وليصلّ على محمّد وأهل بيته ويقول: «اللّهمّ إن كان هذا الأمر خيراً لي في ديني و دنياي فيسّره لي واقدره وإن كان غير ذلك فاصرفه عنّي» فسألته أيّ شيء أقرء فيهما؟ فقال: إقرء فيهما ما شئت وإن شئت قرأت فيهما قل هو الله أحد و قل يا أيّها الكافرون.

٧ ـ عليّ بن محمّد، عن سهل بن زياد، عن محمّد بن عيسى، عن عمرو بن إبراهيم، عن خلف بن حمّاد، عن إسحاق بن عمّار، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: قلت له: ربّما أردت الأمر يفرق منّي فريقان أحدهما يأمرني والآخر ينهاني؟ قال: فقال: إذا كنت كذلك فصلّ ركعتين و استخر الله مائة مرّة ومرّة، ثمّ انظر أحزم الأمرين لك فافعله، فإنّ الخيرة فيه إن شاء الله ولتكن استخارتك في عافية فإنّه ربّما خير للرجل في قطع يده وموت ولده وذهاب ماله.

٨ ـ عليّ بن محمّد رفعه عنهم عليهم السلام أنّه قال: لبعض أصحابه وقد سأله عن الأمر يمضي فيه ولا يجد أحداً يشاوره فكيف يصنع؟ قال: شاور ربّك، قال: فقال له: كيف؟ قال له: أنو الحاجة في نفسك ثمّ اكتب رقعتين في واحدة لا وفي واحدة نعم و اجعلهما في بندقتين من طين ثمّ صلّ ركعتين واجعلهما تحت ذيلك وقل: «يا الله إنّي اُشاورك في أمري هذا و أنت خير مستشار ومشير فأشر عليّ بما فيه صلاح وحسن عاقبة» ثمّ أدخل يدك فإن كان فيها نعم، فافعل وإن كان فيها لا، لا تفعل هكذا شاور ربّك.

باب ۹۲

نماز استخارہ

۱۔ فرمایا دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ سے استخارہ کرو، واللہ جس نے اللہ سے استخارہ کیا اس کو خیر حاصل ہوا۔ (ص)

۲۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ امام زین العابدین علیہ السلام جب ارادہ کرتے حج و عمرہ، خرید و فروخت یا غلام آزاد کرنے کا تو دو رکعت نماز استخارہ پڑھتے اور ان میں سورہ حشر اور رحمٰن پڑھتے پھر معوذتین اور قل ہو اللہ پڑھتے جب نماز پڑھ چکتے تو بیٹھ کر کہتے یا اللہ اگر فلاں امر میرے لئے بہتر ہو دین و دنیا میں یا بجلد و بدیر ہونے میں تو رحمت نازل کر محمد و آل محمدؐ پر اور بہترین طریقہ اور حسن انجام کے ساتھ اسے آسان کر دے اور اگر فلاں امر بد ہو میری دنیا و دین و آخرت اور جلد یا بدیر ہونے میں تو رحمت نازل کر محمدؐ و آل محمدؐ پر اور اہمیت دے مجھے نیکی پر رہنے کی اگرچہ اس کو ناگوار جانوں اور میرے نفس کو اس سے تکلیف ہو۔ (ض)

۳۔ فرمایا صادق آل محمدؐ نے جب کسی امر کا ارادہ کرو تو چھ پرچے لو ان میں سے تین پر لکھو بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم خیرۃ من اللہ العزیز الحکیم لفلان بن فلانۃ افعلہ اور دوسرے تین پر لکھو بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم خیرۃ من اللہ العزیز الحکیم لفلان بن فلانۃ لاَ تفعل ان پرچوں کو اپنے مصلّی کے نیچے رکھو اور دو رکعت نماز پڑھو اس کے بعد سجدہ میں جاؤ اور سو مرتبہ کہو «أستخیر اللہ برحمتہ خیرۃ فی عافیۃ» پھر اٹھ کر بیٹھو اور کہو اللھم خرلی واخترلی فی جمیع اموری فی یسر منک وعافیہ پھر وہ پرچے اپنے ہاتھ سے گڈمڈ کر دو، اور ایک پرچہ نکالو اگر متواتر تین پرچے افعل کے نکلیں تو اس کام کو کرو۔ اگر تین متواتر لا تفعل نکلیں تو نہ کرو اور اگر ایک افعل نکلے اور دوسرا لا تفعل تو پانچ تک نکالو اور جن کی اکثر ہو اس پر عمل کرو۔ اور چھٹے کو چھوڑ دو اس سے مطلب نہیں۔ (ض)

۴۔ حسن بن الجہم نے ابوالحسن علیہم السلام سے کہا۔ ابن اسباط اور ہم براہ خشکی اور تری مصر جانا چاہتے ہیں ہمیں بتائیے خشکی کا سفر بہتر ہوگا یا نہیں۔ فرمایا خشکی کا۔ تم وقت نماز واجب کے علاوہ کسی وقت مسجد میں آؤ اور دو رکعت نماز بجا لا کر طلب خیر اللہ سے کرو، پھر غور کرو تمہارے دل میں کیا بات پیدا ہوتی ہے پس اسی پر عمل کرو۔ حسن نے کہا۔ میں تو خشکی کا سفر پسند کرتا ہوں۔ فرمایا۔ میں بھی۔ (موثق)

۵۔ میں نے ابوالحسن علیہ السلام سے کہا میں آپ پر فدا ہوں آپؐ کی کیا رائے ہے میں خشکی سے سفر کروں یا تری سے ہمارا راستہ بہت زیادہ خطرناک ہے فرمایا خشکی کا راستہ اختیار کرو اور مسجد رسولؐ میں جا کر دو رکعت نماز پڑھو اور سو مرتبہ اور ایک بار استخیر اللہ کہو۔ پھر غور کرو اگر تمہارے دل میں تری کا خیال اللہ پیدا کرے تو تری سے سفر کرو۔ آیت پڑھا کرو بسم اللہ مجریہا و مرسیہا إن ربی لغفور رحیم، اگر دریا میں طوفان آ جائے تو داہنی طرف تکیہ رکھ کر کہو بسم اللہ اسکن بسکینۃ اللہ وقرّ بوقار اللہ واھدء باذن اللہ ولاحول ولاقوۃ إلا باللہ۔ ہم نے کہا خدا آپؐ کی حفاظت کرے سکینہ کیا ہے فرمایا ایک ہوا ہے جو جنت سے چلتی ہے اس کی صورت انسان کی سی ہے خوشبودار ہوا ہے۔ یہی نازل ہوتی تھی حضرت ابراہیم پر، وہ آئی ارکان بیت کے گرد چکر کھانے

لگن اسی نے اساطین کو رکھا۔ پوچھا گیا کیا یہ وہی ہے جس کے لئے خدا نے فرمایا ہے فيه سكينة من ربكم و بقية مما ترك آل موسى و آل هرون فرمایا وہی ہے جو تابوت میں تھی اور اس میں ایک طشت تھا جس میں غسل دیا جاتا تھا۔ قلوب انبیاء کو یہ تابوت گردش کرتا تھا انبیاء کے ساتھ بنی اسرائیل ہیں۔ پھر حضرت نے فرمایا تمہارا تابوت کیا ہے ہم نے کہا ہتھیار، فرمایا سچ کہا تمہارا تابوت یہی ہے اچھا اگر تم خشکی کا سفر کرو تو یہ آیت پڑھو، سبحان الّذي سخّر لنا هذا وما كنّا له مقرنين ☆ و إنّا إلى ربّنا لمنقلبون، اس کو پڑھنے والا خواہ اونٹ پر ہو یا گھوڑے پر باذنِ خدا کسی مصیبت میں گرفتار نہ ہوگا۔ جب تم اپنی منزل کی طرف سفر کرو تو کہو بسم الله آمنت بالله، توكّلت على الله، لاحول ولا قوّة إلّا بالله ملائکہ شیطان کے منہ پر کوڑے ماریں گے اور کہیں گے اس نے اللہ کا نام لیا ہے اور اللہ پر ایمان لایا ہے اور اللہ پر توکل کیا ہے اور لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہا ہے۔ (موثق)

فرمایا صادق آل محمدؑ نے جب تم میں سے کوئی کسی امر کا ارادہ کرے تو دو رکعت نماز پڑھے۔ پھر حمد و ثنائے الٰہی بجا لائے اور محمد و آل محمدؐ پر درود بھیجے پھر کہے یا اللہ اگر یہ امر میرے لئے بہتر ہے دنیا و آخرت میں تو اس کو میرے لئے آسان کر اور اگر بد ہے تو مجھ سے ہٹا لے میں نے پوچھا ان دو رکعتوں میں کیا پڑھے فرمایا قل ہو اللہ اور قل یا ایہا الکافرون۔ (ض)

۷۔ میں نے کہا اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جب میں کسی کام کا ارادہ کروں تو میرا دل دو فریق بن جاتا ہے ایک کہتا ہے کر و دوسرا کہتا ہے نہ کرو فرمایا ایسی حالت ہو تو دو رکعت نماز پڑھو اور ایک سو ایک مرتبہ استخیر اللہ کہو۔ پھر دیکھو دو امروں میں سے کس امر پر حتمی رائے ہوئی۔ اگر ہو گئی ہے تو اسے کرو انشاء اللہ بہتری ہو گی اور تیرا استخارہ سبب عافیت ہوگا بسا اوقات انسان کی بہتری ہاتھ قطع ہونے، اولاد مرنے اور مال جانے میں ہوتی ہے۔ (ج)

۸۔ کسی نے کہا بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ انسان مشورہ کے لئے کسی کو نہیں پاتا فرمایا ایسی صورت میں اللہ سے مشورہ کرو۔ پوچھا کیسے، فرمایا اپنی حاجت کی نیت کرو پھر دو رقعے لو ایک پر لا لکھو اور دوسرے پر نعم اور دونوں کو مٹی میں لپیٹ کر گولے بنا لو پھر دو رکعت نماز پڑھ کے ان دونوں کو اپنے دامن کے نیچے رکھو اور کہو یا اللہ إنّي أشاورك في أمري هذا و أنت خير مستشار ومشير فأشر عليّ بما فيه صلاح وحسن عاقبة۔ پھر ہاتھ ڈال کر ایک گولہ نکالو۔ اگر نعم ہے تو کرو ورنہ نہیں یہی تمہارا اللہ سے مشورہ ہے۔

۹۳

﴿باب﴾

☆(الصلاة في طلب الرزق)☆

١ ـ محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن صفوان بن يحيى ، عن ابن

مسكان ، عن محمّد بن عليّ الحلبيّ قال : شكى رجل إلى أبي عبدالله عليه السلام الفاقة و الحرفة في التّجارة بعد يسار قد كان فيه ، ما يتوجّه في حاجة إلّا ضاقت عليه المعيشة فأمره أبوعبدالله عليه السلام أن يأتي مقام رسول الله صلى الله عليه وآله بين القبر والمنبر فيصلّي ركعتين و يقول مائة مرّة : « اللّهمّ إنّي أسألك بقوّتك و قدرتك و بعزّتك وما أحاط به علمك أن تيسّر لي من التجارة أوسعها رزقاً وأعمّها فضلاً وخيرها عاقبة » قال الرّجل : ففعلت ما أمرني به فما توجّهت بعد ذلك في وجه إلّا رزقني الله .

٢ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن أحمد بن أبي داود ، عن أبي حمزة ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : جاء رجل إلى النّبيّ صلى الله عليه وآله فقال : يا رسول الله إنّي ذو عيال و عليّ دين وقد اشتدّت حالي فعلّمني دعاء إذا دعوت به رزقني الله ما أقضي به ديني وأستعين به على عيالي فقال : يا عبدالله توضّأ وأسبغ وضوءك ثمّ صلّ ركعتين تتمّ الرّكوع و السّجود فيهما ، ثمّ قل : « ياماجد ياواحد يا كريم أتوجّه إليك بمحمّد نبيّك نبيّ الرّحمة ، يا محمّد يا رسول الله إنّي أتوجّه بك إلى الله ربّك و ربّ كلّ شيء أن تصلّي على محمّد وعلى أهل بيته و أسألك نفحة من نفحاتك و فتحاً يسيراً ورزقاً واسعاً ألمّ به شعثي وأقضي به ديني وأستعين به على عيالي » .

٣ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن أبي نجران ، عن صباح الحذّاء عن ابن الطيّار قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : إنّه كان في يدي شيء تفرّق وضقت ضيقاً شديداً ، فقال لي : ألك حانوت في السّوق ؟ قلت : نعم وقد تركته ، فقال : إذا رجعت إلى الكوفة فاقعد في حانوتك واكنسه فإذا أردت أن تخرج إلى سوقك فصلّ ركعتين أو أربع ركعات ثمّ قل في دبر صلاتك : « توجّهت بلاحول منّي ولا قوّة ولكن بحولك وقوّتك أبرء إليك من الحول والقوّة إلّا بك فأنت حولي ومنك قوّتي ، اللّهمّ فارزقني من فضلك الواسع رزقاً كثيراً طيّباً و أنا خافض في عافيتك فإنّه لايملكها أحد غيرك » قال : ففعلت ذلك و كنت أخرج إلى دكّاني حتّى خفت أن يأخذني الجابي بأجرة دكّاني وماعندي شيء قال : فجاء جالب بمتاع فقال لي : تكريني نصف بيتك فأكريته نصف بيتي بكرى البيت كلّه ، قال : وعرض متاعه فأعطى به شيئاً لم يبعه فقلت له : هل لك إليّ خير تبيعني عدلاً من متاعك هذا أبيعه وآخذ فضله و أدفع إليك ثمنه ، قال : وكيف لي بذلك ؟ قال : قلت : ولك الله عليّ بذلك ، قال : فخذ عدلاً منها

فأخذته و رقمته وجاء بردٌ شديد فبعت المتاع من يومي و دفعت إليه الثّمن و أخذت الفضل فمازلت آخذ عدلاً عدلاً فأبيعه و آخذ فضله وأردُّ عليه من رأس المال حتّى ركبت الدّواب واشتريت الرّقيق وبنيت الدّور.

٤ ـ عليُّ بن إبراهيم، عن أحمد بن محمّد، عن عليِّ بن الحكم، عن ابن الوليد بن صبيح، عن أبيه قال: قال أبوعبدالله عليه السلام: يا وليد أين حانوتك من المسجد فقلت: على بابه، فقال: إذا أردت أن تأتي حانوتك فابدء بالمسجد فصلِّ فيه ركعتين أو أربعاً ثمَّ قل: «غدوت بحول الله وقوَّته وغدوت بلاحول منّي ولا قوَّة بل بحولك و قوَّتك يارب، اللّهمَّ إنّي عبدك ألتمس من فضلك كما أمرتني فيسّر لي ذلك وأنا خافض في عافيتك».

٥ ـ عدَّةٌ من أصحابنا، عن البرقيِّ، عن أبيه، عن صفوان بن يحيى، عن محمّد بن الحسن العطّار، عن رجل من أصحابنا، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: قال لي: يا فلان أما تغدو في الحاجة، أما تمرُّ بالمسجد الأعظم عندكم بالكوفة؟ قلت: بلى، قال: فصلِّ فيه أربع ركعات قل فيهنَّ: «غدوت بحول الله وقوَّته، غدوت بغير حول منّي ولا قوَّة ولكن بحولك يارب وقوَّتك أسألك بركة هذا اليوم وبركة أهله و أسألك أن ترزقني من فضلك حلالاً طيّباً تسوقه إليَّ بحولك و قوَّتك وأنا خافضٌ في عافيتك».

٧ ـ عليُّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن عبدالله بن المغيرة، عن الوليد بن صبيح، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: إذا غدوت في حاجتك بعد أن تجب الصّلاة فصلِّ ركعتين فإذا فرغت من التشهّد قلت: «اللّهمَّ إنّي غدوت ألتمس من فضلك كما أمرتني فارزقني رزقاً حلالاً طيّباً وأعطني فيما رزقتني العافية» تعيدها ثلاث مرّات ثمَّ تصلّي ركعتين أخراوين فإذا فرغت من التشهّد قلت: «بحول الله و قوَّته غدوت بغير حول منّي ولا قوَّة ولكن بحولك يارب و قوَّتك و أبرء إليك من الحول والقوَّة، اللّهمَّ إنّي أسألك بركة هذا اليوم و بركة أهله و أسألك أن ترزقني من فضلك رزقاً واسعاً طيّباً حلالاً تسوقه إليَّ بحولك و قوَّتك وأنا خافضٌ في عافيتك» تقولها ثلاثاً.

٦ ـ عليُّ بن محمّد بن عبدالله، عن إبراهيم بن إسحاق، عن عبدالله بن أحمد، عن الحسن بن عروة ـ ابن اُخت شعيب العقرقوفي ـ عن خاله شعيب قال: قال أبوعبدالله

عليه السلام : من جاع فليتوضّأ وليصلِّ ركعتين ، ثمّ يقول : «يارب إنّي جائع فأطعمني» فإنّه يطعم من ساعته .

باب ۹۳

نماز طلب رزق

۱۔ ایک شخص نے حضرت ابوعبداللہ سے اپنے فقر کی شکایت کی اور فائدے کے بعد تجارت میں نقصان کی جس قدر میں نے زیادہ کوشش کی اتنا ہی زیادہ نقصان ہوا۔ فرمایا مقام رسولؐ پر جو قبر اور منبر کے درمیان ہے دو رکعت نماز پڑھ کر سو مرتبہ کہو

اللّهمّ إنّي أسألك بقوّتك و قدرتك و بعزّتك وما أحاط به علمك أن تيسّر لي من التجارة أوسعها رزقاً وأعمّها فضلاً وخيرها عاقبة

اس نے کہا میں نے ایسا ہی کیا اس کے بعد میں نے جو کام کیا اللہ نے مجھے رزق دیا۔

۲۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ایک شخص حضرت رسول خدا کے پاس آیا اور کہنے لگا یا رسولؐ اللہ میں بال بچوں والا ہوں اور مقروض ہوں میرا حال بہت خراب ہے کوئی ایسی دعا تعلیم فرمائیے کہ جب میں دعا مانگوں میرا قرض ادا ہو جائے اور اپنے اہل وعیال کی مدد کر سکوں فرمایا اے بندۂ خدا وضو کر کے دو رکعت نماز پورے رکوع و سجود سے پڑھ اور پھر کہہ

ياماجد ياواحد يا كريم أتوجّه إليك بمحمّد نبيّك نبيّ الرّحمة ، يا محمّد يا رسول الله إنّي أتوجّه بك إلى الله ربّك و ربّ كلّ شيء أن تصلّي على محمّد وعلى أهل بيته و أسألك نفحةً من نفحاتك و فتحاً يسيراً ورزقاً واسعاً ألمّ به شعثي وأقضي به ديني وأستعين به على عيالي

۳۔ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے کہا میرے پاس جو کچھ تھا وہ سب ختم ہو گیا اور سخت تنگی سے بسر ہو رہی ہے حضرت نے فرمایا بازار میں تمہاری کوئی دکان ہے میں نے کہا ہے تو مگر میں نے اسے چھوڑ رکھا ہے فرمایا جب تم کوفہ جاؤ تو اپنی دکان میں بیٹھنا اور جھاڑو دے کر صاف کرنا جب تم بازار میں جا ہو تو دو رکعت نماز یا چار رکعت اور بعد نماز کہو

توجّهت بلاحول منّي ولا قوّة ولكن بحولك وقوّتك أبرء إليك من الحول والقوّة إلّا بك فأنت حولي ومنك قوّتي ، اللّهمّ فارزقني من فضلك الواسع رزقاً كثيراً طيّباً و أنا خافض في عافيتك فإنّه لايملكها أحدٌ غيرك

راوی کہتاہے میں نے ایسا ہی کیا۔ میں دکان پر جانے لگا یہاں تک کہ مجھے خوف ہوا کہ دکان کا کرایہ کا غلّہ جمع کرنے والا آجائے گا اور میرے پاس دینے کو کچھ نہیں ہے پس ایک تاجر جو شہروں شہروں سامان لے جاتا تھا آیا اور مجھ سے کہا تم اپنی نصف دکان مجھے کرایہ پر دے دو میں نے نصف دکان پوری دکان کے برابر کرایہ کے دے دی، اس نے اپنا سامان نکالا اور مجھے کچھ ایسا سامان دیا جو اسے بیچنا تھا میں نے کہا کیا تم مجھے کچھ ایسا سامان ازراہ عمل خیر دے سکتے ہو جسے فروخت کرکے تمہارے مال کی قیمت تمہیں دے دوں اور نفع خود لے لوں۔ اس نے کہا یہ کیسے، میں نے کہا خوشنودی خدا کے لیے، اس نے کہا لے لو، میں نے لے لیا۔ اتفاقاً سخت سردی پڑی اور مال جلد بک گیا میں نے قیمت اسے دے دی اور نفع خود لے لیا۔ چند بار کے لوٹ پھیر میں اللہ نے مجھے اتنی دولت دی کہ چوپائے خریدے، غلام خریدے اور گھر بنوالئے۔ (حسن)

۴۔ حضرتؑ نے ولید بن صبیح سے پوچھا تمہاری دکان کہاں ہے اس نے کہا مسجد کے دروازے پر ہے فرمایا جب دکان پر جانے کا ارادہ ہو تو پہلے مسجد میں دو یا چار رکعت نماز پڑھو پھر کہو۔ (مج) غدوت بحول الله وقوّته وغدوت بلاحول منّي، ولا قوّة بل بحولك و قوّتك يارب، اللّهم إنّي عبدك ألتمس من فضلك كما أمرتني فيسّر لي ذالك وأنا خافض في عافيتك

۵۔ حضرتؑ نے مجھ سے فرمایا کیا تم صبح کو کوئی حاجت نہیں رکھتے کیا تم مسجد اعظم کوفہ کی طرف سے جو تمہارے قریب ہے نہیں گزرتے۔ میں نے کہا ہاں گزرتا ہوں تو اس میں چار رکعت نماز پڑھ کے کہو۔ (مرسل)

فيهن: «غدوت بحول الله وقوّته، غدوت بغير حول منّي ولاقوّة ولكن بحولك يارب وقوّتك أسألك بركة هذا اليوم وبركة أهله و أسألك أن ترزقني من فضلك حلالاً طيّباً تسوقه إليّ بحولك و قوّتك وأنا خافض في عافيتك».

۶۔ فرمایا جب کوئی ضرورت پیش آئے تو واجب نماز کے بعد دو رکعت نماز پڑھو اور کہو۔
اللّهمّ إنّي غدوت ألتمس من فضلك كما أمرتني فارزقني رزقاً حلالاً طيّباً وأعطني فيما رزقتني العافية
تین بار پڑھو پھر دو رکعت نماز پڑھو اور بعد تشہد کہو۔ بحول الله و قوّته غدوت بغير حول منّي ولا قوّة ولكن بحولك يارب و قوّتك و أبرء إليك من الحول والقوّة، اللّهمّ إنّي أسألك بركة هذا اليوم و بركة أهله و أسألك أن ترزقني من فضلك رزقاً واسعاً طيّباً حلالاً تسوقه إليّ بحولك و قوّتك وأنا خافض في عافيتك

جو کوئی بھوکا ہو اسے چاہیے کہ وضو کرکے دو رکعت نماز پڑھے اور کہے۔ اللہ اسی وقت طعام دے گا یہ کلمات تین بار کہو یارب إنّي جائع فأطعمني۔

﴿بابٌ﴾

✿(صلاة الحوائج)✿

١ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أحمد بن محمّد بن أبي عبدالله ، عن زياد القنديّ ، عن عبدالرَّحيم القصير قال : دخلت على أبي عبدالله عليه السلام فقلت : جعلت فداك إنّي اخترعت دعاء ، قال : دعني من اختراعك إذا نزل بك أمر فافزع إلى رسول الله صلى الله عليه وآله وصلِّ ركعتين تهديهما إلى رسول الله صلى الله عليه وآله قلت : كيف أصنع ؟ قال : تغتسل و تصلّي ركعتين تستفتح بهما افتتاح الفريضة وتشهّد تشهّد الفريضة ، فإذا فرغت من التشهّد وسلّمت قلت : «اللّهمَّ أنت السّلام و منك السّلام و إليك يرجع السّلام اللّهمَّ صلّ على محمّد و آل محمّد وبلّغ روح محمّد منّي السّلام و أرواح الأئمّة الصّادقين سلامي واردد عليَّ منهم السّلام والسّلام عليهم و رحمة الله و بركاته ، اللّهمَّ إنَّ هاتين الرَّكعتين هديّةٌ منّي إلى رسول الله صلى الله عليه وآله فأثبني عليهما ما أمّلت ورجوت فيك وفي رسولك يا وليّ المؤمنين» ، ثمَّ تخرُّ ساجداً وتقول : «ياحيُّ يا قيّوم ، يا حيُّ لايموت ، ياحيُّ لاإله إلّا أنت يا ذاالجلال والإكرام يا أرحم الرّاحمين» أربعين مرَّة ثمَّ ضع خدّك الأيمن فتقولها أربعين مرَّة ثمَّ ضع خدَّك الأيسر فتقولها أربعين مرَّة ، ثمَّ ترفع رأسك و تمدّ يدك و تقول أربعين مرَّة ، ثمَّ تردّ يدك إلى رقبتك و تلوذ بسبّابتك و تقول ذلك أربعين مرَّة ، ثمَّ خذ لحيتك بيدك اليسرى وابك أوتباك وقل : «يا محمّد يارسول الله أشكو إلى الله وإليك حاجتي و إلى أهل بيتك الرّاشدين حاجتي وبكم أتوجّه إلى الله في حاجتي» ثمَّ تسجد وتقول : «يا الله يا الله ـ حتّى ينقطع نفسك ـ صلّ على محمّد و آل محمّد وافعل بي كذا و كذا» قال أبوعبدالله عليه السلام : فأنا الضّامن على الله عزَّ وجلَّ أن لايبرح حتّى تقضى حاجته .

٢ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن بعض أصحابنا رفعه إلى أبي عبدالله عليه السلام قال : في الرَّجل يحزنه الأمر أو يريد الحاجة قال : يصلّي ركعتين يقرء في إحديهما قل هو الله أحد ألف مرَّة وفي الاُخرى مرَّة ثمَّ يسأل حاجته .

٣ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليِّ بن دويل ، عن مقاتل بن مقاتل قال : قلت للرِّضا عليه السلام : جعلت فداك علّمني دعاء لقضاء الحوائج فقال : إذا كانت لك حاجة

إلى الله عزَّ وجلَّ مهمّة فاغتسل و ألبس أنظف ثيابك وشمَّ شيئاً من الطيب ثمَّ ابرز تحت السّماء فصلِّ ركعتين تفتتح الصّلاة فتقرء فاتحة الكتاب وقل هوالله أحد خمس عشرة مرَّة ، ثمَّ تركع فتقرء خمس عشرة مرَّة ، ثمَّ تتمّها على مثال صلاة التّسبيح غير أنَّ القراءة خمس عشرة مرَّة فإذا سلّمت فاقرأها خمس عشرة مرَّة ، ثمَّ تسجد فتقول في سجودك : « اللّهمَّ إنَّ كلَّ معبود من لدن عرشك إلى قرار أرضك فهو باطل سواك فإنّك [أنت] الله الحقُّ المبين اقض لي حاجة كذا وكذا السّاعة السّاعة » وتلحّ فيما أردت .

٤ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن أبي عليّ الخزّاز قال : حضرت أباعبدالله عليه السلام فأتاه رجلٌ فقال له : جعلت فداك أخي به بليّة أستحيي أن أذكرها فقال له : استر ذلك وقل له يصوم يوم الأربعاء والخميس والجمعة ويخرج إذا زالت الشّمس ويلبس ثوبين إمّا جديدين وإمّا غسيلين حيث لا يراه أحد فيصلّي و يكشف عن ركبتيه ويتمطّى براحتيه الأرض وجنبيه ويقرء في صلاته فاتحة الكتاب عشر مرّات وقل هوالله أحد عشر مرّات فإذا ركع قرء خمس عشرة مرّة قل هوالله أحد فإذا سجد قرأها عشراً فإذا رفع رأسه قبل أن يسجد قرأها عشرين مرّة يصلّي أربع ركعات على مثل هذا فإذا فرغ من التشهّد قال : « يا معروفاً بالمعروف يا أوّل الأوّلين ، يا آخر الآخرين ، يا ذاالقوّة المتين يا رازق المساكين يا أرحم الرّاحمين إنّي اشتريت نفسي منك بثلث ما أملك فاصرف عنّي شرَّ ما ابتليت به إنّك على كلِّ شيء قدير » .

٥ ـ وبهذا الإسناد ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن محبوب ، عن الحسن بن صالح قال : سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول : من توضّأ فأحسن الوضوء وصلّى ركعتين فأتمَّ ركوعهما وسجودهما ثمَّ جلس فأثنى على الله عزَّ وجلَّ وصلّى على رسول الله صلى الله عليه وآله ثمَّ سأل الله حاجته فقد طلب الخير في مظانّه ومن طلب الخير في مظانّه لم يخب .

٦ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن إسماعيل ، عن عبدالله بن عثمان أبي إسماعيل السرّاج ، عن عبدالله بن وضّاح ؛ وعليِّ بن أبي حمزة ، عن إسماعيل بن الأرقط ـ وأمّه أمُّ سلمة أخت أبي عبدالله عليه السلام ـ قال : مرضت في شهر رمضان مرضاً شديداً حتّى ثقلت واجتمعت بنوهاشم ليلاً للجنازة وهم يرون أنّي ميّت فجزعت أمّي عليَّ فقال لها أبو عبدالله عليه السلام خالي : اصعدي إلى فوق البيت فابرزي إلى السّماء وصلّي

ركعتين فإذا سلّمت فقولي: «اللّهمّ إنّك وهبته لي ولم يك شيئاً اللّهمّ وإنّي أستوهبكه مبتدئاً فأعرنيه» قال: ففعلت فأفقت وقعدت ودعوا بسحور لهم هريسة فتسحّروا بها وتسحّرت معهم.

٧ ـ وبهذا الإسناد، عن أبي إسماعيل السرّاج، عن ابن مسكان، عن شرحبيل الكنديّ، عن أبي جعفر عليه السلام قال: إذا أردت أمراً تسأله ربّك فتوضّأ وأحسن الوضوء ثمّ صلّ ركعتين وعظّم الله وصلّ على النّبيّ صلى الله عليه وآله وقل بعد التسليم: «اللّهمّ إنّي أسألك بأنّك ملك وأنّك على كلّ شيء قدير مقتدر وبأنّك ما تشاء من أمر يكون، اللّهمّ إنّي أتوجّه إليك بنبيّك محمّد نبيّ الرّحمة صلى الله عليه وآله يا محمّد يا رسول الله إنّي أتوجّه بك إلى الله ربّك وربّي لينجح لي طلبتي، اللّهمّ بنبيّك أنجح لي طلبتي بمحمّد» ثمّ سل حاجتك.

٨ ـ عدّة من أصحابنا، عن أحمد بن محمّد؛ وأبو داود، عن الحسين بن سعيد، عن فضالة بن أيّوب، عن معاوية بن وهب، عن زرارة، عن أبي عبدالله عليه السلام قال في الأمر يطلبه الطّالب من ربّه قال: تصدّق في يومك على ستّين مسكيناً على كلّ مسكين صاع بصاع النّبيّ صلى الله عليه وآله فإذا كان اللّيل اغتسلت في الثّلث الباقي ولبست أدنى ما يلبس من تعول من الثياب إلّا أنّ عليك في تلك الثياب إزاراً، ثمّ تصلّي ركعتين فإذا وضعت جبهتك في الرّكعة الأخيرة للسّجود هلّلت الله وعظّمته وقدّسته ومجّدته وذكرت ذنوبك فأقررت بما تعرف منها مسمّى، ثمّ رفعت رأسك، ثمّ إذا وضعت رأسك للسّجدة الثانية استخرت الله مائة مرّة اللّهمّ إنّي أستخيرك، ثمّ تدعو الله بما شئت وتسأله إيّاه وكلّما سجدت فافض بركبتيك إلى الأرض، ثمّ ترفع الإزار حتّى تكشفهما واجعل الإزار من خلفك بين إليتيك وباطن ساقيك.

٩ ـ الحسين بن محمّد، عن معلّى بن محمّد، عن الوشّاء، عن أبان، عن الحارث بن المغيرة، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: إذا كانت لك حاجة فتوضّأ وصلّ ركعتين، ثمّ أحمد الله واثن عليه واذكر من آلائه ثمّ ادع تجب.

١٠ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن عمر بن عبدالعزيز، عن جميل قال: كنت عند أبي عبدالله عليه السلام فدخلت عليه امرأة وذكرت أنّها تركت ابنها وقد قالت بالملحفة على وجهه ميّتاً، فقال لها: لعلّه لم يمت فقومي فاذهبي إلى بيتك فاغتسلي وصلّي

ركعتين و ادعي و قولي: «يامن وهبه لي ولم يك شيئاً جدّدهبته لي» ثمّ حرّكيه ولا تخبري بذلك أحداً، قالت: ففعلت فحرّكته فإذا هو قد بكى.

باب ۹۴

نماز حاجات

۱۔ میں حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی، میں نے ایک دعا ایجاد کی ہے فرمایا اپنی ایجاد کو چھوڑ دو، جب کوئی امر حادث ہو تو رسولؐ اللہ سے فریاد کرو اور دو رکعت نماز پڑھ کر رسولؐ اللہ کو ہدیہ کرو میں نے کہا کیسے، فرمایا نماز واجب کی دو رکعت نماز پڑھو، جب تشہد و سلام پڑھ چکو تو کہو۔ «اللّٰهمّ

أنت السّلام و منك السّلام و إليك يرجع السّلام اللّٰهمّ صلّ على محمّد و آل محمّد و بلّغ روح محمّد منّي السّلام و أرواح الأئمّة الصّادقين سلامي واردد عليّ منهم السّلام والسّلام عليهم و رحمة الله و بركاته، اللّٰهمّ إنّ هاتين الرّكعتين هديّة منّي إلى رسول الله ﷺ فأثبني عليهما ما أمّلت ورجوت فيك وفي رسولك يا وليّ المؤمنين

پھر سجدہ میں جا کر کہو۔ «یا حيّ یا قیّوم، یا حيّ لا یموت، یا حيّ لا إله إلّا أنت یا ذا الجلال والإكرام یا أرحم الرّاحمين» چالیس بار کہو۔

پھر داہنا رخسارہ خاک پر رکھو اور یہ کلمات چالیس بار کہو۔ پھر بایاں رخسارہ رکھ کر چالیس بار کہو پھر سر اٹھا کر اور اپنا ہاتھ بڑھا کر چالیس بار کہو۔ پھر اپنے دونوں ہاتھ گردن کی طرف لے جاؤ اور انگشت شہادت سے اشارہ کرکے چالیس مرتبہ یہ کلمات کہو، پھر اپنی داڑھی اپنے بائیں ہاتھ میں پکڑ کر روؤ یا رونے والوں کی سی صورت بناؤ اور کہو یا محمدؐ یا رسولؐ اللہ میں شکایت کرتا ہوں اللہ سے اور آپؐ سے اپنی حاجت کی اور آپؐ کے اہلبیتؑ راشدین سے اور آپ لوگوں کے وسیلہ سے اپنی حاجت کے لیے اللہ کی طرف توجہ کرتا ہوں پھر سجدہ میں جا کر کہے یا اللہ یا اللہ اپنے سانس بھر صلّی علی محمد وآل محمد میری فلاں فلاں حاجت پوری کرو، فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے بہت جلد اس کی حاجت بر آئے گی۔ (مجہول)

۲۔ فرمایا جو کوئی رنجیدہ رہتا ہو اور حاجت براری چاہے تو دو رکعت اس طرح پڑھے کہ پہلی رکعت میں ایکہزار بار قل ھو اللہ اور دوسری میں ایک بار پڑھے پھر دعا مانگے۔ (مرفوع)

۳۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے کہا میں آپؑ پہ فدا ہوں۔ آپؑ قضائے حاجت کے لئے کوئی دعا تعلیم فرمایئے فرمایا جب

کوئی ضرورت پیش آئے تو غسل کرو پاکیزہ لباس پہنو، خوشبو لگاؤ اور آسمان کے نیچے دو رکعت نماز پڑھو سورۂ حمد کے بعد سورہ قل ہو اللہ احد پندرہ بار پڑھو پھر رکوع میں جاؤ اور پندرہ بار پڑھو، پھر نماز تسبیح کی طرح تمام کرو۔ پندرہ بار سجدہ میں پڑھو اور جب سلام پڑھو تو پندرہ بار پڑھو پھر سجدہ میں جا کر کہو۔

اللّهمّ إنّ كلّ معبود من لدن عرشك إلى قرار أرضك فهو باطل سواك فإنّك [أنت] الله الحقّ المبين اقض لي حاجة

پھر خدا سے اپنی حاجت بیان کرو۔

ہر نماز حاجت میں خلوص قلب شرط ہے اجابت دعا کے لئے دو چیزیں ضروری ہیں اوّل خوفِ خدا میں رونا دوسرے دل کا اس کی طرف رجوع کرنا۔

۴۔ میں حضرت کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص آیا اور کہنے لگا میرا بھائی ایک ایسی مصیبت میں گرفتار ہے کہ میں اس کے ذکر سے شرماتا ہوں حضرتؑ نے فرمایا اس سے کہو پوشیدہ رکھے اور بدھ اور جمعرات کو روزہ رکھے اور جمعہ کو بھی اور زوالِ آفتاب کے بعد نکلے۔ دو کپڑے پہنے، نئے ہوں یا دھلے ہوئے اور اس طرح نکلے کہ کوئی اسے دیکھے نہیں پس نماز پڑھے اور اپنے دونوں گھٹنے کھول دے اور اپنی دونوں ہتھیلیاں خاک پر ملے اور پھر اٹھالے اور نماز میں سورۂ حمد اور قل ہو اللہ دس دس بار پڑھے اور جب رکوع میں جائے تو پندرہ بار قل ہو اللہ پڑھے اور جب سجدہ میں جائے تو دس بار قل ہو اللہ احد اور جب سر اٹھائے تو سجدہ سے پہلے بیس بار پڑھے اسی طرح چار رکعت نماز پڑھے جب تشہد سے فارغ ہو تو کہے۔

یا معروفاً بالمعروف، یا أوّل الأوّلين، يا آخر الآخرين، يا ذاالقوّة المتين يا رازق المساكين يا أرحم الرّاحمين إنّي اشتريت نفسي منك بثلث ما أملك فأصرف عنّي شرّ ما ابتليت به إنّك على كلّ شيء قدير.

۵۔ فرمایا جس نے پورا وضو کیا اور دو رکعت نماز پورے رکوع و سجود سے پڑھی اور خدا کی حمد و ثنا کی اور رسولؐ اور آلِ رسولؐ پر درود بھیجا اور پھر اللہ سے اپنی حاجت کا سوال کیا تو اس نے یقین کے ساتھ طلب خیر کی اور جس نے ایسا کیا وہ ناکام نہ رہا۔ (ق)

۶۔ میں ایک بار رمضان میں سخت بیمار ہوا۔ یہاں تک کہ بیماری ایسی بھاری پڑ گئی کہ بنو ہاشم ایک روز شرکت کے لئے آگئے کیونکہ انھوں نے مجھے مردہ خیال کیا۔ میری والدہ بہت بیقرار تھیں حضرت ابو عبداللہ نے کہا خالہ جان آپ چھت پر جا کر زیرِ آسمان دو رکعت نماز پڑھئے اور کہیے یا اللہ تو نے ہی بخشا تھا درآنحالیکہ وہ کچھ نہ تھا اے اللہ میں تجھ سے عاریتاً پھر مانگتی ہوں انھوں نے ایسا ہی کیا پس افاقہ ہوا۔ میں اٹھ بیٹھا اور ناشتہ مانگا اور سب کے ساتھ کھایا۔ (مجہول)

۷۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے جب تم کسی امر کا ارادہ کرو اور خدا سے مانگنا چاہو تو پورا وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھو اور حمد و صلوٰۃ کے بعد کہو۔ اللّهمّ إنّي أسألك

بأنّك ملك وأنّك على كلّ شيء قدير مقتدر وبأنّك ماتشاء من أمر يكون ، اللّهمّ إنّي أتوجّه إليك بنبيّك محمّد نبيّ الرّحمة صلّى الله عليه وآله يا محمّد يارسول الله إنّي أتوجّه بك إلى الله ربّك وربّي لينجح لي طلبتي ، اللّهمّ بنبيّك أنجح لي طلبتي بمحمّد

پھر اپنی حاجت بیان کرو۔

۸۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے اگر کوئی خدا سے طلب حاجت چاہتا ہے تو اسکو چاہیئے کہ ایک روز ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے، فی مسکین ایک صاع نبوی اور جب رات آئے تو آخر کی تہائی رات میں غسل کرے اور فقیروں کے سے کپڑے پہنے. لیکن اس لباس میں پاجامہ ضرور ہو، پھر دو رکعت نماز پڑھے اور جب دوسری رکعت کے سجدہ میں جائے تو خدا کی تسبیح و تہلیل و تعظیم و تمجید کرے اور اپنے گناہوں کو یاد کرے اور جن کے نام یاد آئیں ان کا اقرار کرے پھر سر اٹھائے اور سجدۂ ثانیہ میں جا کر سو بار اللھم انی استخیرک کہے پھر جو چاہے دعا مانگے اور سجدہ میں اپنے زانو زمین سے ملا دے اور پاجامہ کے پائنچے اس طرح اٹھائے کہ گھٹنے کھل جائیں اور پیچھے سے اپنی ازار کو چوتڑوں تک کھینچے اور پنڈلی کو اندر کی طرف سے کھولے (مقصد یہ ہے کہ اپنی حالت ذلیل محتاجوں کی سی بنائے)

۹۔ فرمایا جس کو کوئی ضرورت پیش آئے وہ وضو کرے اور دو رکعت نماز پڑھے اور خدا کی حمد و ثنا کرے اور خدا کی نعمتوں کا ذکر کرے پھر دعا کرے قبول ہو گی۔

۱۰۔ میں حضرت ابوعبداللہ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک عورت آئی اور کہنے لگی میں نے اپنے لڑکے کو مردہ سمجھ کر اس کے اپنے منہ کو ڈھک دیا ہے۔ فرمایا شاید وہ نہ مرا ہو تو گھر جا اور غسل کرکے دو رکعت نماز پڑھ اور دعا میں خدا سے کہو۔ اے وہ ذات جس نے مجھے بیٹا بخشا تھا حالانکہ وہ کچھ نہ تھا اب پھر اپنی بخشش کی تجدید کر دے اس کے بعد اسے ہلانا ڈلانا اور کسی سے یہ بات بیان نہ کرنا۔ میں نے یہی کیا وہ رونے لگا۔ (۴)

﴿باب ۹۵﴾

☆(صلاة من خاف مكروهاً)☆

١ ـ محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن حمّاد بن عيسى ، عن شعيب العقرقوفيّ ، عن أبي بصير ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: كان عليّ عليه السلام : إذا هاله شيء فزع إلى الصّلاة ، ثمّ تلا هذه الآية : «واستعينوا بالصبر والصّلوة»

٢ ـ الحسين بن محمّد ، عن معلّى بن محمّد ، عن الوشّاء ، عن أبان ، عن حريز ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : اتّخذ مسجداً في بيتك فإذا خفت شيئاً فالبس ثوبين غليظين من

أغلظ ثيابك وصلّ فيهما، ثمّ اجث على ركبتيك فاصرخ إلى الله وسله الجنّة وتعوّذ بالله من شرّ الّذي تخافه و إيّاك أن يسمع الله منك كلمة بغي و إن أعجبتك نفسك و عشيرتك.

باب ۹۵
خائف کی نماز

۱۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہ جب حضرت علی علیہ السلام کو کوئی خوفناک امر حادث ہوتا تو نماز میں فریاد کرتے اور آیت تلاوت فرماتے۔ "واستعینوا بالصبر والصّلٰوۃ (مجہول)

۲۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے اپنے گھر میں مسجد بناؤ، جب تمہیں کسی امر کا خوف ہو تو تمہارے کپڑوں میں جو سب سے زیادہ موٹے جھوٹے کپڑے ہوں ان میں سے دو پہنو اور ان میں نماز پڑھو پھر اپنے گھٹنوں پر جھک کر خدا کے سامنے گڑگڑاؤ اور جنت کا سوال کرو اور پناہ مانگو اس شر سے جس کا تمہیں خوف ہو اور اس سے بچو کہ خدا تمہاری زبان سے کوئی کلمہ بغاوت کا سُنے یا یہ کہ تم اپنی ذات یا اپنے قبیلہ کی بناء پر کوئی فخر کی بات کہو۔ (ض)

﴿باب ۹۶﴾
✲(صلاة من أراد سفراً)✲

١ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن النّوفليّ، عن السّكونيّ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله: ما استخلف عبد على أهله بخلافة أفضل من ركعتين يركعهما إذا أراد سفراً يقول: «اللّهمّ إنّي أستودعك نفسي و أهلي و مالي و ديني و دنياي و آخرتي وأمانتي وخواتيم عملي» إلّا أعطاه الله ماسأل.

باب ۹۶

نماز ارادۂ سفر کے وقت

۱۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا کسی بندہ نے اپنے خاندان والوں کے لئے ان دو رکعتوں سے بہتر اپنا جانشین نہیں چھوڑا کہ جب سفر کا ارادہ کرے تو کہے یا اللہ میں تیرے حوالے کرتا ہوں اپنے اہل وعیال اپنے مال، اپنے دین و دنیا، اپنی آخرت، اپنی امانت اور اپنے عمل کے انجام کو، جو یہ کہے گا اس کی ہر حاجت پوری ہو گی۔ (صحیح)

﴿ باب ۹۷ ﴾

(صلاة الشكر)

١ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن إسماعيل ، عن أبي إسماعيل السرّاج ، عن هارون بن خارجة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال في صلاة الشكر : إذا أنعم الله عليك بنعمة فصلّ ركعتين تقرء في الأولى بفاتحة الكتاب وقل هوالله أحد وتقرء في الثانية بفاتحة الكتاب وقل يا أيّها الكافرون و تقول في الرّكعة الأولى في ركوعك و سجودك : « الحمدلله شكراً وحمداً » وتقول في الركعة الثّانية في ركوعك و سجودك : « الحمدلله الّذي استجاب دعائي و أعطاني مسألتي ».

باب ۹۷

نمازِ شکر

۱۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے نمازِ شکر کے متعلق، جب اللہ تمہیں کوئی نعمت دے تو دو رکعت نماز پڑھو، پہلی رکعت میں الحمد و قل ہو اللہ اور دوسری میں الحمد و قل یا ایہا الکافرون اور رکعت اوّل کے رکوع و سجود میں کہو الحمدللہ شکراً شکراً وحمداً دوسری رکعت کے رکوع و سجود میں کہو (حسن)

الحمدلله الّذي استجاب دعائي و أعطاني مسألتي

« باب ٩٨ »

☆(صلاة من أراد أن يدخل باهله ومن أراد أن يتزوج)☆

١ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن محبوب ، عن جميل بن صالح ، عن أبي بصير قال : سمعت رجلاً وهو يقول لأبي جعفر عليه السلام : جعلت فداك إنّي رجلٌ قد أسننت وقد تزوَّجت امرأة بكراً صغيرة ولم أدخل بها وأنا أخاف إذا أدخلت بها على فراشي أن تكرهني لخضابي وكبري ، فقال أبو جعفر عليه السلام : إذا دخلت فمرهم قبل أن تصل إليك أن تكون متوضّئة ، ثمَّ أنت لاتصل إليها حتّى توضّأ وتصلّي ركعتين ثمَّ مجّد الله وصلِّ على محمّد وآل محمّد ، ثمَّ ادع الله ومر من معها أن يؤمّنوا على دعائك وقل : « اللّهمَّ ارزقني إلفها وودَّها ورضاها ورضّني بها ، ثمَّ اجمع بيننا بأحسن اجتماع وأسرّ ائتلاف فإنّك تحبُّ الحلال وتكره الحرام » ثمَّ قال : واعلم أنَّ الإلف من الله والفرك من الشيطان ليكره ما أحلَّ الله .

٢ ـ وبهذا الإسناد ، عن أحمد بن محمّد ، عن القاسم بن يحيى ، عن جدِّه الحسن بن راشد ، عن أبي بصير قال : قال لي أبو عبدالله عليه السلام : إذا تزوَّج أحدكم كيف يصنع ؟ قلت : لاأدري ، قال : إذاهمَّ بذلك فليصلِّ ركعتين ويحمدالله ، ثمَّ يقول : « اللّهمَّ إنّي اُريد أن أتزوَّج فقدِّر لي من النّساء أعفّهنَّ فرجاً وأحفظهنَّ لي في نفسها وفي مالي وأوسعهنَّ رزقاً وأعظمهنَّ بركة وقدِّر لي ولداً طيّباً تجعله خلفاً صالحاً في حياتي وبعد مماتي » .

٣ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليِّ بن الحكم ، عن رجل ، عن محمّد بن مسلم ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : من أراد أن يحبل له فليصلِّ ركعتين بعد الجمعة يطيل فيهما الرُّكوع والسّجود ، ثمَّ يقول : « اللّهمَّ إنّي أسألك بما سألك به زكريّا إذ قال : « ربِّ لاتذرني فرداً وأنت خير الوارثين اللّهمَّ هب لي ذرّيّة طيّبة إنّك سميع الدّعاء » اللّهمَّ باسمك استحللتها وفي أمانتك أخذتها فإن قضيت في رحمها ولداً فاجعله غلاماً ولاتجعل للشّيطان فيه نصيباً ولا شركاً » .

باب ۹۸

نماز وقت مجامعت و ارادۂ تزویج

۱۔ ایک شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا۔ میں آپؑ پر فدا ہوں میں نے سنت پر عمل کیا اور کم سن باکرہ سے شادی کی اور ابھی میں نے دخول نہیں کیا مجھے یہ خوف ہے کہ وہ جب میرے پاس آئے گی تو مجھ سے اظہار بغض و نفرت کرے گی۔ یہ سبب میرے خضاب اور میرے بڑھاپے سے ہے۔ فرمایا۔ جب تم اس کے پاس جانا چاہو تو اُس کو کہیے وہ تمہارے پاس آنے سے پہلے وضو کرے اور تم دو رکعت نماز پڑھ کے خدا کی حمد و ثنا کرو اور محمد و آل محمد پر درود بھیجو اور اللہ سے دعا کرو اور جو لوگ تمہاری زوجہ کے ساتھ ہوں ان سے کہو تمہاری دعا پر آمین کہیں اور یوں دعا کرو اللہ مجھے اس کی محبت دے، دوستی دے اس کی مرضی دے، مجھے اس سے راضی رکھ۔ ہم دونوں کے درمیان اچھا اجتماع قرار دے اور ہماری زندگی کو باعث مسرت بنا، تو حلال کو دوست رکھتا ہے اور حرام کو برا جانتا ہے پھر فرمایا یہ جان لے الفت خدا کی طرف سے ہے اور بغض شیطان کی طرف سے۔ جو حلال خدا کو برا جانتا ہے۔ (م)

۲۔ فرمایا جب کوئی شادی کرنا چاہے تو دو رکعت نماز پڑھے اور حمد خدا کے بعد کہے، یا اللہ میں شادی کرنا چاہتا ہوں پس مجھے عفت والی بی بی دے، جو میرے نفس و مال کی بہترین حفاظت کرنے والی ہو، وسعت رزق والی ہو اور بلحاظ برکت عظیم تر ہو اس سے ولد صالح عطا فرما جو صالح ہو میری زندگی میں اور میرے بعد۔ (مرسل)

۳۔ فرمایا جو چاہتا ہے کہ اس کی بی بی حاملہ ہو تو نماز جمعہ پڑھے اور رکوع و سجود کو طول دے اور کہے یا اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ جیسے ذکریا نے کیا تھا کہ میرے رب، اور مجھے اکیلا نہ چھوڑ، تو سب سے بہتر وارث ہے یا اللہ تو مجھے پاک اولاد عطا کر، تو بڑا دعاؤں کا سننے والا ہے یا اللہ تیرے نام سے میں نے اپنی زوجہ کو اپنے لئے حلال کیا تیری امانت وہ لئے ہوئے ہے اگر اس کے رحم میں بچہ ہے تو اسے لڑکا بنا دے اور شیطانی عمل سے اسے کوئی حصہ نہ دے اور مشرک نہ بنا۔ (مرسل)

﴿باب ۹۹﴾

✿(النوادر)✿

١ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن ابن أُذينة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال : ماتروي هذه الناصبة ؟ فقلت : جعلت فداك فيما ذا ؟ فقال : في أذانهم

و ركوعهم و سجودهم ، فقلت : إنّهم يقولون : إنّ اُبيّ بن كعب رآه في النّوم ، فقال : كذبوا فإنّ دين الله عزّ وجلّ أعزّ من أن يرى في النّوم ، قال : فقال له سدير الصّيرفي : جعلت فداك فأحدث لنا من ذلك ذكراً ، فقال أبوعبدالله عليه السلام : إنّ الله عزّ وجلّ لمّا عرج بنبيّه صلى الله عليه وآله إلى سماواته السّبع أمّا اُوليهنّ فبارك عليه و الثّانية علّمه فرضه فأنزل الله محملاً من نور فيه أربعون نوعاً من أنواع النّور كانت محدقة بعرش الله تغشي أبصار النّاظرين أمّا واحد منها فأصفر فمن أجل ذلك اصفرّت الصّفرة و واحد منها أحمر فمن أجل ذلك احمرّت الحمرة و واحد منها أبيض فمن أجل ذلك ابيضّ البياض والباقي على ساير عدد الخلق من النّور والألوان في ذلك المحمل حلق و سلاسل من فضّة ، ثمّ عرج به إلى السّماء فنفرت الملائكة إلى أطراف السّماء و خرّت سجّداً و قالت : سبّوح قدّوس ما أشبه هذا النّور بنور ربّنا ، فقال جبرئيل عليه السلام : الله أكبر الله أكبر ، ثمّ فتحت أبواب السّماء و اجتمعت الملائكة فسلّمت على النّبيّ صلى الله عليه وآله أفواجاً وقالت : يا محمّد كيف أخوك إذا نزلت فاقرءه السّلام ، قال النبيّ صلى الله عليه وآله : أفتعرفونه ؟ قالوا : وكيف لانعرفه وقد اُخذ ميثاقك وميثاقه منّا وميثاق شيعته إلى يوم القيامة علينا وإنّا لنتصفّح وجوه شيعته في كلّ يوم وليلة خمساً ـ يعنون في كلّ وقت صلاة ـ وإنّا لنصلّي عليك وعليه ، [قال:] ثمّ زادني ربّي أربعين نوعاً من أنواع النّور لايشبه النور الأوّل وزادني حلقاً وسلاسل وعرج بي إلى السّماء الثّانية فلمّا قربت من باب السّماء الثّانية نفرت الملائكة إلى أطراف السّماء و خرّت سجّداً وقالت : سبّوح قدّوس ربّ الملائكة و الرّوح ما أشبه هذا النّور بنور ربّنا فقال جبرئيل عليه السلام : أشهد أن لا إله إلّا الله أشهد أن لا إله إلّا الله . فاجتمعت الملائكة و قالت : يا جبرئيل من هذا معك ؟ قال : هذا محمّد صلى الله عليه وآله قالوا : وقد بعث ؟ قال : نعم قال النّبيّ صلى الله عليه وآله فخرجوا إليّ شبه المعانيق فسلّموا عليّ و قالوا : اقرء أخاك السّلام ، قلت : أتعرفونه ؟ قالوا : وكيف لانعرفه وقد اُخذ ميثاقك وميثاقه و ميثاق شيعته إلي يوم القيامة علينا و إنّا لنتصفّح وجوه شيعته في كلّ يوم وليلة خمساً ـ يعنون في كلّ وقت صلاة ـ قال : ثمّ زادني ربّي أربعين نوعاً من أنواع النّور لاتشبه الأنوار الاُولى ، ثمّ عرج بي إلى السّماء الثّالثة فنفرت الملائكة وخرّت سجّداً و قالت : سبّوح قدّوس ربّ الملائكة والروح ما هذا النّور الّذي يشبه نور ربّنا ؟ فقال جبرئيل عليه السلام : أشهد أنّ محمّداً رسول الله أشهد أنّ محمّداً رسول الله . فاجتمعت

الملائكة وقالت: مرحباً بالأوّل ومرحباً بالآخر ومرحباً بالحاشر ومرحباً بالنّاشر محمّد خير النّبيّين و عليّ خير الوصيّين.

قال النبيّ صلّى الله عليه وآله: ثمّ سلّموا عليّ و سألوني عن أخي، قلت: هو في الأرض أفتعرفونه؟ قالوا: وكيف لانعرفه وقد نحجّ البيت المعمور كلّ سنة وعليه رقّ أبيض فيه اسم محمّد واسم عليّ والحسن والحسين [والأئمة] عليهم السلام وشيعتهم إلى يوم القيامة وإنّا لنبارك عليهم كلّ يوم و ليلة خمساً ـ يعنون في وقت كلّ صلاة ـ ويمسحون رؤوسهم بأيديهم قال: ثمّ زادني ربّي أربعين نوعاً من أنواع النّور لاتشبه تلك الأنوار الأولى ثمّ عرج بي حتّى انتهيت إلى السّماء الرابعة فلم تقل الملائكة شيئاً و سمعت دويّاً كأنّه في الصّدور فاجتمعت الملائكة ففتحت أبواب السّماء وخرجت إليّ شبه المعانيق فقال جبرئيل عليه السلام: حيّ على الصّلاة حيّ على الصّلاة حيّ على الفلاح حيّ على الفلاح. فقالت الملائكة: صوتان مقرونان معروفان، فقال جبرئيل عليه السلام: قد قامت الصّلاة قد قامت الصلاة فقالت الملائكة: هي لشيعته إلى يوم القيامة، ثمّ اجتمعت الملائكة وقالت كيف: تركت أخاك؟ فقلت لهم: وتعرفونه؟ قالوا: نعرفه وشيعته وهم نور حول عرش الله و إنّ في البيت المعمور لرقّاً من نور [فيه كتابٌ من نور] فيه اسم محمّد وعليّ والحسن والحسين والأئمّة و شيعتهم إلى يوم القيامة لايزيد فيهم رجلٌ ولا ينقص منهم رجلٌ وإنّه لميثاقنا وإنّه ليقرء علينا كلّ يوم جمعة، ثمّ قيل لي: ارفع رأسك يا محمّد فرفعت رأسي فإذا أطباق السّماء قد خرقت والحجب قد رفعت، ثمّ قال لي: طأطأ رأسك انظر ماترى فطأطأت رأسي فنظرت إلى بيت مثل بيتكم هذا و حرم مثل حرم هذا البيت لو ألقيت شيئاً من يدي لم يقع إلّا عليه، فقيل لي: يا محمّد إنّ هذا الحرم وأنت الحرام ولكلّ مثل مثال، ثمّ أوحى الله إليّ: يا محمّد ادن من صاد فاغسل مساجدك و طهّرها وصلّ لربّك فدنى رسول الله صلّى الله عليه وآله من صاد وهو ماء يسيل من ساق العرش الأيمن فتلقّى رسول الله صلّى الله عليه وآله الماء بيده اليمنى فمن أجل ذلك صار الوضوء باليمين ثمّ أوحى الله عزّ وجلّ إليه أن اغسل وجهك فإنّك تنظر إلى عظمتي ثمّ اغسل ذراعيك اليمنى و اليسرى فإنّك تلقّى بيدك كلامي ثمّ امسح رأسك بفضل مابقي في يديك من الماء و رجليك إلى كعبيك فإنّي أبارك عليك وأوطيك موطئاً لم يطأه أحدٌ غيرك فهذا علّة الأذان والوضوء، ثمّ

أوحى الله عزّ وجلّ إليه يا محمد استقبل الحجر الأسود وكبّرني على عدد حجبي فمن أجل ذلك صار التكبير سبعاً لأنّ الحجب سبع فافتتح عند انقطاع الحجب فمن أجل ذلك صار الافتتاح سنّة و الحجب متطابقة بينهنّ بحار النّور و ذلك النّور الّذي أنزله الله على محمد ﷺ فمن أجل ذلك صار الافتتاح ثلاث مرّات لافتتاح الحجب ثلاث مرّات فصار التكبير سبعاً والافتتاح ثلاثاً ، فلمّا فرغ من التكبير و الافتتاح أوحى الله إليه سمّ باسمي فمن أجل ذلك جعل بسم الله الرّحمن الرّحيم في أوّل السّورة ثمّ أوحى الله إليه أن احمدني ، فلمّا قال : الحمد لله ربّ العالمين ، قال النبيّ في نفسه شكراً ، فأوحى الله عزّ وجلّ إليه قطعت حمدي فسمّ باسمي فمن أجل ذلك جعل في الحمد الرّحمن الرّحيم مرّتين فلمّا بلغ ولا الضّالين قال النبيّ ﷺ : الحمد لله ربّ العالمين شكراً فأوحى الله إليه قطعت ذكري فسمّ باسمي فمن أجل ذلك جعل بسم الله الرّحمن الرّحيم في أوّل السّورة ثمّ أوحى الله عزّ وجلّ إليه اقرء يا محمد نسبة ربّك تبارك وتعالى: « قل هو الله أحد ✲ الله الصّمد ✲ لم يلد ولم يولد ✲ ولم يكن له كفواً أحد » ، ثمّ أمسك عنه الوحي فقال رسول الله ﷺ : الواحد الأحد الصّمد فأوحى الله إليه : لم يلد ولم يولد ولم يكن له كفواً أحد ، ثمّ أمسك عنه الوحي فقال رسول الله ﷺ : كذلك الله كذلك [الله] ربّنا فلمّا قال ذلك أوحى الله إليه اركع لربّك يا محمد فركع فأوحى الله إليه وهو راكع قل : سبحان ربّي العظيم ففعل ذلك ثلاثاً ، ثمّ أوحى الله إليه أن ارفع رأسك يا محمد ففعل رسول الله ﷺ فقام منتصباً فأوحى الله عزّ وجلّ إليه أن اسجد لربّك يا محمد فخرّ رسول الله ﷺ ساجداً فأوحى الله عزّ وجلّ إليه قل : سبحان ربّي الأعلى ففعل ذلك ثلاثاً ثمّ أوحى الله إليه استوجالساً يا محمد ففعل فلمّا رفع رأسه من سجوده واستوى جالساً نظر إلى عظمته تجلّت له فخرّ ساجداً من تلقاء نفسه لا لأمر اُمر به فسبّح أيضاً ثلاثاً فأوحى الله إليه انتصب قائماً ففعل فلم ير ما كان رأى من العظمة فمن أجل ذلك صارت الصّلاة ركعة و سجدتين ثمّ أوحى الله عزّ وجلّ إليه اقرء بالحمد لله فقرأها مثل ما قرء أوّلاً ثمّ أوحى الله عزّ وجلّ إليه اقرء إنّا أنزلناه فإنّها نسبتك ونسبة أهل بيتك إلى يوم القيامة وفعل في الرّكوع مثل ما فعل في المرّة الاُولى ثمّ سجد سجدة واحدة فلمّا رفع رأسه تجلّت له العظمة فخرّ ساجداً من تلقاء نفسه لا لأمر اُمر به فسبّح أيضاً ، ثمّ أوحى الله إليه ارفع رأسك يا محمد ثبّتك ربّك فلمّا ذهب ليقوم قيل : يا محمد اجلس فجلس فأوحى الله إليه

يا محمّد إذا ما أنعمت عليك فسم باسمي فألهم أن قال: بسم‌الله و بالله ولا إله إلّا الله و الأسماء الحسنى كلّها لله، ثمّ أوحى‌الله إليه يا محمّد صلّ على نفسك وعلى أهل بيتك فقال: صلّى‌الله عليّ و على أهل بيتي وقد فعل ثمّ التفت فإذا بصفوف من الملائكة والمرسلين و النبيّين فقيل: يا محمّد سلّم عليهم، فقال: السّلام عليكم و رحمة‌الله و بركاته فأوحى‌الله إليه أنّ السّلام والتحيّة و الرّحمة والبركات أنت و ذرّيّتك، ثمّ أوحى الله إليه أن لا يلتفت يساراً و أوّل آية سمعها بعد قل هوالله أحد و إنّا أنزلناه آية أصحاب اليمين و أصحاب الشّمال فمن أجل ذلك كان السلام واحدة تجاه القبلة و من أجل ذلك كان التكبير في السّجود شكراً و قوله: سمع الله لمن حمده لأنّ النبيّ صلى الله عليه وآله سمع ضجّة الملائكة بالتّسبيح والتحميد و التّهليل فمن أجل ذلك قال: سمع الله لمن حمده ومن أجل ذلك صارت الركعتان الأوليان كلّما أحدث فيهما حدثاً كان على صاحبهما إعادتهما فهذا الفرض الأوّل في صلاة الزّوال يعني صلاة الظّهر.

۲ ـ عليّ بن محمّد، عن بعض أصحابنا، عن عليّ بن الحكم، عن ربيع بن محمّد المُسلي، عن عبدالله بن سليمان العامريّ، عن أبي‌جعفر عليه السلام قال: لمّا عرج برسول الله صلى الله عليه وآله نزل بالصلاة عشر ركعات، ركعتين ركعتين فلمّا ولد الحسن و الحسين زاد رسول الله صلى الله عليه وآله سبع ركعات شكراً لله فأجازالله له ذلك وترك الفجر لم يزد فيها لضيق وقتها لأنّه تحضرها ملائكة اللّيل وملائكة النهار فلمّا أمره الله بالتقصير في السفر وضع عن أمّته ستّ ركعات وترك المغرب لم ينقص منها شيئاً و إنّما يجب السهو فيما زاد رسول‌الله صلى الله عليه وآله فمن شكّ في أصل الفرض في الركعتين الأوّلتين استقبل صلاته.

۳ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن جميل‌بن درّاج، عن عائذ الأحمسيّ قال: دخلت على أبي‌عبدالله عليه السلام وأنا أُريدأن أسأله، عن صلاة اللّيل فقلت: السلام عليك يا ابن رسول‌الله فقال: و عليك السلام إي والله إنّا لولده وما نحن بذوي قرابته ثلاث مرّات قالها، ثمّ قال من غير أن أسأله: إذا لقيت‌الله بالصلوات الخمس المفروضات لم يسألك عمّا سوى ذلك.

٤ ـ محمّدبن يحيى، عن أحمدبن محمّد، عن محمّدبن إسماعيل، عن أبي إسماعيل السرّاج، عن هارون‌بن خارجة قال: ذكرت لأبي عبدالله عليه السلام رجلاً من أصحابنا فأحسنت عليه الثناء فقال لي: كيف صلاته

٥ - محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن أحمد ، عن السيّاري ، عن الفضل بن أبي قرّة رفعه عن أبي عبدالله عليه السلام : قال سئل عن الخمسين والواحد ركعة فقال : إنّ ساعات النّهار اثنتا عشرة ساعة وساعات اللّيل اثنتا عشرة ساعة ومن طلوع الفجر إلى طلوع الشمس ساعة و من غروب الشمس إلى غروب الشفق غسق ولكلّ ساعة ركعتان وللغسق ركعة .

٦ - عليّ بن محمّد رفعه قال : قيل لأبي عبدالله عليه السلام : لم صار الرّجل ينحرف في الصلاة إلى اليسار؟ فقال : لأنّ للكعبة ستّة حدود أربعة منها عن يسارك و اثنان منها على يمينك فمن أجل ذلك وقع التحريف إلى اليسار .

٧ - عليّ بن إبراهيم، عن أبيه ، عن النوفليّ ، عن السكونيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : من تنفّل ما بين الجمعة إلى الجمعة خمسمائة ركعة فله عندالله ماشاء إلّا أن يتمنّى محرّماً .

٨ - عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن أبي نجران ، عن عبدالله بن سنان ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إنّ العبد يقوم فيقضي النافلة فيعجب الرّبّ ملائكته منه فيقول : يا ملائكتي عبدي يقضي مالم أفترض عليه .

٩ - محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن إسحاق ، عن سعدان بن مسلم ، عن عبدالله بن سنان ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : شرف المؤمن صلاته باللّيل و عزّ المؤمن كفّه عن أعراض الناس .

١٠ - أبوعليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن عبد الجبّار ، عن صفوان بن يحيى ، عن هارون بن خارجة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : الصلاة وكّل بها ملك ليس له عمل غيرها فإذا فرغ منها قبضها ثمّ صعد بها فإن كانت ممّا تقبل قبلت و إن كانت ممّا لا تقبل قيل له : ردّها على عبدي فينزل بها حتّى يضرب بها وجهه ، ثمّ يقول : أفّ لك ما يزال لك عمل يعنيني .

١١ - محمّد بن الحسن ، عن سهل بن زياد، عن جعفر بن محمّد الأشعريّ ، عن القدّاح عن أبي عبدالله عليه السلام قال : جاء رجل إلى النبيّ صلى الله عليه وآله فقال : يارسول الله أوصني فقال: لاتدع الصلاة متعمّداً فإنّ من تركها متعمداً فقد برئت منه ملّة الإسلام .

١٢ - محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن عليّ بن أسباط ، عن محمّد بن عليّ بن أبي عبدالله ، عن أبي الحسن عليه السلام في قول الله عزّ وجلّ : «رهبانية ابتدعوها ما كتبناها

عليهم إلّا ابتغاء رضوان الله ، قال: صلاة اللّيل .

۱۳ ـ عليُّ بن محمّد ، عن سهل بن زياد ، عن محمّد بن الحسين ، عن بعض الطالبيّين يلقب برأس المدرى قال : سمعت الرِّضا عليه السلام يقول : أفضل موضع القدمين للصلاة النعلان .

۱٤ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن أبي عمير ، عن جابر ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله لجبرئيل عليه السلام : يا جبرئيل أيُّ البقاع أحبُّ إلى الله عزَّ وجلَّ؟ قال: المساجد و أحبُّ أهلها إلى الله أوَّلهم دخولاً وآخرهم خروجاً منها .

۱٥ ـ عليُّ بن محمّد ، عن سهل بن زياد ، عن محمّد بن الحسن بن شمّون ، عن عبدالله بن عبدالرَّحمن ، عن أبي بصير ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : ما من يوم سحاب يخفى فيه على النّاس وقت الزَّوال إلّا كان من الإمام للشمس زجرة حتى تبدو فيحتج على أهل كلِّ قرية من اهتمَّ بصلاته ومن ضيّعها

باب ۹۹

نوادر

۱۔ ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا یہ نواصب کیا بیان کرتے ہیں۔ میں نے کہا میں آپ پر فدا ہوں کس بارے میں فرمایا اذان، رکوع اور سجدوں کے بارے میں، میں نے کہا وہ کہتے ہیں کہ اُبی بن کعب نے خواب میں ایسا ہی دیکھا تھا۔ فرمایا جھوٹے ہیں اللہ کا دین اس سے برتر ہے کہ اسے خواب میں کوئی دیکھے (یہ سب بذریعہ وحی ہوتا ہے) سدیر صیرفی نے کہا ذرا اس کی توضیح فرمایئے۔ حضرتؑ نے فرمایا جب خدا نے اپنے نبی کو سات آسمانوں پر معراج دی تو پہلے آسمان پر حضرتؐ کو برکت دی اور اور دوسرے پر فرائض کی تعلیم دی، پس نازل کیا اللہ نے ایک محمل نور کو، جس میں چالیس قسم کا نور تھا۔ محدقہ عرش اللہ کی طرف لوگوں کی آنکھوں پہ چھایا ہوا ایک ان میں زرد رنگ کا تھا جس کی وجہ سے دوسرا سرخ تھا جس کی وجہ سے سرخی پھیلی ایک سفید تھا جس کی وجہ سے سفیدی پھیلی باقی اور رنگ ہر رنگ کے نور تھے اس محمل میں حلقے تھے اور چاندی کی زنجیریں پھر اور اوپر لے گئے اس نور کی شدید چمک دیکھ کر ملائکہ اطراف آسمان کی طرف بھاگے اور سجدہ میں گر پڑے

اور کہنے لگے سبوح قدوس یہ نور، ہمارے رب کے نور سے کس قدر زیادہ مشابہ ہے۔ جبرئیل نے کہا۔ اللہ اکبر، اللہ اکبر۔ پھر آسمانوں کے دروازے کھل گئے اور ملائکہ جمع ہوئے۔ انھوں نے جوق درجوق حضرت کو سلام کیا اور کہا۔ اے محمدؐ آپ کے بھائی کیسے ہیں جب زمین پر جانا تو ہمارا سلام کہنا حضرت نے فرمایا کیا تم انھیں جانتے ہو۔ انھوں نے کہا کہ ہم کیسے نہ پہچانیں حالانکہ آپ کے متعلق علیؑ کے متعلق اور ان کے شیعوں کے متعلق ہم سے قیامت تک کے لئے عہد لیا گیا ہے ہم غور سے دیکھتے ہیں ان کے شیعوں کے چہروں کو ہر دن اور رات میں پانچ مرتبہ یعنی ہر نماز کے وقت اور ہم آپؐ پر اور آپؐ کے بھائی پر درود بھیجتے ہیں پھر میرے رب نے چالیس قسم کے نور اور زیادہ کئے جو پہلے نوروں سے الگ تھے اور زیادہ کیا نورانی حلقوں اور زنجیروں کو پھر مجھے دوسرے آسمانوں پر لے گئے۔

پھر میں آسمان دوم کے دروازے کے قریب پہنچا تو ملائکہ ادھر ادھر بھاگے اور سجدہ میں گر کر کہنے لگے۔ سبوحٌ قدوسٌ رب الملائکۃ والروح، یہ نور کہ ہمارے رب کے نور سے کتنا مشابہ ہے پھر جبرئیل نے دو بار کہا اشہد انّ لا الہ الا اللہ، پس ملائکہ جمع ہوئے اور کہا۔ اے جبرئیل یہ آپ کے ساتھ کون ہے انھوں نے کہا یہ محمدؐ ہیں ملائکہ نے پوچھا یہ مبعوث ہوگئے۔ کہا۔ ہاں۔ حضرت نے فرمایا۔ پھر وہ ایک تیز رفتار چوپائے کی طرح نکلے مجھ کو سلام کیا اور کہا اپنے بھائی سے ہمارا سلام کہیئے۔ میں نے کہا تم ان کو پہچانتے ہو؟ انھوں نے کہا بھلا کیسے نہ پہچانیں حالانکہ ہم سے آپ کے اور ان کے اور ان کے شیعوں کے متعلق عہد لیا گیا ہے۔ ہم غور سے دیکھتے ہیں ان کے شیعوں کے چہروں کو دن میں پانچ بار یعنی پانچوں نمازوں کے بعد۔

حضرت نے فرمایا پھر خدا نے چالیس قسم کا نور زیادہ کیا جو مشابہ تھا۔ پہلے نوروں سے، پھر مجھے تیسرے آسمان پر لے گئے اور سجدہ میں گر پڑے اور کہا سبوحٌ قدوسٌ رب الملائکۃ والروح، کس قدر مشابہ ہے یہ نور میرے رب کے نور سے۔ جبرئیل نے اشہد ان محمداً رسول اللہ دو بار کہا۔ سب ملائکہ جمع ہوگئے اور انھوں نے کہا مرحبا اوّل مخلوق مرحبا آخر مخلوق مرحبا اے مخلوق میں اوّل محشور ہونے والے مرحبا اے احکام الٰہی کے نشر کرنے والے۔ اے محمدؐ اے سب نبیوں سے بہتر اور اے علیؑ سب وصیوں سے بہتر۔ حضرت نے فرمایا۔ پھر انھوں نے مجھ پر سلام کیا اور میرے بھائی کے متعلق پوچھا۔ میں نے کہا وہ زمین پر ہیں کیا تم ان کو پہچانتے ہو۔

انھوں نے کہا کیسے نہ پہچانیں جبکہ ہر سال بیت المعمور سجایا جاتا ہے اور اس پر سفید پردہ ہوتا ہے جس پر لکھا ہوتا ہے محمدؐ، علیؑ، حسنؑ و حسینؑ اور ان کے شیعوں کے نام جو قیامت ہونے والے ہیں اور ہر سال حج کرتے ہیں اور ان کو مبارکباد دیتے ہیں اور دن رات میں پانچ بار یعنی ہر نماز کے وقت جب وہ اپنے ہاتھوں سے اپنے سروں کا مسح کرتے ہیں پھر اللہ نے چالیس قسم کے نور اور جو پہلے نوروں سے مشابہ نہ تھے۔

پھر مجھے چوتھے آسمان پر لے گئے یہاں ملائکہ نے کچھ نہ کہا۔ میں نے ایک آواز سنی گویا وہ سینوں کے اندر سے نکلی ہے

پھر ملائکہ جمع ہوئے اور آسمان کے دروازے کھلے اور میری طرف ایک صورت آئی اور جبرئیل نے کہا حیّ علی الصلوٰۃ دو بار اور حیّ علی الفلاح دو بار پھر ملائکہ جمع ہوئے اور پوچھا آپؐ کے بھائی کیسے ہیں میں نے کہا کیا ان کو جانتے ہو انھوں نے کہا ہم ان کو اور ان کے شیعوں کو جانتے ہیں وہ نور ہیں گرد عرش الٰہی بیت المعمور میں ایک نور کی چادر ہے جس پہ نور کی تحریر ہے اس پہ لکھے ہیں نام محمدؐ، علیؑ، حسنؑ و حسینؑ کے، دیگر آئمہ اور ان کے شیعوں کے جو قیامت تک ہونے والے ہیں ان میں سے کوئی کم ہے نہ زیادہ۔

اور یہ ہمارا میثاق ہے۔

پھر مجھ سے کہا گیا اے محمدؐ اپنا سر اٹھاؤ میں نے سر اٹھایا دیکھا کہ آسمان کے طبقات پھٹ گئے ہیں پردے اٹھ گئے ہیں پھر مجھ سے کہا۔ دیکھو تمہارے سر پر کیا ہے میں نے دیکھا کہ ایک گھر ہے تمہارے بیت اللہ کی طرح اور اس کا حرم بھی ویسا ہی حرم ہے اگر کسی چیز کو ہاتھ سے چھوڑوں تو ٹھیک خانۂ کعبہ پر گرے۔ پھر مجھ سے کہا گیا اے محمدؐ یہ حرم ہے اور تم صاحب حرمت ہو اور ہر چیز کی ایک مثل ہوتی ہے۔ پھر اللہ نے وحی کی اے محمدؐ صاد کے قریب ہو اور اپنے جائے سجدہ کو دھوؤ اور پاک کرو اور اپنے رب کی نماز پڑھو، پس رسول اللہؐ صاد کے قریب آئے۔ صاد ایک چشمہ ہے جو عرش کے داہنی جانب بہتا ہے۔ رسول اللہؐ نے اس کا پانی داہنے ہاتھ سے لیا اسی لیے وضو میں پانی داہنے ہاتھ سے لینا رکھا گیا ہے پھر خدا نے وحی کی کہ اپنا منہ دھوؤ کیونکہ تم میری عظمت کی طرف دیکھتے ہو اور اپنا داہنا اور بایاں ہاتھ دھوؤ کیونکہ ان سے تم میرا کلام لیتے ہو اور اپنے ہاتھ کی بقیہ تری سے سر کا اور دونوں پیروں کا ٹخنوں تک مسح کرو۔ میں تم کو برکت دوں گا اور ایسے مقام پر لے جاؤں گا جہاں کوئی نہیں گیا، یہ ہے علت اذان و وضو کی پھر خدا نے وحی کی اے محمدؐ استقبال کرو حجر اسود کا اور میرے حجابوں کی تعداد کے مطابق تکبیریں کہو۔ اسی لیے تکبیریں سات ہوئیں کیونکہ حجاب سات ہیں اور حجابوں کے انقطاع پر افتتاح کرو اس لیے چھ ہوئے اور حجاب مطابق ہیں ان بحار نور کے جو ان کے درمیان ہیں اور یہ وہ نور ہے جو محمدؐ پہ نازل کیا گیا اور اسی لئے افتتاح تین بار ہوا کیونکہ افتتاح حجب تین بار ہوا۔ پس تکبیریں سات ہوئیں اور افتتاح قرأت تین بار ہوا۔ جب تکبیر سے فارغ ہوئے تو اللہ نے وحی کی کہ میرے نام سے شروع کرو، پس بسم اللہ سے آغاز ہوا۔ اوّل سورہ میں پھر اللہ نے وحی کی میری حمد کرو۔ حضرت نے کہا۔ الحمد للہ رب العالمین اور اپنے دل میں کہا شکراً پس خدا نے وحی کی۔ اے محمدؐ تم نے میری حمد کو قطع کر دیا۔ اب میرا نام لو۔ اسی لیے الحمد میں الرحمٰن الرحیم آیا۔ جب حضرت ولا الضالین تک پہنچے تو ازراہِ شکر فرمایا الحمد للہ رب العالمین پھر خدا نے وحی کی۔ اے محمد تم نے میرے ذکر کو قطع کر دیا لہٰذا پھر میرا نام لو اسی لیے سورہ حمد کے بعد دوسرے سورہ کے آغاز میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھا جاتا ہے۔ اللہ نے پھر وحی کی۔ اے محمدؐ اپنے رب کی نسبت کا اقرار کرو اور کہو قل ہو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد و لم یولد و لم یکن لہ کفواً احد، اس کے بعد وحی رک گئی۔ حضرتؐ نے کہا الواحد الاحد الصمد، پھر وحی ہوئی لم یلد و لم یولد

ولم یکن لہٗ کفواً احد اس کے بعد وحی رک گئی حضرتؐ نے کہا الواحد الاحد الصمد پھر وحی ہوئی لم یلد ولم یولد ولم یکن لہٗ کفواً احد، پھر وحی رک گئی حضرت نے کہا کذالک اللہ، کذالک ربنا، پھر وحی ہوئی۔ اپنے رب کے سامنے رکوع کرو، پھر بحالت رکوع اللہ نے وحی کی، سبحان ربی العظیم، حضرت نے تین بار کہا، پھر وحی ہوئی اے محمدؐ سر اٹھاؤ۔ حضرت کھڑے ہوگئے۔ خدا نے وحی کی اے محمدؐ اپنے رب کو سجدہ کرو پس رسولؐ سجدہ میں گئے خدا نے وحی کی کہو سبحان ربی الاعلیٰ۔ حضرتؐ نے تین بار کہا۔ پھر وحی ہوئی اٹھ کر بیٹھو، حضرتؐ نے اپنا سر سجدہ سے اٹھایا۔ جب حضرتؐ بیٹھ گئے تو خدا کی عظمت و جلال پر نظر کی، پھر اپنی طرف سے سجدہ میں گئے اس کے لیے حکم نہیں دیا گیا تھا۔ پھر حضرتؐ نے تین بار تسبیح کی۔

پھر اللہ نے وحی کی اب اٹھ کھڑے ہو۔ حضرتؐ کھڑے ہوئے اب اس کی عظمت کو اس طرح نہ دیکھا جیسے پہلے دیکھا تھا اس لیے نماز ایک رکعت دو سجدے قرار پائی۔ پھر اللہ نے وحی کی۔ پڑھو انّا انزلناہ کیونکہ اس میں نسبت ہے تمہاری طرف اور تمہارے اہل بیت کی طرف قیامت تک اور حضرتؐ نے رکوع میں وہی کہا جو پہلی بار کہا تھا پھر سجدہ کیا۔ جب سجدہ سے سر اٹھایا تو عظمت الٰہی کا جلوہ دیکھا، پس آپ اپنی طرف سے سجدہ میں گئے بغیر اس کے کہ حکم رب ہوتا۔ دوسرے سجدہ میں بھی تسبیح کی، پھر اللہ نے وحی کی اے محمدؐ سر اٹھاؤ۔ تمہارے رب نے تمہیں ثابت قدم بنا دیا۔ جب حضرت کھڑے ہوئے تو کہا گیا اے محمدؐ بیٹھو، پھر اللہ نے وحی کی اے محمد چونکہ تم کو نعمت دی ہے تو میرا نام لو اور حضرت کے دل میں ڈالا گیا بسم اللہ وباللہ ولا الہ الا اللہ اور تمام اسمائے حسنیٰ اللہ ہی کے لیے ہیں پھر وحی کی اے محمدؐ اپنے اوپر اور اپنے اہل بیت پر درود بھیجو، حضرت نے فرمایا اللہ کی رحمت ہو مجھ پر اور میرے اہلبیتؑ پر، پھر حضرت نے دیکھا ملائکہ اور انبیاء و مرسلین کی صفوں کو پس حضرت سے کہا گیا۔ اے محمد ان پر سلام کرو۔ حضرتؐ نے فرمایا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، پھر خدا نے وحی کی سلام و تحیت و رحمت و برکت ہو۔ تم پر اور تمہاری اولاد پر، پھر وحی کی کہ بائیں طرف نہ دیکھیں اور پہلی آیت جسے سنا تھا بعد قل ہو اللہ احد اور انا انزلناہ اور آیت اصحاب یمین اور اصحاب شمال کو اور اس وجہ سے تکبیر سجدوں میں از راہ شکر ہوئی اور سمع اللہ لمن حمدہ اس لیے کہا گیا کہ حضرتؐ نے سنا تھا ملائکہ کی آواز کو تسبیح و تحمید و تہلیل کے ساتھ اس لیے سمع اللہ لمن حمدہ ہوا اور اس طرح پہلی دو رکعتیں ہوئیں اور یہی وجہ ہے کہ اگر ان دو رکعتوں میں کوئی نقصان ہو تو مصلی پر ان کا اعادہ ہے۔ یہ فرض اوّل ہوا نماز ظہر میں بعد زوال۔ (حسن)

(پس اس طرح ارکان نماز کا تعین ہوا۔)

۲۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے جب حضرت رسولؐ خدا کو معراج ہوئی۔ جب آپؐ آئے تو دس رکعت نماز دو دو رکعت کر کے فرض تھی۔ جب حسنؑ و حسینؑ پیدا ہوئے تو سات رکعتیں شکریہ میں اضافہ کیں اللہ نے اس کی اجازت

دی۔ لیکن نماز صبح کی رکعات میں زیادتی نہ کی بوجہ تنگی وقت کی وجہ سے کیونکہ دن اور رات کے فرشتے اس وقت آپؐ کے پاس آتے ہیں۔ جب خدا نے سفر میں نماز کو قصر کا حکم دیا تو آپؐ کی امت پر سے چھ رکعت کو کم کیا گیا لیکن مغرب کی نماز میں کمی نہ ہوئی۔ سہو کا تدارک ان رکعتوں میں ہے جو رسولؐ نے زیادہ کی ہیں ان میں نہیں جو پہلی دو رکعتیں ہیں ان میں شک ہوگا تو نماز میں اعادہ کرنا ہوگا۔ (مجہول)

۲۔ میں حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے نماز شب کے متعلق پوچھنا چاہتا تھا۔ میں نے کہا السلام علیک یا ابن رسول اللہ فرمایا وعلیک السلام، قسم خدا کی ہم اولاد رسولؐ ہیں نہ کہ ان کے رشتہ دار تین بار فرمایا پھر بغیر میرے دریافت کئے۔ فرمایا جب تم پانچوں وقت کی نماز ادا کر کے خدا کے سامنے جاؤ گے تو پھر اس کے سوا تم سے سوال نہ ہوگا۔ (مجہول)

۴۔ میں نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے ایک شخص کی بڑی تعریف کی فرمایا دیکھو اس کی نماز کیسی ہے۔

۵۔ کسی نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے ۵۱ رکعتوں کے متعلق سوال کیا۔ فرمایا دن کی ساعتیں بارہ ہیں اور رات کی بارہ اور طلوع فجر سے طلوع شمس تک ایک ساعت اور غروب آفتاب سے غروب شفق تک ایک ساعت اور ہر ساعت کی دو رکعت اور غسق کے لئے ایک۔ (حسن)

۶۔ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے پوچھا آدمی طواف میں بائیں ہاتھ کی طرف کیوں مڑتا ہے فرمایا اس لئے کہ کعبہ کی چھ حدیں ہیں چار بائیں طرف اور دو داہنی طرف، اسی لئے بائیں طرف جھکتا ہے۔ (مرفوع)

۷۔ فرمایا جو ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک پانچ سو رکعت نافلہ پڑھے تو وہ جو چاہے گا خدا اس کو پورا کرے گا۔ سوائے حرام کی تمنا پوری کرنے کے۔ (ض)

۸۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے جو شخص نافلہ پڑھنے کھڑا ہوتا ہے تو اس کے متعلق اللہ اپنے ملائکہ سے کہتا ہے کہ اے میرے ملائکہ یہ میرا بندہ اس چیز کو ادا کر رہا ہے جو اس کا فرض نہیں۔ (ض)

۹۔ فرمایا حضرت نے مومن کا شرف اس کی رات کی نماز ہے اور مومن کی عزت لوگوں کی آبروریزی سے رک جانے میں ہے۔ (مجہول)

۱۰۔ فرمایا نماز پر ایک فرشتہ موکل ہے اس کا اس کے سوا کوئی کام نہیں کہ جب بندہ نماز سے فارغ ہوتا ہے تو وہ اسے لے کر اوپر جاتا ہے اگر قابل قبول ہوتی ہے قبول کر لی جاتی ہے اگر نہیں ہوتی تو پڑھنے والے کے پاس واپس لاتا ہے اور اس کے منہ پر مار کر کہتا ہے۔ وائے ہو تیرے اوپر تیرے عمل نے مجھے تکلیف دی۔ (ض)

۱۱۔ ایک شخص حضرت رسولؐ خدا کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ مجھے کچھ نصیحت کیجئے۔ فرمایا۔ عمداً نماز ترک نہ کر جس نے ایسا کیا تو ملت اسلام اس سے بری ہے۔ (م)

۱۲۔ آیہ ابتدعوھا کے متعلق امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ اس سے مراد نماز شب ہے۔ (مجہول)

۱۳۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے سنا کہ دونوں پیروں کے لئے افضل وہ جوتے ہیں جو نماز کے لئے ہوں۔ (مجہول)

۱۴۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ رسول اللہ نے جبرئیل سے پوچھا کہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب مقام کیا ہے فرمایا مساجد اور وہ نمازی جو سب سے پہلے آئیں اور سب سے بعد میں نکلیں۔ (م)

۱۵۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے جس روز بادل ہوں اور لوگوں پر وقت زوال پوشیدہ رہے تو امام اندازہ کرتا ہے اس کے بادل سے چونکہ امام عالم ربانی ہے لہذا وقت زوال اسے معلوم ہوتا ہے اور بستی والوں کو بتا کر ان پر حجت قائم کرتا ہے جو اپنی نماز کے لئے آمادہ ہوں اور جو پڑھنے والے نہ ہوں۔ (ف)

﴿باب﴾

☆(مساجد الكوفة)☆

١ ـ عليٌّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن عمرو بن عثمان، عن محمّد بن عذافر، عن أبي حمزة أو عن محمّد بن مسلم، عن أبي جعفر عليه السلام قال: إنَّ بالكوفة مساجد ملعونة و مساجد مباركة فأمّا المباركة فمسجد غني والله إنَّ قبلته لقاسطة و إنَّ طينته لطيّبة ولقد وضعه رجلٌ مؤمن ولاتذهب الدّنيا حتّى تفجر منه عينان وتكون عنده جنّتان وأهله ملعونون و هو مسلوب منهم و مسجد بني ظفر و هو مسجد السّهلة و مسجد بالحمراء ومسجد جعفيٍّ وليس هو اليوم مسجدهم ـ قال: درس ـ فأمّا المساجد الملعونة فمسجد ثقيف ومسجد الأشعث ومسجد جرير و مسجد سماك ومسجد بالحمراء بني على قبر فرعون من الفراعنة.

٢ ـ محمّد بن يحيى، عن الحسن بن عليٍّ بن عبدالله، عن عبيس بن هشام، عن سالم، عن أبي جعفر عليه السلام قال: جدّدت أربعة مساجد بالكوفة فرحاً لقتل الحسين عليه السلام: مسجد الأشعث و مسجد جرير و مسجد سماك ومسجد شبث بن ربعيٍّ.

٣ ـ محمّد بن يحيى، عن محمّد بن الحسين، عن صفوان بن يحيى، عن بعض أصحابنا عن أبي عبدالله عليه السلام قال: إنَّ أمير المؤمنين صلوات الله عليه نهى بالكوفة عن الصلاة في خمسة مساجد: مسجد الأشعث بن قيس ومسجد جرير بن عبدالله البجليٍّ و مسجد سماك بن مخرمة ومسجد شبث بن ربعيٍّ ومسجد التيم.

و في رواية أبي بصير مسجد بني السيد و مسجد بني عبدالله بن دارم و مسجد غنى ومسجد سماك ومسجد ثقيف ومسجد الأشعث .

بابٌ

مساجد کوفہ

۱۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ کوفہ کی کچھ مساجد ملعون ہیں اور کچھ مبارک، مبارک مسجد، مسجد غنی ہے اور اس کا قبلہ ابتدائی صورت میں ہے اور اس کی زمین پاک ہے اور اس کو ایک مرد مومن نے بنایا تھا دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی جب تک اس سے دو چشمے جاری نہ ہوں اور اس کے پاس دو باغ نہ ہوں اور اس کے بنانے والے کو دشمنوں نے سولی دی تھی۔ ایک مسجد بنی ظفر ہے جو مسجد سہلہ کے نام سے مشہور ہے اور تیسری مسجد حمراء ہے اور چوتھی جعفی ہے جو اب باقی نہیں یہ گر گئی ہے اور مساجد ملعونہ ہیں مسجد ثقیف و مسجد اشعث اور مسجد جریر و مسجد سماک اور مسجد حمرائی جو زراعتہ میں ہے ایک فرعون کی قبر پر بنی ہے۔

۲۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ کوفہ میں چار مسجدیں نئی بنائی گئیں قتل امام حسین علیہ السلام کی خوشی میں، مسجد اشعث، مسجد جریر، مسجد سماک، مسجد شبیث بن ربعی۔ (مجہول)

۳۔ فرمایا صادق آل محمد نے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے کوفہ کی پانچ مسجدوں میں نماز پڑھنے سے منع کیا ہے مسجد اشعث بن قیس، مسجد جریر بن عبداللہ بجلی، مسجد سماک بن مخرمہ، مسجد شبیث بن ربعی، مسجد تیم۔

اور ابوبصیر سے مروی ہے کہ ان مساجد میں نماز ممنوع ہے مسجد بنی السید، مسجد بنی عبداللہ بن دارم، مسجد غنی، مسجد سماک، مسجد ثقیف، مسجد اشعث۔

﴿بابٌ﴾

☼(فضل المسجد الاعظم بالكوفة و فضل الصلاة فيه و المواضع)☼ ☼(المحبوبة فيه)☼

١ ـ محمد بن الحسن ؛ وعليٌّ بن محمد ، عن سهل بن زياد ، عن عمرو بن عثمان ، عن محمد بن عبدالله الخزّاز ، عن هارون بن خارجة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال لي :

ياهارون بن خارجة كم بينك وبين مسجد الكوفة يكون ميلاً ؟ قلت : لا، قال : فتصلّي فيه الصلوات كلّها ؟ قلت : لا ، فقال : أما لو كنتُ بحضرته لرجوت ألّا تفوتني فيه صلاة وتدري ما فضل ذلك الموضع ؟ ما من عبد صالح ولا نبيّ إلّا وقد صلّى في مسجد كوفان حتّى أنّ رسول الله صلّى الله عليه وآله لمّا أسرى الله به قال له جبرئيل عليه السلام : تدري أين أنت يا رسول الله الساعة أنت مقابل مسجد كوفان ، قال : فاستأذن لي ربّي حتّى آتيه فاُصلّي فيه ركعتين فاستأذن الله عزّ وجلّ فأذن له وإنّ ميمنته لروضة من رياض الجنّة وإنّ وسطه لروضة من رياض الجنّة وإنّ مؤخّره لروضة من رياض الجنّة وإنّ الصلاة المكتوبة فيه لتعدل ألف صلاة وإنّ النّافلة فيه لتعدل خمسمائة صلاة و إنّ الجلوس فيه بغير تلاوة ولا ذكر لعبادة ولو علم الناس ما فيه لأتوه ولو حبواً . قال سهل : و روى لي غير عمرو أنّ الصّلاة فيه لتعدل بحجّة وأنّ النافلة [فيه] لتعدل بعمرة .

٢ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن أبي يوسف يعقوب بن عبدالله من ولد أبي فاطمة ، عن إسماعيل بن زيد مولى عبدالله بن يحيى الكاهلي عن أبي عبدالله عليه السلام قال : جاء رجلٌ إلى أمير المؤمنين صلوات الله عليه وهو في مسجد الكوفة فقال : السلام عليك يا أمير المؤمنين و رحمة الله و بركاته فردّ عليه ، فقال : جعلت فداك إنّي أردت المسجد الأقصى فأردت أن اُسلّم عليك وأودّعك ، فقال له : وأيّ شيء أردت بذلك ؟ فقال : الفضل جعلت فداك ، قال : فبع راحلتك وكل زادك وصلّ في هذا المسجد فإنّ الصلاة المكتوبة فيه حجّة مبرورة والنافلة عمرة مبرورة والبركة فيه على اثني عشر ميلاً ، يمينه يمن ويساره مكر وفي وسطه عين من دهن وعين من لبن وعين من ماء شراب للمؤمنين وعين من ماء طهر للمؤمنين منه سارت سفينة نوح وكان فيه نسر و يغوث و يعوق وصلّى فيه سبعون نبيّاً وسبعون وصيّاً أنا أحدهم وقال بيده في صدره ما دعا فيه مكروب بمسألة في حاجة من الحوائج إلّا أجابه الله وفرّج عنه كربته .

٣ ـ عليُّ بن محمّد ، عن سهل بن زياد ، عن عليِّ بن أسباط ، عن عليِّ بن شجرة ، عن بعض ولد ميثم قال : كان أمير المؤمنين عليه السلام يصلّي إلى الاُسطوانة السابعة ممّا يلي أبواب كندة وبينه و بين السابعة مقدار ممرّ عنز .

۴ ـ عليّ بن محمّد، عن سهل زياد، عن ابن أسباط قال: وحدّثني غيره أنّه كان ينزل في كلّ ليلة ستون ألف ملك يصلّون عند السابعة ثمّ لا يعود منهم ملك إلى يوم القيامة.

۵ ـ محمّد بن يحيى، عن محمّد بن إسماعيل؛ وأحمد بن محمّد، عن عليّ بن الحكم، عن سفيان بن السمط قال: قال أبو عبدالله عليه السلام: إذا دخلت من الباب الثاني في ميمنة المسجد فعدّ خمس أساطين ثنتين منها في الظلال وثلاثة في الصحن فعند الثالثة مصلّى إبراهيم عليه السلام وهي الخامسة من الحائط، قال: فلمّا كان أيّام أبي العباس دخل أبو عبدالله عليه السلام من باب الفيل فتياسر حين دخل من الباب فصلّى عند الاُسطوانة الرّابعة وهي بحذاء الخامسة، فقلت: أتلك اُسطوانة إبراهيم عليه السلام؟ فقال لي: نعم.

۶ ـ عليّ بن محمّد، عن سهل، عن ابن أسباط رفعه، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: الاُسطوانة السابعة ممّا يلي أبواب كندة في الصحن مقام إبراهيم عليه السلام والخامسة مقام جبرئيل عليه السّلام.

۷ ـ محمّد بن يحيى، عن محمّد بن الحسين، عن محمّد بن إسماعيل بن بزيع، عن أبي إسماعيل السرّاج قال: قال معاوية بن وهب وأخذ بيدي وقال: قال لي أبو حمزة وأخذ بيدي قال: وقال لي الأصبغ بن نباتة وأخذ بيدي فأراني الاُسطوانة السابعة فقال: هذا مقام أمير المؤمنين صلوات الله عليه قال: وكان الحسن بن عليّ عليهما السلام يصلّي عند الخامسة فإذا غاب أمير المؤمنين عليه السلام صلّى فيها الحسن عليه السلام وهي من باب كندة.

۸ ـ عليّ بن إبراهيم، عن صالح بن السنديّ، عن جعفر بن بشير، عن أبي عبدالرحمن الحذّاء، عن أبي اُسامة، عن أبي عبيدة، عن أبي جعفر عليه السلام: قال: مسجد كوفان روضة من رياض الجنّة صلّى فيه ألف نبيّ وسبعون نبيّاً وميمنته رحمة وميسرته مكر فيه عصا موسى وشجرة يقطين وخاتم سليمان ومنه فار التنّور ونجرت السفينة وهي صرة بابل ومجمع الأنبياء عليهم السلام.

باب ۱۰

فضیلتِ مسجد اعظم کوفہ

۱۔ ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا مجھ سے، اے ہارون بن خارجہ تمہارے اور مسجد کوفہ کے درمیان کتنا فاصلہ ہے کہا ایک میل ہے میں نے کہا نہیں، فرمایا کیا تم سب نمازیں وہاں پڑھتے ہو۔ میں نے کہا نہیں، فرمایا اگر تم وہاں ہوتے تو مجھے امید ہے کہ تم کوئی نماز وہاں پڑھنے سے نہ رہتے۔ فرمایا تم جانتے ہو اس مسجد کی کیا فضیلت ہے۔ کوئی نیک بندہ اور کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے مسجد کوفہ میں نماز نہ پڑھی ہو۔ حتیٰ کہ جب رسولؐ اللہ شب معراج کو چلے تو جبرئیل نے کہا کہ آپؐ جانتے ہیں کہ آپ اس وقت کہاں ہیں آپؐ مسجد کوفہ کے مقابل ہیں فرمایا اللہ سے اجازت لو کہ دو رکعت نماز پڑھوں۔ پس اللہ سے اجازت چاہی پس اللہ نے اجازت دی۔ اس مسجد کے داہنی طرف جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے نماز واجب اگر اس میں پڑھی جائے تو وہ ایک ہزار نمازوں کے برابر ہے اور اگر نافلہ پڑھی جائے تو پچاس نمازوں کے برابر ہے اور بغیر تلاوت و ذکر بھی اس میں بیٹھنا عبادت ہے اگر لوگ جان لیتے کہ اس میں کیا کیا فضائل ہیں تو اس میں آتے چاہے کتنی ہی تکلیف ہوتی، اور ایک روایت میں ہے کہ نماز واجب اس میں ادا کرنا ایک حج کے برابر ہے، اور نماز نافلہ ایک عمرہ کے برابر۔ (ض)

۲۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے ایک شخص امیرالمومنین علیہ السلام کے پاس آیا جبکہ آپ مسجد کوفہ میں بیٹھے تھے اس نے کہا السلام علیکم یا امیرالمومنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، حضرت نے جواب دیا۔ اس نے کہا میں آپؐ پر فدا ہوں میں مسجد اقصیٰ جا رہا ہوں آپؐ کی خدمت میں بغرض سلام و رخصت کو حاضر ہوا ہوں وہاں کس غرض سے جا رہے ہو۔ حضرت نے پوچھا، اس نے کہا۔ فضیلت حاصل کرنے کے لئے۔ فرمایا اپنی سواری اور کل زادِ راہ فروخت کر دو اور اس مسجد میں نماز پڑھو کہ نماز واجب کا ثواب ایک حج مقبول کے برابر ہے اور نافلہ کا ایک عمرہ مقبولہ کے برابر ہے بارہ میل تک اس کی برکت پھیلی ہوئی ہے اس کے داہنی طرف برکت ہے اور بائیں طرف مکر (خلفائے جور کی حکومت جو بصرہ میں تھی) اس کے وسط میں روغن کا چشمہ ہے اور ایک چشمۂ آب ہے جس سے ارواح مومنین پیتی ہیں یہیں سے کشتی نوحؑ چلی تھی اور چکر کھائے تھے اور بتوں کو ڈبویا تھا ان میں ستر انبیاء اور اوصیائے انبیاء نے نماز پڑھی ہے ان میں سے ایک میں ہوں یہاں جس مصیبت زدہ نے دعا کی قبول ہوئی اور غم سے رہا ہوا۔ (مجہول)

۳۔ امیرالمومنین علیہ السلام نماز پڑھا کرتے تھے ساتویں ستون کے پاس جو قریب ہے الباب کندہ سے اور حضرت کے اور ستون کے درمیان بہت تھوڑا فاصلہ ہوتا تھا۔ (ص)

۴۔ ایک شخص نے یہ بھی روایت کی ہے کہ یہاں ہر رات ۷۰ ہزار فرشتے ستون ہفتم کے قریب نماز پڑھتے ہیں اور ان میں سے کوئی فرشتہ

قیامت تک پھر نہیں لوٹتا۔

۵۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے جب مسجد کے داہنی طرف دوسرے دروازہ سے داخل ہو تو پانچ ستون شمار کرو ان میں سے دو سایہ میں ہیں چھت کے نیچے اور تین صحن میں ہیں تیسرے کے پاس حضرت ابراہیم کا مصلّیٰ ہے اور وہ دیوار سے پانچواں ستون ہے۔

راوی نے کہا سفاح خلیفۂ عباسی کے دورِ حکومت میں حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام باب الفیل سے داخل ہوئے اور حضرت نے چوتھے ستون کے پاس نماز پڑھی جو پانچویں ستون کے مقابل ہے میں نے کہا کیا یہ ستون ابراہیم ہے فرمایا۔ ہاں۔ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ مراۃ العقول میں تحریر فرماتے ہیں کہ مسجد کوفہ کی مذکورہ بالا ہیئت باقی نہیں خلفائے عباسیہ نے اس میں بہت کچھ تغیر و تبدل کر دیا ہے۔ (مجہول)

۶۔ فرمایا ستون ہفتم وہ ہے جو ابواب کندہ سے ملا ہوا ہے یہ مقام ابراہیم ہے اور پانچواں ستون مقام جبرئیل ہے۔

۷۔ راوی نے بیان کیا اصبغ بن نباتہ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے ساتواں ستون دکھایا اور کہا یہ مقام امیرالمومنین علیہ السلام ہے امام حسن علیہ السلام پانچویں ستون کے پاس نماز پڑھتے تھے۔ جب امیرالمومنین نے انتقال کیا تو امام حسن علیہ السلام نے وہاں نماز پڑھی اور یہ ستون باب کندہ کے پاس ہے۔ (ض)

۸۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ مسجد کوفہ ایک باغ ہے جنت کے باغوں میں سے۔ اس میں نماز پڑھی ہے ایکہزار انبیاء اور ستّر رسولوں نے، اس کے داہنی طرف رحمت ہے اور بائیں طرف مکر (بصرہ میں خلفائے جور کی حکومت تھی) اور اس مسجد میں عصائے موسیٰؑ ہے اور وہ درخت کدو ہے جو حضرت یونسؑ کے لئے بطن ماہی سے نکلنے کے بعد اگایا گیا تھا اور اس میں خاتم سلیمان ہے۔ یہی وہ جگہ ہے جہاں بزمانہ نوحؑ تنور سے پانی اُبلا تھا یہیں سے کشتیٔ نوحؑ چلی تھی اور یہی مسرہ بابل اور مجمع انبیاء ہے۔ (مجہول)

توضیح:- یہ فرمانا کہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے عام نگاہیں اس کو نہیں دیکھ سکتیں انبیاء و اوصیاء اور مومنین و مخلصین کی نگاہیں اس پوشیدہ باغ سے لذت اندوز ہو سکتی ہیں امام علی نقی علیہ السلام کو جب عباسی خلیفہ نے خان الصعالیک یعنی محتاج خانہ میں بطور مہمان رکھا تھا تو ایک بندۂ مومن نے عندالملاقات ایسی گندی جگہ میں آپؑ کے قیام پذیر ہونے پر اظہار رنج و ملال کیا تو آپؑ نے ہاتھ اٹھا کر فرمایا۔ ادھر دیکھ اس نے نظر اٹھائی تو ایک خوشنما نظر فریب چمنستان اس کے سامنے تھا فرمایا ہماری تفریح کا سامان خدا کی طرف سے ہے بندوں کے ذلیل کرنے سے ہم ذلیل نہیں ہوتے۔ اور ہماری آنکھیں وہ دیکھتی ہیں جو دوسرے نہیں دیکھتے۔ یہ واقعہ اس کا بھی ثبوت ہے کہ جنت آدم جنت ارضی بھی ہے جسے خدا نے نظر خلائق سے چھپا دیا ہے۔

عصائے موسیٰؑ کے متعلق شاید حضرت کی یہ مراد ہو کہ زمانۂ سابق میں وہ یہاں دفن ہوا اور پھر ہمارے آئمہ علیہم السلام

تک پہنچا۔ بعض احادیث سے ثابت ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے تبرکات ہمارے آئمہ کے پاس رہتے ہیں جو عام لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رہے۔ یا یہ مراد ہے کہ عصائے موسیٰ یہاں دفن ہے ہمیں وہ جگہ معلوم ہے جب چاہیں نکال لیں۔ اور درخت کدو سے ممکن ہے یہ مراد ہو کہ وہ اس سرزمین پر اگا تھا اور حضرۃ بابل سے یہ مراد ہے کہ جس طرح بابل مادی اموال کا مخزن تھا اسی طرح یہ سرزمین روحانی دولت سے مالامال ہے یا یہ کہ جس طرح بابل میں مجمع انبیاء رہا اسی طرح یہاں بھی رہا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ قدرت کے اسرار ہیں انسانی عقل و فہم کی وہاں تک رسائی نہیں۔ یہ باتیں تو انبیاء و اوصیائے انبیاء کو بذریعہ وحی و الہام بتائی جاتی ہیں۔ یہی جواب ہے ان تبرکات آئمہ کا جو ایک سے دوسرے تک پہنچتے رہے عام لوگوں کو اس لیے نظر نہیں آتے کہ وہ ان پر قبضہ کر لیتے۔ یہی جواب ہے امیرالمومنینؑ کے جمع کردہ قرآن کا کہ وہ ایک امام سے دوسرے امام تک پہنچتا رہا اور کسی کو اطلاع نہ ہوئی۔ یہ امور خصوصیات معصومین سے ہیں ورنہ عام لوگوں میں اور ان میں فرق کیا رہتا۔

﴿ بابٌ ﴾

✡(مسجد السهلة)✡

١ ـ عدّةٌ من أصحابنا، عن أحمد بن محمّد، عن أحمد بن أبي داود، عن عبدالله ابن أبان قال: دخلنا على أبي عبدالله عليه السلام فسألنا أفيكم أحدٌ عنده علم عمّي زيد بن عليّ؟ فقال: رجل من القوم: أنا عندي علم من علم عمّك كنّا عنده ذات ليلة في دار معاوية بن إسحاق الأنصاريّ إذ قال: انطلقوا بنا نصلّي في مسجد السّهلة فقال أبو عبدالله عليه السلام: وفعل؟ فقال: لاجاءه أمر فشغله عن الذّهاب، فقال: أما والله لو أعاذ الله به حولاً لأعاذه أما علمت أنّه موضع بيت إدريس النبيّ عليه السلام والّذي كان يخيط فيه ومنه سار إبراهيم عليه السلام إلى اليمن بالعمالقة ومنه سار داود إلى جالوت وإنّ فيه لصخرة خضراء فيها مثال كلّ نبيّ ومن تحت تلك الصخرة اُخذت طينة كلّ نبيّ وإنّه لمناخ الراكب، قيل: ومن الراكب؟ قال: الخضر عليه السلام.

۲ ـ محمد بن يحيى ، عن عليّ بن الحسن بن علي ، عن عثمان ، عن صالح بن أبي الأسود قال : قال أبوعبدالله عليه السلام و ذكر مسجد السهلة فقال : أما إنّه منزل صاحبنا إذا قام بأهله .

۳ ـ عنه ، عن عمرو بن عثمان ، عن حسين بن بكر ، عن عبد الرّحمن بن سعيد الخزّاز ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال : بالكوفة مسجد يقال له : مسجد السهلة لو أنّ عمّي زيداً أتاه فصلّى فيه واستجار الله لأجاره عشرين سنة ، فيه مناخ الراكب وبيت إدريس النبيّ عليه السلام وما أتاه مكروبٌ قطّ فصلّى فيه بين العشائين و دعا الله إلّا فرّج الله كربته .

باب ۱۰۲

مسجد سہلہ

۱۔ ہم حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت نے ہم سے پوچھا کیا تم میں سے کسی کے پاس میرے چچا زید بن علی کا علم ہے۔ ہم میں سے ایک نے کہا۔ ہم ان کے پاس معاذ ابن اسحاق کے گھر میں ایک رات رہے تھے جب انھوں نے ہم سے کہا۔ مسجد سہلہ میں ہمارے ساتھ نماز پڑھنے چلو، حضرت نے فرمایا پھر وہ گئے، اس نے کہا نہیں، ایک ایسا امر پیش آیا کہ وہ رک گئے۔ فرمایا قسم خدا کی اگر وہاں سے پناہ مانگتے تو وہ پناہ دیتا۔ کیا تم نہیں جانتے یہ ادریس نبی کی جگہ ہے یہاں وہ کپڑے سیتے تھے اور یہیں سے ابراہیم عمالقہ اور داؤد جالوت سے لڑنے چلے تھے اس مسجد میں ایک سبز پتھر ہے جس میں انبیاء کی تصاویر ہیں اور اسی پتھر کے نیچے سے نبی کی خلقت کے لیے مٹی لی گئی تھی اور راکب کے اترنے کی جگہ ہے پوچھا راکب کون ہے۔ فرمایا خضر علیہ السلام۔ (مجہول)

۲۔ فرمایا حضرت کہ قائم آل محمد جب ظہور کریں گے تو مسجد سہلہ ان کی پہلی منزل ہوگی۔ (مجہول)

۳۔ فرمایا حضرت نے کوفہ میں ایک مسجد ہے جس کا نام مسجد سہلہ ہے اگر میرے چچا زید یہاں آتے اور نماز پڑھ کر خدا سے دعا مانگتے تو وہ بیس برس ان کو پناہ دیتا۔ یہ راکب (خضر) کے اترنے کی جگہ ہے یہ ادریس نبی کا گھر ہے جو مصیبت زدہ یہاں آیا اس نے نماز پڑھ کر دعا مانگی تو اس کی مصیبت ضرور دور ہوئی۔ (مجہول)

ختم شد

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ہیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کر سکتے ہیں.

منجانب.

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان

Knowledge for All
SABIL-E-SAKINA
یا عباس

۷۸۶
۹۲_۱۱۰
یاصاحب الزماں ادرکنیؑ

DvD
Version

لبیک یا حسینؑ

خصوصی تعاون: نذر عباس
رضوان رضوی

اسلامی کُتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری ۔

www.ziaraat.com

SABEEL-E-SAKINA
Unit#8,
Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.
www.sabeelesakina.co.cc
sabeelesakina@gmail.com

NOT FOR COMMERCIAL USE